ضروری التماس

ہم اسوۂ حسنہ کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ بُرا بھلا جیسا کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ پسند ہو تو خریدار ہو جائیے اور سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر ہمیں اپنا ممنون بنائیے۔ ناپسند ہو تو رسالے کے نقائص سے مطلع کیجئے۔ کیا عجب ہی کہ ہم اُن نقائص کی اصلاح کرسکیں۔ لیکن براہ کرم خاموش نہ رہئے اسمیں ہمارا نقصان ہوتا ہے اور آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

جن حضرات کے پاس دفتر کی غلطی یا کسی وجہ سے ایک ہی نمبر مکرر سہ کر پہنچے وہ ہمپر اتنی عنایت کریں کہ فالتو پرچے اپنے کسی لائق دوست یا عزیز کو دیدیں اور کوئی حرج نہو تو اُن سے خریداری کی بھی تحریک کریں۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ کوئی رسالہ یا اخبار کامیابی کے ساتھ نہیں چل سکتا اور نہ اُسکے اخبار کا مقصد پورا ہوسکتا ہی تاوقتیکہ اُسکے خریداروں اور معاونوں کا دائرہ وسیع نہ ہو۔ ہمنے اسوۂ حسنہ کا چندہ بہت کم رکھا ہی یعنی ۷۵ صفحوں کے ماہوار رسالہ کیلئے صرف ۱؎ محض اسوجہ سے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی بھی اُس سے مستفید ہوسکیں اور ہماری اصلاحی کوششیں بار آور ہوں اتنے قلیل چندہ پر بھی اگر رسالہ کی اشاعت دو ہزار نہ ہوئی تو ہمیں اپنے محترم ناظرین سے ضرور شکایت ہوگی۔ ہمنے مسلمانوں کی بہبود کیلئے کچھ عرصہ تک دماغی اور مالی نقصان کا بار اپنے ذمہ لیا ہی مسلمان ہمارے لئے تکلیف گوارا کریں اور جہانتک ممکن ہو رسالہ کی اشاعت بڑھانے میں کوشش کریں ایسے معاونین کا نام اسوۂ حسنہ کی زندگی کی تاریخ میں زریں حروف سے لکھا جائیگا۔ اور خدائے تعالیٰ کی جناب سے اُنکو اپنی مساعی کا اجر ملیگا۔ آپکا خادم منیجر رسالہ اسوۂ حسنہ سعید منزل شہر میرٹھ

بہترین مضمون کیلئے ایک اشرفی انعام

زیور پہننے کی خرابیوں پر پہلی ششماہی میں جسقدر مضامین اسوۂ حسنہ میں درج ہونے کیلئے موصول ہونگے ان میں جن صاحب کا مضمون مذہبی اور اصلاحی نقطۂ نظر سے بہترین سمجھا جائیگا اُنکو ایک اشرفی دی جائیگی۔ مضمون مختصر۔ مدلل۔ مؤثر اور دلچسپ ہونے چاہئیں۔ ایڈیٹر

براہِ کرم ملفوفہ کارڈ کی خانہ پُری کرکے بواپسی ڈاک ارسال فرمائیں۔ اور اپنا پورا نام اور پورا پتہ نہائت صاف اور خوشخط لکھیں۔ منیجر

جلد ۱	اسوۂ حسنہ میرٹھ بابت ماہ اگست ۱۹۱۴ء مطابق شوال ۱۳۳۲ھ	نمبر ۱

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسوۂ حسنہ

بصارت و بصیرت

الحمد للہ رب العلمین - الرحمن الرحیم - مالک یوم الدین - والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین - الذی ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و علیٰ الہٖ و صحبہ اجمعین

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

"اسوۂ حسنہ" کے جاری کرنے کا خیال جو اس سے قبل ظاہر کیا گیا تھا - اللہ کا شکر ہے کہ آج اُسنے عملی صورت اختیار کرلی، جو احباب کرام کے پیش نظر ہے - جس طرح کسی نیک ارادہ کا دل میں پیدا ہونا توفیق خداوندی پر موقوف ہی اسی طرح اُس ارادہ کا قوۃ سے فعل میں آجانا اُن نعماے الٰہی میں سے ہی جنکا شکریہ ہر انسان پر فرض ہی اور اسلئے اگر آج ایک گنہگار جبین انسانی اُس کارساز حقیقی - اُس منعم ازلی کی پر شوکت وجبروت آستانۂ عزت وجلال پر اظہار عبودیت و اعترافِ الطاف کی غرض سے جھکنا چاہتی ہی تو جاے حیرت نہیں - کیونکہ باوصف تمرد و سرکشی کے وہ اپنے کو

آلودۂ معصیت، باا ینہمہ عدوان وشقاوت وہ اپنے تئیں ضعیف ولاچار سمجھتی ہے اور اُسے اس امر کا بکلی یقین ہے کہ جو شاہنشاہ گناہگاروں کو سزا دیسکتا ہے جو سرکشوں کی گردنیں توڑ سکتا ہے۔ وہ اُن آوازوں کو بھی سُن سکتا ہی جو پشیمان لوں سے نکلتی ہیں اُن صداؤں پر بھی فوراً متوجہ ہو جاتا ہے جو ایک منفعل ہستی کے اندر سے بلند ہوتی ہیں۔

جسوقت اُسوۂ حسنہ کے اجرا کا خیال دل ودماغ میں دوڑ رہا تھا، اُس وقت اُن سخت مشکلات کا بھی خیال احساس تھا جو عموماً آجکل ہر رسالہ یا اخبار کو پوری کامیابی کے ساتھ چلانے میں پیش آتی ہیں اور شاید ایک کمزور دل ودماغ والے انسان کیلئے یہ کافی اسباب تھے کہ وہ خیال ہی دل سے نکال ڈالا جاتا لیکن وہ قوت جسنے بارہا ضعیف کو قوی پر غالب کر دیا، یہاں بھی آڑے آئی اور اپنے اُن بیشمار ولاتعداد احسانات میں جن سے ہر نفس حیات لدا پڑا ہے ایک اور اضافہ کیا، اسوۂ حسنہ جسکا مقصد خود اُسکے نام ہی سے ظاہر ہے، " خوارق " کا دعویٰ لیکر نہیں نکلتا بلکہ وہ اُس سیدھی سادی، بے لوث، زندگی کی یاد تازہ کرنا چاہتا ہی، جو دنیا کے سب سے بڑے انسان حضرت محمدؐ (روحی فداہ) نے ہمارے سامنے اپنے اخلاق وعادات کردار وگفتار سے پیش کی، اور نہ صرف اُسکی یاد ہی تازہ کرنا چاہتا ہے بلکہ اس امر کا خواہاں ہی کہ زمانۂ موجودہ میں، جو ہمارے لئے سخت ابتلاو آزمائش کا زمانہ ہے اور جسکا ہر ہر لمحہ ہماری روحانی نگونساری واخلاقی موت کی ایک غیر فانی یادگار چھوڑکر گزرا جارہا ہے۔ اُس زندگی کو پیش نظر رکھکر لوگوں میں حصول حیات کا شوق پیدا کرے اور بتلادے کہ اگر مسلمان مسلمان ہے اور وہ اس عالم کے ہر ہر ذرہ پر حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے تو اُسکا ایک اور صرف ایک طریقہ ہے وہی اسوۂ حسنۃ فی محمد واصحابہ۔

. . . .

. . . . افسوس ہی کہ یہ پہلا پرچہ حقیقتاً ہمارے حسب منشا، اور ہمارے مطمح نظر کے مطابق مرتب نہ ہو سکا اور نہ ہم اپنے مقاصد ہی کو اس مرتبہ قلت گنجائش کی وجہ سے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر سکے جس سے ہمارے محترم احباب کو ہمارے نصب العین کے پورے طور پر سمجھنے میں مدد ملتی اور اسوۂ حسنہ کے لئے تحریر مضامین میں سہولت ہوتی۔ لیکن امید ہے کہ آئندہ پرچہ میں ہم اپنے دائرہ عمل کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر سکینگے اور اپنے نصب العین کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم اُن کرم فرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہم کو نہ صرف اس پرچہ کی ترتیب میں اپنے زور قلم سے مدد دی بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہمارے دل میں بڑی بڑی امیدیں پیدا کر دی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اسوۂ حسنہ کے قلمی معاونین انشاءاللہ اُس نقطۂ نظر سے کبھی نہ ہٹینگے جس کا حصول "اسوۂ حسنہ" کے مساعی کا حقیقی جولانگاہ ہے۔

آخر میں ہم مولیٰ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ارادوں میں ثبات و استقلال عطا فرمائے اور ہمیں اس کٹھن راستہ کے موانع و مشکلات پر غالب آنے کی توفیق دے۔ آمین۔ بحرمتہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ اجمعین۔

شوال کی سترہویں اسی ماہ شوال کی ۱۷ تاریخ سے حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا عرس شریف دہلی میں شروع ہونیوالا ہی جو شوال کی سترہویں کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اس تقریب میں جہاں اور ہزاروں آدمیوں کا ہجوم ہوا کرتا تھا وہاں بازاری عورتیں بھی مع اپنی تقویٰ شکن اداؤں کے شریک ہوتی اور مجرا کیا کرتی تھیں اس قبیح دستور کے مفاسد کو ہمارے محترم حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے خاص طور سے محسوس کیا اور تمام صاحبزادگان درگاہ اور جاہل ہوی پرست صوفیوں کی ناخوشی بھی

مول لیکر کسی نہ کسی طرح وہ صرف اسقدر اصلاح کراسکے کہ احاطہ درگاہ شریف کے اندر شاہدان بازاری کا مجرا بند ہو گیا۔ لیکن ضرورت ہی کہ ایسے جلیل القدر شیخ کے آرامگاہ پر اور جو نہایت ناپاک بدعتیں ہوتی ہیں۔ اُنکا بھی نہایت سختی کے ساتھ کامل انسداد کیا جائے کوشش ہونی چاہیے کہ نہ صرف زنان بازاری کو بلکہ تمام عورتوں کو عرس کے موقع پر ہرگز نہ آنے دیا جائے یا کم سے کم اُنکے لئے اجمیر شریف کی طرح کوئی پردہ کی جگہ مخصوص کردی جائے جو لوگ سترہویں شریف میں حاضر ہوتے ہیں وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ خاص صحن درگاہ شریف میں نہایت آزادی کے ساتھ مردوں اور عورتوں کا تصادم اور ناجائز بے حیائی کے ساتھ شب و روز ملنے جلنے اور چھیڑ چھاڑ کے کھلے ہوئے وسائل سے فائدہ اُٹھانا۔ بچوں کا پیشاب پاخانہ سے صحن کو نجس کرنا کیسا المناک اور حیا سوز منظر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب ممدوح جنکا وہاں کے حصہ داران انتظام میں تنہا متاثر ہونے والا وجود ہے ان باتوں کو بہت پہلے محسوس کر چکے ہیں لیکن کیا کیا جائے اُن کی مجبوریاں بھی بہت سخت ہیں کیونکہ اس قسم کی باتوں کا انسداد کرنا صاحبزادگان درگاہ شریف کی آمدنی میں کمی کرنا اور ان سے دشمنی مول لینا ہے (جس سے پہلے وہ بہت کچھ نقصان اُٹھا چکے ہیں) لیکن ہمارے لئے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے سوائے اسکے کہ پھر خواجہ صاحب موصوف ہی کے حسیات و تاثرات سے اپیل کریں اور دہلی کے معزز معاصرین ہمدرد و کامریڈ کو اس طرف توجہ دلائیں۔ اگر خواجہ صاحب اور مسٹر محمد علی دونوں صاحبان استقلال سے کوشش کریں تو انشاء اللہ ضرور کچھ نہ کچھ اصلاح ہوگی۔ دوسرے صاحبزادگان درگاہ شریف میں بھی ماشاء اللہ بہت سے مولوی صورت بزرگ ہیں ہم اُنکی خدمت میں بھی نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ خدا کیلئے چند ٹکوں کے لالچ میں عام مسلمانوں کے اخلاق خراب کرنیکے گناہ کو نہ خریدیں اور جلد سے جلد ان مذموم امور کی اصلاح کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر وہ چاہیں تو اُنکے لئے اور بہت سے وسائل آمدنی مہیا ہو سکتے ہیں۔

مفسد جرمنی کا انجام | جرمنی جسکے غرور و تمرد نے یورپ کے موجودہ ہولناک خونیں فسانہ کی بنیاد ڈالی - جو تنہا اس تمام خونریزی و بدامنی کا ضامن ہے اور جو اس جنگ میں بہت برا نمونہ اپنے اخلاق و معاملہ کا پیش کر رہا ہے ہر طرف سے پسپا کیا جا رہا ہے اور وہ زمانہ دور نہیں جب اُسے اپنی کامل شکست و پامالی کے بعد قرآن مجید کی حکیمانہ تعلیم لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا (ملک کا انتظام درست ہوئے پیچھے اس میں فساد نہ پھیلاؤ) کے فلسفہ پر غور کرنیکا موقعہ مل سکیگا۔

انگلستان اور ہندوستان کے اختلافات | ہندوستان کا ہر شیعہ - سنی - وہابی اور بدعتی مولوی اس خبر کو حیرت سے سُنے گا کہ جس وقت سلطنت برطانیہ کو اپنے قوائے حربی دشمن (جرمنی) کے مقابلہ میں کام میں لانا پڑے تو وہی آئرلینڈ والسٹر جہاں تحفظ حقوق کے جوش کا مظاہرہ اپنی ہیبت ناک لہروں سے جزیرہ انگلستان کو گھیر لینا چاہتا تھا یکایک رُک گیا اور اُٹھتی ہوئی موجیں سکون و امن میں تبدیل ہو گئیں اور وہی حقوق طلب عورتیں جنکی آزادی و بے باکی نے ایک آفت برپا کر رکھی تھی خاموش ہو کر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ گئیں فاعتبروا یا اولی الابصار - یہ ہیں ایک زندہ قوم کے کارنامے اور یہ ہیں ایک ترقی کرنیوالے ملک کی خصوصیات۔

نیکی کا بدلہ نیکی ہے | من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ' جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہوگا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کریگا - سلطنت برطانیہ نے ہندوستان میں انصاف کی حکومت اور امن و اماں قائم کرکے اور تعلیمی - معاشرتی - اور تمدنی ترقی کے بہترین وسائل و ذرائع مہیا کرکے حقیقتاً ہندوستانیوں پر بڑے بڑے احسانات کئے ہیں - ان احسانات کا بدلہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہی کہ آجکل جبکہ مغرور جرمنی ہماری گورنمنٹ سے نبرد آزما ہے اور ایک صلح پسند قوم کو زبردستی جنگ کے کانٹوں میں گھسیٹ رہا ہے ہم بھی اپنی جان و مال سے حضور قیصر معظم شاہ جارج پنجم کی امداد کیلئے تیار ہو جائیں اور اپنے تمام

سیاسی و غیر سیاسی مطالبات و اختلافات کو اُس وقت تک کیلئے قطعًا ملتوی کردیں جب تک ہماری گورنمنٹ کو اپنے خارجی انتظامات و افکار سے پوری فرصت و مہلت نہ مل جائے ہم مسلمانوں سے خاص طور پر درخواست کرتے ہیں کہ وہ مصیبت زدگان جنگ کی امداد اور عرصہ تک جاری رہنے والی جنگ کے اخراجات کیلئے سیر چشمی اور فراخدلی سے چندے دیں۔ اور اگر گورنمنٹ کو اُن کی بدنی خدمات کی ضرورت ہو تو والنیٹر بنکر اُسکی مدد کریں مسلمانوں کا طبی مشن جہانتک جلد ممکن ہو میدان جنگ کو روانہ ہوجانا چاہیئے۔

رحمۃ للعالمین اس کتاب میں جسکا کچھ حصہ "خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے اس رسالہ میں کہیں نقل کیا گیا ہے۔ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ کے سوانح شریفہ اور اخلاق عظیمہ نہایت مؤثر اور محققانہ انداز میں بڑی محنت و قابلیت سے لکھے گئے ہیں۔ اسلوب بیان اور مصنف کی تلاش و تحقیق کا حال مضمون "خلق محمدی صلعم" سے معلوم ہوجائے گا۔ یہ کتاب ۱۳۶ صفحات پر محیط ہے اور نہایت عمدہ چھپی ہے۔ مسلمانوں کو اس تصنیف کی قدر کرکے مصنف جناب مولنا قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان اسپیشل مجسٹریٹ ریاست پٹیالہ مقیم بھٹنڈہ کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے۔ قیمت درج نہیں ہے مصنف کے پتہ سے ملسکتی ہے۔

سیرۃ نبوی و سیر امہات المؤمنین سیرۃ نبوی کی پہلی جلد مکمل ہوکر پریس میں جاچکی ہے مولانا شبلی اس متبرک فرض کے انجام دینے میں منہمک ہیں۔ امید ہے کہ بقیہ جلدیں بھی جلد شائع ہوسکیں گی۔ ہرچند سیرۃ نبوی کے ضمن میں ازواج مطہرات رض اور جناب سیدۃ پاک کا حال بھی ضمنًا آجانا ضروری ہے لیکن ظاہر ہے کہ اُس میں ان سوانح مقدسہ سے تفصیلی بحث نہیں کی جاسکتی۔ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے اس اہم ضرورت کو محسوس فرماکر سیر امہات المؤمنین کی تالیف کیلئے بھی ایک معقول رقم منظور فرمائی ہے اور مولوی سید محمد سلیمان صاحب ندوی اور مولوی عبد السلام صاحب ندوی کو اس پر مامور کیا ہے چنانچہ مولوی سید سلیمان صاحب نے سیرۃ عائشہ رض کا کام شروع کردیا ہے تین چار ماہ میں ختم ہوجائیگا۔

"خلق محمدی" کا نارو استعمال آجکل جب کسی مسلمان کی طرف سے اخلاق کا کوئی بُرا نمونہ دیکھا جاتا ہے تو اُس سے متاثر ہونیوالا شخص، جلکے اُسکی اس حرکت کو 'خلق محمدی' سے تعبیر کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ "طنزیات" جو لٹریچر کی جان ہیں اور جو تنبیہ کیلئے بہت مؤثر ثابت ہوتے ہیں، ناجائز نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خیال عزت و احترام جو مقدس ذات نبوی کے ساتھ مخصوص ہے اس بات کی کبھی اجازت نہیں دیسکتا کہ اسکے خلق عظیم کو طعن و تشنیع کی صورت میں ایسے شخص کے افعال ردیہ سے نسبت دی جائے جو ننگ اسلام ہو۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ معاصرین جو اپنے تنوعات ادب میں اس قسم کا حسن بیان پیدا کرنا چاہتے ہیں کم ازکم اُس مقدس وجود کے ذکر سے باز رہینگے جسکے متعلق سوء ادب کا بعید ترین احتمال بھی کسی طرح پسندیدہ نہیں ہوسکتا۔

مولوی عبدالسلام صاحب ندوی کا فتویٰ ہمیں یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ مولوی عبدالسلام صاحب ندوی نے معزز معاصر الہلال میں ایک مبسوط مضمون لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اسلام نے شاگرد پر اُستاد کے کچھ حقوق قائم نہیں کئے۔ اور یہ کہ طلبا کا اُستادوں کے خلاف اسٹرائک کردینا جائز ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مولوی صاحب موصوف کو محض ذاتی رنجشوں کی بنا پر ایک متفق علیہ اسلامی مسئلہ کے خلاف اسقدر جسارت سے کام لینے کی کیسے جرات ہوئی۔ لیکن ہم خوش ہیں کہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے اس عجیب فتوی کی الہلال ہی کے ذریعہ سے معقول تردید کرکے ہمیں اُسکے جواب دینے کی زحمت سے بچا لیا۔ ہمارا خیال تھا کہ ندوہ کے فارغ التحصیل طلبا آجکل کے مولویانہ نزاعوں سے الگ تھلگ رہکر کام کی باتوں پر توجہ کرینگے لیکن افسوس کہ اب یہ خیال غلط ثابت ہورہا ہے مولوی عبدالسلام صاحب کو اپنے طرز عمل سے ندوہ کی تعلیم اور مولانا شبلی کی شخصیت کو بدنام نہ کرنا چاہئے۔

اطلاع۔ بعض مضمون نگار صاحبان کا اصرار تھا کہ اُنکے مضامین پہلے ہی نمبر میں درج کئے جائیں اسلئے مجبوراً اس نمبر کا حجم بڑھانا پڑا۔ آئندہ رسالہ ۲۰ صفحوں پر شائع ہوا کریگا لیکن قلم باریک کردیا جائیگا

نمبر ۲

خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولٰنا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری مصنف رحمۃ للعالمین)

خلق محمدی ایسا لفظ ہے۔ کہ اب بہترین بزرگوں کے عادات و اخلاق۔ اطوار و شمائل کے اظہار کے لئے شبیہ بن گیا ہے۔ میں اس جگہ کمالات نبوت او رخصوصیات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کرونگا۔ صرف وہ سادہ حالات لکھنے مقصود ہیں جنکو کوئی سعادتمند ازلی اپنے لئے نمونہ بنا سکتا ہے۔ وَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ تمہارے لئے رسول اللہؐ کا بہترین نمونہ موجود ہے +

سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ لکھنا پڑہنا نہ جانتے تھے اور بعثت نبوۃ کے زمانہ تک کسی عالم کی صحبت بھی میسر نہ ہوئی تھی +

تیر افگنی۔ شہسواری۔ نیزہ بازی۔ سجع گوئی۔ قصیدہ خوانی۔ نسب دانی اُس زمانہ کے ایسے فنون تھے جنہیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصول شہرت اور عزت کیلئے ضرور سیکھ لیا کرتا تھا اور جنکے بغیر کوئی شخص ملک ورقوم میں کوئی عزت یا امتیاز حاصل نہ کرسکتا تھا نبی صلعم نے ان فنون میں سے کسی کو بھی (الکتابا) حاصل نہ کیا تھا اور نہ کسی پر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتا ہے:-

آنحضرت صلعم خندہ رو۔ ملنسار۔ اکثر خاموش رہنے والے۔ بکثرت ذکر خدا کرنیوالے لغویات سے دور۔ بیہودہ پن سے نفور۔ بہترین رائے۔ بہترین عقل والے تھے +

انصاف کے معاملے میں قریب بعید آنحضرتؐ کے نزدیک برابر ہوتا تھا مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غربا میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اُسکی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب

کرتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے جبتک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہ سے کمال محبّت فرمایا کرتے۔ سفید زمین پر (بلا کسی مسند و فرش کے) نشست فرمایا کرتے۔ اپنے جوتہ کو خود گانٹھ لیتے اپنے کپڑے کو خود پیوند لگالیتے تھے۔ دشمن اور کافر سے بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے[1]۔

حجۃ الاسلام غزالی رح لکھتے ہیں:۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مویشی کو چارہ خود ڈال دیتے۔ اونٹ کو باندھتے۔ گھر میں صفائی کرلیتے۔ بکری دوہ لیتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھکر کھالیتے۔ خادم کو اُسکے کام کاج میں مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جاکر خرید لیتے۔ خود اُسے اُٹھالاتے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ خورد و بزرگ کو سلام پہلے کردیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہولیتا اُسکے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلا کرتے۔ غلام و آقا۔ حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے۔ رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے۔ کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کیلئے کہتا قبول فرمالیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اُسے برغبت کھاتے رات کے کھانے میں سے صبح کیلئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے اُٹھا نہ رکھتے۔ نیکو خو۔ کریم الطبع۔ کشادہ رو تھے مگر ہنستے نہ تھے۔

اندوہگین تھے۔ مگر ترش رو نہ تھے۔ متواضع جس میں دنائت نہ تھی۔

باہیبت۔ جس میں درشتی نہ تھی۔ سخی تھے۔ مگر اسراف نہ تھا۔

ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے۔ کسی سے سے کچھ طمع نہ رکھتے۔ سر مبارک جُھکائے رکھتے تھے[3]۔

حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ رح لکھتے ہیں:۔

جو کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یکبارگی آجاتا وہ ہیبت زدہ ہوجاتا اور جو کوئی پاس آبیٹھتا وہ فدائی بن جاتا[4]۔

---

[1] خلاصہ تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو صفحہ ۲۴۔ [2] شفا ر عیاض صفحہ ۳۱۲۔ [3] کیمیائے سعادت صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۲ء
[4] یہ فقرہ سیدنا علی مرتضیٰ رض کے کلام کا ترجمہ ہے فرماتے ہیں من راٰہ بدیھۃً ھابہ ومن خالطہ احبہ عشقۃً۔

کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک خدمت کی۔ اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف (ہونھ) تک نہ کہا۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی کسی پر لعنت نہ کیا کرتے۔ دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے۔ خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے۔ ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچا۔ کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے۔ ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے[۱]۔

صحیح بخاری میں ہے:۔

آنحضرت مطیع کو بشارت پہنچاتے۔ عاصی کو ڈر سناتے۔ بیخبروں کی پناہ۔ خدا کے بندہ و رسول۔ جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے نہ درشت خو۔ نہ سخت گو۔ چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی نہیں لیتے۔ معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے۔ گنہگار کو بخشدیتے۔ اُنکا کام کجی ہائے مذاہب کو درست کر دینا ہے۔ اُنکی تعلیم اندھوں کو آنکھیں۔ بہرہ کو کان دیتی غافل دلوں کے پردے اُٹھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خوبی سے آراستہ جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف۔ سکینہ اُنکا لباس۔ نیکوئی اُنکا شعار۔ تقویٰ اُنکا ضمیر۔ حکمت اُنکا کلام عدل اُن کی سیرت ہے۔ اُنکی شریعت سراپا راستی۔ اُن کا ملت اسلام۔ ہدایت اُنکی رہنما ہے۔ وہ ضلالت کو اُٹھا دینے والے۔ گمناموں کو رفعت بخشنے۔ مجہولوں کو نامور کر دینے والے قلت کو کثرت۔ اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں[۲]۔

---

[۱] حجۃ البالغہ صفحہ ۲۸۵۔ [۲] یسعیاہ نبی کی کتاب کا ۴۲ باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس باب کے مندرجہ ذیل درس ناظرین اسجگہ ملاحظہ کریں۔ دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اُسپر رکھی۔ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ ۲۔ وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا۔ ۳۔ وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور دہکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ عدالت کو جاری کرائیگا کہ دائم رہے۔ ۴۔ اُسکا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائیگا جبتک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ اور بحری ممالک اُسکی شریعت کی راہ تکیں۔ ۵۔ خداوند خدا جو آسمانوں کو خلق کرتا اور اُنہیں تانتا جو زمین کو اور اُنہیں جو اُس سے نکلتے ہیں پھیلاتا اور اُن لوگوں کو جو اُسپر ہیں

(باقی دیکھو ...)

سکوت اور کلام | نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرمایا کرتے۔ آنحضرتؐ نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے۔ کلام میں آورد ذرا نہ تھی۔ گفتگو ایسی دل آویز ہوتی تھی کہ سُننے والے کے دل اور روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ آنحضرت کا یہ وصف ایسا مسلم تھا کہ مخالف بھی اُسکی شہادت دیتے تھے اور جاہل دشمن اسی کا نام سحر و جادو رکھا کرتے۔ سلسلۂ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جسمیں لفظاً معناً کوئی خلل نہ ہوتا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سُننے والا چاہے تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا[له]۔ (باقی آئندہ)

ہم اپنے محترم مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان کے ممنون ہیں کہ آپ نے اُسوۂ حسنہ کے مقاصد کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف فرما کر اُسکے لئے بشرط فرصت مضامین تحریر فرمانیکا وعدہ کیا ہے اور ہم کو اجازت دی ہے کہ فی الحال ہم اُنکی قابل قدر اور مشہور تصنیف رحمۃ للعالمین سے (جسپر کسی دوسری جگہ تقریظ لکھی گئی ہے) باب خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ میں نقل کر لیں چنانچہ مضمون بالا اسی متبرک باب کا ایک ٹکڑا ہے۔ باقی حصہ بھی انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں بہ اقساط درج کیا جائیگا اور کچھ عرصہ تک یہ مفید سلسلہ برابر جاری رہیگا۔ مضمون نہایت ضروری ہے ناظرین کو چاہیے کہ وہ اسے غور سے پڑھیں اور اپنے اخلاق و اعمال کو اُس مقدس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں جسکا خاکہ مولانا ممدوح نے اپنے مضمون میں نہایت خوش اسلوبی سے کھینچا ہے۔ قلمی معاونین سے ہماری خصوصیت کے ساتھ درخواست ہے کہ مولانا نے جن شمائل نبویہ کا مختصراً ذکر کیا ہے وہ ان میں سے ہر ایک پر ایک مستقل مضمون لکھیں اور اُن کو شرح و بسط کے ساتھ ایسے مؤثر اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کریں کہ طبیعتیں اصلاحی اثر قبول کر سکیں۔ ایڈیٹر۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ سانس دیتا اور اُنکو جو اُسپر چلتے ہیں روح بخشتا۔ یوں فرماتا ہے۔ ۶۔ میں خداوند نے تجھے صداقت کیلئے بُلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دونگا۔ ۷۔ کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور بند ہوؤں کو قید سے نکالے اور اُنکو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔ قید خانے سے چھڑاوے۔ تمام باب ملاحظہ طلب ہے۔ پادری ان الفاظ کو مسیح کیلئے کہتے ہیں لیکن الفاظ تو اُسکے حق میں ہیں جسے خدا کہتا ہے ”میرا بندہ“ اور پادریوں کو انکار ہے اور اقرار نہیں کہ مسیح خدا کا بندہ تھا۔ معہذا درس ۱۱ میں بیابان عرب کا ذکر ہے اور قیدار کا نام موجود ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام ہے۔ نیز سلع کا ذکر ہے جو مدینہ طیبہ کا قدیم نام ہے اور مدینہ کے اندر جو پہاڑی ہے وہ ابتک اسی نام سے موسوم ہے۔ درس ۱۳ میں اس موعود کا جنگی مرد ہونا بیان کیا گیا ہے۔ درس ۱۷ میں ذکر ہے کہ بُت پرستوں کو اُس سے ذلت و پشیمانی حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ جملہ علامات ایسی ہیں جو مسیح علیہ السلام پر صادق نہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصیت رکھتی ہیں۔ کعب رضٰ احبار اس مقام کو خاصۃً آنحضرت کیلئے ہی بتلایا کرتے تھے“۔

له زاد المعاد۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۷۔

نمبر ۸

طائر سبز فام کا پیام

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

ذکر اسی شب برات کا ہے۔ جبکہ پہلے آسمان پر وہ جلوہ افروز تھا۔ جسکو خدا کہتے ہیں آسمان پر پہرے لگے ہوئے تھے۔ فرشتے اپنی نوکریوں پر سربسجود اور بالقیام حاضر تھے۔ چاند کی شمع جل رہی تھی۔ تاروں کے فانوس جگمگا رہے تھے۔ زہرہ گنگناتی تھی۔ اور نغمہ بجاتی تھی۔ مشتری وجد کرتا تھا۔ عطارد سال بھر کی تقدیروں کے نوشتے پیش کر رہا تھا مریخ تلوار کھینچے کھڑا تھا +

تخت رب العالمین ظہور ذات سبحانی کی مستی میں جھوم رہا تھا +

مینے دیکھا ایک سبز پرندہ دست قدرت پر بیٹھا ہے اور مخلوق پناہ رب سے کچھ کہہ رہا ہے۔ قدرت کا دوسرا ہاتھ اسکے سر پر شفقت سے پھر رہا ہے۔ اور بار بار اُس پرندکی نقار سُرخ کو بوسے دئے جاتے ہیں +

اتنے میں ایک زمردیں قفس لایا گیا جسکے اندر موتیوں کا جھولا پڑا ہوا تھا۔ جانور پھدک کر اس پنجرہ کے اندر چلا گیا۔ اور قفس کی تیلیوں میں سے چونچ نکال کر مستانی صدا میں کچھ اور گانے لگا۔ غیب کے ہونٹ پھر بڑھے اور فریادی پرندہ کی چونچ کو چوم کر اسکا پنجرہ ایک موجود وجود کے حوالہ کر دیا گیا۔

یہ موجود وجود پنجرا ہاتھ میں لئے ہوا میں تیرتا فراٹے بھرتا دم کے دم میں زمین پر آگیا +

یہ بمبئی میں داؤد یہودی کا گھر تھا جہاں حسن نظامی کا خاکستانی پیکر جلووں کی دید کے لئے آنکھیں مانگ رہا تھا۔ آج شب برات ہے۔ میں بصیرت مانگتا ہوں۔ لال پڑی

کا پنجرا نہیں مانگتا۔ آپ کی بھی عجب دین ہے۔ بھوکے کو کپڑا دیتے ہو اور ننگے کو روٹی
اندھے کو کان دیتے ہو اور بہرے کو آنکھیں +

صاحب شیلی آنکھ کا طلبگار ہوں۔ اور لیلیٰ یار کا خواستگار ہوں۔ یہ جانور کسی بچہ
کو بخشئے۔ یہ کھلونا کسی نادان کے حوالہ فرمائیے +

چینی کی رکابی میں بنے ہوئے پھولوں کو کیا کروں۔ رنگ روپ بھی ہے دوام قرار
بھی ہے مگر نیچرل ادائیں نہیں۔ نہ وہ گل اندامی کی مہک ہے۔ طلائی نقرئی گلدانوں کے
گلدستے مجکو منظور نہیں۔ یا جنگلی پودا درکار ہے جو اپنے بھروسہ اور اپنے پاؤں کا سزاوار ہو۔
کھجور کے درخت میں آم نہ لگا۔ انگور کی شاخ میں کریلے نہ پھیلا +

وجود موجود! قرن ہستی کے نمود!! تو کیا جانے عبد و معبود کے کلمہ کلام کو۔ نابود
ہو جا۔ اور اس جوہرستانی پنجرے کے سامنے سے ہٹ جا۔

وجود موجود نے ایک ہلکی سی جنبش کی اور اپنی نامفہوم صدا میں کہا +

معدوم ہستی نما آدم! آج کی رات لین دین اور جزا و سزا کی رات ہے۔ اجسام و
ارواح۔ الفاظ و معانی۔ بندہ و خدا کی یکجائی کی رات ہے۔ ہر طلب کی حقیقت مجاز کا لباس
پہنتی ہے۔ آج دربار سے جسکو جو ملتا ہے اسکی خواہشوں کا مجسمہ ہے۔ تو جو اکڑتا ہے۔
اُلٹی سیدھی باتیں بنا کر اپنا کوئی ممتاز مطالبہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ غور کر کہ یہ جانور اور
یہ پنجرا تیری ہی خواہشوں کا برزخ ہے۔ تیرے ہی مطالبات کا ہیولیٰ ہے +

بصیرت کیوں مانگتا ہے؟ کسکی دید کا طلبگار ہے۔ دیکھ کہ اس قفس میں سب کچھ
نمودار ہے۔ یہ طائر سبز فام طریق حیات کا خضر ہے۔ اور عطائے ربانی کا مجازی برزخ ہے
جس طرح تیری دعا اس زبان سے تھی جو اصلی حسن نظامی کی نہیں۔ تیری طلب اس دل سے تھی
جو حقیقی حسن نظامی سے خارج ہے۔ تیرے ارادے اس دماغ سے تھے جو واقعی حسن نظامی
سے تعلق نہیں رکھتا۔ لہذا اسکا جواب۔ اسکا عوض۔ اسکا تبادلہ بھی اس صورت میں ہوا

جو تیری آنکھوں کو اجنبی اور غیر نظر آتا ہے +

وجود موجود کی گفتگو ختم نہوئی تھی کہ طائر سبز فام نے اپنی شیریں نوا بولی کو اُردو زبان میں آمیز کرکے یوں دُرافشانی شروع کی +

پہلے ثابت کر کہ تو ہی حسن نظامی ہے۔ پھر دیکھ کہ میں ٹھیک تیرا ہی مطالبہ ہوں یا کچھ اور۔ ارے نادان یہ سارا جہان وہ نہیں ہے جو تو دیکھتا ہے۔ وہ نہیں ہے جسکا تصور تیرے ظلماتی ذہن میں آتا ہے۔ یہ شکلیں حیوان و انسان کی۔ یہ صورتیں شجر و حجر کی دیکھنے میں کچھ اور ہیں اور حقیقت میں کچھ اور ہیں ایسی ہی ان اجسام کی ارواح کے جذبات و خیالات اپنے اندر باہر کی جو شکلیں بناتے ہیں وہ سب بے معنی اور مہمل ہوتی ہیں +

اول تو مسلمانوں کی قوم کو دیکھ۔ پھر دوسری قوموں پر نظر ڈال۔ بلندی و پستی عروج و زوال۔ شہ زوری و بے چارگی۔ سرکشی و بےبسی کے دو کارخانے دکھائی دینگے جو ایک دوسرے کے بالکل برخلاف کام کر رہے ہیں۔ جب ایک فریق بلند ہوتا ہے تو جان لے کہ اسنے خود اپنی بلندی کو بلند نہیں پایا۔ دوسرے اسکو بلند سمجھتے ہیں اور اسکو رات دن اپنی پستی کا تصور رہتا ہے۔ جو عروج میں ہیں انکو اپنی حالت زوال پذیر نظر آتی ہے۔ شہ زور کو ہمیشہ کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔ سرکش دوسروں کو مرعوب کر لیتا ہے تو خود اپنے نفس سے بھی مرعوب رہتا ہے اور اپنی کم طاقتی کا صدمہ سہتا ہے +

لیکن میں جسکے پاس آتا ہوں اسکو چند روز میں منتہائے مقصود کی اصلیت بتا دیتا ہوں۔ سمجھا دیتا ہوں۔ بلکہ آنکھوں سے دکھا کر ذہن و دماغ پر نقش کر دیتا ہوں +

دیکھ کہ میں مدینہ کے گنبد خضرا برج سبز کا برزخ ناسوتی ہوں۔ میری منقار سُرخ کے آگے گردن جھکا۔ جسکو پروردگار کے لبِ لبے چوما۔ اور میرے ہر بول کی صدا اور میری ہر حرکت پر قدم اُٹھائے چلا جا کہ یہی میرا اسوۂ حسنہ ہے اور اسی کے اندر تو اپنے سب مطالبات مشاہدہ کریگا اور پائیگا +

تبصرہ

اسوۂ حسنہ

(از جناب مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

لغت عرب میں اسلام کے معنی نیک نمونہ کے بھی ہیں۔ اسلام کی پیروی سے پیروان اسلام اس قابل بن جاتے ہیں کہ تمام دنیا جہان کے واسطے انکے کردار اور ان کی گفتار و رفتار بطور نیک نمونہ اور نیک مثال کے قابل تقلید اور لائق تتبع سمجھے جاتے ہیں۔ قرون اولیٰ میں جب مسلمان اسلام کی حرف بحرف پابندی کرتے تھے ان کی یہی حالت تھی۔ غیر قومیں انکے رسم و رواج کی۔ انکے قول و فعل کی ان کے طرز معاشرت کی۔ ان کی وضع قطع کی۔ ان کے لٹریچر کی انکے علوم و فنون کی ان کی صنعت و حرفت کی۔ ان کی مہمان نوازی کی۔ انکی خوش خلقی کی۔ ان کی اخوت و ہمدردی کی۔ انکے اتفاق و یکجہتی کی۔ انکے رزم و بزم کی۔ انکے آئین و قوانین کی غرض انکی ہر بات کی تقلید باعث فخر سمجھتی تھیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ اب مسلمانوں نے اسلام کی خوبیوں کو چھوڑ کر دیگر اقوام کے بیہودہ اور خلاف شرع رسم و رواج اور توہمات و باطل پرستی کو اختیار کرلیا ہے اور بر خلاف خذ ما صفا ودع ما کدر کے خذ ما کدر ودع ما صفا پر عمل کرتے ہیں۔ اسلام تو ہمیں قرآن مجید کی پیروی کی شرط پر خیر الامم کا لقب دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ میری پیرو تمام اقوام سے ہر امر میں گوئے سبقت لیجائیں مگر اپنی شامت اعمال سے ہماری حالت یہ ہو رہی ہے کہ ہمنے قرآن مجید کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور رجعت قہقری و ترقی معکوس کر رہے ہیں ✦

اسلام نے اپنی متبعین کو جس نیک نمونہ کی پیروی کی ہدایت فرمائی ہے اسکا ذکر آیات مندرجہ ذیل میں ہے:۔

(۱) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ (پ ۲۸ س الممتحنۃ ع ۱)

مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ انکے ساتھ تھے پیروی کرنے کو تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے +

(۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیراً (پ ۲۱ س الاحزاب ع ۱۹) مسلمانو! تمہارے لئے یعنی ان لوگوں کیلئے جو اللہ اور روز آخرت کے عذاب سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الہی کیا کرتے ہیں پیروی کے کو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے +

غور کرو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی پاک زندگی ہر فرقہ وطبقہ کے لوگوں کے لئے بطور نیک مثال و نمونہ کے موجود ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رنگ میں زندگی بسر کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ہر حالت میں کامل انسان و مظہر اتم الوہیت ہیں آپ فخر رسل اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ عادل و کرم گستر اور نامور و مقتدر بادشاہ ہیں۔ آپ بہادر و جفاکش و مظفر و منصور سولجر ہیں۔ آپ متدین و نیک نیت تاجر ہیں۔ آپ رحمدل و متحمل قبیلہ پرور ہیں۔ غرض زندگی کے ہر شعبہ کیلئے آپ کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ بلکہ ہر ثانیہ بطور ایک سبق کے ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے ہر قسم کی کامیابیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ بعض جہال ایسے بھی ہیں کہ اگر انکو کہا جائے کہ فلاں کام جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں کیا ہے۔ ہم کو بھی اسی طرح کرنا چاہیئے تو جھٹ ایک ہی سانس میں بنکار اُٹھتے ہیں کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں کہ انبیا کی حرف بحرف پیروی کریں؟ نادان غور نہیں کرتے کہ اگر آقای نامدار صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار نہ کیا جائے تو کیا فرعون وہامان کی پیروی کی جائے؟ فتدبروا یا اولی الابصار +

قرآن کریم میں جا بجا انبیاے علیہم السلام کے قصص و اعمال متبعین قرآن کی رشد و ہدایت کے واسطے مرقوم ہیں لیکن تمام قرآن شریف میں کامل زندگی کے صرف دو نمونے مذکور ہیں ایک تو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک زندگی اور دوسرے

خاتم النبیین حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زندگی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ملت حنیفی کے اولین واعظ ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتقاع حاصل ہی اور آپ کا وجود باجود ذخیر مجسم اور مقربین سی اعلےٰ و اکمل اور الوہیت کا مظہر اتم ہی بلاشبہ اسلام ایک صداقت ہی اور دُنیا میں اسوقت سے موجود ہے جب سے کہا جا سکتا ہے کہ دُنیا میں صداقت ہی لیکن اس صداقت کو شریعت الہیہ کی صورت میں جناب ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا اور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو ایک کامل شریعت کی حیثیت میں تمام دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت کیا ہی؟ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین (پ ۱ س البقرہ ع ۱۶) جب ان سی انکے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو جواب میں عرض کیا کہ میں سارے جہان کے پروردگار کا یعنی تیرا ہی فرمانبردار رہوا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا مابہ الامتیاز کیا ہے؟ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (پ ۸ س الانعام ع ۲۰) اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کیلئے ہے جو ساری جہان کا پروردگار ہی کوئی اسکا شریک نہیں۔ اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہی اور میں اسکے فرمانبرداروں میں پہلا فرمانبردار ہوں +

رسالہ اسوۂ حسنہ کے مہات مقاصد و اغراض یہ ہو سکتے ہیں کہ اسکے اوراق میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطور اسباق کے مندرج ہو۔ باتباع ارشاد مدیر رسالہ بندہ بھی اس موضوع پر وقتاً فوقتاً اپنے ناچیز مضامین ہدیہ ناظرین کرام کیا کرے گا۔ وما توفیقی الا باللہ +

بسمہٖ

عروج وزوال

(از جناب مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب۔ داناؔ)

إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

جب کسی قوم کو ایک حال پر بسر کرتے عرصہ ہو جاتا ہے تو خیالات میں انتشار اور جذبات میں انقلاب شروع ہوتا ہے۔ وہ اصول، وہ قواعد، وہ افعال و اعمال جو عروج وزوال کی بنیاد تھے بتدریج متغیر ہوتے ہیں اور بالآخر اپنی آخری مد پر پہونچ کر حالت کو منقلب کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی قوم پستی کی حالت میں ہی تو وہ بلند اور ارفع ہو جاتی ہی۔ اگر عروج پر ہے تو پست اور خاک نشیں ہوتی ہی۔ عروج و ترقی۔ سلطنت و حکومت کسی قوم کا حصّہ نہیں ہے درصل اعمال حسنہ کا دنیاوی معاوضہ ہی جسکو ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کا قانون قدرت دلواتا ہے اور ہر قوم اپنے اعمال حسنہ کی بدولت اس قانون سے فائدہ اُٹھانے کا حق رکھتی ہی۔ گو یہ قانون قرآنی الفاظ میں ہی لیکن اسکا حکم عام ہے۔ اسکا اثر یکساں ہے اور دُنیا کا ایک ایک فرد اسکا مکلّف ہی اسلئے کہ یہ قانون فطرت ہی جس میں تغیر نہیں ہوتا اور جو ہر زمانہ میں ہر نسل کیلئے عروج وزوال کا باعث ہوا ہی خواہ وہ قوم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی معتقد ہو، یا صرف حضرت موسیٰ کو رسول جانتی ہو، یا حضرت عیسیٰ کی مدعی رسالت والوہیت ہو، یا حضرت عزیر کو جانشین خدا سمجھتی ہو، یا رام چندر و کرشن کی معتقد نبوت ہو، یا ان کو اور ان کے اور اخوان جمال کو مظہر الوہیت جانتی ہو، یا مشرک ہو، ملحد ہو، لیکن اسکے ساتھ صلح پسند ہو، عادل و منصف ہو، بانی جور و جفا نہ ہو، موجد ظلم و ستم نہ ہو، باعث فتنہ و فساد نہ بنی ہو، مردم آزاری اور حق تلفی کی ساتھی نہ ہو، تو بیشک وہی قانون ہی جو اس قوم کو آسمان ترقی پر پہنچا کر دنیا کیلئے قابل رشک بنا دیگا۔ یہی ہمیشہ ہوا

اور یہی ہمیشہ ہوتا رہیگا' اور جو بلالحاظ قوم وملت' سفید وسیاہ' حق وباطل اپنا عمل کریگا
خواہ وہ ایشیا کی کالی اور غیر مہذب قوم ہو' یا یورپ کی گوری اور مہذب' یا افریقہ کی وحشی اور
غیر متمدن قوم ایسی قانون ہی جو ہندوستان کے قدیم آریوں کے عروج کا باعث تھا' یہی قانون
ہے جسنے مسلمانوں کو بھی حکمران بحروبر کیا۔ اور یہی قانون ہے جو انگریزوں کے بھی سر پر آرائے
حکومت کا باعث ہی' ..... لیکن' ایک عروج پذیر قوم کو جب ایک حالت پر بسر کرتے
عرصہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے عروج ورفعت کو اپنی تقدیر کا حصہ اور ملکی خصائص کا معاوضہ
خیال کرنے لگتی ہی' اور اسکا سبب کبھی تو اپنی قومیت کو سمجھتی ہی' کبھی تمدن کو' کبھی رنگ
اور روپ کو اور اس تخیل میں پڑکر وہ قانون فطرت کو بھول جاتی ہی اور عروج وترقی کے
اصلی اسباب سے اپنی توجہ ہٹا لیتی ہی اور اس طرح ایک برباد کن غلطی میں پڑکر اپنے مستقبل
کو تیرہ وتاریک کرلیتی ہی۔

بس یہی عروج وزوال کا فلسفہ ہی جو ازل سے جاری رہا اور ابد تک جاری رہیگا اور
جسکو دنیا کی کوئی طاقت بھی منقلب نہیں کرسکتی' نہ سائنس کی فلسفہ شکن تحقیقات پیٹ سکتی ہی۔

اس وقت ہم جس قوم کے محکوم ہیں وہ دنیا میں انسانیت کا بہترین نمونہ سمجھی جاتی ہے
عدل وانصاف میں شہرہ رکھتی ہی۔ دردمندی اور دل سوزی میں رشک عالم بتلائی جاتی ہے
آج خدا کی زمین کا اکثر حصہ اُسی کے زیر نگیں ہی' اور اُسی کی سرزمین حکومت ہی جہاں آفتاب
غروب نہیں ہوتا۔ لیکن اس عروج وترقی میں کونسا راز پنہاں ہی؟ کیا یہ کہ وہ سفید رنگت
رکھنے والی قوم ہے؟ یا یہ کہ وہ ظلمت کدوں اور برفستانی ملکوں کی رہنے والی اپنی رگوں
میں منجمد اور شراب سے پگھلنے والا خون رکھنے والی قوم ہے؟ یا یہ کہ اُسکا زاد بوم وہ ارض
مقدس ہی جو نہایت اعزاز وافتخار کے لہجہ میں "یورپ" کہلاتا ہے؟ اگر یہی اسباب ہیں تو یہ
یورپ کی اور قوموں میں بھی جمع ہیں' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسکے ساتھ ہی وہ جفاکار بھی ہیں'
سفاک بھی ہیں' نامنصف بھی ہیں' مردم آزار بھی ہیں' مفسد بھی ہیں' فتنہ پرداز بھی ہیں اور

اصحاب صلح و خیر کا ایک وصف بھی اُن میں نہیں پایا جاتا! تو کیا اس سے ہم اس نتیجہ پر نہیں پہنچ جاتے کہ عروج و ترقی کے اسباب یہ نہیں کچھ اور ہیں؟ اور وہ عدل و انصاف دلسوزی دردمندی، انسانیت اور وفا پرستی، اشغال و را اجتناب ہے۔

اسلام کی ابتدائی نشو و نما، اُسکی کس مپرسی، بے چارگی، بے سروسامانی! پھر دیکھتے دیکھتے ترقی، عروج، ایک ہی صدی کے اندر اندر انقلاب عظیم، خاک سے تخت، افلاس سے غنا، بے چارگی سے اقتدار، بے سروسامانی سے حشم و خدم!! غرض ذرہ سے آفتاب ہو جانا یہ کیا کرشمہ ہے؟ بس یہی کہ مسلمان انسانیت کے کامل نمونہ صلح و خیر کے مجسم پیکر، خدا کے بندگان مطیع اور خدائی لفظوں میں "عبادی الصالحون" تھے اور جبتک یہ صفات اُن میں باقی رہے ارض الٰہی کے وارث ہوتے رہے اور جیسے جیسے ان میں کمی آئی اُن کا ورثہ بھی گھٹتا رہا اور آج یہ نوبت ہے کہ اُن کا تمام اثاثہ دشمنوں کے قبضہ میں ہے اور جو کچھ رہ گیا ہے وہ بھی اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے نکل جانے والا ہے۔

بس یہ ہماری بدبختیوں کا ایک پُر عبرت سانحہ ہے جسکے سُننے کی بھی ہم میں طاقت نہیں لیکن ہم کو سُننا ہے اور سُنکر عبرت پکڑنا ہے۔ یہ جو کچھ لکھا گیا عروج و زوال کی تفصیل اور اُسکی ایک معرفانہ تمہید ہے جسپر آئندہ ہم مفصل تبصرہ کرینگے۔

دانا

اسلام جسقدر ہم کو اُخروی زندگی کیلئے کام کرنے کی ہدایت کرتا ہے اُسیقدر دنیاوی زندگی کے لئے بھی جد و جہد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "دنیا کے لئے تم اسقدر کام کرو گویا کہ تم ہمیشہ زندہ رہوگے اور آخرت کے لئے اس طرح پر کام کرو گویا کہ تم کل ہی مرجاؤ گے"۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ دنیاوی خوشحالی خدا کی ناراضگی کا باعث ہے؟ اور دنیا و ما فیہا سے دست بردار ہو کر عبادات و ریاضت میں مصروف ہو جانا کوئی بہت بڑا نیک کام ہے؟

چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔۔۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(ایڈیٹر)

نمبر ۶

اسلام عقل کے مطابق ہی

(از جناب صاحبزادہ مولوی سید فضل شاہ صاحب جلالپوری)

ہو کسی مذہب کی منت کش اگر عقل سلیم
ہے وہ مذہب مذہب اسلام باللہ العظیم

یورپ میں جب سے دہریت کا زور ہوا ہے اور لوگ نقلی مسائل کو پس پشت ڈال کر عقلی دلائل کے دلدادہ ہوئے ہیں اور مشاہدہ عینی کو منقولات و مسموعات پر ترجیح دینے لگے ہیں اُس دن سے ہمارے بعض مسلمان بھی ہوشیار ہو کر اپنے مذہب کی چھان بین میں مصروف ہیں اور جو جو امور و احکام اُنہیں عقل کے موافق نظر نہیں آتے اُن میں تاویلات کرنے پر کمربستہ ہیں اُنکے خلوص نیت میں کلام نہیں وہ ضرور (بزعم خویش) اسلام کے خادم ہیں اور نئی روشنی والوں کے سامنے اسلام کو ایک بازیچۂ اطفال بنانا پسند نہیں کرتے اور وہ اس دُھن میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم اسلام کو اپنی حکمت عملی اور خداداد قابلیت و علمیت کے معیار میں لا کر ایسی صورت میں غیر اقوام کے آگے پیش کریں کہ کسی کو اُس پر اعتراض کا موقعہ نہ مل سکے لیکن فی الحقیقت اگر بنظر امعان دیکھا جاوے تو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (جسکا ضمیر مخزن علوم و معدن فنون تھا اور جسنے اپنے فلسفۂ اسلام سے یونان والے حکما، اور فلاسفروں کی شہرت خاک میں ملا دی اور اس موجد فلسفہ الہیات کے آگے اُنکی حیثیت ایک فیلسوف جتنی رہ گئی۔ وللہ در من قال ؎

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اور جسکا اُستاذ روح الامین کی ترجمانی سے وہ تھا جسکے علم کا یہ حال ہے کہ ایک ذرہ کی

حرکت بھی اُسکے احاطہ استدراک سے خارج نہیں اور ننھی چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ سے بھی خبردار ہے +

ہمارے حقائق الاشیاء اور علم الابدان کے محقق و مدقق یا اجزاء دیمقراطیسی کے اجتماع سے مختلف اشکال و صُور کے متشکل ہونے کے قائل یا عالم قدیم ہونے کے مدعی صرف اشیاء کی ظاہری بناوٹ رنگت وغیرہ سے اپنے اپنے دعاوی ثابت کرتے ہیں ورنہ ایک تنکے کی حقیقت اصلیت اور خلقت کے استفسار پر اُنہیں لا اعلم کے سوا شاید ہی کوئی لفظ آتا ہو حالانکہ وہ ان سب کا پُرمدار ہستیوں کا پیدا کرنے والا اور ان حکماء اور منطقیوں کے عقول کا بھی خالق ہے +

ہر ایک شے کی کُنہ سے واقف ہی نہیں بلکہ ہر ایک ذی روح کی بلا واسطہ اور غیر ذی روح کی باواسطہ نقل و حرکت بھی اُسی کے دست قدرت و تصرف میں ہے وکل شئ عندہٗ بمقدار نظام عالم کا قیام' سورج اور چاند میں مختلف الوان و تاثیرات کی موجودگی ثوابت و سیارات کی اپنے اپنے دوائر پر گردش۔ بخارات کا مجتمع ہو کر ایک صورت پیدا کرنا اور اجزاء ثقیل کے تصادم سے رعد و برق کا ظہور اور گرم ہوا سے پگھل کر بخارات کا پانی بننا اور ایک جنس سے دوسری جنس میں مبدل ہونا ایسے چشمدید واقعات ہیں جنہیں اگر سائنس کے رو سے حرف بحرف درست مان لیا جاوے تو بھی انکے خالق کی داد دینی پڑتی ہی فتبارك الله احسن الخالقين)۔

اسلام کے قوانین و قواعد دستور و احکام عقل کے عین مطابق وضع کئے ہیں اور ایک ایسی کتاب لاجواب مخلوق کے آگے پیش کی جو سارے جہان کی کتابوں کا انتخاب اور گلستان عالم کے خوشبودار پھولوں کا عطر ہے جسکی تعلیم ایسی سادہ اور عام فہم ہے جس میں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں ہو سکتی +

یہ الگ بات ہے کہ ہمارے عقول قاصرہ و افہام ناقصہ اُسکے مطالب و معانی

نہ سمجھ سکیں اور خواہ مخواہ دخل درمعقول دیکر قرآن مجید کی صریح آیات کی تاویلیں کرنے لگیں +

میرا یہ ادّعا نہیں کہ اُن لوگوں سے میرا فہم و ادراک بالاتر ہے جنہوں نے اسلام کو عقل کے مطابق ظاہر کرنے میں اپنی تمام تر توجہ اور کوشش منعطف کی اور دوزخ بہشت پلصراط، احیاءِ بعد الموت وغیرہ صریح نصوص میں کئی قسم کی من گھڑت تاویلیں کیں لیکن جہانتک میری عقل کی رسائی ہی میرے فکر کی پرواز ہے۔ میں اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ صریح آیات و احادیث جن میں قیام قیامت عذاب قبر وغیرہ بظاہر خوارق عادت کا ذکر ہے وہ حرفاً حرفاً درست اور صحیح ہیں اور ان بیچاروں کی عقل نے اُنہیں دھوکہ دیا ہے کاش! یہ دہریت اور نیچریت کی عینک کو آنکھوں سے اُتار کر دیکھتے اور معلوم کرتے کہ وہ اسلام جو محافظ اسلام اور بانی اسلام نے پیش کیا ہی عقل کے عین مطابق ہے یا یہ اُن کی غلط توجیہات سے تیار شدہ اسلام +

مجھے ایک حکایت یاد پڑی ہے جسکا بیان اس موقعہ پر دلچسپی سے خالی نہیں ایک مادہ پرست نے ایک عالم سے پوچھا کہ جب انسان مرجاتا ہے اُسکا گوشت و پوست پیوند زمیں ہوجاتا ہے مرور ایام کے بعد اُسکی ہڈیاں بھی ناپید ہوجاتی ہیں غرض جبکہ اُسکے وجود میں سے کوئی شے بھی باقی نہیں رہتی تو قیامت کے دن وہ منتشر اجزا کس طرح اکٹھے ہوکر پھر انسانی قالب اختیار کریں گے۔ مانا کہ روح ایک غیر فانی شے ہی اور ہندؤں کے مسئلہ تناسخ کی طرح اُسے فنا نہیں بلکہ ایک جسم سے نکل کر دوسرے وجود میں چلی جاتی ہی یا مسلمانوں کے قول کے موافق ارواح قیامت تک عالم برزخ یا عالم ارواح میں خوشنما قندیلوں میں محبوس رہتی ہیں خواہ کچھ ہی ہو لیکن یہاں کلام قالب عنصری اور جسم انسانی سے ہے کہ وہ فنا ہوکر پھر کس طرح عالم بقا میں آئیگا۔

مولوی صاحب نے نہایت ہی مدلل اور معقول جواب دیا ہے پہلے اُس سے یہ تسلیم

کرایا کہ مادہ میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی صرف وہ اپنی شکلیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔

ہر لحظہ برنگ دگراں یار برآمد

پھر اُس سے یہ پوچھا کہ موسم خزاں میں جب پتے گر کر پائمال ہوکر اپنا وجود مفقود کر جاتے ہیں تو کیا تمہارے عقیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ پھر موسم بہار میں اپنی اصلی جگہ واپس نہیں آجاتے اور مادہ تبدیل ہوکر پھر اپنی ہیئت اختیار نہیں کرتا۔ دہریہ صاحب نے اسے تسلیم کیا۔ اب مولوی صاحب نے فرمایا کہ چلو ہم تھوڑی دیر تک تمہارے اصول کے مطابق یہ مان لیتے ہیں کہ جس طرح موسم خزاں میں پتے گرے اور موسم بہار میں پھوٹ پڑے۔ انسان کا وجود بھی مرنے کے بعد بظاہر معدوم ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن پھر وہی اجزا منتشرہ مجتمع ہوکر انسانی شکل میں نمودار ہونگے۔ بادی النظر میں یہ استدلال نہایت ہی لطیف و پرمعنی ہے لیکن جسے قدرت نے چشم بصیرت عطا کی ہے وہ کیوں نہ ان فضول مباحث در د وکد کو چھوڑ کر اصل حقیقت پر نظر ڈالے اور یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الارض بعد موتھا وکذٰلک تخرجون کو مدنظر رکھتے ہوئے اُس صانع حقیقی کی طرف حیات، موت اور حیات من بعد الموت کو منسوب کرے۔

اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جاوے کہ مادہ پرستوں کے اعتقاد کے مطابق مادہ کو جسم کے گھٹاؤ بڑھاؤ میں خاص تعلق ہے تو بھی ہمارا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر دہریہ بھی (جو خداوند کریم کے وجود سے مُنکر ہیں) مادہ کو قدیم نہیں مانتے اور ذات باری تعالیٰ کو مادہ کا خالق کہتے ہیں پھر اگر محاورہ کے موافق یہ کہا جاوے کہ خداوند کریم نے انسان کو پیدا کیا اُسی کے دستِ قدرت میں موت ہے اور وہی پھر زندہ کریگا تو اس میں حرج ہی کیا ہے کہ حیات من بعد الموت میں ایک حد تک مادہ کو بھی دخل ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے فلاں قلعہ تعمیر کیا۔ اس کا یہ مقصد تو نہیں کہ بادشاہ سلامت نے خود اپنے ہاتھ سے اینٹ پتھر جوڑ کر تعمیر کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُسکے

حکم سے معماروں نے عمارت بنائی - اسی طرح مادہ بھی خداوندکریم کے زیر فرمان ہے اور جس طرح وہ ہمارے قوائے ظاہری و باطنی کا مالک ہے اور جس وقت چاہے ہمیں اُن سے الگ کرسکتا ہے اسی طرح مادہ بھی اُسکے زیر اقتدار و حکم ہے ایک مادہ پر کیا منحصر بلکہ ہر چیز جسپر شے کا اطلاق ہو سکتا ہے اُس کی مخلوق ہے اور اُسکا علم سب پر حاوی ہے

محیط است علم ملک بر بسیط قیاس تو بر وے نگردد محیط

مطلب یہ تھا کہ بلا کسی تاویل کئے ہم اُسی عقل سے (جسے ہم معلوم نہیں کہاں سے کہاں سیر کرانے لے گئے) کام لیکر اسلام کے ہر ایک اصول کو عقل کے مطابق دکھا سکتے ہیں اور ہمیں آیات و احادیث کے معانی و مفہوم میں ادل بدل کے بغیر بھی معترضین کے جواب کیلئے کافی دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ دستیاب ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ہمیں اسلام کے احکام سے پوری واقفیت ہو - حکایت مندرجہ بالا میں بلا کسی تاویل کے معترض کو دنداں شکن جواب دیا گیا ہے اور اُسکے عقیدہ کے رو سے وہ ساکت بنایا گیا ہے اگر آجکل کسی نئی روشنی والے مذہب سے محض ناواقف کے آگے یہ مسئلہ درپیش ہوتا تو سوچ بچار کی کیا ضرورت تھی - فوراً جواب ملتا کہ ہم حیات بعد الموت کے قائل اور معترف ہی نہیں - وفی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار -

حضرت اکبر کا تازہ کلام خاص اسوۂ حسنہ کیلئے

اکبر اس فطرتِ خاموش کو بیحس نہ سمجھ ہاں یہ چشم نگراں ہے اسے نرگس نہ سمجھ

راحتِ زیست کے سامان ہیں دیکھو میں نہ آ امتحان گاہ کو تو عیش کی مجلس نہ سمجھ

صبر کے ساتھ مصیبت میں جو ہو حسنِ عمل پھر انجام یہ امرت ہے اسے بس نہ سمجھ

جاہ و منصب میں نظر عاقبتِ کار پہ رکھ خاتمہ جسکا ہو افسوس اُسے اُنس نہ سمجھ

دل کا دنیا کی امیدوں سے بہلنا ہی بُرا زندگی تلخ کرینگی انھیں مونس نہ سمجھ

۴۸۶

احساس حقیقت

(از جناب مولوی قاضی حمید الدین احمد صاحب حمید)

اِنّ فی اختلاف الیل والنہار وما خلق اللہ فی السموات والارض لاٰیٰت لقوم یتقون پ ۱۱ ع

آہ آہ از دست صرافان گوہر ناشناس کایں ہمہ خر مہرہ را با دُر برابر میکنند

خدا کی پیدا کردہ کائنات اور اُس کائنات کے ساز و سامان سے بڑھکر کوئی ایسی مؤثر چیز نہیں جسے دیکھ کر انسان حق و باطل کے صحیح احساس کو پیدا کر سکے۔ بیشک رات دن کے ہیر پھیر اور دنیا کے مظاہر و آثار میں ذی احساس نفوس کیواسطے صلاح و فلاح کا بہت سا سامان مہیا ہی۔ یہ امر انسانی فطرت کا ایک صحیح مقتضا ہی کہ وہ خارجی اشیاء کے اثرات اور آس پاس کے مظاہر و آثار سے اثر پذیر ہو اور یہ احساس علی قدر فہم و علم اُسے حقائق و معارف سے پیوستہ کر دے۔ دنیا میں انسان عموماً دنیا ہی کو دیکھ کر کسی نہ کسی حد تک ہوشیار و خبردار ہو سکتا ہی۔ حقیقۃً اس تسلسل لیل و نہار کے ساتھ خدا کی پیدا کردہ موجودات کو دیکھ کر انسان نے بہت کچھ پایا اور بہت کچھ سیکھا جسکا سلسلہ تا ہنوز جاری ہی اور ایک خاص مدّت تک جسکا علم اللہ ہی کو ہے جاری رہیگا۔

انسان خواہ کیسا ہی بے نیاز و غافل ہو مگر واقعات و تجربات کو بھلا نہیں سکتا۔ اُسکا ضمیر ایک بولتا ہوا گواہ ہی جو بربنائے حقیقت اُسے ہر حالت میں خبردار رکھنے کی باطنی کوششیں جاری رکھتا ہی اور جو شخص ضمیر کی حق آموز کیفیتوں کو اپنی غافلانہ طرز زندگی سے مغلوب و معدوم کرنے کی عادت اختیار کرلے وہ خود طرح طرح کی علمی عقلی۔ اخلاقی محرومیوں سے بالآخر معدوم و مغلوب بلکہ ہلاک و پامال ہو کر رہ جائیگا۔

ان فی ذالک لآیٰت وان کنا لمبتلین ہ

ایک زمانہ تھا کہ دنیا علمی اور اخلاقی عملی اور عقلی حیثیت سے نہایت مبتذل درجہ پر آرہی تھی
خصوصاً یورپ جو آج اپنی مادی ترقیات کے بل پر تمام دنیا کو مرفوع القلم سمجھتا ہے سخت
ظلمت اور تاریکی میں پڑا تھا اور عام طور پر دنیا کے ہر حصہ میں انسانوں اور بتوں کے
طلسم جلال نے نوع انسان کی گردنیں جھکا رکھی تھیں یورپ کے تمام گورے چٹے موچڑوں
مقننوں۔ پروفیسروں اور فلاسفروں کے اسلاف محترم مقدس پوپ کے قدموں اور مسیح
و مریم کے بتوں کے سامنے جبہ سائیاں کرتے گھسے جارہے تھے۔ اشرف المخلوق انسان
جو اب فلک افلاک سے گزر کر فضائے نامتناہی کے انتہائی مقام پر پہنچنے کی کوششوں
میں مصروف ہے ضلالت وخود فراموشی کے ایام قدیم میں شرافت نفس اور فضائل

. . . .

. . . . فطرت کے اسرار و آئین سے بالکل بے خبر
ہو چکا تھا۔ جبر و استبداد اُس زمانہ کی ایسی خصوصیتیں تھیں کہ بڑے بڑے فرمانروایان
ممالک کاہنوں۔ راہبوں اور احباروں کے ایمائے انگشت کے خلاف چلنے سے معذور
تھے۔ ہندوستان میں بھی یہ زمانہ غالباً وہی زمانہ تھا جبکہ ہمارے ہندو عزیزان ملک کو
مقتدایان مذہب احساس حقیقت سے دور کرکے بت پرستی کی شرمناک ضلالت میں
مبتلا کر چکے تھے اور قوم کی قوم اپنے اجتماعی اور انفرادی درجۂ اقتدار سے گر کر برہمن
شودر۔ ویش اور چھتری کے چار درجوں پر تقسیم ہو چکی تھی۔ نرک اور سرگ کی کنجیاں علم
اور عقل کی وراثتیں بخیال خویش مندروں کے پجاریوں اور برہمنوں نے نہایت دلفریب
طریقوں سے اپنی قبضہ میں کر رکھی تھیں۔ حریت نفوس اور مساوات فطرت ایک وہم سے
زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے اس وحشت انگیز اور روح فرسا زمانہ استبداد میں معبود برحق
اور خداوند برتر نے احساس حق کی بے نظیر قوت جلال نبوت اور وقار رسالت کے ساتھ

لگہ کے ایک نہایت نجیب النسب خاندان بنی ہاشمی کے اُس بزرگ و محسن اور حق شناس انسان کو عطا فرمائی جسکا واجب الاحترام اسم گرامی محمدؐ (روحی فداہ) ہے۔

اس محترم اور مقدس انسان نے جو نوع انسان کا حقیقی محسن اور خیر اندیش تھا احساس حقیقت سے اثر پذیر ہوکر بمنشائے ربانی دنیا پر توحید پرستی کی تعلیم سے اخلاقی۔علمی۔عملی۔سیاسی۔روحانی۔عقلی اور تمدنی برکات کی صورت میں جس عیش و کامرانی کی راہیں کھولیں اُن کی ناممکن البیان علمی اور وجدانی لذتوں کو کچھ جاننے والے ہی جانتے ہیں اور سمجھنے والے اہل بصیرت ہی سمجھتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ۔۔۔ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

ہزار نکتۂ باریک تر زمو ایں جاست ۔۔۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

غلام ہمت آں رند عافیت سوزم ۔۔۔ کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند (حافظ)

اُس رسول محترم اور خدا کے نہایت برگزیدہ بندہ نے خدا کے عطا کئے ہوئے مخصوص انعام و فضل اور "احساس حقیقت" کے انتہائی شرف و کمال سے (جسکا دوسرا نام ہم رسالت اور نبوت بھی رکھ سکتے ہیں) اس عظیم الشان علمی اور عقلی مسئلہ کو معلوم کرلیا کہ اشرف المخلوق انسان ہی خدا کی زمین پر اُن فضائل و برکات کا وارث ہے جو فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ہو سکتیں اور نیز اُسکا باوقار سر شان عجز و نیاز کے ساتھ بلا واسطہ اُسی ہستی برتر کی سامنے جھکنے کے لائق ہے جسنے اُسے بہ ہوش و اقتدار بنایا اور پیدا کیا ہے فتبارك الله احسن الخالقين میکدہ کائنات کے پر سرور حالات کو معلوم کرکے اپنی مصروف اور سچی انسانی زندگی کے فرائض عظمیہ کو اُسی نے محسوس کیا اور اپنے عہد کے غلط اندیش لوگوں کے بنائے ہوئے قبلوں اور اُن کی پُرانی مسجدوں سے مُنہ پھیر کر اُسنے اپنا رخ اُس خدائے واحد کی طرف کرلیا جو تمام جلال و کمال اور فضل و وقار کا واحد حامل ہے برق و باد اور آب و آتش کی سجدہ گاہیں اُسے بیاض عالم پر حرف غلط کی طرح معلوم ہونے لگیں۔حافظ خوب لکھتا ہے ؎

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما   چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

ہم مسلمان جو اُس آقائے نامدارِ میکدۂ کائنات کے محترم پیرِ مغاں کے حلقہ بگوشانِ ارادت میں سے ہیں انسانوں اور بتوں اور بندوں اور ستاروں یا قدرت کے آثاروں کے قبلہ ہائے قدیم و غلط کی طرف اپنا منہ کیونکر پھیرا سکتے ہیں جبکہ وہ محترم ہادی خدائے واحد کی عظمت وحدت کا پرسرور و حمائیہ مقصود ہمیں صاف اور کھلے طور پر بتا چکا ہے اور وہ اپنا روئے روح و جسم بھی اُسے قبلۂ حق کی طرف کئے رہا ہے

ما مریداں روبسوئے قبلہ چوں آریم چوں   روبسوئے خانۂ خمار دارد پیرِ ما

آج ہم جملہ مسلمانان جو مرکزِ وحدت سے دور ہو کر اُکھڑے بکھرے دلوں کے ساتھ سراسیمہ حیران پھر رہے ہیں اسرارِ سیاست سے بے خبر اور شرافتِ نفس کے قیام و ثبات کی ضرورتوں سے بے نیاز ہو کر محض یا ہد کے وظیفہ میں مصروف ہو رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم اس منتظم کارگاہ عالم میں ایسی بے نظمی کے ساتھ گڑگڑانے اور رونے دھونے ہی کیواسطے آئے ہیں۔ یہ خیال اسلام اور خدائے اسلام کے قائم کردہ نظامِ فطرت کے سراسر خلاف ہے بے شبہ ذلیل و پریشان رہنا ایک سچے مسلمان ایماندار انسان اور مومن بندے کی شان سے بالکل بعید ہے۔ پریشانیاں اور ذلتیں قوانینِ ربانیہ کے منکروں اور جاہلوں کیواسطے مخصوص ہیں نہ کہ اُن لوگوں کے واسطے جو خود کو خدائے برحق کا فرمانبردار اور جاں نثار بندہ سمجھتے ہوں چہ جائے کہ ایک مسلمان اور مومن دنیا میں کبھی ایسی بُری طرح پا در ہوا خیالاتِ غلط کے ہاتھ شکار صد آفات ہوتا ہے مگر "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔"

ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئاً ط واولئک ھم وقود النار ہ کداب اٰل فرعون والذین من قبلھم ط کذبوا باٰیٰتنا فاخذھم اللہ بذنوبھم ط واللہ شدید العقاب ہ

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے دینِ حق اسلام سے عملاً کفر کیا اور منکر حقیقت رہے اللہ کے

ہاں نہ تو اُنکے مال ہی کچھ کام آئینگے اور نہ اُن کی اولاد ہی اُنکے کچھ کام آئے گی اور یہی ہیں جو دوزخ کا ایندھن ہونگے (ایسے لوگوں کی حالت) آل فرعون اور اُن سے پہلے لوگوں کی سی ہوتی ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات بینات اور اُسکے اٹل ضابطوں کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنکو اُنکے اعمالِ غلط یعنی گناہوں کی پاداش میں آخر پکڑ لیا اور اللہ کی مار بڑی سخت ہے ÷

اے برادرانِ ملت اور یارانِ صفا ہم اُس پیارے رسول اور محسن و شفیق ہادی کی ذات عالی صفات بلکہ اُسکے مقدس نام پر اپنی جانیں نثار کرنے کو کیونکر افتخار نہ سمجھیں جو ہمیں دُنیا میں علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ روحانی۔ سیاسی اور معاشرتی غرضیکہ انسانی فطرت کے ہر شعبۂ عمل و علم کی تکمیل کے اسرار سے خدا کی پاک و مقدس کتاب قرآن کے ذریعہ آگاہ و خبردار فرما گیا ہے ؎

ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد — دلِ رمیدۂ ما را انیس و مونس شد
نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت — بغمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شد (حافظ)

۷۸۶

اسلام

(از جناب سید محمد محسن صاحب زیدی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ بی۔ کینٹب۔ بیرسٹر ایٹ لا)

اسلام راہِ راست ہے۔ بھٹکے ہوؤں کیواسطے — بھوکوں کی خاطر ہی غذا۔ کپڑا ہے ننگوں کیلئے
پونجی ہی یہ نادار کو۔ قوت۔ نحیف و زار کو — مردہ کو ہے یہ زندگی۔ صحت ہے یہ بیمار کو
اندھے کو بینائی ہی یہ۔ لنگڑے اپاہج کو عصا — امید ہے بے آس کی۔ ساتھی ہی یہ بے یار کا
اسکا گدا ہی بادشاہ۔ اسکا غلام آزاد ہے — جس دل میں ہی یہ جلوہ گر۔ وہ دل ہمیشہ شاد ہی
ہی وہ دریکتا۔ جسے۔ کوئی چرا سکتا نہیں — ہی وہ خوشی۔ کوئی جسے۔ ہرگز مٹا سکتا نہیں (تمدن)

۴۸۶

اسلام کی سادگی

کسرِ نفس فاروقی

(از جناب مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب شفق - رضوی - قادری چشتی - عماد پوری)

عہدِ فاروقؓ میں جب فتح ہوا شام کا ملک — حاملِ رایتِ نصرت ہوئی جانباز سپاہ
اہلِ تثلیث کا قبلہ تھا جو بیت المقدس — شرک کو آکے وہاں بھی نہ ملی جائے پناہ
جھک پڑی ہیبتِ اسلام سے سجدے کو صلیب — ہوا توحید کا خود خانۂ قدوس گواہ
جلوۂ حق سے ہوئی ظلمتِ باطل کافور — چہرۂ ظلم ہوا عدل کی دہشت سے سیاہ
رعب سے دب کے ہوئے صلح کے خواہاں آخر — شیر کے حملوں کی جب تاب نہ لائے روباہ
دی خبر حضرتِ فاروقؓ کو اصحاب نے یہ — لائیں تشریف یہاں آپ بصد عظمت و جاہ
اس طرح بے سر و ساماں وہ چلے جانبِ شام — کہ کہاں جاتے ہیں؟ یہ بھی نہ تھے اکثر آگاہ
چلتے چلتے جو قریب آگیا بیت المقدس — اونٹ منزل کا تھکا ماندہ نہ چل سکتا تھا راہ
جسمِ اطہر میں، اِدھر ایک قبا پارینہ — اور اُدھر دھوم تھی آتا ہے مسلمانوں کا شاہ
لوگ پوشاک نئی لائے بدلنے کے لئے — نہ جچی نظروں میں وہ سیر کچھ ایسی تھی نگاہ

اب تو وہ ذوق خود آرائی و خود بینی ہے — لذتِ نفس کے پیچھے ہیں مسلماں تباہ
کھو گئے جتنے تھے اخلاقِ حمیدہ ہم میں — اب کہاں صدق؟ کہاں عدل؟ کہاں خوف اللہ
کون تھے؟ آئے تھے کس کام کو؟ کیا اسکی خبر؟ — کیا تھے کیا ہو گئے اسکو بھی نہیں جانتے آہ!

خو کہاں کی؟ کہ نہیں بو بھی شفق وہ باقی
اور اُسپر ابھی باقی ہیں ہم "انا اللہ"

نظم

ایثار اہلبیت

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

سخت بیمار تھے سبطین رسول الثقلین — تین دن فاطمہؓ نے روزے کی مانی منت
دیر کیا تھی ہوا شب ہی سے افاقہ آغاز — صبح تک ہو گئی دونوں کو مرض سے صحت
حضرت مرتضویؓ بھی رہے صائم اُس دن — خادمہ نے بھی ہیں روزے کی کرلی نیت
لیکن افطار کا گھر میں کوئی سامان نہ تھا — خیر سامان کسی طرح ہوا با دقت
ایک مسکین نے ناگاہ صدا دی در پہ — دن کے روزے سے ہوئی فاقہ شب کی نوبت
دوسرے دن بھی یتیم ایک پکارا آکر — دیدیا پھر اُسے اللہ یہ جوش شفقت
تیسرے دن جو اسیر ایک ہوا فریادی — پھر سخاوت تھی وہی اور وہی تھی ہمت
ہو گیا وحی یَتِیمًا وَّاَسِیرًا کا نزول — لائے جبریل امیں خلد سے خوان نعمت
ایسے ایثار کی مشکل ہے ملے کوئی مثال — اہلبیت نبوی ہی میں شفق تھی یہ صفت

شفق عماد پوری

ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ایک چست وچالاک اور قوی نوجوان کو دیکھا جو سخت محنت کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا افسوس! کاش اس شخص کی محنت خدا کی راہ میں صرف ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ "ایسا مت کہو۔ کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کیلئے اس غرض سے محنت کر رہا ہے کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے اور سوال کرنیکی اُسکو حاجت نہو تو وہ خدا کی راہ میں محنت کر رہا ہے اور اگر وہ اپنے ضعیف ماں باپ یا چھوٹے بچوں کیلئے محنت کرتا ہے تو بھی وہ محنت خدا کی راہ میں ہے اور اگر وہ فخر و مباہات کی غرض سے محنت کرتا ہے تو اُسکی محنت شیطان کی راہ میں ہے"۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسب دولت کی بُرائی بھلائی کا سب کی نیت کے تابع ہے۔ اگر غرض محمود ہے تو بیشک کاسب ماجور ہوگا اور اگر شیطانی خیالات اسکا باعث ہیں تو کسب دولت موجب وبال ہوگا خواہ جائز وسائل

نوحہ

تو ہی ہے اے خدا

(از مسو نظرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

لوہے کے قلم کو لال نیلے آنسو دینے والے۔ لوہے کی توپ کو آگ کی آہ بخشنے والے تو ہی ہے جسکے نام سے ہر چیز شروع ہوتی ہے جسکے پرتو سے بڑھتی پنپتی ہے۔ اور جسکے اشارہ سے نابود و فنا ہو جاتی ہے +

ہر صورت دوسری شکل سے نرالی ہے۔ یہ تیرے شجر قدرت کی ایک معمولی سی ڈالی ہے آدمی آدمی سے جدا۔ جانور جانور سے جدا۔ درخت درخت سے علیحدہ۔ پہاڑ ہے تو وہ ہر ایک اپنی صورت میں سب پہاڑوں سے الگ۔ دریا ہے تو وہ بھی اپنے رنگ اور وضع قطع میں دوسرے دریاؤں سے انوکھا۔ ذرہ ذرہ میں فرق و امتیاز ہے۔ واہ مولیٰ تیرا کیا راز دنیاز ہے +

بولیاں رنگ برنگ کی بنائی ہیں۔ اور ہر بولی میں اپنی شانیں چھپائی ہیں۔ حرفوں کو عجیب عجیب وضع کے کپڑے پہنائے ہیں۔ کسی سے کہا اوپر سے نیچے آؤ۔ کسی کو حکم ملا دائیں سے بائیں کو چلو۔ کوئی بائیں سے دائیں کو ہانکا جاتا ہے۔ کسی کا نام عربی رکھا ہے کسی کو چینی کہا ہے۔ کوئی ہندی ہے۔ کوئی انگریزی ہے۔ غرض عجب ہنگامہ رنگا رنگی اختلاف ہے۔ اور پھر ہر جگہ مطلب ایک صاف صاف ہے +

آسٹریا کا بوڑھا بادشاہ معلم الملکوت بنکر لاکھوں کروڑوں انسانوں کی خونریزی کے لئے تلوار میان سے کھینچتا ہے تو پہلے تیرا نام لیتا ہے۔ دلی کا ناتواں گدا الفت آمیزی کیواسطے قلم ہاتھ میں لیتا ہے تو پہلے تیرا نام لیکر زبان کھولتا ہے +

میں کبتک کہوں تو ہی تو ہی۔ تو کبتک سنے تو ہی تو ہی۔ کہنے اور سننے سنانے کا

وقت ہو چکا - اب فعل اور عمل میں جلوہ افروز ہو - اس پرانی لفظی حمد و ثنا کے عوض نئی معنوی تعریفیں حاصل کر +

ذرا تو ہی دیکھ - کیسی چوڑی چکلی - صاف ستھری سڑکیں آدمیوں نے بنائی ہیں - جگہ جگہ سنگی پہرہ دار کھڑے کر دئے ہیں جو راستہ چلنے والے کو بتاتے ہیں کہ کتنا راستہ طے کیا اور کتنا باقی ہے - کچی سڑکیں ہیں - پکی سڑکیں ہیں - لوہے تک کی سڑکیں بن گئی ہیں - مگر بتا کہ تجھ تک کونسی سڑک جاتی ہے - تیرا پتہ کس پتھر پر لکھا ہے +

سمندر رکھتے ہیں - ان کی موجوں اور کف آلود جوش و خروش میں تیرا نشان ہے - کنارے آواز دیتے ہیں ہماری بیچارگی و افتادگی میں تیری شان نہاں ہے - آہ سینہ سے نکلتی ہے تو کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ اس غلجان کے اندر تو ہی ہے - واہ زبان پر آتی ہے تو تیرا نعرہ ماری سنی جاتی ہے +

روئی دھنیے کی یاں پاش پاش ہوتی جاتی ہے اور تیرا گیت گاتی جاتی ہے - لوہا آگ میں تپتا ہتوڑوں سے کٹتا پٹتا ہے - مگر تیری سرمدی صوت اور تیری ابدی صوت کو فراموش نہیں کرتا +

اکیلے خدا - یہ تو نے رحمۃ للعلمین کا لقب کس بشر کو دیا ہے - وہ سورج ہے - چاند ہے - تارا ہے یا مٹی کا دیا ہے - سراج منیر کسکی شان میں فرمایا ہے - اس روشن چراغ تک ذرا ہم کو بھی پہنچا دے - ہم بھی اپنے بجھے ہوئے چراغوں کو اس سے روشن کرلیں - وہ چاند سورج - تارا نہیں - مٹی کا چراغ ہے - مگر دوسروں میں اپنی روشنی ڈال سکتا ہے اسلئے ان سب سے اعلیٰ و برتر ہے - ہم اسکو چاہتے ہیں جسکی زلفیں اندھیری رات کی طرح کالی تھیں - جسکا چہرہ صبح کی نورانی روشنی کی مثل منور تھا - وہ جو خلق عظیم کا درجہ لیکر اس دنیا میں آیا تھا - جسنے عیش و راحت تیرے نام پر لٹا یا تھا - وہ جو میدانوں میں تلوار کھینچکر نعرۂ حق بلند کرتا تھا - برچھیوں کو بہادروں کے سینہ پر مارتا تھا - تیروں کو چٹکی بجاتے دل و جگر

میں اُتار دیتا تھا۔ وہ جو خود بوریہ پر بیٹھتا تھا اور دوسروں کو شاہانہ تخت دیتا تھا۔ وہ جو کمبل کا کرتا پہنتا تھا اور اپنے غلاموں کو سلطانی قبائیں بخشتا تھا جو کا آٹا کھاتا تھا اور ہمارے لئے پلاؤ قورمے پکوا کر رکھا جاتا تھا وہ جو راتوں کو جاگا اور ہمارے لئے پاؤں پھیلا کر سونیکا سامان کر گیا۔ وہ جو تیرے آگے آنسو بہاتا تھا کہ میری امت کو ہنستا رکھ۔ وہ جو بیماروں کی مزاج پرسی کو خود اُنکے گھروں پر جاتا گھر والوں کے ساتھ ہو کر گھر کا کام کرتا۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتا۔ یہانتک کہ اپنی جوتی خود ہی گانٹھ لیتا تھا۔ اپنے کپڑوں میں آپ ہی پیوند لگا لیتا تھا۔ اسکو تو نے ہمارا آقا۔ مولیٰ بنایا ہے۔ اسواسطے ہمارا جی اسپر آرہا ہے۔ ہم کو اجازت دے کہ اسکا ذکر ادب سے کریں اور پھر کہیں کہ وہ جو لڑکوں تک کو پہلے خود سلام کرتے تھے۔ غریبوں مسکینوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ مفلس و بیمار کو حقیر نہ جانتے تھے۔ لاچار بیوہ عورتوں کے سودے بازار سے خرید کر اور اپنے کندھے پر رکھ کر لاتے تھے۔ جنھوں نے کام کے وقت کبھی اسکی پروا نہ کی کہ دور جانے کے لئے سواری موجود ہے یا نہیں اکثر پیدل پابرہنہ۔ سر برہنہ چلے جاتے تھے۔ دینی لڑائی کے سوا کسی پروا کرنے کی پہل نہ کرتے تھے۔ اپنے اصحاب میں اس طرح مل جلکر بیٹھتے تھے کہ اجنبی کو یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا تھا کہ حضور کون سے ہیں۔ وہ جو لیٹنے کے لئے بچھونے کا انتظار نہ کرتے تھے۔ اگر بچھونا نہوتا تو زمین پر بے تکلف لیٹ رہتے تھے ❊

تو ہی اے خدا اُس حبیب کا راستہ بتا۔ اسکا اسوۂ حسنہ دکھا تاکہ ہم سب تیری کھنچی ہوئی لکیر کے فقیر بنیں۔ اور ہماری رفتار تیرے اور تیرے بھیجے ہوئے رسول کی رفتار گفتار و کردار پر ہو ❊

دُنیا جہان کے حالات معلوم کریں تو سیروا فی الارض کا ارشاد سامنے ہو علمی تیرچوں میں آئیں تو طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کو سامنے لائیں۔ صنعت و حرفت کا خیال ہو تو الکاسب حبیب اللہ ذریعہ بنے۔

سیاست ہو تو وہ جو تیرے رسول نے بتائی - معاشرت ہو تو وہ جو تیرے فرستادہ نے بنائی - لکھنا پڑھنا - بولنا چالنا - کھانا پینا - رہنا سہنا - لڑنا جھگڑنا - غرض ہر حصہ زندگانی میں حصہ لیں مگر تیرے اور تیرے رسول کی پیروی سے ایک قدم باہر نہ دھریں۔

عید الفطر

(از جناب خان صاحب مولنا مولوی محمد اسمعیل صاحب میرٹھی)

اب نہ وہ سودا نہ وہ زلف سخن کا پیچ و خم — اب نہ وہ مضمون نہ اُس طرز بیاں کا وقت ہے

چشم عبرت کھولئے اور اپنی حالت دیکھئے — ضعف کا عالم ہے یا تاب و تواں کا وقت ہے

عید ہو یا ہو محرم، اپنے جی میں سوچئے، — قوم کی یہ فصل گل ہے یا خزاں کا وقت ہے

بعد ازیں یہ فیصلہ فرمایئے انصاف سے — وقت بیداری ہے یا خواب گراں کا وقت ہے

کار دنیا سے شغف ہم کو نہ کار دین سے — وقف بیکاری ہر اک پیر و جواں کا وقت ہے

دیکھنا! کیا رنگ لائی ہیں ہماری غفلتیں! — بک چکا گلزار رہن آشیاں کا وقت ہے

حضرت ناصح بھی چپ ہیں لیکن اسکا کیا علاج؟ — اُنکے حجرے میں ابھی وہم و گماں کا وقت ہے

"اے زفرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش" — دور آزادی ہے اور امن و اماں کا وقت ہے

اولیائے دولت انگلش ہیں دانایان دہر — اُنکے عدل و داد سے نوشیرواں کا وقت ہے

لگ رہی ہیں ملک میں علم و ہنر کی بازیاں — روز عزم و کار ہے اور امتحاں کا وقت ہے

ہے ضرورت ہمت و تدبیر و استقلال کی — گاو زوری کا نہ سیف و سناں کا وقت ہے

بادہ مرد آزما ہے ان دنوں تحصیل علم — بادہ خوارو! بیعت پیر مغاں کا وقت ہے

اے سواران جری اے لو پیادوں کو بھی ساتھ — خصلت ایثار و دست زر فشاں کا وقت ہے

پائے مردی کیجئے کس سوچ میں بیٹھے ہیں آپ — چارۂ بد حالی درماندگاں کا وقت ہے

عید کی تقریب میں داد و دہش بھی چاہئے — شکر خلاق زمین و آسماں کا وقت ہے

خوش دلی سے کیجئے امداد فرزندان قوم — یہ نہیں موقع نہیں کا بلکہ ہاں کا وقت ہے

۴۸۶

اُسْوَۂ حَسَنَۃ
یا
سُنّت الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب چشتی (مولوی فاضل) رہتکی)

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (مسلمانو!) تمہارے لئے (یعنی) ان لوگوں کیلئے جو
لِمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ اللہ اور روز آخرت (کے عذاب) سے ڈرتے اور
وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ کثرت سے یاد الٰہی کرتے تھے (اتباع کرنے کو)
(احزاب ع ۳ پ ۲۱) رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

لغت کے اعتبار سے اُسوہ کے معنی پیشوا۔ اور افسر قوم کے ہیں۔ ایک لڑائی کے موقع پر بعض مسلمان کفار کی کثرت کی وجہ سے کچھ گھبرا سے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس لڑائی میں شریک اور سب سے پیش پیش تھے۔ تو مسلمانوں کو ہیچر میچر کرنے کی کیا ضرورت تھی چاہیے تھا کہ بخوف و خطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے۔

سنت کے لغوی معنی طور و طریق کے ہیں۔ محدثین اور فقہا کرام رحمہم اللہ اس سے صحابہؓ۔ اور تابعینؒ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طور و طریق سے مراد لیتے ہیں +

پس اس اصطلاحی تعریف میں صحابہ؟۔ تابعین۔ اور طور و طریق یہ تین لفظ قابل غور ہیں۔

اصحاب اور صحابہ۔ صحابی کی جمع ہے۔ صحابی وہ ہے جو مشرف باسلام ہو۔ جسکو رسول اللہ صلعم کی صحبت کا شرف حاصل ہو۔ صحبت کیلئے مدت کی تعیین نہیں۔ تھوڑی ہو۔ خواہ بہت۔ مگر شرط یہ ہے کہ اسلامی عقائد اور اسلام پر وفات پائی ہو +

(۲) تابعی وہ ہی جبکو کسی صحابی کے ساتھ صحبت و ملاقات رہی ہو۔ مشرف باسلام ہو اور اسلام ہی پر وفات پائی ہو +

(۳) طور و طریق سے مراد قول و فعل اور تقریر ہے۔ تقریر یہ ہی کہ کسی کو کچھ کرتے دیکھا یا کہتے ہوئے سُنا اور خاموش ہو گئے۔ ردّ و انکار نکیا۔ جس سے سمجھا گیا کہ قول یا فعل کو جائز رکھا +

اس لحاظ سے سنت ۹ طرح کی ہوئی۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول۔ آپؐ کا فعل آپؐ کا کسی کے قول یا فعل کو جائز رکھنا۔ اسی طرح تین قسمیں صحابی کے تعلق سے اور تین ہی قسمیں تابعی کے تعلق سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سب ۹ ہوئیں +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع و پیروی کی بابت سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے حبیب ان سے) کہدو کہ تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ کہ اللہ (بھی) تم کو دوست رکھے اور تم کو تمہارے گناہ معاف کردے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی + (آل عمران ع ۴ پارہ ۳)

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں خود سرور کائنات کا فرمان ہی جس سے صحابہ کے اتباع اور پیروی ثابت ہوتی ہے +

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ میرے صحابی تاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جسکی اقتدا کروگے راہ پاؤگے + (مشکوۃ شریف)

اس حدیث کے راوی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطابؓ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا ہی۔ کہ میں نے اپنے رب سے اس اختلاف کے بارے میں سوال کیا جو میرے بعد میرے صحابہ میں (فروعی اختلافات) ہوا کرینگے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ اے محمد تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ بعض بعض سے زیادہ قوی ہیں لیکن نور

روشنی سب کے لئے ہے۔ پس جن مسائل میں صحابہ کا اختلاف ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک مسئلہ کو بھی کسی نے لے لیا تو میرے نزدیک ہدایت اور راہ راست پر ہے۔ پھر امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری صحابی ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے (از مشکوٰۃ شریف) تابعی کی پیروی صحیح حدیث خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ (زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ بہتر ہے جو اس زمانے کے لوگوں سے نزدیک ہونگے۔ اور پھر ان کا جو اُن سے نزدیک ہونگے) سے مستنبط ہوتی ہے +

کیونکہ خیر القرونِ قرنی عہد صحابہ کو بتا رہا ہے۔ پہلا الذین یلونهم تابعین کو اور دوسرا الذین یلونهم تبع تابعین کو +

قرآن شریف کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آنحبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ اور تابعین کے قول و فعل و تقریر کی ہمکو پیروی کرنی ہے +

الغرض جبتک مسلمان قرآن شریف کی مقدس تعلیم۔ اسوۂ حسنہ نبویؐ کے اتباع۔ صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین ائمہ کبار کی سچی تعلیم کی دل و جان سے قدر کرتے رہے۔ اکابرین اسلام کے کارناموں کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ اور خدا کی رسی کو مضبوط و مستحکم پکڑے رہے اخوت و مساوات کو مایۂ ناز سمجھتے رہے۔ اسوقت تک ہر قسم کی ترقی و کمال اور عروج ان کو نصیب ہوا ؎

جدھر رخ کیا سلطنت زیر فرمان		جدھر آنکھ اُٹھائی ممالک مسخر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل عرب کا کیا حال تھا۔ زمانہ جاہلیت میں آپس میں بڑی بڑی خانہ جنگیاں ہوتی تھیں۔ معمولی معمولی باتوں ذرا ذرا سی کاوشوں کی وجہ سے صدیوں لڑائی ہوا کرتی تھی اور ان ہی خانہ جنگیوں کی بدولت قبائل کے قبائل تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ مدینہ منورہ کی دو قبیلے اوس اور خزرج میں سینکڑوں برس سے لڑائی

قائم تھی۔ اسلام۔ آہ مقدس اور پیارے اسلام نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ (تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور بھائیوں سی صلح و سازگاری رکھو) کی تعلیم دیکر تمام عداوتوں ہر قسم کے فضول جھگڑوں کا قلع قمع کر دیا ÷

چند سختی با برادر اے برادر نرم شو　　تا کے آزاری مسلماں ای مسلمان شرم دار

مقدس اسلام کی بابرکت تعلیم سے عرب کے خانہ بدوش۔ بادیہ نشین صحرا نورد سالہا سال کی عداوتوں کو یکلخت بھول گئے ÷

اخوۃ و مودت کے رشتے کو مستحکم کرنیکے لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ	مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سی ڈرنے کا حق ہی اور اسلام ہی پر مرنا۔
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝	اور سب (ملکر) مضبوطی سے اللہ کی رسّی کو پکڑے رہو۔ اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (آپسمیں) دشمن تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اسکے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے (آ لگے) تھے۔ پھر اسنے تم کو اس سی بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہی تا کہ تم راہِ راست پر آجاؤ۔
(آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)	

اسلام نے تو اخوت مودت مساوات کو اسقدر مدنظر رکھا ہی کہ کسی مذہب میں ایسی مساوات ممکن ہی نہیں اسلام میں یہ بڑی خوبی کی بات ہی کہ ایک ادنیٰ درجہ کا غریب مزدور اور ایک

جلیل القدر بادشاہ دونوں مذہبی احکام میں یکساں اور برابر ہیں اور اسی مساوات کی وجہ سے دونوں ایک صف میں کھڑے ہو کر فریضہ خداوندی پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ ایک میل مسلمانوں کے امیرالمومنین حضرت عمرؓ اونٹ پر سوار ہو کر چلتے ہیں تو دوسرے میل پر دست مبارک میں نکیل تھام لیتے ہیں اور اپنی جگہ اپنے غلام کو بٹھلا دیتے ہیں +

پیروانِ اسلام نے حبل اللہ خدا کی رسی کو مضبوط و مستحکم پکڑ کر میل جول باہمی ہمدردی سے ترقی کی ہے۔ کوئی عیسائی یا یہودی اگر حضور سرورِ عالم کی خدمت میں آتا تو آپ صحابہؓ سے فرماتے کہ اسے برا نہ کہنا۔ کافر بد دین کے لقب سے یاد نہ کرنا۔ انشاء اللہ یہ مسلمان ہو جائیگا لڑکوں۔ غلاموں۔ شریرالنفس بد ذات لوگوں نے آپ کو پتھر مارے۔ گالیاں دیں۔ کاہن جادوگر بتلایا۔ چلنے کے لئے راستہ بند کر دیا۔ قتل کی تدابیر کیں۔ نماز پڑھتے ہوئے گلا گھونٹا۔ مگر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا تو یہی زبان مبارک سے ارشاد کیا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اے پروردگار عالم میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ (میرے مرتبے سے) لاعلم ہیں +

یہ بدیہی امر ہے کہ ترقی اسلام بلا اتباع اسوۂ حسنہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نہیں۔ اسلام نے اقتدا سنت نبوی اور اسوۂ حسنہ کی مقدس تعلیم کا سبق پڑھا کر جنگجو۔ خونخوار قوموں کو آپس میں بھائی بھائی اور شیر و شکر کر دیا۔ اس عالمگیر اسلامی ترقی اور اشاعت اسلام کا قوی سبب یہی تھا کہ مسلمان اپنے رسول عربی روحی فداہ کی اسوۂ حسنہ کی تقلید و پیروی کرتے تھے اور آپ کی سنت پر اپنے مال اور اپنی جانوں کو قربان کرتے تھے

اتباع اسوۂ حسنہ نے ہی مسلمانوں کو معراجِ ترقی پر پہنچایا تھا۔ اور انکی قوت و شوکت دبدبہ و وقار کو دوبالا کر دیا تھا جس سے غیر مذاہب کے جلیل القدر اولوالعزم بادشاہ تھرّاتے تھے

لڑائی میں ایک ایک دس دس پہ بھاری — شہیدانِ بدر و شجاعانِ خیبر
لگیں دشمنوں کے تئیں ہو کے چھرے — اگر پھینک دیں لیکے مٹھی میں کنکر

بھگایا ہی اعدا کو یوں غازیوں نے　　اُڑا کر ہوا جیسے لیجائے مچھر
خدا اور رسول خدا ان کے حامی　　کوئی آسکے ان سے کس طرح بر سر

لیکن جس وقت سے ہمنے اپنے آبا و اجداد اور اسلاف کے عادات و اطوار کو ترک کردیا ہی سنت نبوی کے اتباع سے روگردانی کرلی۔ احکام الٰہی سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ اسوقت سے ہماری قوت میں انحطاط۔ ہماری شان و شوکت میں تنزل پیدا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ وہی قومیں جو ہمارے اسلاف کے زیر اثر تھیں ہمکو ذلت و رسوائی کی نگاہوں سے دیکھنے لگیں سنہ

گئے دن کہ اسلام سے کانپتے تھے　　زمین و زماں بید کی طرح تھر تھر
بت و برہمن کی زباں پر تھا جاری　　دم نعرۂ ذکر اللہ اکبر

بس اگر ہم کو مذہبی روایات کے باقی رکھنے کا کچھ بھی خیال ہے۔ اور اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت پر کچھ بھی افسوس ہی اور اگر ہم کو بزرگان دین اور اسلاف کے کارناموں کے معلوم کرنیکا ذرہ برابر شوق ہی تو ہم اُسوۂ حسنہ کی اقتدا کریں۔ اور رسالہ اسوہ حسنہ کو جو انشاءاللہ قوم کے سود و بہبود کے لئے ہر طرح سے مفید ثابت ہوگا۔ خود اور اپنے احباب اور اپنے اہل و عیال بیوی بچوں کو مطالعہ کرائیں اور اسکے ذریعہ سے اپنی قدیمی مذہبی۔ علمی۔ ادبی روایات کو از سر نو تازہ کریں۔ والسلام وما توفیقی الا باللہ۔

رباعیات اکبر

وہ غرق طمع میں ہیں قناعت کیسی　　کیسی توحید جب بتوں پر ہے نگاہ
قرآں میں پڑھی نہیں صفت مومن کی　　سمجھے ہی نہیں اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ

حقیقت عیش دنیا کی اگر معلوم ہوجاتی　　طبیعت محفل عشرت میں بھی مغموم ہوجاتی
سلیقہ کافری کا طبع اکبر نے نہیں پایا　　وگرنہ دیر میں اُسکی بھی اکدن دھوم ہوجاتی

۴۸۶

خیر مقدم

از جناب منشی عبد الکریم خانصاحب ساکن موضع کسلیہ

انسانی خصلت و عادت کی بناوٹ کا اگر سراغ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اخلاق واطوار کی ساخت میں قوا رطبعیہ کا اسقدر حصہ نہیں جسقدر "انسان مجموعۂ نقل و تقلید ہے" کے عمل دخل کا۔ اسکے آئینۂ قلب میں ایسی خاصیت رکھی گئی ہے کہ جو کچھ سامنے آتا ہے چپ چاپ اسکی تصویر اُتر آتی ہے۔ پھر یہ پتلیاں ہی اس مشین کو اعمال و افعال کی صورت میں محرک کرتی اور زندہ رکھتی ہیں +

جب یہ کیفیت ہے تو کیسی ضرورت ہے اس امر کی کہ کوئی کامل نمونہ ہمارے پیش نظر ہو۔ جسکا تصور ہماری روزانہ زندگی میں اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کا کفیل ہو۔ انسان کی گوناگوں ضروریات اور پیچیدہ تعلقات متقاضی ہیں ایک وسیع دائرہ فرائض کے جسکا طے کرنا آسان نہیں اور اس چکر سے صحیح سلامت نکلا۔ خیلے دشوار است۔ البتہ ایک سبیل ہے اگر "اسوۂ حسنہ" کے مرکز سے مطیعانہ اور جاذبانہ تعلق پیدا کیا جائے تو اسکی مقناطیسی کشش سے ہمارا روزمرہ ایسا اعلیٰ اور رفیع ہوجائے کہ زندگی کی کٹھن منزل بھی طمانیت و خوش اسلوبی سے طے ہوسکتی ہے اور ہماری شخصی و قومی زندگی بھی ایسی شاندار و سودمند بن سکتی ہے کہ خلقت اور خدا کی نظر میں ہم خلافت فی الارض کے صحیح طور پر مستحق بلکہ صحیح وارث بنجائیں +

بزرگان عالم کی مقدس زندگیاں ہمیں حق اور راستی کا سبق دے رہی اور ہماری ہدایت کر رہی ہیں لیکن تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر نہج سے ہم جس رفیع المرتبت شخصیت کو اپنا کامل رہنما بنا سکتے ہیں اور اعتقاداً نہیں بلکہ عملاً استفادہ حاصل کر سکتے ہیں وہ صرف ایک ہی "انسان کامل" ہے جسکی صحیفہ زندگی کا ایک ایک حرف ضبط و محفوظ ہے اور یہ خدا کی

مہربانی و احسان نہیں تو کیا ہے کہ اسنے ہمیں میں سے ہماری ہدایت کیلئے ایسا رسول بھیجا جو اپنے "اسوۂ حسنہ" سے ھدینا ہ النجدین کے عملی وسائل مہیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یگانے رسمی عقیدت اور فرضی محبت میں تو تر زباں اور رطب اللساں ہیں لیکن جب عملی قدر و منزلت "مطیع یار ہونا دل سے الفت کی نشانی ہے" کا سوال آتا ہے تو بیساختہ بزبان حال یہی جواب ملتا ہے لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ جب یگانوں کی یہ کیفیت ہے تو بیگانوں کی شکایت محض فضول ہے ✣

یہ عملی بے اعتنائی و بے پروائی ایک اہم ضرورت کی غیرت وہ ہدایت کر رہی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اسوۂ حسنہ کے اجرا سے اس کی سرانجام دہی کا بیڑا آپنے اٹھایا ہے ✣

جلال وحدت

(از جناب مولوی قاضی حمید الدین احمد صاحب حمیدؔ)

جلالِ حسنِ بے پایاں کو دیکھا ہر نظارے میں　　جھلک اُسکی ہے ہر ہیرے میں ضیا اُسکی تارے میں

وہی ہے ہر جگہ حیرت فزائے دیدۂ معنی　　وہی بیتاب ہے بجلی میں اور مضطر ہے پارے میں

کمالِ انتہائے حسنِ وحدت کی یہ کثرت ہے　　کہ ملتی ہے مجھے برقِ تجلا ہر شرارے میں

عیاں ہیں سارے اندازِ کمالِ حسنِ عشق آرا　　بتا دونگا میں اپنا مدعا بھی اک اشارے میں

شہودِ کثرتِ صورت سے ظاہر رازِ معنی ہے　　یہی موتی نہاں ہیں بحرِ وحدت کے کنارے میں

وہی ذوقِ ولا موسیٰؑ کا پروانہ نے بھی پایا　　وہی برقِ تجلی شمع محفل کے شرارے میں

تمنا جو ہوئی پیدا وہی بت بن گئی دل میں　　بھلا شیخ حرم بھی کچھ سُنینگے اسکے بارے میں

جلالِ حسنِ وحدت نے جگہ جب دل میں پائی ہے　　ہجوم درد کیوں رہتا ہے اس آفت کے مارے میں

نہ چھوڑو تم حمیدؔ اپنی کسی کوشش کو غیروں پر
بہت محرومیاں ہوتی ہیں اوروں کے سہارے میں

۴۸۶

شذرات

از جناب مولانا مولوی شیخ نور الدین صاحب ایڈیٹر چرچم گوجرانوالہ

کابل میں ایک پارچہ بافی کا کارخانہ نئے نمونہ پہ بنایا گیا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اعلیحضرت امیر کابل خلد اللہ ملکہ بہ نفس نفیس اس کارخانہ میں تشریف لیگئے۔ ہر شعبہ کا معائنہ فرمایا۔ تمام مشینوں کا بہ نظر غور و تعمق ملاحظہ فرمایا۔ انجن کو اپنے دست مبارک سے چلایا تیار شدہ کپڑوں کے نمونے بنظر استحسان دیکھے۔ کارخانہ کے تمام ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ کے احکام نافذ فرمائے۔ اگر اعلیحضرت اسی طرح صنائع و حرف کے کاموں میں دلچسپی لیں گے تو امید ہے کہ کابل صنعت و حرفت میں ترقی کر جائیگا۔

احادیث میں صنعت و حرفت کے بیشمار فضائل مذکور ہیں عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما کسب الرجل کسباً اطیب من یدہ مقدام بن معدیکرب نے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ انسان کوئی کمائی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہیں کرسکتا۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! بہتر کمائی کیا ہے؟ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور انسان کے ہاتھ کا کام اور ہر سچائی کی تجارت۔

گورنمنٹ بمبئی نے اپنے صوبہ کی خفیہ پولیس پر ایک کمیشن مقرر کیا ہے کیونکہ ایک سشن جج نے خفیہ پولیس کی کارروائی پر سخت نکتہ چینی کی تھی خفیہ پولیس کی خدمات بلاشبہ قابل قدر ہیں۔ کیونکہ رعایا و برایا کے پوشیدہ حالات اس محکمہ کی بدولت گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی اتفاق

ہوتا ہی کہ خفیہ پولیس کے بعض افراد اپنی حسن کارگزاری کے اظہار کیلئے بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کے احساس کو خیرباد کہتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں سرکار کا فرض ہی کہ کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ معاملہ کی تہ کو پہنچے تاکہ کوئی بے گناہ ہدف مصائب و نوائب نہ بنے +

لیکن خوب یاد رکھنا چاہئے کہ سرکاری خفیہ پولیس کے علاوہ ہر فرد بشر پر ہر وقت خدائی خفیہ پولیس بھی تعینات ہی۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہی۔ ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجوٰھم بلی ورسلنا لدیھم یکتبون (پ ۲۵ س الزخرف ع) کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کے چپکے چپکے کی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سُنتے ؟ ضرور سُنتے ہیں اور سُننے کے علاوہ ہمارے فرشتے انکے پاس تعینات ہیں کہ وہ ان کی سب باتیں لکھتے جاتے ہیں +

سرینگر دارالریاست کشمیر میں مشن کا ایک ہسپتال کچھ عرصہ سے قائم ہے۔ یہ ہسپتال ہری پت اور ڈل کے درمیان واقع ہی۔ حال ہی میں ایک امریکن آسودہ حال مخیر طبع آدمی نے ۱/۲ گرام ریڈیم ہسپتال کیلئے ہدیہ بھیجا ہی۔ قارئین کرام جانتے ہیں کہ یورپ میں ریڈیم سے دوائی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ لاعلاج امراض میں اسکا استعمال بےحد سودمند ثابت ہوا ہی۔ اس بنا پر یہ ہدیہ واقعی بے بہا اور قابل قدر ہے وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

اسلام نے اپنے پیرو وں کو عیادت المریض کی بیحد تاکید کی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ان اللہ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یارب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانًا مرض فلم تعدہ اما علمت لو عدتہ لوجدتنی عندہ۔ روایت ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ عرض کریگا یارب ا میں کیسے تیری عیادت کرتا؟ اور تو رب العلمین ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا؟ تو نے اسکی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مجھے اسکے نزدیک پاتا؟

گورنمنٹ بمبئی نے تمام مجسٹریٹوں کے نام ایک حکم نافذ فرماکر کمال ترحم و لطف کا ثبوت دیا ہی۔ یہ حکم اس قابل ہی کہ دیگر تمام صوبجات کی گورنمنٹیں بھی اسکا تتبع کریں اور وہ حکم یہ ہے کہ "بہت سی ایسی مثالیں ملاحظہ میں لائی گئی ہیں جن میں ماخوذین پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے انکو جرمانہ کی سزا دی گئی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں سزائے قید دی گئی۔ گورنمنٹ مناسب سمجھتی ہے کہ اگر ایسے اشخاص جرمانہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو بموجب دفعہ ۵۶۲ تعزیرات ہند ان سے ضمانت نیک چلنی لیکر انکو رہا کردیا جائے"

خداوند تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے بہت سے گناہوں سے درگزر فرماتا ہی چنانچہ قرآن کریم میں ہی وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر (پ ۲۵ س الشوری ع ۴) اور لوگو! تمپر جو مصیبت پڑتی ہے تو تمہاری اپنی ہی کرتوت سے اور خدا تمہارے بہت سے قصوروں سے درگزر کرتا ہے

اخبار الشعب رقمطراز ہے کہ بہیہ خانم برہان ایک مصری خاتون نے انجمن خیریہ اسلامیہ کو ایک بہت بڑی سرائے خاص قاہرہ میں عنایت کی ہے۔ اس سرائے کی مساحت اٹھارہ ہزار مربع میٹر ہے۔ ایک بہت بڑا باغ بھی اسکے ساتھ ملحق ہی سرائے میں بہت سی دوکانیں ہیں جنکا کرایہ بیحد گراں ہے۔ خاتون موصوفہ نے صرف اسی فیاضی پر قناعت نہیں کی۔ بلکہ چھ پونڈ چندہ سالانہ علی الدوام دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس فیاضی میں صرف یہ شرط کی گئی ہے کہ اس سرائے میں انجمن خیریہ اسلامیہ لڑکیوں کے لئے ایک مدرسہ کھولے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا ننگے کو کپڑا پہنانا بلاشبہ نیکی ہے لیکن یہ نیکی پائدار نہیں کہلاتی۔ پائدار نیکی وہ ہے جو از قسم خیر جاری ہو جیسے مکاتب و مدارس جن میں تعلیم پاکر آدمی دنیا و دین دونوں کے کام کا ہو۔ یا پل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے جنسے کافۂ انام مستفید و مستفیض ہوں۔ اس قسم کی خیرات و صدقات کو اسلامی اصطلاح میں باقیات الصالحات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور انکا بڑا ثواب ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہی ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی والبٰقیٰت الصّٰلحٰت خیر عند ربک ثوابًا وخیر مردًا (پ ۱۶ س مریم ع ۵) اور جو لوگ راہ راست پر ہیں اللہ ان کو روز بروز زیادہ ہدایت دیتا چلا جاتا ہے اور اے پیغمبر اعمال نیک جن کا اثر دیر تک باقی رہے ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں +

کلکتہ میں ایک بنگالی لڑکی نے شادی کی مشاکل اور جہیز کی مذموم رسوم سے تنگ آکر خودکشی کر لی۔ بنگال کی رسم و رواج کے مطابق لڑکی والوں کو دولہا کی قابلیت و استعداد کی حیثیت سے سنگین رقوم جہیز میں دینی پڑتی ہیں۔ بعض لوگ ان رقوم کے ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان لڑکیوں کی شادی میں سخت مشکلات

پیش آتی ہیں۔ متعدد بنگالی لڑکیوں نے اپنی قوم کو رسم پرستی سے نجات دلانے کیلئے اپنی جانیں قربان کر دی ہیں۔ ایک لڑکی جل گئی تھی کہ اپنی قوم کو فضول رسوم کی آتش سوزاں سے نجات دلائے۔ اسلام نے اپنے پیرؤں کو فضول و غیرمشروع رسوم کی پابندی سے تو روکا ہے لیکن یہ ہدایت نہیں کی کہ کسی نیک کام کے لئے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں۔ بلکہ خودکشی سے ممانعت فرمائی ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم (پ ۵ س النساء ع ۵) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ ہاں اسلام نے بے اعتدالیوں و گمراہیوں کے علاج کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا ہے کہ انسان نیکی کے لئے اپنی مخالف خواہشوں کو قتل کرے کہ یہی سب سے بڑی شہادت ہے +

ایک انگلش لیڈی نے جو زبان جرمن بالکل نہ جانتی تھی۔ بیقظ نومی میں جرمن زبان میں لیکچر دیا سننے والوں پر حالت حیرت و استعجاب طاری ہوگئی۔ بالآخر ڈاکٹر نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس کی ماں جرمن سے آئی تھی وہ ایک پادری کے ہاں نوکر تھی۔ وہیں یہ لڑکی پیدا ہوئی۔ پادری سے ایک سرمن سُنی۔ اسکی آوازیں محفوظ رہیں۔ غور کرو اسلام نے جو اپنے پیرو وں کو حکم دیا ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اسکے کان میں اذان دی جائے تو یہ کوئی لغو فعل نہیں بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ اسلام کے اصول بچہ کے کان میں پہنچائے جائیں۔ تحقیقات جدیدہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جو آواز بچپن میں کان میں پہنچ جائے اسکا اثر مدت مدید تک باقی رہتا ہے کیا مسلمان اس سے ناواقف ہیں کہ انکے بچے سن تمیز کو پہنچتے ہی الحمد للہ رب العلمین پڑھنے کی بجائے مشن سکولوں میں ایچ او جی ہاگ اور ڈی او جی ڈاگ پڑھتے ہیں؟ اسی بے اعتنائی کا نتیجہ ہے کہ بعض مسلمان بڑے ہو کر نفی اسلام اور اثبات تفریح کے اوراد و اذکار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ❖

اسلامی پردہ

(نوشتہ جناب مولوی حافظ محمد عبدالتواب صاحب چشتی (مولوی فاضل) از جھنگ)

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ جب تم بی بیوں سے کچھ مانگا کرو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔ اس سے تمہارے اور انکے دل پاک و صاف رہینگے۔ (احزاب ع ۷ پارہ ۲۲)

پردہ کے متعلق فرمان الٰہی کے نزول کا وہ زمانہ ہی جسکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون سب سے بہتر زمانہ فرمایا ہے۔ یہ آیت صحابہؓ اور ازواج مطہرات امہات المومنین کے بارے میں نازل ہوئی ہے

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تعظیم و ادب کے لحاظ سے مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور اس تعلق وعظمت کے پاس ادب سے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی ازواج مطہرات سے نکاح کرنیکی ممانعت فرما دی گئی ہی وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۔ پس جب ایسی خیر و برکت کے دور میں عام مسلمانوں نیز بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ اور خلفاءؓ کو صاف لفظوں میں حکم دیا جاتا ہی کہ آنحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

کی بیبیوں سے جو کہ تمہاری مذہبی مائیں ہیں کوئی چیز مانگنی ہو اگرے تو پردہ کے باہر کھڑے رہکر مانگا کرو۔ پس اس مجسم شر و فتنہ کے زمانہ میں اجنبی عورت کا کھلے منہ بازاروں میں پھرنا۔ غیر مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں۔ مروجہ شرعی پردہ کا قائم رکھنا ہی نہایت ضروری ہے اور عورتوں کا پردہ میں رہنا ہی واجب ہے سہ

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ام المومنین عائشہؓ فرماتی تھیں کہ "جو باتیں اب عورتوں نے ایجاد کی ہیں اور جو حالت اسوقت ہے آپؐ کے سامنے یہ باتیں پیش آتیں تو آپؐ مسجدوں میں نماز جماعت کیلئے حاضر ہونیسے بھی عورتوں کو منع فرما دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئی تھیں" (بخاری شریف) اس حدیث کے متعلق حضرت یحیٰی بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ واقع میں پردہ کی وجہ سے عورتیں مساجد میں نماز پڑہنے سے روک دی گئی تھیں +

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورت کا گھر کے اندر نماز پڑہنا صحن میں نماز پڑہنے سے بہتر ہے۔ اور تہ خانہ میں نماز پڑہنا گھر کے اندر نماز پڑہنے سے بھی بہتر و افضل ہے" (ابو داؤد)

بعض حضرات جو مذہبی احکام پر حملہ کرتے وقت نہایت بے پروائی سے غلط ترجموں غلط حوالوں اور رکیک تاویلوں سے قرآن مجید کی آیتیں صحاح ستہ کی حدیثیں اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ انکو سرے سے پردہ کے حکم قرآنی ہی ہونے میں شک ہے چنانچہ پردہ کی آیت کی وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ حکم محض امہات المومنینؓ اور صحابہ ہی کیلئے تھا۔ تمام مسلمانوں کیلئے اس حکم کی تعمیل ضروری نہیں +

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ احکام امہات المومنینؓ کے بارے میں ہیں مگر تمام مسلمان مرد اور عورتیں ان احکام کے مخاطب ہیں۔ قرآن شریف میں ایسے بہت سے احکام ہیں

کہ مخاطب تو نبی صلعم ہیں۔ مگر سب مسلمان ان احکام کے محکوم ہیں۔ چنانچہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ (اے نبیؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) نازل ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے تبلیغ و رسالت کا وعظ اپنے گھر والوں سے شروع کیا۔ سب سے پہلے عورتوں میں بی بی خدیجۃ الکبریٰ مشرف باسلام ہوئیں اپنی چچا حضرت عباس رضؓ اور اپنی پھوپھی بی بی صفیہؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ وغیرہ کو عذاب خدا اور شرک و کفر کے بدنتایج سے ڈرایا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ مسلمان ہوگئیں آپکے چچا زاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشرف باسلام ہوگئے۔ تو رشتہ داروں کے علاوہ اور لوگ بھی جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ پس پردہ کی تعلیم کا بھی یہی مفہوم و مصداق ہے۔ کہ جب آپکے گھر سے پردہ کا عملی طور سے آغاز ہوگا تو دوسرے لوگوں کو بھی کوئی حجۃ باقی نہ رہیگی۔ اور سب کے سب مسلمان آپ کی سنت اور اسوۂ حسنہ کی اتباع و پیروی کرینگے +

بعض خود پسند حضرات جنکا دینی امور میں مبلغ علم ڈاکٹر سیل کے انگریزی ترجمہ قرآن سے زیادہ نہیں۔ اپنے آپ کو کلام پاک کی تفسیر کرنیکا اہل سمجھتے ہیں اور کیا تعجب ہے کہ جب وہ کسی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو انکو ڈاکٹروں اور حاذق حکیموں کی ضرورت ہوتی ہے کوئی مقدمہ پیش آتا ہے تو بڑے بڑے وکیلوں اور بیرسٹروں سے استصواب کرتے ہیں۔ مکان تعمیر کرنا ہو تو ماہر فن انجنیروں سے مشورہ کرتے ہیں۔ لیکن جب مذہب کا کوئی مسئلہ پیش آئے تو ایک اسکول کا مڈل یا انٹرنس پاس بھی خود کو اپنے زمانہ کا غزالیؒ اور ابوحنیفہؒ سمجھنے لگتا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے خیال میں آیات قرآنی کی تفسیر کیلئے حدیث کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا۔ سلف صالحین کی تفسیر سے اسکو کچھ سروکار نہیں۔ کیا عقلا کے نزدیک ایسے حضرات کا قول شرعاً مسموع اور قابل غور ہو سکتا ہے؟ جنھوں نے کلام الٰہی کے مطالعہ میں اتنا وقت بھی صرف نہیں کیا جتنا انٹرنس کی سند حاصل کرنے میں

نہ جانیں حدیث اور نہ قرآن سمجھیں ہویٰ النفس کو عین ایمان سمجھیں

خالق اکبر نے عورت کی حرکات و رفتار گفتار میں ایک قسم کی خوبی و نزاکت رکھی ہے اور اسکے ہر ہر عضو خصوصاً چہرہ آنکھ وغیرہ میں رگ شہوت کے جنبش دینے کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر اگیا ہے۔ پس ان مقبول الخلائق اعضا، کا نوجوانوں اور مجردوں کے مطمح نظر ہونا اور اجنبی عورت کا بیحجابانہ مردوں کے سامنے آنا سراسر باعث فساد ہے ؎

چو سلطانِ عزلت علم بر کشد جہاں سر بجیب عدم در کشد

زمانہ جاہلیت میں آزاد (شریف عورتیں) اور باندیاں دو قسم کی عورتیں بغیر پردہ کے نکلا کرتی تھیں۔ چونکہ ان میں کسی قسم کی تمیز و پہچان نہیں ہوتی تھی۔ اسلئے بعض وقت بد وضع اور بد قماش لوگ انکے پیچھے ہولیتے اور انکو چھیڑا کرتے۔ اس طرح کی چھیڑ چھاڑ کے انسداد کیلئے اللہ تعالیٰ نے شریف بیبیوں کو پردہ کرنے کے لئے حکم فرمایا تاکہ آسانی سے انکی پہچان اور تمیز ہو سکے اور شریروں کو یہ کہنے کی گنجائش باقی نہ رہے کہ ہمنے تو انہیں لونڈی سمجھکر چھیڑ دیا تھا۔ کلام پاک کی مندرجہ ذیل آیت میں جناب باری ارشاد فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ	اے نبی کہدو اپنی عورتوں اور اپنی بیٹیوں کو اور
نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ	مسلمانوں کی عورتوں کو۔ کہ اپنی چادریں اپنے
ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ	اوپر تھوڑی سی نیچے لٹکالیں اس سے وہ پہچانی
غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (احزاب ع ۸ پا ۲۲ ۵)	جائینگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

'جلابیب' جمع ہے جلباب کی۔ یہ ایک کپڑا ہوتا ہے جس سے عورتیں باہر جانے وقت اپنا سر اور چہرہ اور جسم ڈھانپ لیتی ہیں (ابو مسعود)

'یعرفن' سے مراد ہے کہ وہ زناکار عورتوں سے متمیز ہوجائینگی۔ کیونکہ جب ایک عورت چہرہ کو جو ستر میں داخل نہیں ہے۔ چھپائے۔ تو اس سے ستر کو ظاہر کرنے کی بہت کم امید ہو سکتی ہے۔ اس طرح وہ بدمعاش عورتوں سے متمیز ہو سکتی ہے اور کسی بدمعاش کو اسکے

چھیڑنے کا خیال نہیں آسکتا +

عورت لفظِ عربی ہے۔ اہلِ عرب ان اعضاء کو جنکے دیکھنے دکھلانے سے شرم و حیا مانع ہی عورت کہتی ہیں۔ پس اہلِ عرب نے ان کی جنس مؤنث کو مجازاً عورت سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ عورت ہمہ تن انہیں اعضاء کی طرح ہے جنکا دیکھنا دکھانا عاقل کیلئے باعث شرم اور عار کا موجب ہی۔ اسلئے عورت کے لئے پردہ نہایت ضروری ہی۔ عقلاً۔ شرعاً حیاءً مصلحتاً یہی مناسب ہے کہ عورتوں کو بمصداق انکے اسم (عورت) کے پردہ ہی میں رکھا جائے +

جو لوگ پردہ کے مخالف ہیں اور پردہ کے اُٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنے خیال میں کیسے ہی عقلمند کیوں نہوں۔ مگر حقیقۃً میں یہ لوگ جوہر عقل اور زیور علم و حیاء سے بالکل معرّی ہیں مستورات کی بے حجابی و بے پردگی سے بے غیرتی۔ بے شرمی اور دیوثی تک نوبت پہنچ جاتی ہی اور بسا اوقات ننگ و ناموس بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ بے پردگی کی صورت میں طرفین کے قوائی بہیمیہ حرکت میں آتے ہیں اور انسان کی روحانی لطافت اور عقلی نورانیت پر حجاب اور پردہ پڑجاتا ہے۔ اشرف المخلوقات انسان اسوقت حیوانی کثافت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قوت شہوانی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے عورتوں کو گھروں کی چار دیواری میں پردہ سے رہنا ہزارہا خرابیوں سے روکنے والا ہی اور لاانتہا برائیوں سے بچانیوالا ہے۔ (باقی آئندہ)

---

(۱) اپنی اولاد کو بچپن ہی سے تعمیل حکم اور اطاعت کی عادت ڈالو۔ (۲) بچوں سے کوئی ایسا وعدہ نہ کرو جسکو تم پورا نہ کرسکو۔ (۳) اپنی اولاد کو کبھی غصہ میں سزا نہ دو البتہ عمداً نافرمانی کرنے پر ہمیشہ تنبیہ کرو۔ (۴) بچوں کو کبھی اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ وہ تمکو دق کرسکتے ہیں اور تمہاری طبیعت کو تمہارے قابو سے نکال سکتے ہیں۔ امام غزالی رح

خاتون جنتؓ کی جفاکشی

اور

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

(از جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی)

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا

گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا

سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا

اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا

آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذن عام تھا

محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا

پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے — کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا

غیرت یہ تھی کہ آپ بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں — حیدر نے انکے منہ سے کہا جو پیام تھا

ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن — جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا

میں انکے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا

جو جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گزرتی ہیں — میں اسکا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا

کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا اُن کا حق — جنکو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا

خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

یوں کی ہے اہل بیت مطہر نے زندگی — یہ ماجرائے دخترِ خیر الانام تھا

(۱) یہ پورا واقعہ اسی تفصیل سے سنن ابی داؤد میں مذکور ہے۔ (الہلال)

مسدس تعلیم نسواں

(از وجدان الملۃ خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج - الہ آبادی)

تعلیم عورتوں کی ضروری ہے آج کل — بے علم استری سے ہے آرام میں خلل
گھر بیٹھے وہ اُڑاتی ہے بیفائدہ زٹل — کیا جانے وہ۔ کہاں ہے عطارد۔ کہاں زحل

شوہر اگر چہ ایٹ ہے گردوں کی چھت پہ ہے
گگری لئے ہوئے یہ کنوئے کی جگت پہ ہے

لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت — جس سے برادری میں بڑھے قدر و منزلت
آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت — ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت

ہر چند ہو علوم ضروری کی عالمہ
شوہر کی ہو معین تو بچوں کی خادمہ

مذہب کے جو اصول ہیں اُسکو بتائے جائیں — باقاعدہ طریقِ پرستش سکھائے جائیں
اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں — سچے خدا کے نام کے دلمیں بٹھائے جائیں

عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے
اور حُسن عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے

تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی دام میں — خالق پہ لو لگائے گی وہ اپنے کام میں
خیرات ہی سے ہوگی غرض خاص و عام میں — اُسکو بتایا جائے یہ واضح کلام میں

اچھا بُرا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے
نیکی اگر کرے گی تو فطرت بھی ساتھ ہے

تعلیم ہے حساب کی بھی واجبات سے — دیوار پر نشان تو ہیں واہیات سے
یہ کیا ؟ زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے — لازم ہے کام لے وہ قلم اور دوات سے

گھر کا حساب سیکھ لے خود آپ جوڑنا
اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا

کھانا پکانا جب نہیں آیا تو کیا مزا
جوہر ہے عورتوں کیلئے یہ بہت بڑا

لندن کے بھی رسالوں میں مینے تو ہی پڑھا
مطبخ سے رکھنا چاہئے لیڈی کو سلسلہ

وقت آپڑے تو گاڑھے گزی میں بھی عذر کیا
گھر کے لئے طعام پزی میں بھی عذر کیا

سینا پرونا عورتوں کا خاص ہے ہنر
درزی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہو نظر

عورت کے دل میں شوق ہو اسبات کا اگر
کپڑوں سے بچے گل کی طرح جاتے ہیں سنور

کسب معاش کو بھی یہ فن ہے کبھی مفید
اک شغل بھی ہے۔ دل کے بہلنے کی بھی امید

سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی
صحت نہیں درست تو بیکار زندگی

کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس بھی
آفت ہے سخت گھر کی صفائی میں کچھ کمی

تعلیم کی طرف ابھی اور اک قدم بڑھیں
صحت کے حفظ کے جو قواعد ہیں وہ پڑھیں

پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تنی رہو
تقلید مغربی پہ عبث کیوں ٹھنی رہو

داتا نے دھن دیا ہو تو دل سے غنی رہو
پڑھ لکھ کے اپنے گھر ہی میں دیوی بنی رہو

مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے

دُنیا میں لذتیں ہیں نمائش ہے شان ہے
انکی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے

اکبر سے بھی سُنو کہ جو اُسکا بیان ہے
دُنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے

حد سے جو بڑھ گیا تو ہے اُسکا عمل خراب
آج اُسکا خوشنما ہے مگر ہوگا کل خراب

(زمانہ)

(از مصور فطرت سیدی حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

ایک بڑا حادثہ

کمال افسوس اور دلی حزن وملال سے اطلاع دی جاتی ہے کہ کل شام کو املی کے بہت پرانے درخت کا ایک پتہ مرجھا کر گر پڑا +

بڑے ٹہنوں۔ چھوٹی ڈالیوں۔ نازک شاخوں میں کہرام مچا ہوا ہے۔ مرنیوالے جان سے گزرنے والے۔ جان ہار۔ ننی ننی سی پر ارمان ہستی کے ماتم میں نوحہ کر رہے ہیں +

جنگل بیابان سُن سان ہے۔ ہیہات خدا کی ذات۔ املی کے آس پاس جتنے درخت ہیں سب کو بچاری املی کے ساتھ ہمدردی ہے ہر ایک گردن جُھکائے سناٹے کے عالم میں کھڑا ہے +

جب املی کی آہ وبکا حد سے بڑھی۔ اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا تو بیجان پتہ کی لاش نے زمین پر پڑے پڑے آواز دی اور املی کو سمجھانا شروع کیا +

اسنے کہا۔ میرے وطن۔ میرے شہر۔ میرے گھر۔ میرے بدن۔ بے قرار نہو۔ دلفگار نہ ہو۔ دیکھ سامنے سے موسم بہار آرہا ہے۔ اسکے ایک جھونکے میں مجھ جیسی لاکھوں کونپلیں نکل آئینگی۔ خیال کر ستانی گھٹا جھومتی گرجتی چمکتی چلی آتی ہے۔ اسکی ہر بوند بیشمار پتے ساتھ لاتی ہے

جڑ کی خیر منا - یہ سلامت رہی تو ہر موسم میں لہر بہر ہو جائے گی +

امی نے اپنے لخت جگر کی ناتواں آواز کی زوردار بات سُنکر ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا ہاں سچ ہے - خدا میری جڑ کو زندہ سلامت رکھے - اسی کے دم سے دُنیا کی زندگی ہے مگر ممتا کو کیا کروں - خود بخود جی بھرا چلا آتا ہے +

ان باتوں کو سُنکر ایک مسلمان نے کہا - توحید اور حب رسول - طاعتِ خدا اور پیروی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک - قوم - شہر - گھر - اور ہر فرد کی جڑ بنیاد ہے - دولت حکومت - عزت - خوشحالی - نیکی - تقوی - طہارت - عبادت اسکی شاخیں اور پتے ہیں - اگر خزاں کے موسم سے یہ پتے مرجھا کر گر پڑے ہیں تو مضائقہ نہیں - موسم بہار آئیگا اور وحدت و رسالت کا اسوۂ حسنہ قائم رہیگا تو درخت قومی میں پھر برگ و بار پیدا ہو جائینگے +

کالی گھٹا

آہا ہا - کیسی کالی گھٹا اُٹھی ہے - بادل غراتے - بجلیاں چمکاتے اُمڈے چلے آتے ہیں - یہ گھٹا اللہ میاں کا پروانہ لیکر آئی ہے - اسیواسطے تو ہوا بھی گھبرائی ہے اور بادلوں کے آگے دوڑتی ہوئی آئی ہے - اب جہاں کہیں کا حکم ہوگا بادل جم کر کھڑے ہو جائینگے اور اپنے اندر کا ٹھنڈا پانی زمین پر برسائینگے +

میاں لڑکو ! تمہیں خبر بھی ہے کہ یہ بادل کہاں سے آتے ہیں - آؤ ہم تمہیں بتاتے ہیں + ہمارے تمہارے جو اللہ میاں ہیں ان کو ہر وقت اپنی بندوں کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا خیال لگا رہتا ہے - جب وہ دیکھتے ہیں کہ گرمی کی شدت سے زمین تپتے تپتے گھبرا گئی - آدمی اور جانور پریشان ہو گئے - درخت سوکھ گئے - گھاس جل گئی - کسانوں کے کھیت بونے کا وقت آگیا اور وہ آسمان کا پانی مانگنے لگے تو خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور سمندر کے اندر جو ہماری زمین کے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے ایک آگ جلاتی ہے

اور سمندر چولھے کی ہنڈیا کی طرح پکنے لگتا ہے اور اس میں بڑی ہل چل ہوتی ہے۔ نیچے کا پانی اوپر آتا ہے اور اوپر کا پانی نیچے جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ طوفان ہے۔ اسوقت جہاز جو سمندر کی سڑک پر رات دن چلا کرتے ہیں۔ پانی کے جوش خروش سے بہت ڈگمگاتے ہیں اور جہازوں کے مسافروں کو شدت سے چکر آتے ہیں۔ جب سمندر خوب گرم ہوجاتا ہے تو اس میں سے بھاپ اُٹھتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ جب دیگچی چولھے پر چڑھتی ہے تو سالن میں سے بھاپ اُٹھا کرتی ہے۔ اور چینی یا سرپوش سے ٹکرا کر یہ بھاپ پانی بن جاتی ہے اسی طرح سمندر کی بھاپ آسمان کے سرپوش کی طرف جا کر پانی بن جاتی ہے پھر ہوا کو حکم ہوتا ہے کہ اس بھاپ کو فلاں جگہ لیجا کر برسادو۔ ہوا بھاپ کو وہاں لاتی ہے اور مینہ برساتی ہے +

یہ کالی گھٹا وہی سمندر کی بھاپ ہے۔ بھاپ کے بادل جب آپس میں ٹکراتے ہیں تو گرج ہوتی ہے اور ٹکر کھانے سے انکے اندر کی بجلی چمکتی ہے +

ذرا ان بادلوں سے پوچھنا کہ کیوں بھئی۔ تمہارے سمندر میں خیر سلا ہے۔ مچھلیاں مگرمچھ اور سب چھوٹے بڑے جانور جو سمندر کے اندر رہتے ہیں اچھی طرح ہیں +

بادل جواب تو نہیں دینگے لیکن دل میں خوش ہوجائینگے کہ پردیس میں ہمارے جان پہچان والے کہاں سے آگئے لیکن ان بیچاروں کو کیا خبر کہ مسلمان اپنے ہر مہمان کی خاطر داری کرتے ہیں خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہو +

فہرست کتب مکتبۂ قادریہ

شاعرانہ خیالات	مصنفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا بی۔ اے۔ اسکی نسبت شمس العلما مولانا حالی و شمس العلما مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ اُردو میں اپنے طرز کی یہ پہلی کتاب ہے اور اُردو کو اسی قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے اسمیں انگریزی شاعری کا مختصر حال اور نہایت مشہور شعرا کی عمدہ نظمیں درج ہیں علاوہ ازیں شاعروں کے حالات بھی بطور ضمیمہ کے شامل کر دیے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔	۸ ر
آئین دستاویز نویسی	تمسکات۔ اقرار نامجات۔ رسیدات اور ہر قسم کی دستاویزات وغیرہ لکھنے لکھانے میں اہل معاملہ کو جیسی کچھ دقتیں پیش آتی ہیں ظاہر ہے ان دقتوں کے رفع کرنے کے لئے قاضی عبدالواحد صاحب وکیل عدالت نے بڑی محنت سے اس آئین دستاویز نویسی کو تحریر فرمایا ہے دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ ہر شخص اس کتاب کی مدد سے دستاویزیں وغیرہ بذاتِ خود لکھ سکتا ہے۔ عرائض نویسوں۔ وکیلوں۔ اہلکاروں اور مہاجنوں وغیرہ کیلئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے۔ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اور بہت کچھ پسند کی گئی ہے۔	ہر دو جلد عا۸ر
روزنامچۂ سیاحت	تقطیع ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۰۔ اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عراق عرب۔ ایران۔ کاکیشیا۔ قسطنطنیہ۔ شام۔ مدینہ منورہ اور مصر کے بعض شہروں کے حالات درج ہیں۔ اور وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی۔ تمدنی اور پولیٹکل حالت پر ہر جگہ بحث کی گئی ہے جو مسلمانان ہند کیلئے نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جسمیں حالات موجودہ سے اہم نتائج نکالے گئے ہیں۔	درجہ اول عہ؍ درجہ دوم ۱۲؍
امیر خسرو	محبوب المحبوب حضرت امیر خسروؒ کی مبسوط سوانح عمری نہایت دلچسپ۔ مصنفہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی۔ ضخامت ۹۲ صفحے۔	۱۰ ر

ملنے کا پتہ:- منیجر مکتبہ قادریہ۔ سعید منزل۔ میرٹھ

کتاب	کیفیت	قیمت
تاریخ مسئلہ سود (انگریزی [illegible])	اس کتاب میں اولاً سود کی تمام تاریخ بیان کی گئی ہے اور پھر سود کے متعلق موجودہ قانون پر علم الاقتصاد اور ملک کی موجودہ حالت کے اعتبار سے مفصل بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سود کی شرح اور اُسکے قانون میں کس طرح اصلاح ہوسکتی ہے اس کتاب میں مسئلہ سود کے متعلق بہت سے انگریزی اور اُردو اخباروں کی رائیں بھی درج ہیں وکلار کیلئے خاص طور پر دلچسپ ہے۔ صوبہ جات متحدہ کے لفٹنٹ گورنر ہز آنر سر جیمس مسٹن و دیگر ممبران کونسل نے اسکی تعریف کونسل میں کی تھی۔	عہ/
ہماری ایجوکیشنل [illegible]	یہ لیکچر محمدن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۲ء میں دیا گیا تھا ایڈیٹر صاحب البرہان کے حواشی اور مولوی خواجہ غلام الحسنین کے دیباچے کے ساتھ الگ رسالے کی شکل میں چھاپا گیا ہے۔	۲/
معیار الاخلاق	اسلامی اخلاق کا صحیح معیار۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی چھپی ہے اور قدیم و جدید مذہبی اور حکیمانہ اصول کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔ عبارت اُردو نہایت صاف ہے۔	۴/
جاماسپ نامہ	حکیم جاماسپ پانچہزار برس پہلے قیامت تک کے حالات لکھ گیا ہے جو سب کے سب ٹھیک نکل رہے ہیں۔ اُسی نایاب کتاب کے سلیس اُردو ترجمہ کا نام جاماسپ نامہ ہے۔	۳/
خون شہادت کے دو قطرے	خون شہادت کے دو قطرے۔ یہ حضرت سرمد شہیدؒ اور حضرت منصورؒ کی سوانحعمریاں ہیں جنہیں مولانا ابو الکلام آزاد ایڈیٹر الہلال اور ملا محمد الواحدی نے تالیف فرمایا ہے۔	۲/
اسلامی [illegible]	اس کتاب میں شمس العلماء مولانا شبلی، حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی اور مولوی ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار کے نہایت دلچسپ اور مفید مضمون درج ہیں۔	۲/

آنکھوں کا سچا علاج

اناڑی اور جاہل دوا فروشوں نے ہزاروں سُرمہ اور انجن کے اشتہار دے رکھے ہیں وہ آنکھ کی تشریح سے اصلا واقف نہیں ہیں انہیں خبر ہی نہیں کہ آنکھ میں کسقدر طبقے ہیں کتنی رطوبتیں ہیں طبقہ مجوفہ کیا چیز ہی نور آنکھ میں کہاں سے آتا ہے کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ ثقبہ عینیہ کیا ہی جس میں پانی اُمڈتا ہے۔ نہ کتاب میں پڑھا نہ ہاتھ سے یہ کام کیا اسلئے رہی سہی حالت مریضوں کی بگڑ گئی۔ ایسے شہر آشوب اور طوفان بے تمیزی میں کسی دوا کا اشتہار دینا اپنا اور اپنی دوا کا وقار کھونا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ ابھی دنیا میں علم و ہنر کے قدرداں باقی ہیں اور زمانہ عقل سلیم سے خالی نہیں ہی اور سچی دواؤں کی حاجت ہی اسلئے میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ یہ دوا مجھے جناب حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خاں صاحب دہلوی مرحوم و مغفور نے بتائی تھی میں اپنے مطب میں تیس برس سے برابر آزما رہا ہوں۔ یہ آنکھوں سے پانی اُترنے کو جسے نزول الماء کہتے ہیں اور دھندھلا۔ پڑبال رتوندہ کو ازبس مفید ہے۔ جب آنکھوں کے سامنے بھنگے اُڑتے دکھائی دیں سمجھ لیجئے کہ پانی اُترنے والا ہی یہ دوا منگا لیجئے استعمال فرمائیے۔ پانی ہوگا تو رُک جائیگا۔ آنکھ صاف ہو جائے گی۔

قیمت دوا فی ماشہ ایک روپیہ ایک مریض کیلئے ایک ماشہ دوا کافی ہوگی۔ محصول بذمہ خریدار ملنے کا پتہ حکیم سیّد ناصر نذیر فراق دہلوی۔ دہلی محلہ رودگراں مکان میر ظریف صاحب

کیا آپ نے یہ انمول جواہر نہیں لئے؟

کیا آپ اپنے ذخیرۂ معلومات میں ادبی اضافہ نہیں چاہتے؟ کیا آپ مؤثر و دلکش کلام کے دلدادہ نہیں؟ خاص مصنف مولانا شفق رضوی کے نشان رفیع گنج ضلع گیا سے کارڈ لکھکر یہ کتابیں منگوا لیجئے۔

حدیقۂ آخرت ہدیہ فی جلد ۶ ر

ضرورت تھی کہ معمولی عامیانہ رسائل نعت و میلاد کے علاوہ خواص کے پڑھنے اور سننے کے قابل ایک خاص رسالہ ہو جسکی نثر صحت روایات سے مستند باعتبار انشاپردازی عالمانہ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہو اور حد اعتدال کی بھی پرلطف نظمیں محاسن شاعری کے اعلیٰ پیمانے پر ہوں لیجئے یہ رسالہ ملاحظہ فرمائیے اور موصوف بہ صفت پایئے۔

کنز المعانی ہدیہ فی جلد ۶ ر

سورۂ فاتحہ کی جامع و بسیط تفسیر فصیح و بلیغ اردو نثر میں جسکی مثل دوسری اسوقت موجود نہیں ہے آئندہ ہو تو ہو اور باستثناء راویان احادیث آثار کے مختصر تذکرہ تحت ہر صفحہ۔ ایسی بحثیں جو مذہب اسلام کی فی زمانہ مؤید ہیں۔ فروعی مسائل نماز کے بعض محققانہ و منصفانہ مختصر فیصلے مع نقل روایات احادیث۔

تحقیق سخن قیمت فی جلد ۸ ر

اردو زبان کے نومشق شعراء کا استاد شفیق اور ماہران فن کے دیکھنے کا قابل قدر رسالہ جسکی تعریف میں اتنے خطوط آئے کہ اگر جمع کئے جائیں ایک رسالہ ہو جائے۔ نہایت مفید و کارآمد مضامین کا مجموعہ ہے۔

ریاض شفق قیمت ۸ ر

نعتیہ عاشقانہ قسم کی با محاورہ تصنیف غزلوں، قومی، اخلاقی نظموں کا مجموعہ منتخب جسمیں شعر و سخن کے بیش بہا موتی پائے جاتے ہیں اور اپنے انداز کا نرالا اور اچھوتا نمونہ شاعری ہے استغاثہ وغیرہ بعض مشہور و مقبول نظمیں بھی اسمیں شامل ہیں نیچرل رنگ کی نظمیں طاؤس۔ مطالب حسن۔ جشن مشرق وغیرہ بھی ہیں۔ باوصف ان سب خوبیوں کے قیمت کم رکھی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ کتب خانہ مولانا شفق رضوی عمادپوری رفیع گنج ضلع گیا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
ای بسا ابر دہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسوۂ حسنہ
قسم دوم
ایک مفید و دلکش ماہوار مذہبی رسالہ جو مسلمان مردوں، عورتوں، اور بچوں کی
اخلاقی و تمدنی اصلاح کیلئے سعید منزل شہر میرٹھ سے ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے

۷۸۶

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اسوۂ حسنہ کا پہلا نمبر بہت پسند کیا گیا۔ یہ دوسرا نمبر شائع ہوتا ہے جو بہ اعتبار مضامین پہلے نمبر سے شاید کسیقدر بہتر ہے اور امید ہے کہ تیسرا نمبر انشاء اللہ اس سے اچھا ہوگا ہماری دلی تمنا ہے کہ اسوۂ حسنہ کو اس درجہ تک پہنچا دیں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہترین اصلاحی خدمت کر سکے۔ خدا گواہ ہے کہ ہم اس مقصد کے حصول کیلئے جہانتک ممکن ہے پوری کوشش کر رہے ہیں اور دن رات اسی ادھیڑ بن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اسوۂ حسنہ عام مذہبی رسالوں کی سطح سے اونچا ہو کر اس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے جو ہمارے پیش نظر ہے لیکن یہ مہتم بالشان کام ایک یا چند اشخاص کے بس کا نہیں ہے ضرورت ہے کہ ہمارے وہ تمام عزیز بھائی اور محترم بزرگ جو زیور علم و عمل سے آراستہ ہیں اور جنکے قلم میں خدا تعالیٰ نے زور اور اثر دیا ہے مضامین لکھ کر ہماری مدد کریں اور جنہیں عہ سالانہ دینے کی استطاعت ہے وہ رسالہ کو خریدیں اور دوسروں کو اسکی خریداری پر آمادہ کریں۔ ہمنے اسوۂ حسنہ کا چندہ سالانہ صرف عہ رکھا ہے گنجان اور باریک لکھے ہوئے ۵۲ صفحوں کے ماہوار رسالہ کیلئے جسمیں ۱۴۰ صفحوں کا مضمون آجاتا ہے اور جو عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے عہ سالانہ کچھ بھی نہیں ہے اسقدر قلیل چندہ صرف اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی بھی رسالہ سے مستفید ہو سکیں اور انہیں اسکی خریداری گراں نہ گزرے۔ اسپر بھی رسالہ کی اشاعت اگر نہ بڑھی تو ہمیں اپنے محترم ناظرین اور عام مسلمانوں سے ضرور شکایت ہوگی۔ امید ہے کہ ہماری اس استدعا پر توجہ کی جائے گی اور معاونین رسالہ توسیع اشاعت کے فرض سے غافل نہونگے۔

شکریہ

ماہ گزشتہ میں مندرجہ ذیل معاونین نے اسوۂ حسنہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزا ہم ان کرمفرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب (رہتک) ۳ خریدار
جناب بابو کریم بخش صاحب (لائل پور) ۱ خریدار
جناب بابو سہراب علی صاحب (چھڈور) ۳ خریدار
جناب مرزا قاسم بیگ صاحب (حیدرآباد) ۱ خریدار
جناب قاضی علی قاضی محمد سعید صاحب (جنجیرہ) ۳ خریدار
جناب منشی شیخ قادر بخش صاحب (کلکتہ) ۱ خریدار
جناب منشی احمد جان صاحب (کوئٹہ) ۲ خریدار
جناب عبد الحمید خانصاحب سب رجسٹرار ۱ خریدار
جناب مولوی نور محمد صاحب (کشمیر) ۲ خریدار

نیازمند خادم منیجر

ملفوفہ کارڈ کی خانہ پری کرکے بواپسی ڈاک ارسال فرمائیں۔ ہم ممنون ہونگے۔

جلد ۱	رسالہ اُسوۂ حسنہ میرٹھ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ	نمبر ۳

فہرست مضامین

(نقلیحہ) صفحہ ۷۵ کا صفحہ ۱۰۰ صفحہ ۱۵ اور صفحہ ۹۱ کا صفحہ ۹۰ درج ہو گیا ہے ناظرین پہلے صفحہ ۹۱ پڑھیں اور پھر صفحہ ۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

بصارت بصیرت

مسلمانوں کا عروج ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کی اقبال مندی کا آفتاب اکناف عالم کو اپنی شعاعوں سے منور کر رہا تھا - ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی شوکت و تمکنت اور سطوت وہیبت کا ڈنکا بج رہا تھا اُنکا تمدن تمام جہان کے تمدن سے فائق تھا - اُنکی تہذیب ساری دنیا کی تہذیب سے بہتر تھی - اُنکی حکومتیں راست بازی - عدالت اور قانون پر مبنی تھیں - اُن کی انتظامی قابلیت اور حکمرانی کی لیاقت مشہور و مسلم تھی - اُنکے اخلاق و شمائل بہترین سمجھے جاتے تھے - وہ علم دوست تھے - عمل پسند تھے محقق تھے - موجد تھے - جفاکش - اولوالعزم اور مستقل مزاج تھے - وہ صادق تھے - امین تھے - اتفاق وحسن سلوک کے حامی اور نفاق و بدسلوکی کے دشمن تھے - وہ شریعت و طریقت کے رموز سے واقف تھے وہ دیندار و پرہیزگار تھے افراط و تفریط سے بچتے تھے - اعتدال کی روش رکھتے تھے - دولتمند تھے مگر زندگی فقیرانہ بسر کرتے تھے - عالی مرتبہ تھے مگر متکبر و مغرور نہ تھے - بہادر تھے مگر کسی پر ظلم نہ کرتے تھے - سخی تھے مگر بے محل اور نمائشی فضولیات میں روپیہ نہیں لٹاتے تھے - خلاصہ یہ کہ وہ خیر الامم تھے اور ایک اصلح اور برگزیدہ قوم میں وقت اور زمانہ کے مناسب جو جو خوبیاں اور قابلیتیں ہونی چاہئیں وہ سب ان میں بوجہ کمال موجود تھیں اور اسی لئے خدا کی زمین کی وراثت اُنکے حصہ میں آئی تھی اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (ہمارے نیک بندے زمین (کی سلطنت) کے وارث ہونگے) -

مسلمانوں کا زوال وہ اچھا زمانہ گزر گیا اور بدنصیب مسلمانوں کی قابل فخر اور ممتاز خصوصیتیں سب یکے بعد دیگرے اُن سے رخصت ہو گئیں - اقبال مندی کے آفتاب پر ادبار کی گھٹا چھا گئی - عروج کی کشتی زوال کے بھنور میں پھنس گئی - حکومتیں مٹ گئیں - سلطنتیں چھن گئیں - عزت والے ذلیل اور مال و دولت والے مفلس ہو گئے - جنکی شاگردی پر قومیں فخر کیا کرتی تھیں آج وہ اس قابل بھی نہیں کہ دوسروں ہی کے

خرمن علم سے کچھ حاصل کرلیں - جو دنیا کو تہذیب اور حسن معاشرت و اخلاق کے درس دیا کرتے تھے آج دنیا اُن کی تہذیب و معاشرت کا مضحکہ اُڑاتی ہے - جو عزت وعظمت کے عرش اعظم پر بیٹھے ہوئے تھے اب وہ ذلت و مسکنت کے عمیق غار میں پڑے ہوئے ہیں - اور ذلت کی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں - وتلک الایام نداولہا بین الناس -

اسباب زوال کے متعلق مسلمانوں کی غلط فہمی

یہ انقلاب کیوں ہوا ؟ ہم جو کبھی مورد انعام تھے اب کیوں مورد غضب ہو گئے ؟ اگر تعصب - جوش اور غصہ کو دل سے نکال کر نیک نیتی اور انصاف کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ اور اس قسم کے تمام سوالوں کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے - وہ یہ کہ

ازماست کہ برماست

یعنی یہ انقلاب محض ہماری بداعمالیوں اور بدکرداریوں کا نتیجہ ہے اور ہمارے تنزل کا اصلی سبب خود ہمارے اندر ہے نہ کہ ہم سے باہر -

ہم مسلمان ہونے کے مدعی ہیں اور قرآن پاک کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں - اسی قرآن مجید میں لکھا ہے ان اللہ لم یک مغیراً نعمۃً انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم - اللہ تعالیٰ جو نعمت کسی قوم کو دیتا ہے اُسکو نہیں بدلتا جبتک وہ قوم خود اپنی حالت نہیں بدلتی - دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم - جو مصیبتیں تم کو پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی کرتوت سے تم کو پہنچتی ہیں - تیسری جگہ فرمایا جاتا ہے - ذٰلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید یہ سب انہیں کے کرتوت کی سزا ہے اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا - ایسی غیر مبہم تصریحات کے ہوتے ہوئے تعجب ہے اُن مسلمانوں سے جو اپنے تنزل و ادبار اور درد و مصائب آلام کا سارا الزام غیروں اور بیگانوں یا مشیت ایزدی کے سر تھوپتے ہیں اور خود اپنے کردار و اطوار پر نظر نہیں کرتے - اسلاف کے پارینہ کارناموں کو فخریہ دوسروں کے سامنے پیش کرکے دل خوش کر لیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اسوقت خود اُنکی حالت کیسی ہے اور کیوں ہے ؟ زور اور طاقت - علم اور قابلیت رکھنے والی قومیں اگر انکے مفتوحہ ملکوں کو غصب کر لیتی ہیں - اگر انکے معصوم بچوں اور پاکدامن عورتوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرتی ہیں تو وہ محض انکی کمزوری اور نالائقی سے فائدہ اُٹھا کر ایسا کرتی ہیں - اگر آج مسلمان تعلیم و قابلیت اور مدنیت و معاشرت میں گئے گزرے نہ ہوتے تو کسکی مجال تھی کہ اُنکو آنکھ اُٹھا کر دیکھتا اور کسکا حوصلہ تھا جو اُنکی بلا اجازت اُن کی زمین میں قدم بھی رکھتا - مگر بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے قوائے عملیہ معطل ہو جاتے ہیں وہ عملی جد و جہد میں حصہ لینے کی بجائے ہمیشہ نالہ و فریاد اور دوسروں کے شکوہ و شکایت سے اپنے مغموم دلوں کی بھڑاس نکالتے یا ماضی کی شاندار اہمیت کے تصور اور مستقبل کیلئے خیالی پلاؤ پکا کر اپنی پست ہمت اور افسردہ طبیعتوں کو تسلی دیا کرتے

ہیں کبھی اُن ذرائع کے حصول یا اُن مفاسد کے دفعیکی کوشش نہیں کرتے جنسے اُن کا مستقبل آفات و آلام کی زد سے محفوظ ہو جائے۔ اور ان میں اپنے دشمنوں کو کلہ بکلہ جواب دینے کی صلاحیت پیدا ہو۔ جو سخت ترین مصیبتیں مسلمانوں پر پڑ رہی ہیں۔ اگر کاش ان میں عبرت پذیری کا مادہ اور قانون قدرت کی تنبیہات کا احساس ہوتا تو وہ ابتک بہت کچھ اپنی حالت کو درست کر سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے انہوں نے ان تمام مصائب کا باعث دوسروں کو سمجھکر اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف سے غفلت کی اور بہت سی قیمتی فرصتیں جن میں نہایت مفید اور مہتم بالشان کام سرانجام پا سکتے تھے۔ محض رونے دھونے اور گلہ شکوہ کرنے میں ضائع کردیں اور اس دل خوش کن خیال باطل میں مگن رہے کہ غضب خداوندی اُنکے دشمنوں پر نازل ہوگا اور عنقریب اُنکو دنیا سے نیست و نابود کردیگا۔ آج بھی وہ اسی خطرناک بھول میں پڑے ہوئے ہیں اور بلقان۔ ایران اور طرابلس وغیرہ کے المناک واقعات کی ذمہ داری دوسروں پر عائد کرکے اپنی اصلاح سے پہلے اُن کی اصلاح کی فکر رہتے ہیں۔ لیکن اُنکو جلد سے جلد معلوم ہو جانا چاہئے کہ ذٰلك بما قدمت ایدیکم و ان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یہ سب انہیں کے کرتوت کی سزا ہے اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا پس ہمارے زوال و ادبار کے ذمہ دار نہ عیسائی ہیں نہ موسائی نہ ہندو ہیں نہ پارسی بلکہ ہم خود اور ہمارے اعمال ذمہ دار ہیں اور اسلئے زجر و توبیخ اور تہذیب و اصلاح کے زیادہ مستحق ہم ہیں نہ کہ وہ۔

زوال کا اصلی سبب باریتعالیٰ عزاسمہ نے مقتضائے وقت اور ضروریات زمانہ کا لحاظ رکھکر اپنے رسول اکرم نبی محترم حضرت احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کمال انسانیت کی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ایک سیدھا سچا راستہ بتا دیا تھا اور تاکید و تنبیہ کردی تھی کہ ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (یہی ہمارا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستوں پر نہ پڑ لینا کہ یہ تم کو خدا کے رستے سے بھٹکا کر تتر بتر کردینگے) اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کو عمدہ نمونہ بناکر گو یا اُس صراط مستقیم کا عملی نقشہ بھی اُنکے سامنے کھینچ دیا تھا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ نمونہ ہے) جبتک مسلمانوں کے قدم اس صراط مستقیم سے نہیں ڈگمگائے یعنی جبتک دین و دنیا کے ہر ایک شعبہ میں انہوں نے اپنے آقا کے اُسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھا اور زندگی کے تاریک سفر میں اسوۃ الرسول اور اسوۃ الصحابہ کی روشنی سے مدد لیتے رہے پھلے پھولے اور دین و دنیا میں سرخرو ہوئے اور جب انہوں نے اس مامون و محفوظ صراط مستقیم سے بھٹک کر ہوا و ہوس۔ تن آسانی و عیش پسندی اور کورانہ تقلید کی راہیں اختیار کرلیں۔ تباہ

ہوئے ذلیل و رسوا ہوئے اور خسر الدنیا و الآخرۃ کے مصداق ہی۔

مذہب کو قوموں کے عروج و زوال میں کہاں تک دخل ہی

یہ خیال کہ مذہب کو قوموں کی ترقی و تنزل میں کچھ دخل نہیں ہے اور یہ کہ یورپ جسقدر مذہبی قیود سے آزاد ہوتا جاتا ہی اُسیقدر ترقی کے میدان میں روزبروز زیادہ جولانی دکھا رہا ہے" غلط ہی۔ اس قسم کی رائے رکھنے والے غالباً مذہب مذہب کے وسیع مفہوم کو ابتک نہیں سمجھے یا دیدہ و دانستہ اُسکی وسعت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ قومی تنزل کے اسباب میں لامذہبی کو نہیں بلکہ جہالت۔ نااتفاقی۔ خودغرضی۔ افلاس۔ کورانہ تقلید۔ مقتضائے وقت کو ملحوظ نہ رکھنے اور قوانین فطرت کی خلاف ورزی وغیرہ کو شمار کرتے ہیں حالانکہ علم اتفاق۔ ایثار۔ تمول۔ ایجاد تحقیق وغیرہ کو مذہب سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ عبادات کو بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ مذہب ایک عالیشان چھت ہے جو تمام دینی اور دنیاوی محاسن کے ستونوں پر قائم ہی۔ اگر ایک ستون بھی گرجائے یا کمزور ہوجائے تو اسی نسبت سے مذہب میں بھی ضعف آجائیگا۔ یہ کہنا کہ ایک قوم جہالت و نااتفاقی کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے نہ کہ مذہبی احکام کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہی مہمل ہی جیسا کہ یہ کہنا کہ ایک شخص ہدف مصیبت بنا ہی اسوجہ سے کہ وہ وحدانیت باری تعالیٰ کا معتقد نہ تھا۔ یا نماز نہیں پڑہتا تھا نہ اسوجہ سے کہ وہ لامذہب تھا۔ ہر مذہبی انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق ہوا کرتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ چونکہ خدا تعالیٰ غنی اور مستغنی ہی اسلئے جو حقوق خود اُسکی طرف منسوب ہیں وہ بھی دراصل مخلوق ہی کے فائدہ اور نظام عالم کے استحکام و ارتقا کے لئے رکھے گئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حقوق العباد کا اثر بندوں پر براہِ راست پڑتا ہی اور حقوق اللہ کا بواسطۂ عبادت۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حقوق العباد کو حقوق اللہ پر مقدم رکھا ہی کیونکہ اعلیٰ ترین مذہب ہی ہوسکتا ہے جو اپنے پیرووں کے سود و بہبود کا سب سے زیادہ ممد و معاون ثابت ہو جو قومیں ترقی کررہی ہیں وہ دوسروں کی بہ نسبت حقوق العباد کا زیادہ خیال رکھتی ہیں اور اسلامی تعلیم کی اس شاخ کو زیادہ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ پس اُنکی ترقی کا راز مذہب اور خصوصاً مذہب اسلام میں مضمر ہے نہ کہ لامذہبی میں گو سطحی نظریں اسے محسوس نہ کرسکیں۔ چنانچہ زندگی کی جن شعبوں میں اہل یورپ نے مذہب خصوصاً اسلام کی تعلیمات کو عملاً نظر انداز کردیا ہے یا غرور میں آکر انہیں لغو اور فضول بتایا ہے وہاں آج بھی اُنکی حالت وحشیوں اور درندوں سے بدتر ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ اگر اُنکو مسلمانوں کی طرح زوال کا روزبد دیکھنا نصیب ہوا اور غالباً ضرور ہوگا تو اُسکی وجہ ایک اور صرف ایک ہوگی یعنی مذہب سے بے اعتنائی۔

کیا عیسائیوں کی ترقی مذہب عیسوی کی رہین منت ہے

بعض عیسائی کہا کرتے ہیں کہ اقوام یورپ و امریکہ محض اسوجہ سی ترقی کررہی ہیں کہ وہ مذہب عیسوی کی پیرو ہیں یہ بھی غلط ہی۔ عیسویت کے

خیر القرون میں یعنی پورے ایک ہزار برس تک عیسائی بستر جہالت وجمود پر غفلت کی نیند سوتے رہے اسلام کی روز افزوں ترقی کے آفتاب کی تپش اور چکا چوند سے یکایک انکی آنکھیں کھلیں۔ دیکھا تو مسلمان اُن سے بہت دور نکل گئے تھے اور ایسے قریب ترین راستہ سے گئے تھے جو کبھی اُنکے خواب و خیال میں بھی نہ آسکتا تھا اور نہ کبھی اُسکی طرف انجیل مقدس ہی نے رہنمائی کی تھی۔ بالآخر انہوں نے اسکے سوا اور کوئی چارہ نہ دیکھا کہ مسلمانوں ہی کے نقش قدم کا تتبع کریں اور انہیں کے لکیر کے فقیر ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور کامیاب ہوئے۔ تاریخ شاہد ہے۔ الغرض دہریت یا عیسویت کو ہرگز ہرگز موجودہ ترقی کا باعث نہیں قرار دیا جا سکتا آج اس دنیا کے مینا بازار میں جو کچھ بھی رونق اور چہل پہل ہے یہ سب اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونیکا نتیجہ اور اس مقدس برگزیدہ زندگی کا طفیل ہے جسنے سے

عرب جسپہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا

تعجب ہے مسلمانوں پر کہ وہ ایسی کامل و اکمل تعلیمات اور ایسا بیش بہا نمونہ رکھتے ہوئے دوسروں کی ترقی کو حسرت و حیرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں اور عجیب تر یہ ہے کہ وہ اپنی اصلیت سے اسقدر دور ہٹ آئے ہیں کہ وہ اسلامی اور غیر اسلامی شعائر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ غیر قوموں کی تقلید بھی کرتے ہیں تو صرف اُن باتوں میں جو سراسر اسلام کے منافی اور اسلئے مانع ترقی ہیں جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہیں

اسوۂ حسنہ کا اصولی مقصد ہمنے رسالہ اُسوۂ حسنہ اسلئے جاری کیا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے مسلمانوں کو اسلام کی صراط مستقیم پر چلانے کی کوشش کریں اور اُنکے ذہن نشین کر دیں کہ اسلام صرف کلمہ شہادت۔ نماز روزہ حج اور زکوٰۃ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ وہ کامل ترین مجموعۂ ہدایت ہے جسمیں اگر ایک طرف نماز روزہ کی سخت تاکید ہے تو دوسری طرف دنیاوی بہبود کے وسائل حاصل کرنے یا نہ کرنے پر ثواب کے وعدے اور عذاب کی وعیدیں بھی ہیں اسلام یہ نہیں کہتا کہ خالی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد رکھنا مسلمان بننے کے لئے کافی ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ کامل مسلمان بننے کے لئے کامل انسان بننے کی ضرورت ہے اور کامل انسان میں اُن تمام اوصاف و خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جو اخلاقی اور تمدنی ترقی کیلئے ناگزیر ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ایک شخص جو اگرچہ اعتقاد کے اعتبار سے راہ راست پر نہیں ہے لیکن اُسکے اعمال قرآن پاک کی ہدایات کے مطابق ہیں وہ اُس شخص سے بہتر اور خدا کے انعام کا زیادہ مستحق ہے جسکے اعتقادات بالکل صحیح ہیں لیکن اعمال خدا و رسول کے احکام کے سراسر خلاف ہیں۔ اسلام کی صراط مستقیم کا صحیح نقشہ آقائے نامدار سرور کائنات صلعم کی مقدس زندگی ہے جسمیں آپنے اُسکے دینی اور دنیوی دونوں پہلوؤں کے خط و خال کو نہایت عمدگی سے دکھایا ہے اور جسکے ہر ایک شعبہ میں اپنے حکیمانہ طرز عمل سے ہم غلاموں کے لئے ایسی عمدہ مثال قائم کر دی ہے کہ اگر آج ہم اپنے اعمال و اطوار میں اُسے پیش نظر رکھیں تو بام ترقی کی انتہائی بلندی پر پہنچ سکتے ہیں۔ ہم رسالہ اسوۂ حسنہ کے ذریعہ سے غفلت و تمرد۔ ہوا پرستی و نفس پروری اور کورانہ تقلید کے اُن حجابات کو ہٹا تا

چاہتی ہیں جنکی وجہ سے اُس مقدس زندگی کا برگزیدہ نمونہ بدنصیب مسلمانوں کی نظر سے اوجھل ہوگیا ہے ہماری خواہش ہے کہ مسلمان ازسرتاپا اخلاق محمدیؐ اور صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ جائیں اور نبی اُمی علیہ السلام کے نقوش قدم مبارک کا پورا پورا اتبع کریں۔ پس رسالہ اسوۂ حسنہ کا اصولی مقصد یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو تمام دینی اور دنیاوی امور میں رسول اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کے اقتدار و اتباع کی تحریص و ترغیب دلائے اور شیخ سعدیؒ کے الفاظ میں اُنکو متنبہ کردے کہ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید　　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسوۂ حسنہ کے ضمنی مقاصد اگرچہ مذکورہ بالا اصولی مقصد ہر قسم کے اصلاحی مقاصد پر حاوی ہے اور گویہ مجرب نسخہ مسلمانوں کی تمام امراض کیلئے کافی ہے لیکن بعض باتیں اپنی اہمیت کی وجہ سے اسکی متقاضی ہیں کہ انکی اصلاح کیلئے جداگانہ او مستقل مقاصد قرار دئے جائیں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اصلاح کی اصولی تجویزیں عملی نقطہ نظر سے اتنی زیادہ کارآمد نہیں ثابت ہوتیں جتنی کہ بعض فروعی تجویزیں ہوتی ہیں اور کلیات کی بہ نسبت جزئیات کو ذہن جلد اخذ کرلیتے ہیں پس اس لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ضمنی مقاصد کی بھی توضیح کردی جائے تاکہ ہماری عملی سکیم کا ایک سرسری خاکہ محترم ناظرین کے خیال میں آجائے اور قلمی معاونین تحریری مضامین میں اُس سے مدد لے سکیں

ضمنی مقصد اوّل مسلمانوں میں ایک نہایت خطرناک مرض یہ پیدا ہوگیا ہے کہ وہ ہر ایک بات میں خواہ دینی ہو یا دنیوی۔ روحانی ہو یا مادی کبھی مرکز اعتدال پر قائم نہیں رہتے بلکہ ہمیشہ افراط یا تفریط کی طرف جھک جاتے ہیں اور بدقسمتی سے یہ مہلک مرض اب صرف عوام اور جہلا ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ خواص اور علما بھی اسمیں مبتلا نظر آتے ہیں پس اسکے علاج کی جانب خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اگرچہ یہ مرض بھی اُسی اصولی بے احتیاطی یعنی تعلیمات اسلام کو نظرانداز کردینے کا نتیجہ ہے لیکن وہ فی نفسہ ایک حد تک اصولی حیثیت لئے ہوئے ہے اور صدہا خرابیوں اور بیشمار اخلاقی رذائل کا منبع ہے۔ اسوۂ حسنہ کا سب سے پہلا ضمنی مقصد یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مرکز اعتدال پر لانے اور افراط و تفریط سے بچانے کی کوشش کرے اور انہیں اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (اعتدال برتو کہ وہ شیوۂ پرہیزگاری سے قریب تر ہے) کی حکیمانہ تعلیم کے فوائد و برکات سے مطلع کردے۔

ضمنی مقصد دوم اسلام کے عملی فلسفہ کو چھوڑکر یونانیوں کے خیالی فلسفہ میں اشتغال و انہماک عیش و آرام کے ساتھ امیرانہ زندگی بسر کرنے اور عرصہ دراز تک بیکار رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کی عملی قوتیں روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہیں پست ہمتی کاہلی اور خیالی پلاؤ پکانے کی عادت ترقی کرتی جاتی ہے جس سے اُنکی ترقی میں سخت رکاوٹیں پیدا ہورہی ہیں وہ لمبے چوڑے منصوبے سوچتے ہیں لیکن ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ اسوۂ حسنہ کا دوسرا ضمنی مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی توجہ کو خیالی فلسفہ سے ہٹا کر اسلام کے عملی فلسفہ کی جانب مائل کرے اور دیگر اقوام کی طرح اُنکو بھی ایک عملی قوم بنانے کی کوشش کرے۔

ضمنی مقصد سوم مسلمانوں کی طبیعتوں میں عموماً یہ خیال راسخ ہوتا جاتا ہے کہ اُنکے اعمال خدا اور رسول صلعم کے نزدیک خواہ کیسے ہی قابل لعنت و ملامت ہوں اور اُنکے اطوار و اخلاق اسلام کیلئے خواہ کیسے ہی باعث ننگ و عار

ہوں لیکن جبتک مردم شماری کی رجسٹروں میں انہیں خانہ مسلمان میں جگہ دی جاتی ہو وہ ساری دنیا کی قوموں سے اعلیٰ اور بہتر ہیں اور انکی نجات میں شک شبہ کرنا الحاد و بیدینی ہو۔ اور اگر مسلمان کہلائی جانیکے ساتھ اُن کو کسی برگزیدہ نبی یا ولی کی اولاد میں ہونیکا شرف بھی حاصل ہی پھر تو یقینی دوزخ کی آنچ اُنپر حرام ہوگئی ہی۔ شراب پئیں زنا کریں۔ جاہل بنی رہیں۔ روپیہ بیدردی سی لٹائیں سب کچھ کریں مگر یہ ناممکن ہو کہ (معاذاللہ) اُنکے برگزیدہ اسلاف خدا تعالیٰ سی شفاعت کرکے انکو جنت میں نہ بھجوا دیں۔ الغرض نسبی شرافت اور انتسابی فخر کو کسبی قابلیت اور ذاتی لیاقت پر عام طور پر ترجیح دیجاتی ہی جس سے نہ صرف قوم کی قوائی عملیہ میں ضعف پیدا ہوتا ہی بلکہ غرور تعصب وغیرہ صدہا مہلک نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ اُسوۂ حسنہ کا تیسرا ضمنی مقصد یہ ہی کہ مسلمانوں سی تفاخر بیجا اور نسبی شرافت پر گھمنڈ کرنے کی عادت کو چھڑائے اور انکو سمجھادی کہ نجات کیلئے نہ نسبی شرافت کچھ کام آسکتی ہی اور نہ محض اسلام کی طرف منسوب ہونا۔ بلکہ اُسکے لئے اعمال صالحہ اور قابلیت و اہلیت کی ضرورت ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہی جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔

ضمنی مقصد چہارم عیسائی اقوام کی تمدن معاشرت کی موجودہ ترقی یافتہ حالت چونکہ اسلامی تعلیمات سے مستفید ہونے اور انپر عمل پیرا ہونیکا نتیجہ ہی اسلئے قدرتی طور پر اُنکے اکثر اطوار و افعال میں اسلامی اصول کی نمایاں جھلک نظر آتی ہی لیکن بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جو انہیں زمانہ جہالت سے انکو ورثہ میں ملی ہیں یا اسباب عیش و آزادی بڑھ جانے کی وجہ سے بعد میں پیدا ہوگئی ہیں اور جو اُن کی روزافزوں ترقی پر راہ رہی ہیں کیونکہ وہ اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔ کورانہ تقلید اور تعصب نے مسلمانوں میں دو گروہ پیدا کردئے ایک ان قوموں کی زیادہ تر بُری باتوں کی تقلید کرنا عین ایمان سمجھتا ہے دوسرا اُنکی اچھی باتوں کے اختیار کرنے کو بھی گناہ بلکہ کفر بتاتا ہی۔ اسوۂ حسنہ کا چوتھا ضمنی مقصد یہ ہی کہ وہ مسلمانوں کو کورانہ تقلید اور تعصب سے بچانے کی کوشش کری اور انہیں دوسری قوموں کی اچھی باتوں کے حاصل کرنے اور بُری باتوں سے بچنے کی ترغیب دے۔

مقاصد کا خلاصہ اور طریق عمل الغرض اسوۂ حسنہ کے مقاصد محض اصلاحی اور عملی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مذہبی معیار کی رو سے ایک خداترس۔ پرہیزگار متحد مستعد۔ اولوالعزم تعلیم یافتہ متمول معتدل سادگی پسند اور عملی قوم بنانا چاہتا ہے۔ اُسکا طریق عمل اور طریق اصلاح وہی ہوگا جو آقائی نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور جسکی تعلیم ان الفاظ میں دی گئی ہی ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سی اپنی طرف بلاؤ) اور تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم (لوگوں سے اُنکے عقل و فہم کے مطابق باتیں کرو)

وہ کوشش کریگا کہ دلچسپ سے دلچسپ پیرایہ میں ضروری اور مفید نصیحتیں کرتا رہی۔ ایسی نصیحتیں جنسے جذبات عمل میں تحریک پیدا ہو۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ والسعی منی والاتمام من اللہ۔

۷۸۶

شذرات

(از جناب مولانا مولوی شیخ نورالدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

دعا مانگنے سے پہلے گناہوں سے تائب ہونا ضروری ہے

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہی کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں نہایت شدت کے ساتھ قحط پڑا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام اُمت کو ساتھ لیکر تین دفعہ دعائے نزول باران رحمت کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ ہر چند دعا کی مگر مقرون باجابت نہوئی۔ بالآخر وحی ہوئی کہ اے موسیٰ! تمہاری امت میں ایک شخص چغلخور ہے جبتک وہ تائب نہ ہوگا ہرگز دعا مستجاب نہ ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی بار الٰہا مجھے بتا کہ وہ کون شخص ہے۔ تاکہ اسکو اپنی جماعت سے خارج کروں۔ ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہوا کہ میں چغلخوری سے منع کرتا ہوں خود کیونکر کروں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو فرمایا کہ سب لوگ چغلخوری سے توبہ کرو۔ غرض سب نے توبہ کی تو باران رحمت نازل ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے گناہوں سے تائب ہونا اور انابت و رجوع بحق ضروری ہے۔ ہر سائل پر لازم و واجب ہی کہ گناہوں سے قدم باہر دھرے۔ دل کو بالکل خدا کے حوالہ کر دے کیونکہ اکثر دعاؤں کے رد ہونے کا سبب دل کی غفلت اور گناہوں کی ظلمت ہوتی ہے۔

بدکاروں کی دعا قبول نہیں ہوتی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ بارہا دعائے باراں کے واسطے باہر گئے۔ ہر چند تضرع وزاری اور عجز و الحاح سے دعا مانگی مگر قبول نہوئی بالآخر اسوقت کے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ تم ان لوگوں سے کہدو کہ وہ دعا کے واسطے ایسی حالت میں نکلے ہیں کہ انکے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہیں اور ہاتھ خون ناحق میں آلودہ ہیں ایسے نکلنے سے میرا غضب انپر اور زیادہ ہوا۔ میرے سامنے سے دور ہو جائیں غور کرو اکل بالباطل۔ سفک دم اور ارتکاب معاصی پر کس مُنہ سے انسان توقع رکھ سکتا ہے کہ مجیب الدعوات اسکی دعا قبول فرمائیگا۔

کشائش رزق کا وظیفہ

ایک شخص نے کسی اہل اللہ سے کشائش رزق کے واسطے وظیفہ پوچھا انہوں نے یہ آیہ شریفہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجًا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (پ ۲۸ س الطلاق ع ۱) اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اسکے لئے نجات کی شکل نکال دیگا اور اسکو وہاں سے رزق پہنچائیگا جدہر سے اسکو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ غور کرو بسط رزق کے لئے کیسا عجیب و غریب نسخہ ہے مگر ارباب نظر جانتے ہیں کہ یہ نسخہ رٹنے کے لئے نہیں بلکہ

عمل کے لئے ہے۔ متقی بن جاؤ خداوند تعالیٰ رازق ہے اپنی جناب سے رزق دیگا۔

مجاہدین اسلام لڑائی کے موقع پر بھی نماز تہجد پڑھتے تھے۔

جنگ یرموک کے موقع پر عیسائی بادشاہ نے اپنا ایک جاسوس مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے کیلئے رات کیوقت اسلامی لشکر میں بھیجا اسوقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نماز تہجد پڑھ رہے تھے۔ جاسوس پر حالت حیرت و استعجاب طاری ہوگئی اسنے واپس جاکر اپنے بادشاہ سے کہا کہ ہم مسلمانوں پر کبھی غالب نہیں آسکتے۔ ہمارے سپاہی تو لڑائی بند ہوتے ہی رستہ ہی میں کمریں کھولنی اور ہتھیار اُتارنے شروع کر دیتے ہیں تاکہ جلدی جاکر آرام کریں۔ مگر مسلمان ہیں کہ رات کو بھی کمریں نہیں کھولتے اور نہ ہتھیار اُتارتے ہیں

بخیمہ درواں مرد شمشیر زن برہنہ نخسید چو در خانہ زن

بلکہ دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور خدا کی یاد سے کسی وقت غافل نہیں ہوتے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم (پ ۴ س آل عمران ع ۱۹) وہ لوگ کھڑے اور بیٹھے اور پڑے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ غور کرو صحابہ کبار رضی اللہ عنہم گھمسان کی لڑائیوں میں بھی تہجد پڑھتے تھے تہذیب جدیدہ کیلئے یہ امر غور طلب ہے کہ مومن ایسے ہوتے ہیں کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے جان کے لالے پڑ رہے ہیں مگر نماز سے غافل نہیں۔ رات کو بجائے سونے کے تہجد پڑھتے ہیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ بعض متفرنجین الضالین نمازی مسلمانوں کو کھڑ کنے اور دقیانوسی خیالات کے پابند کہتے ہیں کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

اعلیحضرت امیر کابل کی انسانی ہمدردی

اعلیٰ حضرت سراج الملۃ والدین امیر افغانستان نے اپنے اپنے سفیر مقیم کلکتہ کی معرفت گورنمنٹ جاپان کو پندرہ ہزار روپیہ مصیبت زدگان قحط کی امداد و اعانت کیلئے روانہ کیا ہے جنکا حال اعلیٰ حضرت کو اخبار کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا۔ یہ روپیہ کلکتہ میں جاپانی سفیر کے حوالہ کر دیا جائے گا اور گورنمنٹ جاپان کو اجازت ہوگی کہ جس طریق سے اسکو چاہے امداد کے کام میں صرف کرے ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا (پ ۳۰ س الدہر ع ۹) جو لوگ نیکوکار ہیں وہ خدا کا حب کر کے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور انکو یہ بھی جتا دیتے ہیں کہ ہم تو تم کو صرف خدا کا منہ کر کے کھلاتے ہیں ہم کو تم سے نہ کچھ بدلہ درکار ہے اور نہ شکر گزاری۔

مسٹر فاضل بھائی کی فضیلت

مسٹر فاضل بھائی چنائی کے شریف بمبئی مقرر ہونے کی خوشی میں مسلمانان بمبئی نے بارہ ہزار روپیہ بغرض دعوت جمع کیا تھا۔ صاحب ممدوح نے خواہش ظاہر کی ہے کہ اس روپیہ سے مسلمان متعلمین کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف دیئے جاویں

مسٹر فضل بھائی کی سیر چشمی سزاوار تحسین و آفرین اور قابل تقلید و تتبع ہے۔ دعوتوں اور پارٹیوں کے جلسوں میں ہزاروں روپئے خرچ کرنے سے جو مسرت و ابتہاج حاصل ہوتی ہے وہ برق کی روشنی کی مانند ہے جو یادلوں میں نمودار ہوتی ہے اور چند لمحوں سے زیادہ عرصہ تک محسوس نہیں ہوتی۔ اگر تقاریب سعید کی یادگاریں روپئے جمع کرکے کافۃ انام اہل اسلام کے سود و بہبود اور فلاح و نجاح میں صرف کئے جائیں تو ہم خرما و ہم ثواب کی مثل صادق آئے وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

نواب صاحب ڈھاکہ کی فیاضی نواب سر سلیم اللہ خانصاحب بالقابہ نے علمائے دیوبند کے وفد کو پانچہزار دو سو اسی روپیہ نقد ایک ہار طلائی وزنی تیس تولہ اپنی جیب خاص سے عنایت فرمایا تکمیل دارالحدیث کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جسکے سکرٹری کا عہدہ خود بطیب خاطر منظور فرمایا۔ یہ کمیٹی ایک لاکھ روپیہ تک چندہ فراہم کرے گی۔ نواب صاحب ممدوح نے ارکان وفد سے ارشاد فرمایا کہ تعمیر کا کام فوراً شروع کردیا جائے روپیہ کی طرف سے کوئی پروانہ کی جائے۔ مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبه واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (پ ۳ س البقرہ ع ۳) جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوئیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ برکت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ بڑی گنجائش والا اور ہر ایک چیز کے حال سے واقف ہے۔

سود در سود کے کرشمے بریلی کے ایک ہندو مہاجن کو اسکے کاشتکار نے اسلئے قتل کردیا کہ اسنے مہاجن سے نوے روپئے قرض لئے تھے وہ تین سو روپئے ادا کرچکا ہے۔ مگر اصل قرضہ ابھی اسکے ذمہ واجب الادا ہے۔ یہ ہیں سود در سود کے کرشمے۔ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ سود خواروں کے اخلاق نہایت خراب ہوتے ہیں ہمدردی ان میں نام کو نہیں ہوتی۔ مفلس و نادار آدمی کی مشاکل و تکالیف کا انہیں مطلق احساس نہیں ہوتا۔ ہر دم و ہر آن مال و دولت بڑھانے کی سوزش انکے گلے کا ہار بنی رہتی ہے دیانت و امانت کو خیرباد کہتے ہیں۔ ہر جائز و ناجائز طریق سے دولت بڑھانے کی دہن میں لگے رہتے ہیں۔ الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطٰن من المس (پ ۳ س البقرہ ع ۲) جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے نہیں ہوسکینگے مگر اس شخص کا سا کھڑا ہونا جس شخص کو شیطان نے اپنی جھپیٹ سے مخبوط الحواس کردیا ہو۔

کیڑوں کے زیورات ریاست مکسیکو کے شہروں میں جو سیاح سفر کرتے ہیں وہ ضرور دیکھتے ہونگے کہ

جا بجا دوکانوں میں چھوٹی چھوٹی تصاویر اور مٹی کے بت الوان گونا گوں میں نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں یہ رنگ نہیں ہوتے بلکہ صدہا قسم کے کیڑے ہوتے ہیں جو یہاں زیب و زینت کا کام دے رہے ہیں عورتیں اپنے منہ کو انہی چمکدار پتنگوں سے سجاتی ہیں۔ مکسیکو میں کئی کیڑے کھانے کے کام بھی آتے ہیں۔ وہاں دلدل میں ایک خاص قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو لا انتہا مقدار میں انڈے دیتا ہے۔ یہ انڈے مکسیکو کے ہوٹلوں میں ایسے ہی ضروری خیال کئے گئے ہیں جیسے یورپ میں مکھن یا پنیر۔ یہاں رات کے وقت اگر تاریکی میں سفر کرنا منظور ہو تو سر کے ساتھ ایک جالی پہن لیتے ہیں جس میں بکثرت جگنو قید کئے جاتے ہیں اور انکی مجموعی روشنی سے رستہ چمک اٹھتا ہے۔ عورتیں اپنی پیچاں زلفوں میں انہیں پھنسا لیتی ہیں۔ ان کی دلفریب اور ٹھنڈی روشنی مشعل نور کا کام دیتی ہے۔ جاپان یا جرمنی کی بنی ہوئی صندوقچیوں اور ڈبوں پر سمندر کے گھونگے اور سیپ مونگے بڑی خوبصورتی سے جڑے جاتے ہیں۔ والذی خلق الازواج کلھا (پ ۲۵ س الزخرف ع) وہ خدا ہی ہے جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کی ہیں۔

دنیا کا سب سے خوبصورت ڈاکخانہ نیویارک دار الحکومت امریکہ کا ڈاکخانہ جو ابھی حال میں تیار ہوا ہے دنیا میں اپنی طرز کی سب سے اعلیٰ عمارت ہے۔ اس عمارت پر بارہ لاکھ پونڈ صرف ہوئے ہیں۔ اسکی پانچ منزلیں ہیں جن پر جنوں کی تصاویر کندہ ہیں۔ ان ستونوں کی بلندی پینتیس فیٹ اور موٹائی پانچ فیٹ ہے۔ ان ستونوں پر یہ الفاظ کندہ ہیں۔ "اس عمارت میں برف۔ بارش گرمی۔ تاریکی کا گزر نہیں"۔ ایک لاکھ پینسٹھ ہزار فیٹ مکعب سنگ مرمر اٹھارہ ہزار ٹن لوہا۔ ستر لاکھ اینٹیں۔ دو لاکھ مربع فیٹ شیشہ اس عمارت میں صرف ہوا ہے۔ اسکی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیاد زمین پر نہیں ہے بلکہ تمام عمارت لوہے کے شہتیروں اور ستونوں پر قائم ہے۔ صدر دروازہ کے نیچے ایک بہت بڑا ہال ہے جو دو سو چھ فیٹ لمبا اور ایک سو ساٹھ فیٹ چوڑا ہے مگر باوجود اس وسعت کے بیچ میں کوئی ستون نہیں ہے جو جگہ کو گھیرے قال ھذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا۔

ہوائی پیٹی کی ایجاد حال میں لندن کی رائل ایروکلب نے ایک قسم کی ہوائی پیٹی طیار کی ہے جو غبارہ بازوں کے لئے مختص ہے اسے کمر کے اردگرد باندھ لیا جاتا ہے اور گرتے وقت مسافر جہاز یا غبارہ سے زمین پر نہیں گرتا بلکہ آہستہ آہستہ زمین پر آ رہتا ہے۔ ممکن ہے یہ پیٹی غبارہ بازوں کو زمین پر دفعۃً واحدۃً گر کر چور چور ہونے سے بچا سکے لیکن کیا موت سے بھی کہیں مفر ہے این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (پ ۵ س النساء ع) تم کہیں بھی ہو موت تو تم کو آ کر رہے گی اگرچہ تم پکے پکے گنبدوں ہی میں کیوں نہ ہو۔

صبر کامیابی کی کنجی ہے

(از جناب مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی)

کلید درِ گنجِ مقصود - صبر ست　　در بستہ آنکس کہ بجستود - صبر ست
چہ خارا سے کوہ و چہ دریای گردوں　　لباسے کہ ہرگز نفرسود - صبر ست

"صبر" عربی زبان کا لفظ ہے - اسکے لغوی معنی ہیں "روکنا - باز رکھنا" جب کسی شخص کو قید کرکے باندھ کر قتل کیا جائے تو ایسے موقع پر کہا کرتے ہیں "قُتِلَ فُلَانٌ صَبْرًا"

۱- صبر کی تحقیق اور اُسکا مفہوم

امیرالمؤمنین علی مرتضیٰؑ ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں فَقَتَلُوْا طَائِفَةً صَبْرًا وَطَائِفَةً غَدْرًا" یعنی اُن لوگوں نے ایک گروہ کو مقید و محبوس کرکے قتل کیا - اور دوسرے کو حیلہ و بیوفائی سے - یہ لفظ "صبر" کی لُغوی تحقیق اور اُسکے لغوی معنی ہوئے مگر عام استعمال اور علم اخلاق کی اصطلاح میں "صبر" سے مراد ہے "برداشت کرنا کسی طرح کی تکلیف یا مصیبت کو جھیلنا" یہ تکلیف کبھی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انسان کا مطلوب حاصل نہیں ہوتا - اُسکی تمنائیں پوری نہیں ہوتیں - اور امیدیں بر نہیں آتیں - اور کبھی اُسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ زندگی میں بعض ناگوار - اور مخالف طبع امور پیش آجاتے ہیں جنکی برداشت نہیں ہوتی اور بجائے سکون و قرار کے نفس میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے - مگر کوئی حالت کیوں نہ ہو دامن صبر کو کبھی ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہیئے +

صبر کی تین قسمیں ہو سکتی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں -

۲- صبر کی تقسیم

(اوّل) مصیبت و بلا پر صبر - یعنی صبر کی قوت سے مصیبت کو جھیلنا اور بلا کو ٹالنا -

(دوم) طاعت کی محنت پر صبر - یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں جو محنت و مشقت اُٹھانی پڑے اُسکو برداشت کرنا -

(سوم) ترکِ گناہ پر صبر - یعنی گناہ کے چھوڑنے یا اُس سے باز رہنے میں جو تکلیف پیش آئے اُسکو گوارا کرنا -

اس تقسیم کی بنا آنحضرتؐ کی ایک حدیث پر ہے جسکے الفاظ یہ ہیں -

اَلصَّبْرُ ثَلٰثَةٌ صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ وَصَبْرٌ عَلَی الطَّاعَةِ وَصَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِیَةِ　　صبر تین قسم کا ہوتا ہے - مصیبت کے وقت کا صبر - طاعت کی مشقت پر صبر اور ترکِ گناہ پر صبر

بعض احادیث میں صبر کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں مثلاً امام محمد باقرؑ سے روایت ہے -

اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ - صَبْرٌ عَلَی الْبَلَاءِ　　"صبر دو طرح کا ہے - ایک صبر مصیبت و بلا پر ہوتا ہے

حَسَنٌ وَّجَمِیْلٌ وَاَفْضَلُ الصَّابِرِیْنَ یہ اچھا اور عمدہ وصف ہے مگر دونوں قسموں میں افضل اَلْوَرَعُ عَنِ الْمَحَارِمِ ۔ صبر یہ ہے کہ حرام چیزوں سے پرہیز کیا جائے"
جو قوت انسان کو محارم (حرام چیزوں) اور معاصی (گناہوں) سے روکتی ہے۔ وہی قوت اُسکو عبادتِ الٰہی کی مشقت پر صبر کرنا بھی سکھاتی ہے۔ لہذا اس تقسیم میں صبر کی دو قسمیں قرار دی گئیں اور دوسری اور تیسری قسم کو ایک ہی قسم میں داخل کیا گیا +

اس میں کلام نہیں کہ ہر کام میں خواہ دینی ہو یا دُنیوی۔ صبر ہی کی بدولت کامیابی ہوتی ہے

۳۔ کامیابی ہمیشہ صبر کی بدولت حاصل ہوتی ہے

چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے "اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ"۔ صبر کشائش اور کامیابی کی کنجی ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ "اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ" یعنی کامیابی اور امدادِ الٰہی صبر کے ساتھ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ صبر و استقلال اور محنت و جفاکشی سے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ بے صبری و بے استقلالی اور سُستی و کاہلی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

پروفیسر ہکسلی کا یہ قول نہایت صحیح ہے کہ "حکما نے جو بڑے بڑے کام کئے ہیں وہ محض اُنکی عقل و ذکاوت کا ثمرہ نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر اس بات کا ثمرہ ہیں کہ مذہبی جوش نے جو اُن کی طبیعتوں میں نمایاں طور پر پایا جاتا تھا اُن کی عقل کو سیدھے راستہ پر ڈال دیا تھا۔ علمی حقائق زیادہ تر اُنکے صبر۔ اُن کی محنت۔ اُن کی راستبازی۔ اور اُن کی نفس کشی کی بدولت منکشف ہوئے ہیں نہ کہ اُن کی منطقی ذکاوت کی بدولت"+

سعدی نے خوب کہا ہے ؎

نابردہ رنج۔ گنج میسر نمے شود ۔۔۔ مزد آں گرفت جانِ برادر کہ کار کرد

اسبارہ میں امیر المؤمنین **علی مرتضیٰ** کا کلام بلاغت نظام آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَیْلًا ۔۔۔ یَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِیْ

یعنی "تو عزت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور پھر رات بھر سوتا ہے (یہ ٹھیک نہیں) جو شخص موتیوں کا طالب ہوتا ہے وہ سمندر میں غوطہ لگاتا ہے"+

شریعت اسلام نے صبر کو نہایت ہی پسندیدہ صفت بتایا ہے۔ اُس کی فضیلت کو طرح

۴۔ شریعت اسلام اور صبر

طرح سے جتایا ہے۔ اور اس شریف خصلت کے اختیار کرنے کی تاکید اکید کی ہے۔ چنانچہ صرف قرآن مجید میں اسی سے زیادہ آیتیں ایسی ہیں جن میں کسی نہ کسی حیثیت سے صبر کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے اور احادیث اِنکے علاوہ ہیں۔ جملہ آیات و احادیث کا احاطہ کرنا ایک امر دشوار ہے اور پھر مضمون کی طوالت کا اندیشہ۔ لہذا تھوڑا سا حال مختصراً

قلمبند کیا جاتا ہے +

قرآن مجید میں جس صبر کی تعریف کی گئی ہے وہ "صبر جمیل" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے (دیکھو

۵- صبر جمیل سورۂ یوسف ۱۲/۱۸) "جمیل" کے معنی ہیں "اچھا- عمدہ- نیک- محمود- پسندیدہ" پس صبر جمیل وہ صبر ہوا جس میں تسلیم و رضا کے خلاف کوئی بات نہ ہو- یعنی صبر کے ساتھ شکر بھی شامل ہو- اور لوگوں سے شکایت نہ ہو کہ خدا نے مجھپر فلاں مصیبت ڈالدی- یہی معنی حدیث سے ثابت ہیں- چنانچہ امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا "مَا الصَّبْرُ الْجَمِيلُ" (صبر جمیل کیا چیز ہے؟) تو آپؑ نے جواب دیا-

ذَالِكَ صَبْرٌ لَيْسَ فِيهِ شَكْوَى إِلَى النَّاسِ "یہ وہ صبر ہے کہ اُس میں لوگوں سے (خدا کی) شکایت نہیں کیجاتی"

صبر کی فضیلت میں اس سے بڑھکر اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ صابرین دُنیا اور دین دونوں میں سر

۶- فضیلتِ صبر از قرآن بلند ہیں- دنیا میں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت اُن کا ساتھی ہے- چنانچہ خود فرماتا ہے-

(۱) إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ٥ (بقرہ ۱۴۸/۲) "بیشک اللہ تعالیٰ (کی مدد) صابروں کے ساتھ ہے"

اور جو اجر جزیل اور ثواب بیحساب آخرت میں ملیگا وہ الگ رہا- چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے-

(۲) إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥ (زمر ۳۹/۱۳) "صابروں ہی کو اُن کا اجر پورا پورا بیحساب دیا جائے گا"

یہی وجہ ہے کہ جملہ انبیاء (علیہم السلام) کو صبر کا حکم دیا گیا- اور حضرت خاتم الانبیاء (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو بھی مثل دیگر انبیاء کے یہی حکم ملا- قال اللہ تبارک و تعالیٰ-

(۳) فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف ۴۶/۳۴) "(اے پیغمبر!) جس طرح ہمت والے پیغمبروں نے (کفار کی سختیوں پر) صبر کیا تم بھی صبر کرو"

جس طرح عہدۂ نبوت کیلئے صبر ایک لازمی صفت ہے- اسی طرح منصب امامت بھی صبر کے بغیر عطا نہیں ہوتا- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

(۴) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا (سجدہ ۳۲/۲۴) "اور ہمنے اُن میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے (اور یہ منصب امامت اُسوقت عطا ہوا) جبکہ وہ صبر کرتے رہے"

صلوات- رحمت اور ہدایت یہ تینوں وصف صابروں ہی کیلئے جمع کئے گئے ہیں- چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے-

(۵) أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (بقرہ ۲/۱۵۱) "یہی وہ لوگ ہیں جنپر اُنکے پروردگار کی عنایت اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں"

احادیث میں بھی صبر کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے- دو حدیثیں اوپر نقل ہو چکی ہیں تین حدیثیں اور

۷۔ فضیلت صبر از احادیث | نقل کی جاتی ہیں جنسے صبر کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

(۱) اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَھَبَ الرَّأْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ کَذٰلِکَ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ

"صبر کا درجہ ایمان (کے لحاظ) سے ایسا ہی جیسے سر کا درجہ جسم (کی لحاظ) سے جب سر گیا تو جسم بھی گیا۔ اسی طرح جب صبر گیا تو ایمان بھی گیا۔"

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

(۲) اَلْجَنَّۃُ مَحْفُوْفَۃٌ بِالْمَکَارِہِ وَالصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْمَکَارِہِ فِی الدُّنْیَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَجَھَنَّمُ مَحْفُوْفَۃٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّھَوَاتِ فَمَنْ اَعْطٰی نَفْسَہٗ لَذَّتَھَا وَشَھْوَتَھَا دَخَلَ النَّارَ

"جنت مکروہات (ناگوار اُمور) اور صبر کے ساتھ گھری ہوئی ہے جو شخص مکروہات پر صبر کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور دوزخ لذتوں اور نفسانی خواہشوں سے گھری ہوئی ہے جو شخص اپنے نفس کیلئے اُس کی لذت و خواہش (کے سامان) مہیا کرتا ہے وہ دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔"

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۳) مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ

"جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے اور میری نازل کی ہوئی بلا پر صبر نہ کرے اُسکو چاہیے کہ میرے سوا کسی اور پروردگار کو تلاش کرے۔"

صبر کے متعلق بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مصیبت و بلا نفس کو مطلق ناگوار اور مکروہ معلوم

۸۔ صبر کی بابت ایک غلط خیال کی اصلاح | نہ ہو۔ یا کم از کم اتنا ضبط کیا جائے کہ آنکھ سے آنسو نہ نکلیں مگر یہ خیال باطل ہے کیونکہ ایسا کرنا انسان کے اختیار سے باہر اور مقتضائے فطرت کے خلاف ہے۔ بیماری۔ فقر و فاقہ۔ تنگی معاش۔ عزیزوں کی جدائی۔ دوستوں کی موت اور اسی قسم کے دیگر حوادث ہر شخص کے دل پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرتے ہیں اور نفس کو ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ جب انسان صبر اختیار کرلیتا ہے تو مصیبت کی شدت کم محسوس ہوتی ہے اور وہ اُسکو بآسانی برداشت کرلیتا ہے ؎

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

کلام مجید نے مصیبتوں پر غالب آنے کا ایک بے مثل علاج بتایا ہے جو ہمیشہ

۹۔ مصائب پر غالب آنیکا بے مثل علاج | کارگر ثابت ہوتا رہا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (بقرہ ع ۱۹ پ ۲)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ صبر اور نماز سے (مصیبت کے برداشت کرنے پر) مدد لو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ محض صبر کی عادت ڈال لینے سے مصائب پر پورا غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اُسکے ساتھ دُعا و صلوٰۃ کے ذریعہ رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔ کامل صبر جسکا نتیجہ تسکین دل اور اطمینان قلب ہے۔ ذکرالٰہی کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جسکی توضیح دوسرے مقام پر قرآن مجید میں کی گئی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رعد ۱۳) "خبردار (سن رکھو) اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"

الغرض صبر کا مقصد یہی ہے کہ انسان مصیبت کے وقت بیتاب و بے قرار نہ ہو۔ مثلاً بھراول

۱۰۔ صبر کا مقصد اور ہمدردی و بیدردی

سینہ کو نہ پیٹے۔ کپڑے نہ پھاڑے۔ لوگوں سے مصیبت کی شکایت نہ کرے۔ کوئی چیز تلف یا کوئی نعمت زائل ہو جائے تو یہ سمجھے کہ اُسپر میرا کوئی حق نہ تھا۔ خدا کی امانت تھی اُسنے لے لی۔ اگر کوئی شے باوجود سعی و کوشش کے دستیاب نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ حکمتِ الٰہی یہی ہے کہ وہ شے مجھے حاصل نہ ہو گو اُس کی مصلحت کو میں نہیں جانتا مگر مصیبت پر محزون ہونا یا آنسو بہانا بے صبری نہیں بلکہ رقتِ قلب اور ہمدردی کی دلیل ہے۔ جو ایک عمدہ وصف ہے۔ برعکس اسکے غم سے مغموم نہ ہونا بیدردی ہے۔ مصیبت پر آنسو نہ بہانا قساوت اور سنگدلی ہے۔ جو دل رنج و الم سے محزون نہ ہو وہ دل نہیں پتھر ہے۔ بلکہ پتھر سے بدتر۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ ۹/۷۹)

"پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے۔ گویا وہ پتھر ہیں۔ بلکہ اور بھی سخت تر۔ اور پتھروں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن سے نہریں نکلتی ہیں اور اُن میں سے بعض ایسی ہوتے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے پانی نکلتا ہے اور اُن میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو خوفِ خدا سے گر پڑتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے غافل (بیخبر) نہیں ہے"

جس دل سے شفقت و ہمدردی کا مادہ سلب ہو چکا ہو۔ جس دل میں بیدردی و سنگدلی

۱۱۔ گریہ و بکا منافیِ صبر نہیں

نے گھر کر لیا ہو۔ اُسکا تو ذکر نہیں۔ ورنہ رقیق القلبی۔ ہمدردی شفقت۔ محبت اور گریہ و بکا خاصانِ خدا اور انبیا (علیہم السلام) کا شیوہ رہا ہے فراقِ یوسف میں حضرت یعقوبؑ کی گریہ وزاری پر قرآن ناطق ہے۔ اور واقعہ کربلا سے سالہا سال بیشتر جناب سید الشہداؑ کی آنے والی مصیبت پر خود آنحضرتؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کا رونا نہایت معتبر اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ جس سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ گریہ و بکا ممنوع نہیں بلکہ

جزع و فزع اور شکوہ و شکایت کی ممانعت ہے۔ اس امر کی تائید میں ایک اور حدیث پیش کیجاتی ہے۔ آنحضرتؐ کے صاحبزادے ابراہیم نے وفات پائی تو آپؐ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہوگئے کسی نے پوچھا۔ حضرت! کیا آپؐ نے جزع و فزع سے منع نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ "یہ تو ترحم اور مہربانی ہے۔ جو لوگ ترحم اور مہربانی کرتے ہیں انپر اللہ تعالیٰ ترحم اور مہربانی کرتا ہے"۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ "آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ دل جلتا ہے اور زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جس سے پروردگار ناراض ہو"۔ یہ ہے "صبر جمیل" جسکی تعلیم اسلام نے دی ہے اور یہی تعلیم صحیح اور فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔ نہ وہ صبر جو بیدردی اور سنگدلی کا مرادف ہے ✦

آنحضرتؐ کے صبر کی چند مثالیں

اب ہم خاص آنحضرتؐ کے صبر کی چند مثالیں مجملاً بحوالہ آیاتِ کلام اللہ درج کرتے ہیں جنکے

۱۲۔ صبر کا عملی نمونہ

بغیر صبر کا مضمون عملی حیثیت سے بالکل ناقص اور ناتمام رہتا۔ اس بیان کا ماخذ امام جعفر صادق ع کی ایک طولانی حدیث ہے جسکے راوی حفص بن غیاث ہیں۔ اس حدیث کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں۔ "اے حفص! جب کوئی شخص صبر کرتا ہے تو صبر تھوڑے ہی عرصہ کیلئے ہوتا ہے (مگر اسکا ثواب باقی رہتا ہے[1]) اور بے صبری کرتا ہے تو بے صبری بھی تھوڑے ہی عرصہ کیلئے ہوتی ہے (مگر اسکی پشیمانی باقی رہتی ہے)"۔ اسکے بعد امام ع نے فرمایا "تم کو چاہیے کہ اپنے سب کاموں میں صبر کو لازم سمجھکر اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ص کو نبی بناکر بھیجا تو آپؐ کو صبر اور رفق (نرمی) کا حکم دیا"۔

۱۳۔ صبر کی عظمت اور آنحضرتؐ کو صبر اور رفق کی ہدایت

۱۴۔ صبر کے متعلق حکم

"صبر کی بابت ارشاد فرمایا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِىْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِى النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ (مزمل ۱۰-۱۱)	"اور (اے پیغمبر!) جو باتیں یہ لوگ (تمہاری نسبت) کہتے ہیں انپر صبر کرو اور خوبی کے ساتھ ان سے الگ ہو اور یہ جو جھٹلانے والے مالدار لوگ ہیں ہم کو اور انکو چھوڑ دو (یہ جانیں اور ہم۔ ہم خود ان سے سمجھ لینگے) اور انکو ذرا مہلت دو"۔

[1] اس مضمون کے قریب قریب سعدی نے کہا ہے ؎

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت　　تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد　　بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

۱۵۔ رفق کے متعلق حکم | رفق کے متعلق خداوند تبارک و تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرمایا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ○ (حم سجدہ ۴۱/۳۵-۳۴)

"(برائی کو) ایسے برتاؤ سے دفع کرو جو نہایت ہی عمدہ ہو۔ پھر (اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ) تم میں اور جس شخص میں دشمنی تھی تو وہ یکایک گویا تمہارا دلسوز ہوگیا اور یہ (توفیق حسن سلوک) اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہوتے ہیں"

آنحضرت صبر کرتے رہے۔ یہانتک کہ مشرکین نے نہایت سخت الفاظ کے ساتھ بدزبانی و دشنام دہی شروع کی (مثلاً ساحر۔ شاعر۔ مجنون وغیرہ بیہودہ کلمات آپؐ کی شان میں کہنے لگے) اس سے آپؐ ملول اور دلتنگ ہوئے تو اللہ عزّ وجل نے یہ آیات نازل کیں۔

۱۶۔ کفار کی بدزبانی پر آنحضرت صلعم کا ملال اور صبر کی بابت حکم خداوند ذوالجلال

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ○ (حجر ۱۵/۹۸-۹۷)

"اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اُنکی وجہ سے تم (اے پیغمبر!) دلتنگ ہوتے ہو پس اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُسکی تسبیح کرو اور اُسکی جناب میں سجدے کرو[۱]"

اسکے بعد انہوں نے آنحضرت صلعم کی تکذیب شروع کی اور بدگوئی و دشنام بھی جاری رکھی

۱۷۔ مشرکین کی مزید ایذارسانی۔ آنحضرتؐ کا رنج و الم اور اللہ تعالیٰ کا حکم محکم | جسکی وجہ سے آپ مغموم و محزون ہوئے۔ اُسوقت اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل کیں۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ

"اے پیغمبر!) ہم جانتے ہیں کہ جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں وہ تم کو بالضرور آزردہ کرتی ہیں پس (صبر کرو کیونکہ) وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور تم سے

[۱] ان آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر اہل باطل عداوۃً کسی شخص کی بدگوئی اور عیب جوئی کریں تو ایسے بے بنیاد الزامات سے دشمن خود ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اور اُس شخص کی وقعت درحقیقت بڑھتی ہے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چونکہ یہ بھی خدا کی ایک نعمت ہے لہذا اسکا شکر ادا کرنا چاہئے جسکے تین طریقے ان آیتوں میں بتائے گئے ہیں۔ اوّلاً۔ اللہ کی حمد کی جائے۔ ثانیاً۔ اُس کی تسبیح و تقدیس بیان کی جائے ثالثاً۔ اُسکی جناب میں سجدے کئے جائیں (غ۔ ح)

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (انعام ۶/۳۴-۳۳)

پہلے بھی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں تو اُنہوں نے لوگوں کی تکلیف اور ایذا دہی پر صبر کیا یہانتک کہ ہماری مدد اُن (رسولوں) کے پاس پہنچی اور اللہ کی باتوں کا تبدیل کرنیوالا کوئی نہیں اور (پچھلے) پیغمبروں کے بعض حالات تم کو پہنچ ہی چکے ہیں“

اپنی ذات خاص کے متعلق ہرطرح کی تکلیف پر آنحضرتؐ ہمیشہ صبر کرتے رہے۔ پھر مشرکوں نے حد سے بڑھ کر مزید ظلم و تعدی شروع کی اور اُنکی شرارت یہانتک بڑھی کہ اللہ کو بُرائی سے یاد کرنے لگے۔ اور اُسکو بھی جھٹلانے لگے۔ اسپر آپؐ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی خداوندا جو کچھ ان لوگوں نے میرے نفس۔ میرے اہلبیت اور میری آبرو کی بابت کہا۔ اُسپر تو میں نے صبر کیا۔ مگر جو باتیں میرے پروردگار کی نسبت کہی جاتی ہیں اُسپر صبر نہیں کرسکتا۔ اسپر اللہ عزّوجل نے یہ حکم نازل فرمایا۔

۱۴۔ مشرکوں کا ظلم بدرجہ کمال آنحضرتؐ کا عرض حال اور حکمِ قادرِ متعال

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (ق ۵۰/۳۸-۳۷)

”اور ہمنے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے اُن سب کو چھ دن (چھ وقتوں) میں پیدا کیا اور تکان نے ہم کو چھوا تک نہیں۔ پس اے پیغمبر! جو باتیں یہ (منکر) کہتے ہیں اُن پر صبر کرو۔ اور آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُسکی تسبیح کرو“

۱۵۔ آپؐ کا صبر کامل اور آپؐ کی عترت میں امامت کی بشارت

آنحضرتؐ نے ہرحال میں صبر کیا۔ پھر آپؐ کو بشارت دی گئی کہ آپ کی عترت (اولاد) میں امام پیدا ہونگے جنکے صبر کی تعریف کی گئی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ (سجدہ ۳۲/۲۴-۲۳)

”اور بیشک ہمنے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) دی۔ (اے پیغمبر!) تم کتاب الٰہی (قرآن) کے ملنے سے شک میں نہ رہو اور ہمنے اُس (توراۃ) کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت قرار دیا اور ہمنے اُن میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے (اور یہ منصب امامت اُسوقت عطا ہوا) جبکہ وہ (ظالموں کی ایذاؤں پر) صبر کرتے رہے اور ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے“۔ [لے]

لے ان آیات میں خاندان نبوت کے اماموں کے متعلق یہ پیشینگوئی ہے جبکی تصدیق احادیث نبوی میں لفظ بالفظ بنی اسرائیل

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا -

الصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ کَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ "صبر کو ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا کہ سر کو جسم سے -"

۲۰ - قبولیتِ صبر آنحضرتؐ اور مژدۂ انتقام

اللہ عز وجل نے آنحضرتؐ کے اس کامل صبر کو قبول فرمایا اور یہ آیت نازل کی -

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ؐ (اعراف ۷/۱۳۳)

"اور (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوا - کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا - اور جو ظلم فرعون اور اس کی قوم کے لوگ کرتے تھے اور ان سے اونچی اونچی عمارتیں بنوا رکھے تھے (وہ سب کارخانہ) ہم نے درہم و برہم کر دیا۔"

اس آیت کے نازل ہونے پر آنحضرت صلعم نے کہا "یہ ایک مژدہ ہے اور مشرکوں سے انتقام لینے کا وعدہ" پھر اللہ عز وجل نے ان سے جنگ کی اجازت دی اور اسکو مباح قرار دیا - اسبارہ میں یہ آیت نازل ہوئی -

۲۱ - مشرکوں سے جنگ کی اجازت اور ان سے انتقام لینے کا حکم

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (توبہ ۹/۵)

"پھر جب ادب کے مہینے گزر جائیں تو ان (عہد شکن) مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انکو گرفتار کر لو اور ہر ایک کمینگاہ میں ان کی تاک میں بیٹھو۔"

اسی اجازت کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے -

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ ۲/۱۸۷)

"اور (جو لوگ تم سے لڑتے ہیں) انکو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انکو وہاں سے نکال دو (یعنی مکہ سے) اور فساد خونریزی سے بڑھکر ہے"

۲۲ - آنحضرتؐ کے دشمنوں کا انجام اور صبر کا اجر

آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان ایذا دہندوں کو آنحضرتؐ اور آپؐ کے دوستوں کے ہاتھوں قتل کرایا - اور آپؐ کو دنیا میں بھی صبر کا نتیجہ دکھا دیا (یعنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ - کی تعداد کے موافق ۱۲ بتائی گئی ہے - مولوی نذیر احمد مرحوم دہلوی نے ان آیات کی توضیح کی غرض سے حسب ذیل حاشیہ لکھا ہے - "پیغمبر صاحب اور موسیٰ علیہم السلام کے اکثر حالات بہت ملتے جلتے ہیں لہذا اسی لئے قرآن میں بار بار حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے - اسجگہ بھی خدا پیغمبر صاحب سے ارشاد فرماتا ہے کہ جس طرح موسیٰؑ کو توراۃ ملی اسی طرح تم کو قرآن ملا جس طرح بنی اسرائیل کو توراۃ سے ہدایت ہوئی اسی طرح تمہاری امت کو قرآن سے ہوگی جس طرح بنی اسرائیل میں بہت سے نبی ہوئے اور وہ شریعت موسوی کے موافق لوگوں کو ہدایت کرتے رہے اسی طرح تمہارے خلفا اور تمہاری امت کے علما اس قرآن کے مطابق لوگوں کو ہدایت کرتے رہینگے" (غ - ح)

آپؐ کے دشمن جو مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کی بیخکنی کیلئے ہر وقت آمادہ و مستعد رہتے تھے سب کے سب مغلوب و مقہور ہوئے اور سخت ترین دشمن جنگِ بدر وغیرہ میں مقتول ہوئے) اور جو اجرِ آخرت میں آپ کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ الگ رہا۔ الحاصل جو شخص ظالموں کے ظلم پر صبر کرے اور اُسکو قیامت کے لئے جمع رکھے۔ اللہ تعالیٰ اُسکے انتقال کے پہلے ہی دنیا میں اُسکے دشمنوں (ظالموں) کو ذلیل و رسوا کرکے اُسکی آنکھوں کو سکھ پہنچاتا ہے۔ یہ اُس ذخیرۂ ثواب کے علاوہ ہے جو اُسکے لئے آخرت میں جمع کیا جاتا ہے +

• حدیث مندرجۂ صدر میں بحوالہ آیاتِ قرآنی اُن **مصائب و مظالم** کی طرف اشارہ کیا گیا

۲۳۔ غزواتِ نبوی پر ایک سرسری نظر

ہے جو آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحاب کو منکرین و مشرکین عرب کے ہاتھوں تیرہ سال تک مکہ میں پیش آتے رہے اور جن پر آپ کو **صبر و تحمل اور شفقت** و درگزر کا حکم برابر ملتا رہا۔ کتبِ احادیث و سیر کے مطالعہ سے اُن مظالم کا مفصل حال معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جو اذیتیں دشمنوں کے ہاتھوں حضرت خاتم الانبیاءؐ کو پہنچی ہیں کسی نبی کو نہیں پہنچیں۔ آخر کار جب ظالموں کے ظلم حد سے گزر گئے اور انکی شرارتوں کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلکنے لگا تو **غیرتِ الٰہی** جوش میں آئی انتقام کی اجازت دی گئی اور یہ حکم ملا کہ اب تلوار کا جواب تلوار سے دیا جائے۔ اس قسم کی **حفاظتِ خود اختیاری یا مدافعت بشرطِ استطاعت** عقلاً واجب اور قانونِ فطرت کے عین مطابق ہے۔ کسی قومی۔ ملکی۔ مذہبی قانون کی رو سے اُسکی ممانعت نہیں ہو سکتی۔ مگر بُرا ہو **تعصب** کا اور خدا ہر انسان کو اُس سے بچائے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسلام پھیلانے کیلئے تلوار اُٹھائی تھی اور ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک میں قرآن لیکر اُسکو جبراً منوایا تھا۔ حالانکہ اس خیال کے ابطال کیلئے حدیث مذکورہ بالا کافی وافی ہے اور قرآن مجید اُسکا رد علی الاعلان کر رہا ہے اور **لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ** کا حکم ناطق دنیا کو سُنا رہا ہے یعنی دین و مذہب میں زبردستی کا کچھ کام نہیں۔ اس مسئلہ پر مکمل بحث اور اُسکی پوری تحقیق راقم کی کتاب **"تحقیق الجہاد"** میں موجود ہے جس میں قطعی و یقینی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ کے کل غزوات دفاعی تھے اور کسی جنگ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اسلام جبراً پھیلایا جائے یا کسی سے زبردستی منوایا جائے +

خاتمہ

صبر کا بیان بقدرِ ضرورت ہو چکا۔ اور آنحضرتؐ کے صبر کا تھوڑا سا نمونہ بھی دکھایا جا چکا۔

۲۴۔ صبر کی بابت ایک عبرت انگیز حدیث

اب میں صبر کے متعلق ایک حدیث نقل کرکے اس بحث کو

ختم کرتا ہوں جسکے مطالعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو عبرت اور بصیرت حاصل ہو گی۔ وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ سَیَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُنَالُ الْمُلْکُ فِیْہِ اِلَّا بِالْقَتْلِ وَالتَّجَبُّرِ وَلَا الْغِنٰی اِلَّا بِالْغَصْبِ وَالْبُخْلِ وَلَا الْمَحَبَّۃُ اِلَّا بِاسْتِخْرَاجِ الدِّیْنِ وَاتِّبَاعِ الْھَوٰی فَمَنْ اَدْرَکَ ذٰلِکَ الزَّمَانَ فَصَبَرَ عَلَی الْفَقْرِ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَی الْغِنٰی وَصَبَرَ عَلَی الْبِغْضَۃِ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَی الْمَحَبَّۃِ وَصَبَرَ عَلَی الذُّلِّ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَی الْعِزَّۃِ اٰتَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ خَمْسِیْنَ صِدِّیْقًا مِمَّنْ صَدَّقَ بِیْ۔

"حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ عنقریب ایسا آئیگا کہ اس زمانہ میں ملک حاصل نہ ہو گا مگر قتل اور ظلم سے۔ اور نہ تونگری (حاصل ہو گی) مگر غصب اور بخل سے۔ اور نہ محبت (حاصل ہو گی) مگر بیدینی و خواہش نفسانی کی پیروی سے۔ پس جو شخص ایسے زمانہ کو پائے اور فقر پر صبر کرے حالانکہ وہ (ناجائز وسائل سے) تونگری حاصل کر سکتا ہو اور (لوگوں کی) عداوت پر صبر کرے حالانکہ وہ (بیدینی اور ہوا پرستی سے) محبت حاصل کر سکتا ہو۔ اور ذلت پر صبر کرے حالانکہ وہ (بددیانتی وغیرہ سے) عزت حاصل کر سکتا ہو۔ ایسے صابر کو اللہ تعالیٰ پچاس صدیقوں کا ثواب عطا کرتا ہے جو ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے میری تصدیق کی ہے۔"

یہ حدیث درحقیقت ایک پیشینگوئی ہے جسکا ظہور اس زمانہ میں عام طور پر ہو رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ جو حکومت

۲۵۔ اس حدیث کی توضیح و سلطنت ظلم و جور کی بدولت حاصل ہو۔ جو تونگری و ثروت مال غیر کے غصب اور بخل کی بدولت حاصل ہو۔ اور جو دوستی و محبت ایمان کو کھو کر۔ ہوا پرستی کی بدولت حاصل ہو۔ اور جو وجاہت وعزت دین و دیانت کے قربان کرنیکی بدولت حاصل ہو ایسی حکومت و سلطنت۔ ایسی تونگری و ثروت۔ ایسی دوستی و محبت اور ایسی وجاہت و عزت موجب لعنت ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی حکومت پر فقر کو ترجیح دیں۔ ایسی تونگری کو مفلسی پر قربان کر دیں۔ ایسی محبت کو سلام کریں اور باطل پرست دنیاداروں کی عداوت کی پروا نہ کریں اور ایسی عزت کی بجائے ذلت کو گوارا کریں۔ یہ فقر۔ یہ افلاس۔ یہ عداوت اور یہ ذلت موجب رحمت ہے۔ اے کاش مسلمان جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے نمونہ کامل کی پیروی کریں اسی میں فلاح دارین ہے۔ کما قال اللہ عزّ وجلّ۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔ (احزاب ۳۳/۲۱)

"بیشک تمہارے لئے یعنی اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور روز آخرت کا خوف رکھتے ہیں اور کثرت سے یاد الٰہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ کی ذات بابرکات میں اسوۂ حسنہ (عمدہ نمونہ) موجود ہے۔"

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

تحفہ

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی شیخ نورالدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

حضرت سرور کائنات مفخر موجودات باعث ایجاد عالم فخر بنی آدم صفوت آدمیاں تتمہ دور زماں کریم السجایا جمیل الشیم شفیع البرایا نبی الامم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ملک اور قوم کے رسم و رواج سے ایام طفولیت ہی سے بیزار تھے کیونکہ اسوقت تمام ملک عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک کفر و شرک فسق و فجور ظلم و عدوان اور جہل و طغیان کی ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ جسقدر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر زیادہ ہوتی جاتی تھی اسی قدر دنیوی تعلقات سے آپ کا جی ہٹتا جاتا تھا۔ ہروقت تلاش حق میں آپ بیتاب رہتے۔ بالآخر آبادی کو چھوڑ کر آپ دشت و جبل اور جنگل و بیابان میں پھرنے لگے۔ مکہ معظمہ سے منا کو جاتے ہوئے بائیں طرف تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ واقع ہے جسکا نام حرا ہے۔ اسمیں ایک غار ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا معمول تھا کہ کئی دن متواتر اس غار میں تشریف رکھتے۔ مراقبہ و مجاہدہ کرتے اور ذکر و فکر اور شغل میں مصروف رہتے۔ کھانا گھر سے پکوا کر اپنے ساتھ لے آتے جب ختم ہو جاتا گھر کو مراجعت فرماتے۔ دو چار دن وہاں ٹھہرتے پھر واپس آجاتے۔ اسی طرح کامل ایک ماہ منقضی ہوگیا۔ یہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کا چالیسواں سال تھا۔ اخیر دفعہ آپ اسی غار میں رونق افروز تھے کہ آپ کو جبرئیل علیہ السلام نظر آئے اور سورہ علق کی پہلی تین آیتیں خود پڑھیں اور آپ سے پڑھنے کی فرمائش کی۔ یہ آیتیں جبرئیل سے سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پہاڑ سے لوٹے آپ کا دل کانپ رہا تھا آپ اپنی بی بی خدیجہ بنت خویلد کے پاس گئے اور فرمانے لگے مجھے کپڑا اوڑھادو۔ مجھے کپڑا اوڑھادو۔ لوگوں نے آپ کو کپڑا اوڑھادیا۔ جب آپکا ڈر جاتا رہا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت فہیم اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتگزار و غمگسار بی بی تھیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں سے بخوبی واقف تھیں۔ جب حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وحی کی عظمت سے مرعوب ہوئے اور خوف زدہ ہو کر حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سے اسکا تذکرہ کیا تو اس نیک و پاک بی بی نے کیا لطیف جواب دیا کہ آپ خوف نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ دکھیاروں کا دکھ اٹھاتے ہیں۔ جو چیز کہیں نہ ملتی ہو آپ مہیا فرماتے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ لوگوں کی مصائب و نوائب کے وقت چندوں سے دستگیری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو کبھی ذلیل نہیں کرتا۔

غور کرو حضرت خدیجہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی مندرجہ ذیل صفات حسنہ بیان فرمائی ہیں:-

(۱) صلہ رحمی - اپنے خویش و اقارب سے حسن سلوک اور نیک برتاؤ -

(۲) دکھیاروں کا دکھ اٹھانا۔ ضعفا اور ناتوانوں کا بوجھ بٹانا۔

(۳) جس چیز کی لوگوں کو ضرورت ہو اور وہ کہیں سے نہ ملتی ہو۔ اسے مہیا کرنا۔

(۴) مہمان نوازی کرنا۔

(۵) مصائب و نوائب کے وقت چند دن سے امداد و اعانت کرنا۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مندرجہ ذیل دو باتیں بھی امام بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہیں:-

(۶) سچی بات بولنا -

(۷) امانت کو واپس ادا کرنا -

متبعین اسلام کے لئے پیروی کرنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمدہ نمونہ موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - اس بنا پر ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہ اوصاف حمیدہ اپنے میں پیدا کرے -

یتیم بچے

(از جناب مولوی کرم اللہ خاں صاحب شیدا)

ذرا تو تم آؤ دل کو پیارو یتیم بچے بلک رہے ہیں
اٹھالو گودوں میں انکو پیارو تمہارا منہ کو یہ تک رہے ہیں

لگالو چھاتی سے انکو لیکر بٹھالو ان کو دلوں کے اندر
یہ ننھے ننھے سے ہاتھ تم پہ اٹھا اٹھا کر ہمک رہے ہیں

نہ دست و بازو میں انکی قوت نہ دوسروں سے امید شفقت
پدر کی الفت نہ ماں کی چاہت ادھر بھی گویا اٹک رہے ہیں

عدوئے دیں انکی تاک میں ہیں ہمیشہ فکر ہلاک میں ہیں
بچے وُ ان کو نہ راہ ان کی بہت سے قزاق تک رہے ہیں

ہماری دامن میں ہیں جو گوہر وہ ہم کو ایسے ہوئے ہیں دوبھر
ہم اپنے دامن جھٹک رہے ہیں رقیب انکو لپک رہے ہیں

جہاں میں توام ہیں رنج و راحت نہیں خزاں کی کوئی شکایت
چنے ہیں غیروں نے پھول اپنے یہ دل میں کانٹے کھٹک رہے ہیں

ہے باغ اسلام یونہیں ویراں اور اُسپہ ہوتے ہیں یہ ستم یہاں
کھلی ہیں قسمت سے کچھ جو کلیاں انہیں بھی ظالم چٹک رہے ہیں

یہ عرش اسلام کے ستارے تمہارے پیارے نبی کے پیارے
ڈرو خدا سے کہ یوں بچارے بلک رہے ہیں سسک رہے ہیں

یتیم خانہ میں کوئی دیکھے کہ بچے کرتے ہیں کیا تماشے
یہ بولتے ہیں کچھ اس طرح سے کہ جیسے بلبل چہک رہے ہیں

یتیم بچوں کا ایک شیدا بیان کرتا ہے اُن کا دکھڑا
رواں ہیں آنکھوں سے اُسکے دریا اور اشک ٹپ ٹپ ٹپک رہے ہیں

(تمدن)

چنانچہ بڑے بڑے ائمہ ہر وقت علوم کی ہی اشاعت میں رہتے تھے۔ خلیفہ منصور متبحر عالم تھے نہایت زیرک وہوشیار۔ جب تقریر کرنے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کی مثل کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ لہو لعب کے پاس نجاتے تھے۔ رعب و دبدبہ آپکا اسقدر تھا کہ ایک فرقہ آپ کو خدا کہنے لگا تھا جنپر خود بنفس نفیس آپنے جہاد کیا تھا۔ چہرہ آپکا ایسا تھا کہ جو دیکھتا تھا اسکے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ روپیہ خرچ کرنے میں انتظام بہت تھا مگر اپنے عزیزوں کو آپ بیدریغ روپیہ دیتے تھے اور تمام اہلبیت کو حکم تھا کہ لباس عمدہ پہنو اور خوشبو لگاؤ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن امیرالمومنین ابوجعفر نے اپنے اہل بیت کو دس لاکھ درہم ایک وقت میں عطا فرمائے۔

امیرالمومنین ابوجعفر کا عدل

امیرالمومنین خلیفہ منصور کے عدل کا ایک واقعہ میں سُناتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ایک بار آپ مدینہ شریف میں حاضر ہوئے وہاں آپ کی طرف سے محمد بن عمران طلحی قاضی تھے۔ کچھ لوگوں نے امیرالمومنین پر دعویٰ کر دیا تھا کہ ہم کو کرایہ وصول نہیں ہوا۔ یہ سنکر قاضی صاحب نے منشی کو حکم دیا کہ امیرالمومنین کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم لکھیئے۔ منشی نے تامل کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر تمنے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو میں تمکو موقوف کر دونگا۔ غرض وہ حکم لکھا گیا۔ اسکے بعد قاضی صاحب نے فرمایا۔ تم ہی اس حکم کو لیجاؤ۔ یہ سنکر منشی کے حواس باختہ ہوگئے اور اسنے کہا میں دربار خلافت میں ایسا گستاخانہ حکم نہیں لیجا سکتا۔ قاضی صاحب نے فرمایا اگر تمنے ایسا نہ کیا تو تم اپنے آپ کو معزول سمجھو۔ غرض بدقت تمام منشی اس حکم کو لیکر ربیع کے پاس گیا۔ ربیع نے امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ امیرالمومنین نے فوراً حکم دیا کہ ہماری اسوقت کوئی تعظیم نکرے ہم کو عدالت میں جانا ہے اسوقت ہم مدعا علیہ ہیں اور عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ ایک درجہ پر رکھے جاتے ہیں۔ غرض جسوقت امیرالمومنین عدالت میں آئے ہیں۔ قاضی صاحب نے مدعی کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور جس طریقے سے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے۔ امیرالمومنین کی کچھ تعظیم نہ دی اور جب مقدمہ پیش ہوا تو مدعی کو ڈگری دیدی امیرالمومنین خلیفہ منصور اُنکی عدالت اور کسی کا خوف دل میں نہ ہونا اور موافق شریعت کے حکم دینا جو قاضیوں کا کام ہوتا ہے ....

...... یہ حالت دیکھکر اسقدر خوش ہوئے کہ بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ جزاك اللہ عن دینك خیر الجزا۔ اسکے بعد حکم دیا کہ دس ہزار اشرفیاں قاضی صاحب کو انعام دیا جائے۔

اللہ اکبر۔ یہ تھے مسلمانوں کے عدل و انصاف اور یہ تھے خاندان نبوت کے اپنے ماتحتوں کے ساتھ برتاؤ۔

۴۸۶

امیر المؤمنین ابوجعفر عبداللہ منصور عباسی

(از جناب مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی طبیب ریاست بھیکن پور)

یہ دوسرے امام ہیں خلفاء بنی عباس کے اور تیسرے صاحبزادے ہیں جناب امام محمد بن امام علی سجاد عباسی کے اور پانچویں پشت میں ہیں حضرت ابو الفضل عباس بن عبد المطلب ہاشمی عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔
آپ نے خلافت ملنے سے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں رونق افروز ہیں اور دروازہ بیت اللہ کا کھلا ہوا ہے کہ اندر سے آواز آئی عبداللہ حاضر ہو۔ یہ سنکر میرے بھائی ابو العباس عبداللہ کھڑے ہوئے اور اندر گئے تھوڑی دیر آنحضرت کی خدمت میں رہکر باہر آئے۔ انکے ہاتھ میں ایک سیاہ علم تھا جو چار گز شرعی لانبا تھا۔ پھر تھوڑی دیر میں آواز آئی کہ عبداللہ حاضر ہے یہ سنکر میں کھڑا ہوا اور حاضر خدمت ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں آپنے میرے سر پر عمامہ باندھا جسکے تیس پیچ تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عدل و انصاف کرنا اور امت محمدیہ کے ساتھ بھلائی کرنا اور فرمایا ابو الخلفاء الیٰ یوم القیٰمۃ۔ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ خلیفہ منصور طالب علمی کے زمانہ میں ایک مکان میں جانے لگے۔ اس مکان پر پہرہ تھا۔ پہرہ والے نے کہا دو درہم دیجئے اور جائیے۔ انہوں نے کہا میں سادات بنی ہاشم سے ہوں۔ اسنے کہا کہ حضرت میں نہیں جانتا آپ درہم دیجئے اور جائیے۔ انہوں نے کہا بھائی میں ابن عم رسول ہوں۔ تمہیں اسکا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اسنے کہا کہ صاحب یہ قانون ہے کہ جو اس مکان میں جائے وہ دو درہم دے لہذا آپ بھی دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ میں قاری ہوں عالم ہوں فقیہ ہوں۔ محدث ہوں فرائض کا عالم ہوں۔ اسنے کہا کہ دو درہم دیجئے۔ جب یہ تھک گئے اور اسنے انکے فضائل پر خیال نکیا تو انہوں نے کہیں سے لاکر اس شخص کو درہم دئے۔ اسی روز سے انکو روپیہ کی حفاظت اور اسکی ترقی کا خیال پیدا ہوگیا کیونکہ روپیہ کا کام روپیہ سے نکلتا ہے۔ یہانتک انتظام تھا کہ ایک ایک دانگ کا حساب کیا کرتے تھے اسوجہ سے لوگ انکو ابو الدوانیق کہنے لگے تھے۔

خلیفہ منصور ہی وہ شخص ہیں کہ انہوں نے تمام قسم کے علوم کی اشاعت میں حصہ لیا۔ انہیں کے زمانہ میں کتابیں مدوّن ہوئیں۔ انہیں کے زمانہ میں حدیث رسولؐ جمع ہوئی۔ علم فقہ۔ علم تفسیر۔ علم ادب علم تاریخ۔ علم انساب۔ علم جغرافیہ۔ علم ریاضی۔ علم طب ان علوم کی عربی زبان میں اشاعت کی علی ہذا کتب لغت کی تدوین ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ جیسے بادشاہ کے خیالات ہوتے ہیں ویسے ہی رعایا کے ہوتے ہیں

۴۸۶

ہمارے علماء

(از جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب سالک قصبہ گکھڑ)

قوم کے دل و دماغ علماء و مشائخ ہی ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی اپنی اصطلاحوں میں لیڈر یا پریسیڈنٹ یا رشی کہتے ہیں۔ جب یہ لوگ ترقی کی راہوں اور اُنکے بھیدوں سے کماحقہ واقف ہو کر قوم کی رہبری کرتے ہیں تو وہ قوم اپنے اعلےٰ معراجِ ترقی پر پہنچ جاتی ہے اور جب یہی لوگ ترقی کی راہوں کو بھول جاتے ہیں تو قومی ترقی مفقود ہو جاتی ہے۔ ادبار و تنزل اُس قوم کا حصہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے طبیب روحانی داعی اسلام علیہ السلام (فداہ روحی) نے اس لطیف مضمون کو کیسے پیارے الفاظ میں ادا فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔" قربان جائیں اس کامل و اکمل مصلح عالم کے اس مبارک ارشاد پر۔ بظاہر تو اس حدیث مبارک کا یہ مطلب ہے کہ انسانی وجود میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس وقت وہ صحیح (حالتِ صحت) میں ہوتا ہے تو تمام بدن صحت یاب ہو جاتا ہے اور جب کبھی وہ بیمار ہو جاتا ہے تو تمام بدن بھی بیمار ہو جاتا ہے اور وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے لیکن باطن میں اس پیارے رسول کریم حکیم روحانی نے قومی تنزل و ادبار کے مسئلہ کو کیسے عام فہم منطق میں سمجھایا ہے کہ علماء لیڈر قوم میں بمنزلہ دل ہیں جبتک وہ صحت یاب (یعنی قومی ترقی کی راہوں کے عالم اور انپر سالک) ہونگے تب تک تو تمام قوم جسے بدن سے تعبیر کیا گیا ہے ترقی کے معراج پر رہتی ہے اور جب یہ قومی ضروریات کے علم سے جاہل و بیعلم ہو جائیں تو تمام قوم بیمار ہو جاتی ہے یعنی تنزل و ادبار، مفلسی و ناداری کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتی ہے۔

ہمارے تنزل و ادبار کی ایک بڑی وجہ مذکورہ بالا حدیث پاک کے مطابق یہ بھی ہے کہ ہمارے علماء اسلام قومی ترقی کی راہوں سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں وہ خود اپنا پیٹ پالنا نہیں جانتے تو وہ قوم کو پیٹ پالنے کے اسباب کہاں سے مہیا کرینگے ع مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے" علماء کا یہی فرض یا منصب نہیں کہ وہ لوگوں کو صرف نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ طلاق وغیرہ کے مسائل ہی بتائیں بلکہ اُنکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی تمام تعلیم اور بالخصوص تعلیم کا وہ حصہ کہ جو انسانی زندگی کی بہتری کے لئے اور انسان کی دنیوی حالت کے درست بنانے کے لئے مخصوص ہے اسکو بھی عوام الناس کے کانوں تک پہنچائیں۔ اُن تمام علوم سے لوگوں کو واقف کرائیں کہ جس سے مسلمان دنیا میں ایک زندہ اور ممتاز قوم ہونے کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں مگر یہاں ان علوم و مسائل سے کیا سروکار۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ناواقف سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ قرآن شریف میں سوائے نماز روزہ وغیرہ احکام کے اور کوئی انسانی زندگی کی فلاح کے سامان و اسباب بیان نہیں کئے گئے خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو میں اسپر ایک مفصل مضمون ہدیۂ ناظرین کرونگا۔

ھوالناصر

دردِ دل

(از جناب مولوی حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق ساکن دہلی رو دگران مدرسہ دارا شکوہ جان میر طریف مرحوم)

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست

مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلام چودھویں رات کا چاند بنکر چمکے اور سب مل جلکر شاہجہاں کی طرح جشن مہتابی منایا کریں وہ اسلام کی ترقی کے لئے لاکھوں جتن کر رہے ہیں مگر اسلام کا شیرازہ ایسا پاش پاش ہوا ہے کہ سمیٹے نہیں سمٹتا ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی　　مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کہا جاتا ہے کہ اسلام کو ہندؤں نے ضعیف کر دیا یا اسلام عیسائیوں کے حملوں سے پست ہو گیا میں لیکن یہی عرض کرتا ہوں کہ اسلام کو مسلمانوں نے ہی زیر و زبر کیا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم　　کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا وہ مسلمان تھے جس شخص نے امام الاولیا، علی مولیٰؓ پر تلوار اٹھائی وہ مسلمان تھا جسنے کعبہ کو آگ لگائی تھی (حجاج بن یوسف) وہ مسلمان تھا جنہوں نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور دلوایا وہ مسلمان ہی تھے۔ جس قوم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا وہ سارے کے سارے مسلمان تھی ان باتوں کو تو تیرہ سو برس ہونے آئے مگر آپ جس صدی کا نام لیں اُسی صدی کے مسلمانوں کی خانہ جنگیاں تاریخ نکال کر بتا دوں اور اب کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ سال بھر کیلئے ہم لوگوں کو ایکٹ اسلحہ سے مستثنیٰ کردے پھر دیکھئے آمین بالجہر اور رفع یدین اور خلافت امامت کے فیصلہ مسلمان توپ اور بندوق سے کس طرح کرتے ہیں۔ کربلا کا معرکہ آنکھوں کے سامنے نہ آجائے تو میں بارہ گنی لکھتا ہوں۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1] پر جو حضرات صوفیہ نے زور دیا ہے اور ان کے مکتوبات ملفوظات میں جابجا مذکور ہے اُسکا سبب یہی ہے کہ اس پاک قول کی برکت سے پہلے انسان خود شناس ہو جاتا ہے تو پھر یہ سارے کام چوکس ہو کر کرتا ہے۔ یہ جرگہ اور ٹھوک بندی کو چھوڑ دیتا ہے اور اسپر منکشف ہو جاتا ہے کہ اسلام کا نور صرف ایک رنگ ایک ہی ڈھنگ رکھتا ہے اسکی روح یہانتک اونچی ہوتی ہے کہ اختلاف کے اشیا نے اسے اوپر سے ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے کنویں کے پانی میں تارہ۔ قرآن پاک کی تعلیم ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ

[1] جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا پس اُسنے اپنے رب کو پہچان لیا۔

کَافَّۃً - مگر یہ اکسیر ہمیں جبھی ہاتھ لگ سکتی ہے جبکہ ہمارے علماء اور فقراء کے کمالات السابقین الاولون جیسے ہو جائیں اگلے زمانہ میں جو فقیہ تھے وہ ہی محدث تھے جو فقیہ اور محدث تھے وہی صوفی تھے جو صوفی تھے وہی سپاہی تھے جو سپاہی تھے وہ ہی سردار یا خلیفہ یا امام تھے - اختلاف ضرور تھا مگر مخالفت نہ تھی

تمام اہل معرفت نے اتفاق کے ساتھ کہا ہے کہ کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّتْہُ الشَّرِیْعَۃُ فَھِیَ زَنْدَقَۃٌ مگر اس زمانہ کے جاہل صوفیوں نے یہی سمجھ لیا ہے کہ طریقت اور شریعت میں بیر ہے وہ وحدت وجود اور ہمہ اوست کی مشکلات تک پہنچتے نہیں اور کفر بکتے پھرتے ہیں۔ علم ہو تو جانیں کہ اس مسئلہ میں کاملین اولیائے کرام چپ ہی ہیں اور کبھی مُنہ سے ہوں نہیں کی ان جاہلوں کے نزدیک رنگین جبہ اور لمبے کاکل ہی فقیری کا کمال ہیں جب اس ان پڑھ فرقہ نے سلوک ہی نہیں حاصل کیا تو وہ خدا تک کب پہنچ سکتا ہے۔ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہیں لَوْ اَرَدْتُمْ بِبُلُوْغِ دَرَجَۃِ الْکِبَارِ فَعَلَیْکُمْ بِعَدَمِ الْاِلْتِفَاتِ اِلٰی اَبْنَاءِ الْمُلُوْکِ اسی قول اور اسی عمل کی برکتیں تھیں جو ان حضرات کا ایک ایک سانس لاکھ لاکھ روپیہ کا تھا اور اسی باعث سے فرمایا گیا ہے نَفَسٌ مِّنْ اَنْفَاسِ الْعَاشِقِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ - اکابر صوفیہ کے پاس اگلے زمانہ میں جب کوئی معتقد بیعت کیلئے حاضر ہوتا تو اُس سے پوچھا جاتا کیوں بھئی ظاہری تکملہ تم نے کر لیا ہے وہ کہتا نہیں تو فرماتے تکملہ کرآؤ جب مرید کرینگے فخر الدین رح رازی جنکی تفسیر کبیر دنیا میں مشہور ہے بہت سی کتابیں تصنیف کر کے اور فاضل اجل بنکر حضرت نجم الدین کبریٰ رح کی خدمت میں مرید ہونیکے لئے حاضر ہوئے تھے ہمارے امام اعظم فرماتے ہیں اَلْاَوْلٰی بِالْاِمَامَۃِ اَلْاَعْلَمُ بِالسُّنَّۃِ یعنی نماز کی امامت کیلئے اولیٰ وہ شخص ہے جو سنت نبوی کو خوب تر جانتا ہو یہاں شاہ صاحب اودھی کے رنگ میں کرتا رنگ کر ولایت کا ڈپلومہ حاصل کر لیتے ہیں جب پانچ وقت کی نماز کیلئے مولوی فاضل امام ہونا چاہئے تو روحانی امامت کے لئے کیسا کامل و مکمل درکار ہو گا - میں سنی مشرب ہوں سماع کا بہت شائق ہوں وجد کے راز سے بھی آگاہ ہوں مگر اس ڈھول ڈھماکہ اور شنیعہ بدعتوں کو جو حضرات رحمہم اللہ کے آستانوں پر کیجاتی ہیں مکروہ جانتا ہوں جس طرح صوفیہ اپنے مرکز سے سرک گئے ہیں اسی طرح ہمارے علماء نے بھی صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہے جو لیکچرار اور واعظ حدیث اور قرآن کو لیکچر اور وعظ کے پردہ میں بیچکر اپنا گھر دولت سے بھرنا چاہینگے اُنکا اثر قوم کب قبول کر سکتی ہے وہ اسلام کو کب چار چاند لگا سکتے ہیں اسیواسطے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم بعض علماء کے پاس بیٹھنے کو منع فرماتے ہیں لَا تَجْلِسُوْا عِنْدَ کُلِّ عَالِمٍ اِلَّا عَالِمًا یَدْعُوْکُمْ مِنْ خَمْسٍ اِلٰی خَمْسٍ مِنَ الشَّکِّ اِلَی الْیَقِیْنِ وَمِنَ الرِّیَاءِ اِلَی الْاِخْلَاصِ وَمِنَ الرَّغْبَۃِ اِلَی الزُّھْدِ وَمِنَ التَّکَبُّرِ اِلٰی

التواضع ومن العداوۃ الی النصیحۃ حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضہ وعظ فرماتے وقت مجلس کو دیکھتے کہ سُست بیٹھی ہے اور کسی کو ذوق شوق نہیں ہے آپ بہت آہستگی سے فرماتے مضیٰ القال وجاء الحال یہ کلمہ کیا بجلی ہوتی تھی جو کانوں کے رستہ سے سامعین کے دل وجگر پر جا کر پڑتی بہت لوگ مست ہو جاتے اور ساری بزم وجد میں آجاتی اسکا راز یہی ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے وہ خلوص سے فرماتے تھے - جاہل لوگ فقیروں کی کرامات اور خرق عادات پر مٹ جاتے ہیں مگر جاننے والے استقامت کو دیکھتے ہیں کیونکہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر جب آرہ پہونچا تو آپ سے دریافت کیا اسوقت آپ کا دل کیا چاہتا ہے حضرت نے فرمایا میری یہ آرزو ہے کہ جب میں دو ٹکڑے ہو جاؤں تو کوئی میرا مرید یا معتقد ایسا ہو جو میری لاش کے ایک حصہ کو مشرق میں اور ایک کو مغرب میں رکھے تاکہ ساری دُنیا دیکھ لے کہ اہل اللہ حق رستہ میں قدم - کھتے ہیں وہ ایسا ہوتا ہے سیدی وجدی امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ حضرت علی اصغر پیاس کے مارے بلک رہے ہیں اور آپ کی زبان باہر نکل آئی ہے تو اُنہیں ہاتوں پر لیکر مخالف کے لشکر کے سامنے لائے اور فرمانے لگے اے قوم تمہارا اور تمہارے بادشاہ کا گنہگار میں ہوں مجھے پانی کی بوند نہ دو مگر اس معصوم پر رحم کرو - ایک چلو پانی اسے پلا دو یہ بالکل بے گناہ ہے مخالف کے لشکر سے اس بات کے جواب میں ایک تیر آیا جو حضرت علی اصغر کے حلقوم میں بیٹھ گیا - امام علیہ السلام نے جب تیر گل اندام بچہ کے حلق سے کھینچا تو پیکاں کے ساتھ شہ رگ کا خون فوارہ بنکر نکلا جو مولانا امام حسین کے ریش مبارک پر پڑا آپ نے اُس خون کو اپنے چہرہ سے مل کر آسمان کی طرف مُنہ اُٹھالیا اور عرض کیا بارالہا حسین کا مُنہ تیری طرف سے نہیں پھر سکتا عاشق تو خون کا ہی اُبٹنہ منہ کو ملا کرتے ہیں - صوفیہ کے ہاں کمال تصوف استقامت کا ہی نام ہے اسی واسطے خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

شاہ ست حسینؑ بادشاہ ست حسینؑ دین ست حسینؑ و دین پناہ ست حسینؑ
سر داد و نداد دست در دست یزید بااللہ کہ بنائے لا الہٰ ست حسین

اے رحیم - اے کریم صدقہ حسینؑ مظلوم کی شہادت کا صدقہ علی اصغر کے زخمی حلقوم کا صدقہ ان بہتر لاشوں کے انگنت زخموں کا جو میدان کربلا میں چالیس دن بے گور و کفن پڑے رہے - صدقہ حضرت سجاد کی بیماری اور لاچاری کا اسلام کے بیڑہ کو پار لگا دے - ہماری سوتی ہوئی قوم جاگ اُٹھے اور ہم اپنے اُسی مرکز پر پھر آجائیں جس پر کبھی تھے - فقط

رعیت کی خبر گیری خداترسی اور انکسار کی ایک بے نظیر مثال

از جناب مولوی نیاز محمد خاں صاحب نیاز فتحپوری

گشت کرنے کو چلے حضرتِ فاروقؓ اک شب　　کہ یہ معمول تھا اُس شاہِ عرب کا اکثر
گھومتے پھرتے اسی طور سے جا نکلے آپ　　ایک قریہ میں مدینہ سے کئی میل اُدھر
ایک عورت نے چڑھا رکھی تھی ہانڈی اُس وقت　　چند بچے بھی وہاں بیٹھے تھے بادیدۂ تر
آپ نے پوچھا تعجب سے کہ یہ بات ہے کیا　　کھانا ابتک نہیں طیار ہوا جو پک کر
بولی وہ بادلِ غمناک کہ کیسا کھانا　　تین دن سے نہیں مُنہ میں گیا دانہ اُڑ کر
بھوک کی تاب جب بچوں میں میں نے پائی　　رکھدی ہے چولھے پہ ہانڈی یونہی خالی لیکر
تا کہ تسکین رہے کچھ کہ چڑھی ہے ہانڈی　　اُنکے بہلانے کی ترکیب نکالی ہے مگر
سُن کے یہ آپ پلٹ آئے مدینہ کی طرف　　کہ ہوا آپ پہ اس واقعہ کا سخت اثر
لیکے اسبابِ خورد و نوش کہا اسلمؓ سے　　رکھدے یہ بوجھ ذرا پیٹھ پہ میری لیکر
بولا اسلم کہ مجھے دیجئے سارا ساماں　　آپ لیجائیں مرے ہوتے یہ دیکھوں کیونکر
آپ بولے کہ ہے یہ ٹھیک مگر روزِ جزا　　پیٹھ پر اپنی نہ لیجائے گا تو بارِ عُمر
الغرض پشت پہ اپنی ہی رکھا یاسب کچھ　　اور اُسے دیدیا عورت کو وہ ساماں جا کر
لیکے آٹا وہ لگی گوندھنے جلدی جلدی　　اور لگا پھونکنے چولھا تو فاروق اِدھر
بولی خوش ہو کے کہ واللہ ہے تو اس قابل　　کہ مسلمانوں کا سردار بنے جائے عُمر

ادہم

ایک شب ادھم (کرم اللہ کا اسیر رہے)　　ہوگیا بیدار ناگہ اپنے خوابِ امن سے
دیکھتا کیا ہے منور ہو رہی ہے خوابگاہ　　اک فرشتہ ہے ضیا افگن مثالِ قرصِ ماہ
مثلِ نیلوفر وہ خنداں ہو کے دریا میں تھا　　اک کتابِ زر لئے وہ لکھ رہا تھا جا بجا
کیوں نہ جرات ہوتی ادہم میں کہ تھا وہ امن جو　　اُسنے یہ پوچھا فرشتے سے کہ کیا لکھتا ہے تو
سر اُٹھا کر دیا اسنے محبت سے جواب　　نام لکھتا ہوں محبانِ خدا کا میں جناب
پوچھا ادہم نے ہے میرا نام بھی اسمیں کہیں　　بولا شاید نام نامی آپکا اسمیں نہیں
گونجی پھر آہستگی سے یہ صدائے پرسکوں　　لکھ کہ میں بھی نوعِ انساں کے پرستاروں میں ہوں
ہوگیا غائب نگاہوں سے وہ لکھ کر اتنی بات　　روبرو ادہم کے لیکن پھر وہ آیا اگلی رات
لطف فرما تھا خدا جنپر دکھلائے اُنکے نام　　پہلے ادہم درج تھا اور بعد میں تھے وہ تمام

ابن ام مکتوم

صحن کعبہ میں اعیان قریش عتبہ و شیبہ و ابوجہل ایکدن رسول اللہ صلعم کے گرد بیٹھے ہوئے آپکے کلام پاک کو غور سے سن رہے تھے۔ رسول اللہؐ انکو ہمہ تن گوش دیکھکر دل ہی دل میں مسرور تھے کہ اب یہ سردار متوجہ ہوئے ہیں تو انکے اثر سے اور لوگ بھی عام طور سے کلام الہی سُنکر خود بخود ایمان لائینگے۔ یکایک ایک غریب نابینا عبداللہ بن شریح جو ابن ام مکتوم کے لقب سے مشہور تھا لاٹھی ٹیکتا ہوا سامنے آیا اور پکار کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ میری طرف متوجہ ہوجئے میں بہت دور سے حاضر ہوا ہوں مجھے کچھ دریافت کرنا ہے۔ آپ نے یہ سُنکر ارشاد فرمایا۔ اچھا ٹھہر جا۔ نابینا ایک طرف سامنے بیٹھ گیا۔ آنکھیں تو تھیں نہیں جو دیکھتا کہ مجمع کا کیا رنگ ہے کس قسم کے لوگ جمع ہیں صورت واقعہ کسقدر اہم ہے۔ وہ تو اپنے ذوق طلب میں مست تھا۔ بیتابی دل کا تقاضا تھا کہ ساقی اُسی کو جام پر جام دئے جائے۔ آخر دیوانہ وار کھڑا ہوگیا اور اثنائے وعظ میں بول اُٹھا "یارسول اللہ بہت دیر ہوتی ہے کبتک صبر کروں" اعیان قریش اس غریب نابینا کی اس بیباکانہ دخل درمعقولات سے منغض ہوگئے۔ رسول اللہ نے یہ رنگ دیکھ کر بیچارے کو کچھ کہا تو نہیں لیکن اسکی اس بیمحل عجلت سے پیشانی مبارک پر شکن ہوگئی اور اسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ نابینا کچھ جواب نہ پاکر اپنی حرکت پر منفعل ہوا اور چپکے سے اُٹھکر راستہ ٹٹولتا ہوا چلا۔ اعیان قریش دل ہی دل میں خوش ہوئے کہ محمدؐ نے ایک مبتذل اندھے کے مقابلہ میں انکا کسقدر پاس و لحاظ کیا مگر وہ جو دلوں کے پوشیدہ بھید جاننے والا ہے۔ وہ جو فقیر صابر کو غنی شاکر پر ترجیح دینے والا ہے اپنے برگزیدہ رسولؐ کے تیوری چڑھانے اور مُنہ پھیر لینے سے خوش نہوا۔ سچ ہے۔ جنکے رتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے۔

"حسنات الابرار سیأت المقربین" کا یہی مطلب ہے۔ اُدہر وہ بیچارہ نابینا اپنی بیتابی دل پر نفریں کرتا ہوا چلا اُدھر شکایت کا دفتر کھل گیا عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى (سورہ عبس) "(محمدؐ) اتنی بات پر چیں بجبیں ہوئے اور مُنہ موڑ بیٹھے کہ (ایک) نابینا اُنکے پاس آیا اور (ای پیغمبر) تم کیا جانو عجب نہیں (تمہاری تعلیم سے) وہ سنور جاتا یا نصیحت (کی باتیں) سُنتے اور اُسکو نصیحت سود مند ہو تو جو شخص (دین کی طرف سے) بے پروائی کرتا ہے اسکی طرف توتم خوب توجہ کرتے ہو حالانکہ (اگر) وہ ٹھیک نہو تو تم پر کچھ الزام نہیں اور جو (خدا سے) ڈرکر تمہارے پاس دوڑتا ہوا آئے تو تم اس سے بے اعتنائی کرتے ہو"

رسول اللہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ نابینا کو اپنے ساتھ عذر کرکے واپس لائے اپنی چادر بچھا کر اسکو بٹھایا اور اسکی حاجت پوری کی۔ پھر جب کبھی وہ نابینا حاضر ہوتا آپ فرماتے تھے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی (خوب آیا وہ شخص جسکی خاطر میرے رب نے مجھپر عتاب فرمایا) رسول اللہ عرف عام میں اُمی مشہور ہیں لیکن حقیقت کچھ اور ہی تھی آپ کی تعلیم و تربیت کا طریقہ ہی جدا گانہ تھا۔ ۵ کار پاکاں قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + "ما بندہ محمدؐ و آل محمدیم" ا۔ قیم

۴۸۶

احساس حقیقت

(۲)

(از جناب مولوی قاضی حمید الدین احمد صاحب حمید)

اسلام کے بابرکت ظہور سے پہلے فلسفۂ روحانیات کی لہریں کچھ ایسے اندازوں سے محیطِ عالم ہو رہی تھیں کہ انسان قدرت کے تمام مطالبات اور اپنی فطرت شریف کے ساری فرائض کو پھینک کر محض فرشتہ بننے کو کمالِ انسانیت سمجھتا تھا اور وہ مقدس قسم کے انھیں اوہام عجیبہ میں پڑکر ترک و تجرید کی زندگی پر ڈٹا جارہا تھا جسکی ڈیرے اُن عجیب الاثر خیالاتِ قدیم کی آویزشوں کے باعث ابتک لکھو کھاٹ دیاریوں - جوگیوں اور ناگوں کی صورت میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اور مختلف اقوام کے فلسفۂ قدیم کی آمیزشوں سے مسلمان بھی متحد ہو کر اس مصروفِ کارکارگاہِ علم وعمل میں تا ہنوز اسی قسم کی ملکوتی زندگی کو عین اسلام سمجھے ہوئے دُنیا و مافیہا سے بے خبر ایک بہاؤ میں پڑے بہے چلے جارہے ہیں - مگر

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست　　نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما

حقیقتاً یہ اندازِ حیات قرآن پاک کے صحیح نصب العین - اسلام کے سچے مشن اور اُس رسول محترم آقائے محتشم کے "اسوۂ حسنہ" کے سراسر خلاف ہی کیا کسی کو احساسِ حقیقت نہیں رہا؟ کیا خدا کے کلام کو سُن پڑھکر بھی حق و باطل کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا - ایران کا ایک ذی ہوش حافظِ قرآن اور واقفِ حقائق عالم کیا خوب نغمہ پیرائے معارف ہوتا ہے ؎

صوفی ار بادہ باندازہ خورد نوشش باد　　ورنہ اندیشۂ ایں کار فراموشش باد

لیکن اے بزرگانِ قوم اور شب بیدارانِ ملت اگر آپ لوگ چشم بصیرت سے اپنی موجودہ حالتوں مصیبتوں - ذلتوں اور کس مپرسیوں کی اصلی حقیقت کو معلوم کریں تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ:-

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ٥ بیشک جو لوگ خدائے واحد پر ایمان لائے اور اقرار توحید و رسالت کرنے کے بعد اپنی زندگی کو عملاً قوانین الہیہ اسلامیہ کا پابند نہیں رکھ سکے - اقرار توحید محض اُن کی زبان تک ہی وہ کبھی دنیا میں مسرور و مامون اور کامیاب زندگی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے اور آخرت کی تکلیفیں اُنپر المضاعف ہیں -

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ٥ بہرکیف قرآن پاک نے ملکوتی اور راہبانہ قسم کی زندگی کے مقدس طلسم کو جس اثر انداز اظہار حقیقت کے بیانات سے توڑا ہے وہ قابل غور ہے ....

ان حقائق کو اسی لئے کتاب پاک کے پہلے پارہ میں لکھا گیا
تاکہ ہر مسلمان اس وہم سے نجات پاکر دنیا میں ایک صحیح سچی اور عقلمندانہ زندگی کے راز کو ہمیشہ سمجھتا رہے
اور وہ فرشتہ بننے کے قدیم تخیل کو چھوڑ کر دین و دنیا کی بہرہ اندوزیوں کے لئے ایک ذی ہوش
انسان بنے کیونکہ انسان کی فضیلت و کرامت انسان ہی بننے میں ہے نہ کہ فرشتہ بننے اور رہنے کے
وہم میں اور ان جملہ حالات کو کتاب پاک نے آفرینش آدم کے دوران میں نہایت دل آویز طریقہ
سے ظاہر فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

واذ قال ربك للملٰئكة انّي جاعل فی الارض خليفة ط قالوا اتجعل فيها من يفسد
فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك ط قال انّي اعلم ما لا تعلمون ○
یعنے ای پیغمبر لوگوں سے اُسوقت کا تذکرہ کرو) جبکہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین
پر اپنا ایک نائب خلیفۃ الارض بنانیوالا ہوں تو فرشتے بولے کہ (ایخداوند) کیا تو زمین پر ایسی ہستی یعنے
انسان کو نائب بناتا ہی جو اُس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے (بنا تا ہے تو ہم میں سے بنا کہ ہم
تیری حمد و ثنا کے ساتھ ہر وقت تیری تسبیح و تقدیس میں لگے۔ رہتے ہیں (مگر خدا نے فرمایا کہ اے فرشتو حیث ہو)
جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم بالکل نہیں جانتے۔

فرشتوں نے اپنا دعوایٔ برتری محض بربنائے تسبیح و تقدیس پیش کیا تھا لیکن وہ اپنے خاص انداز
تخلیق اور محدود فطرت کے باعث اس بانی حقیقت کو کہاں سمجھ سکتے تھے کہ اشرف و کمال کی سچی شانوں کو
قائم رکھنے کے واسطے دنیا میں محض تسبیح و تقدیس کافی نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکے لئے صدہا علوم و فنون کے
ساتھ ہزارہا امتحانات حیات میں پڑکر کامیاب ہونے کی ضرورت ہے اور یہ قابلیت اللہ نے اپنی مصلحت
سے حضرت انسان ہی کو عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد بالا کے بعد یوں گزرا کہ۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَاءَ كُلَّهَا ثم عرضهم على الملٰئكة فقال انبئوني بِاَسْمَاءِ هٰؤُلاءِ ان كنتم
صادقين ○ یعنی اللہ نے (اپنی خاص عنایت سے) عالم موجودات کی کل چیزوں کے نام سکھا دیے یعنی
انسان میں یہ جوہر قابل رکھ دیا کہ وہ رفتہ رفتہ تحت فوق کی تمام دولتوں کو معلوم کر سکے اور پھر فرشتوں
سے فرمایا کہ اے فرشتو اگر تم بخیال خویش محض نحن نسبح بحمدك کی بناپر انسان کے مقابلہ میں اپنا دعوے
برتری پیش کرتے ہو تو جو کچھ ہمنے انسان کو بخشا اور سکھایا ہی تم بھی ہمیں اُن چیزوں کے نام بتاؤ اگر اپنے دعوے
میں سچے ہو تو گویا تمہیں اُسی قابلیت کا ثبوت دینا چاہیئے جو آدم نے دیا ہے اسپر فرشتوں نے بصد حسرت
یاس کہا تو یہ قالوا سبحٰنك لا علم لنا الا ما علمتنا ط انك انت العليم الحكيم ○ یعنے ای
خداوند جتنا اور جسقدر تو نے ہم کو بتایا ہوا ہی اُسکے سوا ہم کو کچھ معلوم نہیں بیشک تو ہی اپنی حکمتوں کی
مصلحتوں کو جاننے والا ہی) حاصل مقصد یہ کہ فرشتوں نے انسان کے مقابلہ شرف برا اپنا عجز علم اور

نقصِ فطرت تسلیم کیا اور وہ مان گئی کہ ہمارا ادعائے فضیلت غلط ہے۔

اسکے بعد خدائے برتر نے آدمؑ کو فرمایا کہ اے آدم تم ہی فرشتوں کو ان چیزوں کے نام لیکر بتا دو پھر جب انسان نے فرشتوں کو گن گن کر سب اشیائے کائنات کے نام سُنا دئے تو خداوند نے غرورِ تقدس کے شکار شدہ فرشتوں کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰتِ والارض واعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون ٥ یعنی کیوں اے فرشتو ہمنے تم سے کہا نہیں تھا کہ آسمانوں کی اور زمین کی سب مخفی چیزیں اور دولتیں ہم کو معلوم ہیں (اور اُنکا نشان وعلم آدم ہی کو دینا چاہتے تھے) جو کچھ تم اب ظاہر کرتے ہو وہ اور جو کچھ تم ہم سے چھپاتے تھے وہ ہم کو سب معلوم ہے (اگر ہمنے اپنا نائب بنانے کی وجہ سے اپنا راز دار بھی انسان ہی کو بنایا) لہذا وہ تم سے بہتر ہے۔

اس اتمام حجت کے بعد اللہ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سر جھکانیکا حکم دیا یعنی تم بہت سے کاموں میں اسی آدم کے زیر فرمان رہو گے لہذا تم آدم کو محترم سمجھو لیکن افسوس کہ ابلیس نے اس راز کو نہ سمجھا اور راستے مردود حق ہوکر انسان سے گہری مخالفت پر کمر باندھ لی مگر دراصل وہ معلم الملکوت کیا بلکہ جاہل ہی تھا کہ شیخی میں آکر ایسا نافرمان بن بیٹھا۔ عارف شیراز خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ نے ان حقائق قرآنیہ کو اپنی مستانہ انداز بیان میں یوں لکھا ہے ؎

در ازل پرتو حسنش بہ تجلی دم زد   عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد
نظری کرد کہ بیند بجہاں صورتِ خویش   خیمہ در آب و گل مزرعۂ آدم زد

شیطان کے انکار سجدہ اور اُسکی سرکشانہ حالت پر عزورکو کس عمدگی سے بیان فرماتے ہیں ؎

مدعی خواست کہ آید بہ تماشا گہِ راز   دست غیب آمد و بر سینۂ نامحرم زد

فی الحقیقت ابلیس ہمہ ادعائے فضل ووقار مغرورانہ شانوں کے ساتھ آسمان کی بزم حقائق میں احساس حقیقت کا راز دار کیونکر بن سکتا تھا۔ اُسکے غرور نار وا کی پاداش میں خدا کا غیبی ہاتھ اُسکے واسطے ابدی لعنت اور محرومی کی صورت میں اُٹھا اور اُسکے سینہ پر پڑا۔

الحاصل فطرت انسانی کے کمالات کا صحیح منفذ روحانی اور مادی اسباب ووسائل کے بین بین ہے محض مادیت اور کوری روحانیت انسانی مقاصدِ حیات کی سچی تکمیلات کیلئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتی اس "احساس حقیقت" کو دوسری قوموں نے تا ہنوز بصراحت محسوس ہی نہیں کیا ورنہ اسلامی مشن کی وہ کسی طرح مخالفت کرنا گوارا نہ کریں۔ خدا ہی کی ذات پاک ہے جو انہیں سمجھ آئے۔

ایشیا کے براعظم ہندوستان میں آج بھی خصوصیت سے جسقدر رجوگی۔ اتیت۔ برہم چریئے۔ ننگے۔ جتی اور تپی وغیرہ گنگا اور جمنا کے کنارے گرم ریت پر لوٹتے نظر آتے ہیں بہت سے طالبانِ نجات بھبوت رمائے سمادہیاں بھرے بیٹھے ہیں۔ یہ سب مقتضیات فطرت کے خلاف اسی مقدس غلط فہمی کا شکار ہیں جن

ہم عالمِ ملکوت میں براجمان رہیں حالانکہ وہ کیفیتیں عالم مظاہر میں حجابات بشری کے ساتھ انبیائے عظام کیواسطے بھی "برق جہاں" کا حکم رکھتی ہیں۔ "دمی پیدا و دیگر دم نہاں اند" کے مصداق ہیں۔

یہ سوال کہ مسلمان کتاب اللہ کے ہوتے "احساس حقیقت" کی بابرکت دولت سے محرومی اور ناکامی کا شکار کیونکر ہوئے ایک پُر درد فسانہ اور قصہ طلب داستاں ہی جسے ہمنے اپنی ایک کتاب "الحیات بالاسلام" کی پہلی جلد میں بتفصیل عرض کیا ہی لیکن یہاں آیات بالا جو آفرینش آدم کے ذکر میں بیان ہوئی ہیں انپر غور کرنے سے ایک صحیح الدماغ اور حق شناس انسان کسی زیادہ تکلیف کے بغیر اس احساس حقیقت کو محسوس کرسکتا ہی کہ آیا فرشتے بہترین مخلوق ہیں یا انسان۔ ترک و تجرید کی زندگی صحیح انسانی زندگی ہی یا کہ خلوت درانجمن بناکر تمام فرائض فطرت کو ادا کرتے رہنے کی جدوجہد مردانہ وار جاری رکھنی انسانی زندگی کا نمایاں امتیاز ہے۔ بیشک فرائض فطرت کو پہچان کر اُسکے ہر کام کو پوری کوشش اور ہمت و محنت سے انجام دینا اللہ ہی کی عبادت ہے۔ نماز پنجگانہ اور تہجد وغیرہ ان تمام عبادات پر صلاح و فلاح کے واسطے خدا کی عنایات مزید سمجھنا چاہیے۔ دنیا میں اسلام اور محض اسلام ہی ایک ایسا مقدس مذہب ہے جسکا مقصد دنیا کے ہر دور میں فی ہوش اور علماً عقلاً سیاستاً اخلاقاً غرضیکہ ہر حیثیت سے حق و باطل کو سمجھنے والے کام کے بندے پیدا کرنا ہے ....!!!

در مذہب طریقت خامی نشان کفر است آری طریق رندان چالاکی است و چستی

خدا کی توحید جسپر تمام تعلیمات اسلامیہ کا مدار ہی نفس مع علم کے اعتبار سے سیاسی اور علمی معاشرتی اخلاقی اور عملی حقائق تمدنی اور روحانی راز و اسرار کا وہ پر شکوہ پھاٹک ہی جسکے جگمگاتے ہوئے دروازہ پر کوئی انسان قفل نہیں لگا سکتا خدا کا جلال و حدت کسی کے معدوم کئے مٹ نہیں سکتا بلکہ اسے جسقدر دبانے اور مٹانے کی جاہلانہ کوششیں کیجائینگی اُسیقدر زیادہ صاف مجلا اور نمایاں ہو ہوکر نکھریگا اور اس صداقت کو خدائے واحد برتر نے آج سے کئی صدیاں پہلے بالفاظ ذیل بیان فرما دیا ہی لیکن افسوس کہ "احساس حقیقت" کو رکھنے والی سعید الفطرت روحیں تا ہنوز دنیا میں بہت کمیاب ہیں جو ان ربانی حقائق اور آسمانی معارف الٰہیہ کو بخلوص و التفات سُنیں یا سُنکر سمجھہ سکیں۔

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہٗ ولو کرہ الکفرون

نادان لوگ چاہتے ہیں کہ (اس حقیقت اور صداقت کی شمع نور) (اسلام) کو منہ کی پھونکوں سے بجھادیں اور خدا کو یہ منظور ہی کہ وہ اپنے اس نور کی روشنی (وحدت پرستی) کو پورا اور تمام و کمال کرکے رہی خواہ جاہلوں اور ناسمجھوں (کافروں) کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

فی الجملہ ان تمام آیات پر (جو آفرینش آدم کے متعلق خصوصیت سے انسان کی ملکوت پر فائق ثابت کرتے ہوئے نقل کی گئی ہیں) غور کرنے سے ایک صحیح الدماغ اور حقیقت پسند انسان کسی زیادہ تکلیف کے بغیر اُس احساس حقیقت" کو محسوس کرسکتا ہی کہ فرشتے انسان سے بہتر ہیں یا انسان فرشتوں سے بہتر ہی؟ فرشتہ بننے کی

جد و جہد انسان کی صحیح کوشش ہی یا کہ محاسن اخلاق و علم کو پیش نظر رکھتے ہوئی تمام قسم کی عقلی تمدنی سیاسی معاشرتی اور روحانی کوششوں کو جاری رکھنا فطرت انسانیہ کا صحیح مقتضا ہی۔

مگر ہم کسی اور کو کیا کہیں کاہنوں اور راہبوں کو کیا سُنائیں جبکہ کتاب پاک قرآن کو بغل میں رکھنے اور پڑھنے والے ہی اقوام قدیم کے فلسفہ روحانیات سی متاثر ہوکر آج اس اسلامی مابہ الامتیاز کو بھولی ہوئے بیٹھے ہیں اور محض دعاؤں کے سہارے دنیا میں جینا معیار اسلام سمجھتے ہیں۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر ہم مسلمان بوجوہ مختلفہ زید و بکر کی دلفریب تقیہ ریزیر قانع ہوکر کتاب پاک کے سچے مفہومات اور مطالب کے سمجھنے کا احساس حق کھو نہ دیتے تو آج یہ موجودہ ذلتیں۔ جہالتیں اور آفتیں ہمیں چاروں طرف سے اُٹھ اُٹھ کر ہرگز نہ گھیرتیں۔ اپنی مدد کے واسطے ہر انسان کو آپ مستعدی سے کھڑے ہونا تعلیم اسلام کا اصولی رکن ہی۔ توحید پرستی کی رفیع الشان اور پُر اسرار شوکت یہی ہی کہ انسان ما و شما کے کمزور سہاروں سے الگ ہوکر اپنے پیروں پر خود مردانہ وار کھڑا ہونا سیکھے لیکن آج ہم مسلمانوں کی حالت بالکل اسکے برعکس ہی مگر ذیل کا شعر اسی اسلامی حقیقت سے مملو ہے ؎

یہ بزم مے ہے یہاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی — جو بڑھ کر خود اُٹھالے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

"سیلف ہیلپ" یا خود مددی جسپر آج یورپ ناز کرتا ہی اور بہت سے نکتہ رس علمائے یورپ نے اُسپر بہت کچھ لکھا ہی اسلام کا خصوصی نصب العین ہی۔ غیر اللہ زید و بکر پر سہارا کرنے کو جسقدر اسلام نے بُرا سمجھا دنیا کا کوئی مذہب اس حقیقت کی مثال پیش نہیں کرسکتا اور نہ دوسرے مذاہب کے مقدس لوگ اسلام کی اس پر شکوہ صداقت توحید کے راز کو سمجھ سکے ہیں لیکن نہایت حیرت ہی کہ آج ہم برادران اسلام ہی ......

...... دُنیا و مافیہا سی بے خبر لمبی تانے پڑے ہیں اور اس احساس حقیقت کے سمجھنے سی معذور ہیں کہ ہماری تمام کامیابیاں مرادیں راحتیں سعادتیں اور برکتیں اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ کرکے اپنی ہی ذاتی کوششوں اور علمی عملی استوارئیں پر موقوف ہیں۔ قرآن پاک پکار پکار کر شرک و جہالت کی دنایت آفریں ضلالت سے بچنے کے لئے بندوں کو خدائے برتر کے پرشکوہ ارشادات حق سُنا رہا ہے۔

(۱) انہ من یشرک باللہ فقد حرم علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظالمین من انصار ٥

(۲) قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم

(۳) وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون

معارف قرآن۔ حقائق اسلام اور برکات توحید کو بیان کرنیکے لئی ایک دفتر عظیم کی ضرورت ہی مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو دین اور دنیا روح اور جسم تمدن اور معاشرت کی ہر کیفیت کو نظر غور حقیقت سے دیکھنے اپنے حال و قال کے نیک و بد کو سمجھنے اور حال و مستقبل کی پیش آنیوالی حالتوں کو معلوم کرنے کے احساس حقیقت سے بہرہ ور ہیں

مسلمانوں کو خصوصاً کتاب پاک کے فیضان معنیٰ سے بہرہ حاصل کرنیکی سخت ضرورت ہی تاکہ وہ موجودہ المناک جہل وضلالت کی باریکیوں سے نکلکر اُس آقائے محترم مولائے محتشم کے محاسن اخلاق وعمل اور توحید و وحدت کے اسرار علم وفضل کو سمجھ سکیں ہمیں "اسوہ حسنہ" کے اجراء سے خاص مسرت ہوئی ہی اور امید ہی کہ یہ رسالہ اُن تمام عقلی ۔علمی ۔دینی اور اخلاقی ضرورتوں کو پورا کریگا جن کی ناتمامی سے ہم ابتک قوم میں ناکامی اور محرومی کو مختلف صورتوں میں جلوہ گر پاتے ہیں ؎

طالب لعل وگہر نیست وگرنہ خورشید ہمچناں در عمل معدن و کانست کہ بود

مسلمانوں کو ایک متحد قوم بننے کی ضرورت ہے

(از جناب مولانا مولوی نبی عظیم صاحب ساکن قصبہ گاکھڑ)

فی زمانا مسلمانوں کو متحد قومیت کی جسقدر ضرورت ہی اُسکا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قومی موت وحیات کے اسباب سے کما حقہٗ آگاہ ہیں ۔مسلمانوں کا سب سے مقدم فرض یہی ہی کہ وہ اسلام کے تمام پراگندہ اجزا کو فراہم کرنے اور اُن میں روحانی طاقت پھونکنے کی کوشش کریں ۔کیونکہ جبتک یہ پراگندہ اجزا مجتمع نہ ہونگے قومیت کا پیدا ہونا محالات سے ہے ۔آپس کی حمیت ہمدردی ۔ اتفاق وصلح کی نسبت قرآن پاک میں حکم ہوتا ہے؎

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین

یعنی اے ایماندارو ! طاعت کرو اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ۔ ... پھر نامراد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی اور صبر کرو ۔ اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے ۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپسمیں جدائی نہ کرو اور ایک دوسرے کے دشمن نہ ہو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو سب ملکر اللہ کے بندو اور آپس میں (سگے) بھائی ہو جاؤ ۔ اور کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ رنج رکھے ۔یعنی اگر اتفاقاً لڑائی ہو جائے تو واجب ہے کہ تین دن کے اندر ہی اندر صلح کرلے اور اگر اس سے زیادہ عرصے تک رنج رکھیگا تو گنہگار ہوگا ۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث شریف میں ہے من ھجر اخاہ سنۃ کان فھو کسفک دمہ ۔یعنی جس نے ایک سال تک بھائی مسلمان سے صلح نہ کی اُسپر اتنا گناہ (جمع) ہو گیا جتنا قتل کا گناہ ہے ۔ (مشکوۃ)

ایک اور حدیث شریف کا مضمون ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا خبر دوں تم کو اس چیز سے جو روزے اور صدقہ اور نماز سے بھی بڑھکر ہے ۔صحابہ نے عرض کیا حضور فرمائیں ۔آپنے فرمایا کہ آپس کا سلوک اور اتفاق ہے ۔ اور آپس کی بدسلوکی مونڈنے والی ہے یعنی اُس سے نیکیاں اس طرح مٹ جاتی ہیں جس طرح اُسترہ بالوں کو دور کرتا ہے ۔ (مشکوۃ) ۔

حیف ہی مسلمانوں پر جو ایسی پاک تعلیمات کے ہوتے ہوئے قعر تنزل میں گرتے چلے جاتے ہیں ۔

کونین کی گولی

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

برسات آئی۔ ملریا آیا۔ کونین اسکا بہترین علاج ہے۔ ڈاکٹر لوگ کونین یعنی دو جہاں کے قائل نہیں ہیں دہ صرف ایک کون یعنی مادی دنیا کو مانتے ہیں۔ مگر ہم کونین کے بھی قائل اور کونین کے بھی عقیدتمند۔ لاؤ کونین کی گولی۔ اس میں اثر خدا نے دیا ہے۔ کھائیں اور بخار کو بھگائیں۔

کونین کی تلخی سے جی گھبراتا ہے۔ بندہ اسلئے بازار سے وہ گولیاں منگاتا ہے جنپر شکر کا غلاف چڑھا ہوا ہے یہ تو ظاہری دنیا کا طرز عمل ہے۔ اور اہی علما و مشائخ سے ملتا ہے جو تلخ بات کو شیریں پیرایہ میں لپیٹ کر دیتے ہیں۔ یہ باطنی یعنی دینی کون کا طریقہ ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں سے انکی عقل کے موافق بات کیا کرو۔ آجکل کے زمانہ میں دین کی باتیں کونین سے زیادہ کڑوی معلوم ہوتی ہیں اور لوگ بچوں سے زیادہ اس سے گھبراتے ہیں اس واسطے روحانی ڈاکٹروں کا فرض ہے کہ کونین کی گولی شکر میں لپیٹ کر دیں۔

قرض

(از جناب خانصاحب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھی)

دامِ بلا ہے قرض پھنسنے او رہے شکار ۔۔۔ ہے پار اگر برو۔ تو رہو ہوشیار تم
کنیا نے ہی رہو گے سدا قرض خواہ سے ۔۔۔ اس ننگ و عار کو نہ کرو اختیار تم
دیکھو! یہ قرض وعدہ خلافی نہ دے سکھا ۔۔۔ ہو جاؤ گے جہان میں بے اعتبار تم
جبتک وبال جان نہ جانوگے قرض کو ۔۔۔ ہرگز نہ بن سکوگے کفایت شعار تم
گرو دیتا ہوا ملے کوڑیوں کے مول ۔۔۔ زنہار بھول کر بھی نہ لینا اُدھار تم
مقروض ہو گئی تو پیادہ سے ہو بتر ۔۔۔ مانا کہ رکھتے ہو فرسِ راہوار تم
غالب کہ ریل پر بھی ہو قطع سفر محال ۔۔۔ جو قرض کے ٹکٹ پہ ہوئے ہو سوار تم
مقروض کی نہیں ہے زمانہ میں آبرو ۔۔۔ یوں اپنے دل میں بات بناؤ ہزار تم
تم جانتے ہو گرچہ بُرا سود خوار کو ۔۔۔ ہی اصل یہ کہ بن گئے بے سود خوار تم

پھر ہو سکے گا کوئی بھی افسوں نہ کارگر
لقمہ کو قرض کے نہ کرو زہر مار تم

(کلیات اسمٰعیل)

اصلاح نسواں

اسلامی پردہ

(از مولوی محمد عبد التواب صاحب مولوی فاضل از رہتک)

ں
عورتوں کا مطلق العنان - خود سر ہونا کسی طرح مناسب نہیں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ مرد عورتو
کے حاکم ہیں - محکوم کو اپنے مالک کی فرمانبرداری اور اطاعت ہر طرح لازم ہی - آدم علیہ السلام کی تسکین
وتسلی کے لئے اماں حوّا پیدا کی گئیں - عورتوں کا فرض ہے کہ ہر طرح سے مردوں کی تسلی اور خوشنودی کے
سامان مہیا کریں -

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم عورتوں کی پوشاک ہو) یہ
مقدس تعلیم بھی ہم کو یہی بتلا رہی ہے کہ ہم عورتوں کے ساتھ گھروں میں ایسا سلوک کریں کہ انکو باہر نکلنے کی
ضرورت نہ پڑے اور یہ ہماری پردہ دری کی باعث نہ ہوں اور ہر طرح ہماری ستر پوشی کو قائم رکھیں -

کوئی آسمانی کتاب پردہ کی مخالف نہیں - آفرینش آدمؑ سے لیکر اب تک دین الٰہی اور احکام خداوندی
میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - آدمؑ کے کپڑے جب چھین لئے گئے تو آپ نے پتّوں سے ستر پوشی کی -

بعض جدید تعلیم کے شیدائی حضرات کہتے ہیں کہ انسان قدرۃً آزاد پیدا کیا گیا ہی پس انسان کی جنس
لطیف کو مقید کرنا - دائم الحبس کی تکلیف مالایطاق دینا ہے - عورتوں کا دل گھبراتا ہوگا - انکا جی بھی
سیر وتفریح کے لئے للچاتا ہوگا -

اسکا جواب یہ ہی کہ یہ قیاس درست نہیں ہی - کیونکہ اگر عورتوں کا سرے سے یہی جی چاہنے لگے
کہ کاش ہم مرد ہوتیں - ہم کو قدرت نے عورت کیوں بنایا - اور عورتوں کا یہ خیال کوئی نا قابل وقعت نہیں
ہر ایک - اعلیٰ درجہ کی چیز پر حسد وغبط کر سکتا ہی - لیکن نہیں ہرگز نہیں - یہ تو خالق اکبر کی بزرگی ہے -
جسکو جیسا چاہا - ویسا بنا دیا ع قسمت کیا ہر ایک کو قسّام ازل نے +
باقی پردے میں رہنے سے عورتوں کا گھبرانا یہ غلط ہی - کیونکہ عادت طبیعت ثانیہ بن جاتی ہی

پھر کوئی امر مشکل نہیں رہتا۔ ایک خاکروب کو دیکھئے ہماری ہی طرح کا انسان ہے۔ کان ناک آنکھ سب اعضا موجود ہیں۔ سونگھتا بھی ہے۔ دیکھتا بھی ہے۔ لیکن قدرت نے اسکو اس طرف لگا رکھا ہے عادت طبیعت ثانیہ بن چکی ہے اسلئے کچھ خیال بھی نہیں ہوتا۔

اسی طرح جس پیشے جس ہنر کی انسان کو عادت پڑ جاتی ہے وہ اسی میں خوش رہتا ہے۔ چونکہ مستورات کو بی بی حوا سے یہ ورثہ میراث میں ملا ہے۔ اسلئے یہ اسکی عادی ہیں۔ خوگر ہیں اسمیں مگن ہیں کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ؕ

قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں پردہ کی بہت تاکید آئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جوان لڑکی کو باپ کے ساتھ تنہا مکان میں رہنے کی ممانعت فرمادی ہے۔ صحیح حدیث ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ۔ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ۔

(ترمذی ابوداؤد)

ام المومنین ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ وہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (جو ایک جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور سیدھے آپ کے پاس پہونچے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین میمونہ کی طرف کہ یہ بھی وہیں موجود تھیں روئے سخن کرکے) فرمایا۔ کہ تم دونو پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ کیا یا رسول اللہ ابن ام مکتوم نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو۔ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں۔

مرد و عورت دونوں کیلئے پردہ وستر پوشی ضروری ہے۔ مرد کیلئے ناف سے لیکر زانو تک چھپانا ستر میں داخل ہے۔ اور باقی بدن کا چھپانا اسکی تکمیل ہے عورت کیلئے تمام بدن ڈھانپنا واجب و ضروری ہے باوجود اسکے مکان میں پردہ نشیں ہونا اسکی تکمیل ہے۔ عورت کا مکان میں رہنا ایسا ہی ہے جیسا مرد کا سوا ستر خاص کے تمام بدن پر کپڑا پہننا۔ اور تمام بدن کا چھپانا۔ یا یوں کہو۔ کہ عورت کا باہر پھرنا وہی نسبت رکھتا ہے۔ کہ مرد کا صرف لنگوٹی پر اکتفا کرنا۔

پردہ سے عفت و عصمت پارسائی و پرہیز گاری عزت و وقعت قائم رہتی ہے انسان دیگر حیوانات کے مقابلہ میں اشرف المخلوقات اور افضل الموجودات کہلاتا ہے۔ اسکا یہی باعث ہے کہ خلاق عالم نے انسان کو جوہر عقل جوہر علم عطا فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ ؕ

پس جن انسانوں میں بے حمیتی۔ بے حیائی۔ بے غیرتی کا مادہ پایا جاتا ہے وہ لوگ حیوانوں سے بدتر ہیں۔ بَلْ هُمْ كَالْاَنْعَامِ وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ؕ

حیوانات کو دیکھئے خالق اکبر نے ان اعضاء کو جو باعث شرم و حجاب ہیں دُم اور اُون سے ستر پوشی فرمائی ہے۔ چنانچہ چارپاؤں کی ستر پوشی کیلئے دم ہے تو پرندوں کے لئے پر۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان کو عقل اور قوت مدرکہ عطا فرمائی ہے اور اس شعور اور تمیز کی بدولت انسان نے اپنی پردہ پوشی کیلئے مختلف قسم کے لباس مہیا کرلئے ہیں اور پروردگار عالم نے بھی انسان کی درایت اور شرافت کے باعث اسکو متناسب الاعضا مستقیم القامت اور دیگر حیوانات سے ممتاز بنا کر وجعلنا اللیل لباسًا (ہمنے رات کو لباس بنایا ہے) کی تعلیم دیکر شب کی تاریکی سے پردہ پوشی کا سبق حاصل کرنیکی ہدایت فرمادی ہے)۔

جلباب والی آیت کی تفسیر میں ابن جریر ابن حاتم بروایت ابن عباس لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو اپنی چادروں کے ساتھ ایک آنکھ کے سوا اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ جب میں نے حضرت عبیدہ سے یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ کے معنی پوچھے تو انہوں نے اپنی چادر اوپر اُٹھا کر سر اور چہرے پر اوڑھ لی اور بائیں آنکھ کا تھوڑا سا حصہ ننگا رہنے دیا۔ (در منثور)

اسلام کی تعلیم نہایت مکمل تعلیم ہے۔ ایک ذی فہم کسی طرح کا کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ ع
نہ بر حرف او جائے انگشت کس +

عورتوں کے لباس اور پوشش کی بابت فرمایا گیا ہے۔

وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ (یعنی وہ اپنی خماریں اپنی چھاتیوں پر ڈال لیں)

دیکھنے کے متعلق فرمایا ہے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔ یعنی اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

چلنے کے متعلق فرمایا وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ۔ یعنی چلتے وقت انہیں زور سے اپنے پاؤں زمین پر نہ مارنے چاہئیں تاکہ خفیہ زیورات کی آواز پر کسی کی توجہ نہ پھر سکے۔

گفتگو کے متعلق فرمایا۔ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ یعنی صاف صاف لفظوں میں اپنا مطلب بیان کردیں۔ تاکہ اس سے کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہو۔ کیونکہ صرف چہرے کی خوبصورتی ہی سے محبت و ارادت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ بسا اوقات خوش آوازی نرم کلامی بھی عشقیہ جذبات کی محرک ہوتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

الغرض بالوں کی درازی۔ قوت واہمہ کی زیادتی۔ گردن کی باریکی و لمبائی حیض و نفاس حمل وغیرہ عوارضات کوتاہی دماغ۔ یہ باتیں ایسی ہیں جنکے باعث بالعموم عورتیں مردوں کی نسبت کمزور ہوتی ہیں پس اس کمزوری کے باعث انکا گھروں میں رہنا ہی مناسب ہے۔ مرد جو کچھ کما کر لائیں یہ اسکو انتظام

اور سلیقے سے اٹھائیں۔ گھر کو سنبھالیں۔ بچوں کی پرورش کریں اور مردوں کی جو امانت خدا تعالیٰ نے انکے سپرد کی ہے اسکی پوری پوری حفاظت کریں اور یہ بات بغیر پردہ کے لائق اطمینان نہیں ہوسکتی۔

مرد اگر اپنے گھر کا با اختیار بادشاہ ہے تو عورت اسکی وزیر ہے جو ہر مصیبت اور تکلیف میں درد میں دکھ میں مرد کی ساتھی ہے۔ اسلام نے جو حقوق عورتوں کو دئے ہیں دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائے جاتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا نکاح۔ مہر اور رخصتی

(ماخوذ از سیرت عائشہ رضؓ زیر تصنیف جناب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر)

نکاح عطیہ حضرت عائشہ رضؓ کے نکاح کا واقعہ اس سادگی سے بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں تو انکی اتنا آئی اور ان کو لے گئی اور حضرت ابوبکرؓ نے آکر نکاح پڑھوا دیا مسلمان عورت کی شادی صرف اسی قدر اہتمام چاہتی ہے لیکن آج ایک مسلمان لڑکی کی شادی جن مسرفانہ مصارف اور مشرکانہ مراسم کی جامع ہے کیا اسلام کی سادگی اُن کی منافی نہیں؟ اور کیا خود سرور عالم کی یہ مقدس تقریب اسکی تکذیب نہیں کرتی؟ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو خبر بھی نہ ہوئی جب میری والدہ نے مجھکو باہر نکلنے سے روکدیا تب میں سمجھی کہ میرا بیاہ ہوگیا۔ پھر میری والدہ نے مجھے جتا بھی دیا۔

مہر خود حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا یعنی پانچسو درہم جسکے قریبًا سو روپیہ ہوئے اس مقدار مہر کا آج کے مقدار مہر سے مقابلہ کرو جو ہندوستان شرک نشان میں جاری ہے جسکی تقلیل خاندان کی تذلیل سمجھی جاتی ہے لیکن کیا کوئی خاندان اسلام خاندان صدیق اکبر رضؓ سے زیادہ شریف ہے یا کوئی مسلمان لڑکی صدیقہ کبریٰ رضؓ سے زیادہ گراں پایہ ہے؟

رخصتی مدینہ کی انصاری عورتیں حضرت عائشہ رضؓ کو لینے حضرت ابوبکر رضؓ کے گھر آئیں ام رومان رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کو آواز دی وہ اُسوقت سہیلیوں کے ساتھ ہنڈولے جھول رہی تھیں آواز سنتے ہی ماں کے پاس آئیں۔ ابھی تک حضرت عائشہ رضؓ کو اس واقعہ کی خبر نہیں ام رومان حضرت عائشہ رضؓ کا ہاتھ پکڑے دروازہ تک لائیں۔ ہاں منہ دھلا کر حضرت عائشہ رضؓ کو اُس کمرے میں لائیں جہاں انصار کی عورتیں حضرت عائشہ رضؓ کے انتظار میں بیٹھی تھیں حضرت عائشہ رضؓ جب اندر داخل ہوئیں تو اُن عورتوں نے ان الفاظ میں مبارکباد دی علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر یعنی تمہارا آنا بخیر و بابرکت اور فال نیک ہو۔ اسکے بعد ان عورتوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو سنوارا اور رسول اللہ صلعم کے گھر لے گئیں۔ رخصتی کی بس یہ حقیقت ہے۔

نتیجہ مذکورہ بالا بیانات سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کا نکاح۔ مہر۔ رخصتی غرض ہر رسم کس سادگی سے ادا کی گئی تھی جسمیں تکلف۔ آرائش۔ اسراف کا ایک ذرہ نام نہیں۔ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔

زیور پہننے کی خرابیاں

(جناب ابو عزیز مولوی حکیم غلام غوث خاں صاحب بہاولپوری)

ہرچند زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے تہذیب پھیلتی جاتی ہے روپیہ جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کے وسائل اور دولت نمائی کے اسباب بڑھتے جاتے ہیں لیکن زیوروں کی رسم ابھی تک باقی ہے ضرورت ہے کہ اسکی اصلاح کی جائے کیونکہ مذہباً اخلاقاً طباً تمدناً اقتصاداً زیور کے نقصانات زیور کے منافع سے بہت زیادہ ہیں۔ میں انکو صراحت کے ساتھ بیان کرتا لیکن اختصار کی قید لگادی گئی ہے لہذا مختصراً الگ الگ عرض کرتا ہوں۔

۱۔ مذہبی نقصانات۔ اکثر اعضاؤں کو چھید کر زیور پہنائے جاتے ہیں جیساکہ کان میں گوشوارے ناک میں نتھ وغیرہ۔ اور ایذا دینا شرعاً ممنوع ہے علاوہ بریں "مثلہ" کی بو آتی ہے جو ناجائز ہے! اور بحالت غسل جنابت کے نجاست سوراخوں میں باقی رہجاتی ہے جس سے نماز جائز نہیں ہوسکتی۔

۲۔ اخلاقی نقصانات۔ زیورپوش انسان کو فطرتاً غرور پیدا ہوجاتا ہے اور اسکی نظر میں بے زیور لوگ ذلیل دکھائی دیتے ہیں ناچار کج خلقی برتنی پڑتی ہے اور مساوات کا عمل نہیں رہتا جسکا نتیجہ بے اتفاقی حسد دشمنی۔ مقدمہ بازی۔ چوری برآمد ہوتا ہے۔

۳۔ طبی نقصانات۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جس عضو کو اپنے مفوضہ کام سے معطل کیا جائے وہ بالکل بیکار ہوجاتا ہے جیساکہ تپسی لوگ ایک ہاتھ کو کھڑا رکھتے ہیں اور اس سے کام نہیں لیتے پھر وہی ہاتھ نکما اور خشک ہو جاتا ہے اور اسی طرح آنکھوں کو ہفتہ تک سخت باندہ رکھا جائے بینائی جاتی رہتی ہے جس عضو میں گراں زیور پہنا جائے یا لٹکایا جائے وہ عضو اپنے کام سے رک جاتا ہے خون کا دوران کماینبغی نہیں ہوتا۔ پس ضرور ہے کہ یہ بھی بیکار ہوجائے اگر یہ عضو از کار رفتہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ضعیف اور کمزور ضرور ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں موسم گرم میں زیور بدن کو داغتے ہیں اور حرارت غریبہ کو بلالاتے ہیں جس سے بیماری کا احتمال نہیں بلکہ یقین ہے۔

۴۔ تمدنی نقصانات۔ زیوروں کے لالچ پر انسان مارے جاتے ہیں بے اتفاقی اور مقدمہ بازی بڑہ جاتی ہے اور اس قسم کے واقعات ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔

۵۔ اقتصادی نقصانات۔ اُجرت اور مزدوری طیاری زیورات کی بالکل رائگاں جاتی ہے باقی رہا سونا اور چاندی اسکو بھی بٹہ لگتا ہے۔ علاوہ ازیں زیور گھس کر وزن میں کم ہوجاتے ہیں۔ ضرورت کے وقت جو امید تھی وہ خاک میں ملجاتی ہے۔

پس زیوروں کا رواج بالکل ناپسندیدہ ہے نہ تو قیامت میں انکے طفیل نجات ملیگی۔ نہ دنیا میں ان سے کوئی معتدبہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پھر کیوں طوق زحمت اور زنجیر تکلف کو پسند کیا جاتا ہے؟ اور کیوں حلقہ بگوشی کی رسم اور شگاف بینی کے رواج کو متبرک سمجھا جاتا ہے ؎

بکارے چرا دست باید کشید — کہ از دین و دنیا تواند برید

۴۸۶

خواتین عرب کا ثبات و استقلال

(از جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی)

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابن زبیر — سب نے بیعت کیلئے ہاتھ بڑھائے یکبار

ابن مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ — جسکی تقدیر میں مرغان حرم کا تھا شکار

حرم کعبہ میں محصور ہوئے ابن زبیر — فوج بیدیں نے کیا کعبۂ ملت کا حصار

دامن عرش ہوا جاتا تھا آلودۂ گرد — بارش سنگ سے اُٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار

تھا جو سامان رسد چار طرف سے مسدود — ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک کنج مزار

جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصر و یاور نہ رہا — ماں کی خدمت میں گئے ابن زبیر آخر کار

جا کے کی عرض کہ اے اُخت حریم نبوی — نظر آتے نہیں اب حرمت دیں کے آثار

آپ فرمائیے اب آپکا ارشاد ہے کیا؟ — کہ میں ہوں آپکا اک بندۂ فرمان بردار

صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر — یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار

بولی وہ پردہ نشین حرم سر عفاف — حق پہ گر تو ہے تو پھر صلح ہے مستوجب عار

یہ زمیں ہے وہی قربانگہ اسمٰعیل — فدیۂ نفس ہے خود دین خلیلی کا شعار

ماں سے رخصت ہوئے یہ کہکے بہ آداب نیاز — آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہونگا زنہار

پہلے ہی حملہ میں دشمن کی اُلٹ دیں فوجیں — جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹتی جاتی تھی قطار

منجنیقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم — ایک پتھر نے کیا آ کے سر و رخ کو فگار

خون ٹپکا جو قدم پر تو کہا از رہ فخر — یہ ادا وہ ہے کہ ہم ہاشمیوں کا ہے شعار

اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم — خون ٹپکے گا تو ٹپکے گا قدم پر ہر بار

زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کبتک — آخر الامر گرے خاک پہ مجروح و نزار

لاش منگوا کے جو حجاج نے دیکھی تو کہا — اسکو سولی پہ چڑھاؤ کہ یہ تھا قابل دار

لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن — اُن کی ماں نے نہ کیا رنج و الم کا اظہار

اتفاقات سے اکدن جو اُدھر جا نکلیں — دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں یکبار

ہو چکی دیر کہ منبر پہ کھڑا ہے خطیب

اپنے مرکب سے اُترتا نہیں اب بھی یہ سوار

(الہلال)

تہذیب الاطفال

بچوں کیلئے چند نصیحتیں

(منظومہ جناب مولوی حافظ محمد عبدالتواب صاحب مولوی فاضل از رہتک)

تم ان ہدایتوں کو اچھی طرح سے سُن لو
پلّے میں انکو اپنے مضبوط کسکے باندھو

خواہ ہوں غریب کیسے خواہ ہوں امیر کیسے
تم سب سے اے عزیزو ! نرمی سے پیش آؤ

جب صبح کو اُٹھو تم - ہی فرض یہ تمہارا
ماں باپ کو ادب سے جُھک کر سلام کرلو

جب مدرسہ میں آؤ - ہے فرض یہ تمہارا
اُستاد کو ادب سے جُھک کر سلام کرلو

اُستاد کے ادب کو ماں باپ کے ادب کو
لازم اگر نہ سمجھے بد قسمت اسکو جانو

اُستاد کا ہے رُتبہ ماں باپ سے بھی زیادہ
کچھ جانتے بھی تم ہو - کچھ علم بھی ہے تم کو

جس میں ادب نہیں ہی انسان بھی نہیں ہے
جس میں نہیں ہے خلق حیوان اسکو سمجھو

جسکا ہی خلق اچھا جسکا چلن ہے اچھا
ہیں دیکھتے نظر سے عزت کی سب ہی اسکو

کرتا ہی خاکساری جو شخص اپنا شیوہ
تعریف اسکی ہوتی سب میں ہے اے عزیزو

رہتا غرور کا سر نیچے ہمیشہ سچ ہے
گرتے ہیں سر کے بل وہ چلتے ہیں کو دکر جو

کمزور کو ستانا اچھا نہیں ہے سن لو
بے وجہ دل دکھانا اچھا نہیں ہے سُن لو

محتاج اور غریبوں اور بیکسوں کی ہر دم
حاجت بر آری کرنا تم اپنا فرض سمجھو

دو چار اگر ہو راہ میں مسکین کوئی تم سے
زنہار بد نظر سے اسکی طرف نہ دیکھو

ہستی ہی چند روزہ کیا جانیں کل کہ کیا ہو
دنیا میں اے عزیزو ! نام اپنا پیدا کرلو

نوشیرواں ہے گرچہ زیر زمین سوتا
نام اسکا عدل سے ہے مشہور مہربانو

ہو علم سیکھنے سے یہ مدعا تمہارا
کہ اپنے آپ کو تم فرعون کبھی نہ سمجھو

پتلون کوٹ پر تم نازاں نہ ہونا ہرگز
سب کچھ دھرا رہیگا ای پیارے طالب علمو

پہلو تہی بدوں کی صحبت سے لازمی ہے
نیکوں کے پاس جا کر اچھے طریق سیکھو

گر چاہتے ہو تم یہ کرلیں مطیع سب کو
نسخہ ہی سب سے اچھا اخلاق اچھے سیکھو

۴۸۶

ہمارے نبیؐ

(از جناب مولانا مولوی نواب علی صاحب نیوتنوی ایم-اے- پروفیسر)

مدینہ والوں نے جب اپنے ساتھیوں سے جو ہمارے نبیؐ پر ایمان لائے تھے آپ کا حال سُنا۔ خوشی خوشی مکہ میں آپکے پاس آئے خدا کا کلام سُنا اور مسلمان ہوگئے، پھر ہمارے نبیؐ سے کہنے لگے، یارسول اللہ کافروں نے اس شہر میں آپ کو بہت تکلیف دی ہے اور مسلمانوں کا یہاں رہنا مشکل ہے اب آپ مدینہ تشریف لیچلیئے اور وہاں لوگوں کو ہدایت کیجئے۔ ہم سب جان اور دل سے آپ کی خدمت کو حاضر ہیں۔

ہمارے نبیؐ نے قبول کیا اور آپکے فرمانے کے موافق مسلمان اپنے بھائیوں کے ساتھ مدینہ چلے گئے پھر ہمارے نبیؐ نے بھی تیاری کی، کافروں نے جب یہ دیکھا تو بہت بگڑے اور سبھوں نے ملکر آپکے مار ڈالنے کی تجویز کی۔ اور رات کے وقت مکان کے آس پاس چھپ رہے تاکہ موقع پاکر چپکے سے آپ کا کام تمام کردیں۔

مگر خدا نے ہمارے نبیؐ کو بچا لیا، کافر کچھ نہ کرسکے اور آپ صاف مکان سے نکل گئے اور شہر کے باہر ایک غار میں چھپ رہے۔

صبح کو کافروں نے چاروں طرف سوار دوڑائے اور خود بھی ڈھونڈھنے نکلے کہ جہاں آپ ملیں وہیں قتل کرڈالیں۔ چند کافر غار تک بھی پہنچے۔ اُسوقت ہمارے نبی کے ساتھی نے زندگی سے مایوس ہوکر کہا اب ہم نہیں بچ سکتے۔ مگر ہمارے نبیؐ نے فرمایا کیا غم ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو، اُس غار کے مُنہ پر مکڑی نے جالا تان دیا تھا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دے دئے تھے۔ کافر سمجھے کہ یہ غار ویران پڑا ہے اندر نہ آئے اور آپؐ کی تلاش میں آگے بڑھ گئے۔ آخر ناکام واپس آئے۔

تیسرے دن ہمارے نبیؐ غار سے نکلے اور مدینہ کو چلے مگر ایک سوار نے آپکو دیکھ لیا اور نیزہ لیکر پیچھے دوڑا، خدا نے اپنے پیارے نبی کی حفاظت کی، گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سوار مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ ہمارے نبی نے اپنے دشمن پر رحم کرکے دعا دی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور توبہ کرکے آپ پر ایمان لایا۔

۸۶/۲

اَلحمدُللہِ علیٰ اکرامہ وانعامہ
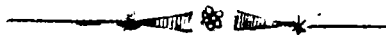
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

کسے امید تھی کہ جاری ہوتے ہی اُسوۂ حسنہ کا ایسی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا جائیگا کہ پندرہ بیس ہی دن میں تعریفی خطوط اور تقریظات کا انبار لگ جائیگا۔ کیونکہ اول تو ہمیں خود ہی احساس اعتراف تھا کہ ابھی تین چار ماہ تک ہم رسالہ کو اپنے نصب العین کے مطابق مرتب کرنیکے قابل نہونگے اور تا وقتیکہ ہمارے قلمی معاونین ہمارے مقاصد کو صحیح طور پر ذہن نشین کرکے اسوۂ حسنہ کی معہود اور مجوزہ روش کے موافق مضمون لکھنے کے عادی نہو جائیں ہم اُن سے یہ امید نہیں رکھ سکینگے کہ وہ ہمارے ضمیر۔ خیالات اور منصوبات کی پوری پوری ترجمانی کریں علاوہ ازیں اسوۂ حسنہ ایک روکھا پھیکا پرچہ ہی جسمیں نہ ادبی چاشنی ہی نہ علمی لطافت۔ نہ ناز و انداز کے کرشمے ہیں نہ عشق و محبّت کے فسانے۔ نہ عاشقانہ غزلیں ہیں نہ ظریفانہ پھبتیاں۔ نہ قصے ہیں نہ کہانیاں۔ نہ لطیفے ہیں نہ چٹکلے۔ نہ مذہبی چھیڑ چھاڑ اور جنگ و جدال ہے۔ نہ صوفیانہ تخیل کی بلند پروازی۔ نہ ادعاے تقدس کی لن ترانیاں ہیں نہ دعوی لیڈری کے جوڑ توڑ۔ نہ خوشامدیوں کی مذمت ہی۔ نہ احرار کی مدح۔ وہ محض ایک اصلاحی رسالہ ہی۔ جو شکستہ حال مسلمانوں کے اخلاق۔ تمدن اور معاشرت کو رسول عربی نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہی جو انقلاب عالم کی داستان پر غم اور خدا کے برگزیدہ بندوں کے پیارے حالات سُنا سُنا کر فلاکت زدہ مسلمانوں کو عبرت پذیری کی تعلیم دیتا ہے جو بے راہوں کو اُس صراط مستقیم پر چلانا چاہتا ہے جو خدائے حکیم نے انسانوں کو کمال انسانی کی منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے بتائی تھی۔ الغرض اس میں بجز نصیحت و تنبیہ۔ زجر و توبیخ اور اظہار حق کی تلخی کے کوئی مسالہ ایسا نہیں ہوتا جو مریضان تپ ادبار کی زبان کو جسکا ذائقہ بدقسمتی سے بگڑ گیا ہے یا بگاڑ دیا گیا ہی کچھ مزہ دار یا چٹ پٹا معلوم ہو۔ پھر ہم نہیں سمجھتے کہ خواص کے ساتھ عوام نے بھی اس تلخ اور بد مزہ دوائی کو کیوں اسقدر پسند کیا ہ شاید یہ مقبولیت تائید غیبی اور فضل ربی کا نتیجہ ہو لیکن جب ہم اپنی نیت اور اعمال کو دیکھتے ہیں تو مولی تعالی کے انعام و اکرام کے مستحق نہیں پاتے۔ بہرحال مقبولیت کی وجہ کچھ ہی ہو۔ اسوۂ حسنہ کا پہلا نمبر خلاف توقع بہت پسند کیا گیا اور اکثر معروف و غیر معروف حضرات نے تعریفی خطوط بھیجکر ہماری ہمت افزائی کی۔ فالحمدللہ علی ذٰلک۔

یہ دوسرا نمبر شائع ہوتا ہی جو ہماری ناقص رائے میں پہلے سے کسیقدر غنیمت ہی۔ کوشش کرینگے کہ تیسرا اس بہتر ہو اور انشاءاللہ اسی طرح بتدریج اپنے مطمح نظر سے قریب تر ہوتے جائینگے بشرطیکہ ہماری نیت میں زیادہ فتور نہ آیا اور توفیق الہی نے ساتھ نہ چھوڑا۔

آجکل کے مسلمانوں میں ایک مرض یہ بھی پیدا ہوگیا ہے کہ وہ کسی شئے کے حسن و قبح کا خود نہیں اندازہ کرتے لکیر کے فقیر بنکر دوسروں کی رائے کا اتباع کرتے ہیں اسلئے تجارتی اصول کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن بہت سی رایوں میں سے چند یہاں نقل کردیں جو اسوۂ حسنہ کا پہلا نمبر دیکھ کر ظاہر کی گئی ہیں اور ناظرین سے عرض کریں کہ جناب خالی خولی تعریفوں سے کچھ کام نہیں چلتا۔ ضرورت ہے کہ اسوۂ حسنہ خریدا جائے۔ اور خرید وایا جائے۔ تاکہ جلد سے جلد اُسکا دائرہ تبلیغ و اشاعت اسقدر وسیع ہو جائے کہ ہر ایک اُردو داں مسلمان کے کانوں تک اُسکی اصلاحی صدا پہنچنے لگے اور ہم مالی اندیشوں سے بے فکر ہو کر اُسکو مفید سے مفید تر بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔ ماہ گزشتہ میں بعض معاونین نے توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ہمیں اپنا ممنون بنایا ہے۔ لیکن ابھی بہت سے صاحب باقی ہیں جنہیں اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جو صاحب رسالہ پسند فرمائیں اُنکا فرض ہے وہ اپنے حلقہ اثر میں سے کم سے کم ۲ شخصوں کو ضرور خریدار بنائیں۔ اس طرح انشاء اللہ بہت جلد مقصد حاصل ہو جائیگا اور رسالہ کی ضخامت زیادہ ہو سکیگی جسکی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ اکثر مضامین قلت گنجائش کی وجہ سے درج ہونے سے رہ جاتے ہیں۔

چند رایوں کا اقتباس

جناب خانصاحب مولانا مولوی سید احمد صاحب دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ فرماتے ہیں:-

مضامین پڑھنے سے ثابت ہے کہ دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ کل مضامین واجب العمل۔ جملہ مضمون نگار یکتا ایسے رسالوں کی ہمارے ہندوستان کو نہایت ضرورت ہے۔ بس یہ ہونہار رسالہ اگر بہت جلد ترقی کی معراج پر پہنچ جائے تو کچھ تعجب نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کو پروان چڑھائے اور آپ کی محنت اور حسن نیت کا جلد پھل دکھائے۔

جناب مولنا مولوی شمس العالم صاحب ارگیا

حقیقت میں آپ نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ایسے رسالہ کی سخت ضرورت تھی۔ مضامین سب اچھے ہیں۔ ترتیب قابل داد ہے۔ افسوس ہوگا اگر مسلمانوں نے آپکی مدد نہ کی اور رسالہ کی اشاعت نہ بڑھی۔

جناب مولانا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان سپشل مجسٹریٹ ریاست پٹیالہ

بیشک مفید اور عمدہ رسالہ ہے۔

جناب مولنا مولوی نواب علی صاحب ایم۔ اے پروفیسر بڑودہ کالج

مضامین عمدہ ہیں۔ ترتیب اچھی ہے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ بمقابلہ قیمت سالانہ کے بہت اعلیٰ ہے ہاں ایک بات کہونگا۔ صفحہ و کے مضامین یا اسی قسم کے مضامین سے اسوۂ حسنہ کو پاک رکھئے۔

جناب مولٰنا مولوی محمود علی صاحب۔ پروفیسر کپورتھلہ کالج

ماشاءاللہ پرچہ بہت آب و تاب سے نکلا ہے۔ یہاں اکثر لوگوں نے پسند کیا۔

جناب مولانا مولوی سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر پونہ

آپ کے مقاصد نہایت عالی اور بلند ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اصل میں مسلمانوں کی قومیت کی تعمیر انہی مقاصد سے ممکن ہے۔

جناب مولٰنا مولوی شیخ نور الدّین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ

ندرت مضامین صحت کتابت اور صفائی طبع کے لحاظ سے بلاشبہ رسالہ بے بہا ہی اس قدر قلیل قیمت میں اس سے بہتر رسالہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ ترتیب مضامین سزاوار تحسین و آفریں ہے۔

جناب مولوی امام بخش صاحب از سراوہ

ہندوستان میں آجتک ایسا رسالہ نہیں نکلا تھا۔ جو واقعی بے انتہا مفید ہے۔ کوئی مذہبی رسالہ اسوۂ حسنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح ادبی رسالوں میں الہ آباد کا ادیب فرد تھا اسی طرح مذہب اور تصوّف کے رسالوں میں اسوۂ حسنہ فرد ہے۔ جناب باری آپ کو جزائے خیر دے۔

جناب مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی از بھیکم پور

نہایت عمدہ رسالہ ہے۔ ملک میں بڑی ضرورت ہے کہ ایسے رسالے شائع کئے جائیں۔ یہ بھی نہایت عمدہ بات ہے کہ مرد۔ عورت۔ بچے سب اس سے فائدہ اُٹھائینگے۔ میں اس نیک کام کی جو آپ نے شروع کیا ہے صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اسوۂ حسنہ کے ساتھ میرا دلی تعلق ہے۔

جناب مولوی قاضی حمید الدین احمد صاحب از کراچی

آپ کی مساعی حسنہ ہر طرح قابل اطمینان و داد ہیں۔ آپ نے اس رسالہ کے ساتھ جس شریف اور مہتم بالشان نصب العین کو مخصوص فرمایا ہے وہ نہایت اہم اور قابل لحاظ ہے۔ لیکن تقطیع کچھ زیادہ موزوں نہیں ہے۔

جناب مولٰنا مولوی محمد سید فضل شاہ صاحب جلالپوری

اُسوۂ حسنہ اپنے حسن ظاہری اور باطنی کا گرویدہ بنا چکا ہے۔ مضامین نہایت اعلیٰ درجہ کے اور مضمون نگار مشاہیر ملک ہیں۔ آجکل ایسے ہی رسالوں کی ضرورت ہے۔ فرحت کا مقام ہے کہ آپ نے اس کمی کو پورا کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔

جناب مولوی حافظ عبد التواب صاحب از رہتک

اسوۂ حسنہ ہر طرح سے قابل تحسین ہے۔ کتابت اچھی۔ قیمت کم۔ اسپر چیدہ چیدہ مضامین لیکن ٹائٹل پیج خوشنما نہیں اور عنوان بچوں کا صفحہ مجھے ناپسند ہے۔

جناب مولوی محمد ابراہیم خانصاحب تجلی از خورجہ

اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر طبیعت نہایت خوش ہوئی۔ پرچہ ہر طرح سے مفید اور دلچسپ ہی۔

منشی احمد جان صاحب از کوئٹہ

میری نظر سے آجتک ایسا رسالہ نہیں گذرا۔ کئی مضمونوں کو پڑھکر دل پر اتنا اثر ہوا کہ رونے لگا۔ بندہ زادہ جو بی۔اے میں پڑہتا ہے اُسنے بھی رسالہ کو بہت مفید بتایا۔ دو خریداروں کے نام بھیجتا ہوں اور اسی مہینہ میں انشاء اللہ دس کے نام اور بھیجوں گا۔

منشی عزیز الدین صاحب نصرتی از چرتھاول

اسوۂ حسنہ قابل قدر۔ مفید اور لاجواب پرچہ ہے۔ پہلا نمبر بڑی قابلیت۔ محنت اور دلسوزی سے مرتب کیا گیا ہے۔

مولوی عرفان علی صاحب رضوی حنفی۔ بیسلپوری

رسالہ دیکھ کر طبیعت نہایت خوش ہوئی۔ خدا کرے یہ نونہال آپکے زیر سایہ خوب پھلے پھولے۔

بابو عظیم الدین صاحب کلرک از گونڈہ

مذہبی رسالوں میں ..... بہت مشہور ہے لیکن اسوۂ حسنہ نے اُسکو بھی نظروں سے گرا دیا۔ واقعی فائدہ قوم کو ایسے ہی رسالوں سے ہو سکتا ہی۔ مجھکو تعجب ہے کہ آپ اسقدر کم قیمت رکھکر ایسا اعلی درجہ کا رسالہ کیونکر چلا سکیں گے۔ اخبار ...... نے قیمت بڑھا دی ہے۔ میری رائے میں آپ کو تین روپیہ کر دینے چاہئیں۔

جناب نور محمد صاحب مدرس از گلگت کشمیر

اگر اُسوۂ حسنہ کی زیارت سے میں محروم رہتا تو بہت رنج ہوتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپکا رسالہ تمام رسالوں سے بڑھکر ہے۔ ایسے مضمونوں کے دیکھنے کو آنکھیں ترسا کرتی ہیں۔

جناب اکبر عالم صاحب از پورنیہ

اُسوۂ حسنہ واقعی اس قابل ہی کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسکو خرید کر پڑھے۔ کیونکہ مضامین نہایت مفید اور دلچسپ ہیں۔ میرے مندرجہ ذیل دو دوستوں کے نام پرچہ جاری کر دیجئے۔

ریویو پیغام صلح لاہور

پہلا نمبر جو اسوقت میری سامنے ہو ہر قسم کے حسن ظاہر و باطن سے آراستہ ہی حالانکہ ایڈیٹر صاحب نے معذرت کی ہے کہ یہ نمبر ہمارے مطمح نظر کے مطابق مرتب نہیں ہوا۔ مضامین سب اچھے اور پختہ ہونیکے علاوہ ہموار اور متین سطح پر ہیں اور یہ رسالہ کی ایک اعلی خوبی ہے جس سے امید کیجا سکتی ہے کہ رسالہ ترقی کریگا۔ قیمت سالانہ عہ بہت مناسب ہی۔ پیغام صلح کو میرٹھ کے رسالہ اُسوۂ حسنہ سے دلی ہمدردی ہی۔

نام کتاب	کیفیت	قیمت
شمائم امدادیہ	کون شخص ہے؟ جو سند العرب والعجم حضرت شیخ المشائخ مولٰنا و مرشدنا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے ناواقف ہے۔ آپ وہ تھے جنکے گوشۂ چشم کی جنبش سے سیکڑوں ہزاروں نفوس ولی کامل اور خدارسیدہ ہوگئے۔ آپؒ تھے جنکے فیض کرم سے لاکھوں کروڑوں دل کے اندھے بینا ہوگئے۔ کتاب شمائم امدادیہ میں انہیں مقدس بزرگ کے سوانح شریفہ اور حالات متبرکہ بیان کئے ہیں۔ حالات ہی نہیں بلکہ ملفوظات بھی ہیں۔ جن میں شریعت و طریقت کے بیشمار نکات بھرے پڑے ہیں تصوف کے ادق مسائل کو ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ پڑھنے والوں کو خاص لطف اور ذوق حاصل ہوتا ہے۔ تقطیع ۲۲×۱۸/۸ ضخامت ۲۴۰ صفحے	عه
تنقید لطیف برخیالات ظریف	جناب مولانا مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی مترجم فلسفۂ تعلیم اور مصنف فلسفۂ مذہب اور معیار الاخلاق وغیرہ کی زبردست اور قابل قدر تصنیف "تنقید لطیف برخیالات ظریف" ہمارے مطبع میں بعد تصحیح و نظر ثانی دوبارہ چھپ رہی ہے۔ انشاء اللہ ایک ماہ میں تیار ہو جائیگی۔ یہ وہ کتاب ہے جسمیں فاضل مصنف نے علیگڈھ کالج کے ایک سابق پروفیسر مسٹر محمد ظریف ایم۔ اے (دہریہ) کی کتاب اسلام اور عقلیت کا مدلل۔ مکمل۔ مسکت اور تسلی بخش جواب دیکر اُنکے دہریانہ اور ملحدانہ خیالات کا بڑی خوبی سے ابطال کیا ہے اور اسلامی عقائد کا عقلی۔ نقلی۔ علمی۔ منطقی۔ فلسفی اور سائنٹفک دلائل سے زبردست ثبوت دیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ مسلمان اپنے بچّوں کو انگریزی تعلیم دینے سے قبل اسکا مطالعہ کرائیں تاکہ اُنکی طبائع دہریت کے اثر سے محفوظ رہیں۔ انگریزی اور عربی مدارس کے ہر ایک طالب علم کیلئے اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے قیمت غالباً آٹھ آنہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔ جلدی کیجئے ورنہ شاید آپ محروم رہیں۔	۸/
ہماری بہبودی کے وسائل	یہ لیکچر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۲ء میں دیا گیا تھا۔ ایڈیٹر صاحب البرہان کے حواشی اور مولوی خواجہ غلام الحسنین کے دیباچے کے ساتھ الگ رسالے کی شکل میں چھاپا گیا ہے۔	۲/

نام کتاب	کیفیت	قیمت
شاعرانہ خیالات	مصنفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا بی-اے- اسکی نسبت شمس العلما مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ اُردو میں اپنے طرز کی یہ پہلی کتاب ہے اور اُردو کو اسی قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے اسمیں انگریزی شاعری کا مختصر حال اور نہائت مشہور شعرا کی عمدہ نظمیں درج ہیں علاوہ ازیں شاعروں کے حالات بھی بطور ضمیمہ کے شامل کردئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہائت عمدہ-	۸ر
آئین دستاویز نویسی	تمسکات- اقرارنامجات- رسیدات اور ہر قسم کی دستاویزات وغیرہ لکھنے لکھانے میں اہل معاملہ کو جیسی کچھ دقتیں پیش آتی ہیں ظاہر ہے ان دقتوں کے رفع کرنے کے لئے قاضی عبدالواحد صاحب وکیل عدالت نے بڑی محنت سے اس آئین دستاویز نویسی کو تحریر فرمایا ہے دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ ہر شخص اس کتاب کی مدد سے دستاویزیں وغیرہ بذات خود لکھ سکتا ہے عرائض نویسوں وکیلوں- اہلکاروں اور مہاجنوں وغیرہ کے لئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے- یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اور بہت کچھ پسند کی گئی ہے-	ہر دو جلد عہ / ۸ر
روزنامچۂ سیاحت	تقطیع ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۰- اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے- اس میں عراق عرب ایران- کاکیشیا- قسطنطنیہ- شام- مدینہ منورہ اور مصر کے بعض شہروں کے حالات درج ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی- تمدنی اور پولیٹکل حالت پر ہر جگہ بحث کی گئی ہے جو مسلمانان ہند کیلئے نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جسمیں حالات موجودہ سے اہم نتائج نکالے گئے ہیں (مصنفہ آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب)	درجہ اول ع / درجہ دوم عہ
حیات خسرو	محبوب المحبوب حضرت امیر خسرو رح کی مبسوط سوانح عمری- نہایت دلچسپ مصنفہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی- ضخامت ۶۶ صفحے-	۱۰ر
معیار الاخلاق	اسلامی اخلاق کا صحیح معیار- یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی چھپی ہے اور قدیم وجدید مذہبی اور حکیمانہ اصول کے مطابق ترتیب دی گئی ہے- عبارت اُردو نہایت صاف ہے-	۴ر
جاماسپ نامہ	حکیم جاماسپ پانچہزار برس پہلے قیامت تک کے حالات لکھ گیا ہے- جو سب کے سب ٹھیک نکل رہے ہیں- اُسی نایاب کتاب کے سلیس اُردو ترجمہ کا نام جاماسپ نامہ ہے-	۳ر
خون شہادت	خون شہادت کے دو قطرے- یہ حضرت سرمد شہید رح اور حضرت منصور رح کی سوانح عمریاں ہیں جنہیں مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال اور ملا محمد الواحدی نے تالیف فرمایا ہے-	۲ر
اسلام کی بیکسی	اس کتاب میں شمس العلما مولانا شبلی- حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی اور مولوی ظفر علی خانصاحب ایڈیٹر زمیندار کے نہایت دلچسپ اور مفید مضمون درج ہیں-	۲ر

ملنے کا پتہ:- منیجر مکتبہ قادریہ- سعید منزل شہر میرٹھ

مصنّفوں۔ مؤلفوں اور مترجموں کیلئے

مکتبۂ قادریہ کے ذرائع تشہیر و اعلان بہت وسیع ہیں۔ اسلئے جو صاحب خواہشمند ہوں اپنی کتابیں کمیشن پر فروخت کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیج سکتے ہیں۔ کمیشن خط وکتابت سے طے ہو سکتی ہے۔

کتابیں انشاء اللہ جلد نکل جائینگی

مدیر مکتبۂ قادریہ۔ سعید منزل۔ شہر میرٹھ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
اے بسا ایوان یثرب بجواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسوۂ حسنہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا آئینہ حسن سیرت و معاشرت کا روحانی خطیب
اخلاقی و تمدنی امراض کا مذہبی معالج مسلمان مردوں کا رہبر عورتوں کا معلم بچوں کا اتالیق مفید
اصلاحی مضامین کا دلکش مجموعہ ہر شمسی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے

التماس

ہماری دلی تمنا ہے کہ اُسوۂ حسنہ کو اُس درجہ تک پہنچا دیں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہترین اصلاحی خدمت کر سکے۔ خدا گواہ ہے کہ ہم اس مقصد کے حصول کیلئے پوری کوشش کر رہے ہیں اور دن رات اسی اُدھیڑ بُن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اُسوۂ حسنہ عام مذہبی رسالوں کی سطح سے اونچا ہو کر اُس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن یہ مہتم بالشان کام ایک شخص کے بس کا نہیں ہے ضرورت ہے کہ ہمارے وہ تمام عزیز بھائی اور محترم بزرگ جنکے قلم میں خدا تعالیٰ نے زور اور اثر دیا ہے مضامین لکھ کر ہماری مدد کریں اور جنہیں عہ سالانہ دینے کی استطاعت ہو وہ رسالہ کو خریدیں۔ اور دوسروں کو اُسکی خریداری پر آمادہ کریں۔ ہمنے اُسوۂ حسنہ کا چندہ سالانہ صرف عہ رکھا ہے۔ گنجان اور باریک لکھے ہوئے ۲۵ صفحوں کے ماہوار رسالہ کیلئے جسمیں ۷۲ صفحوں کا مضمون آجاتا ہے اور جو عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے۔ عہ سالانہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اسقدر قلیل چندہ صرف اسوجہ سے رکھا گیا ہے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی بھی رسالہ سے مستفید ہو سکیں۔ اسپر بھی رسالہ کی اشاعت اگر نہ بڑھی تو ہمیں اپنے محترم ناظرین اور تمام مسلمانوں سے ضرور شکایت ہوگی۔

ضروری ہدایات

(۱) اسوۂ حسنہ دو قسم کے کاغذوں پر چھپتا ہے قسم اول کا سالانہ چندہ عہ اور قسم دوم کا عہ ہر جو پیشگی آنا چاہئے۔ نمونہ کی قیمت ۲ر ہے۔ (۲) اُسوۂ حسنہ ہر انگریزی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جاتا ہے۔ اتفاقاً کوئی پرچہ نہ پہنچے تو ۸ تاریخ تک منگا لینا چاہئے ورنہ قیمت لی جائیگی۔ (۳) چندہ کی میعاد ختم ہونے پر اگر کوئی انکاری اطلاع موصول نہ ہوئی تو ہم بذریعہ وی۔ پی آئندہ سال کی قیمت وصول کر لینگے۔ (۴) ایک سال سے کم کے لئے رسالہ جاری نہیں ہو سکتا نہ مقررہ قیمتوں میں کوئی تخفیف ہو سکتی ہے۔ (۵) خط و کتابت میں نام و پتہ صاف لکھنا چاہئے اور نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دینا چاہئے۔

صرف مضمون نگاروں کیلئے

(۱) اسوۂ حسنہ اپنے محترم قلمی معاونین کو معقول معاوضے دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ مضامین حسب پسند ہوں اور خاص محنت و کوشش سے لکھے گئے ہوں۔ معاوضہ مضمون دکھا کر خط و کتابت کے ذریعہ سے طے ہو سکتا ہے۔
(۲) ہر ششماہی جلد کے ختم ہونے پر اسوۂ حسنہ کے قلمی معاونین کو نذریں بھی دی جائینگی۔ اوّل درجے کے مضمون کیلئے عہ۔ دوم درجہ کے مضمون کیلئے ۵ عہ۔ سوم درجہ کے مضمون کیلئے ہے۔ (۳) مضامین نہایت واضح اور خوشخط لکھنے چاہئیں۔ (۴) جو مضمون اسوۂ حسنہ کے مقاصد کے منافی ہوگا وہ ہرگز شائع نہیں کیا جائیگا
(۵) اگر مضمون کسی دوسرے رسالہ میں شائع ہو چکا ہو یا شائع ہونیکے لئے بھیجا گیا ہو تو مضمون نگار صاحب کو اپنے خط میں اسکی تصریح کر دینی چاہئے۔ ورنہ اُسوۂ حسنہ کی وقعت میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔

جلد۱ | رسالہ اُسوۂ حسنہ نمبر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ | نمبر۳

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

بصارت و بصیرت

عرس دیوا شریف کی نماز تہجد

ریاست رامپور کا درویش منش اخبار دبدبۂ سکندری حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ رحمہ اللہ کے عرس شریف کے چشمدید حالات کے سلسلہ میں نماز تہجد کی ایک عجیب وغریب کیفیت سُناتا ہے۔ اُسوۂ حسنہ کے ناظرین کو ہماری مقدس خانقاہوں کی عبادات وریاضات کی اس سے زیادہ شرمناک تصویر ہرگز نہیں ملیگی۔ اسلئے ہم اُسے بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"اس مجلس کے بعد محفل رقص وسرود شروع ہوئی جس میں کئی ہزار آدمی شریک تھے گیس کی روشنی نے حسینوں کے جوبن کو اصلی حالت سے کہیں بڑھا چڑھا دیا تھا۔ سیکڑوں ماہ طلعت خوش الحان شریک بزم تھے جنکی تقوی شکن ادائیں قلوب میں گدگدی کر رہی تھیں۔ ان پری تمثال عورتوں نے گا بجا کر وہ رنگ جمایا کہ مجلس راجہ اندر کا نام مٹا یا۔ بہت روپے نذریں پیش کئے گئے اور سجادہ نشیں صاحب قبلہ نے اپنے دست مبارک سے ہر گانے والی کو عطا فرمائے۔ کئی گھنٹہ یہ صحبت رہی جس میں تمام رؤسا وغیرہم شریک تھے۔

پھر سجادہ نشیں صاحب قبلہ نے نماز تہجد ادا فرمائی۔"

یہ ہے چودھویں صدی کی نماز تہجد کا دردناک افسانہ جسے ایک صوفی اخبار نے جو زہد واتقا کا آرگن اور بریلی کے مقتدر علماء کی زبان حال بننے کی کوشش کر رہا ہے عالم کیف میں جھوم جھوم کر قلمبند کیا ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ۔ اللہ اکبر واللہ اکبر

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

آج تکبیروں کی عید ہے۔ درودیوار خدائے برتر کے اسم اعظم کی بزرگیوں سے گونج رہے ہیں اور فدا کاران بارگاہ یزدانی جوش مسرت میں تحائف عید کا تبادلہ کر رہے ہیں پس ناظرین اُسوۂ حسنہ کا فرض ہونا چاہیے کہ اس رسالہ کو کہ عظمت الٰہی کا نقیب اور اُسوۂ حسنہ محمدی و ابراہیمی علیہما السلام کا خطیب ہے۔ بزرگوں کو بطور نذر پیش کریں۔ دوستوں کو بطور تحفہ کے دیں۔ اور خردوں کے لئے اسی کو عیدی بنائیں ٭

شکریہ

ماہ گزشتہ میں مندرجہ ذیل معاونین نے اسوۂ حسنہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء ہم ان کرمفرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب کریم بخش صاحب از لائل پور	ایک خریدار	جناب عبدالرحیم صاحب پرکھنی	۳ خریدار۔
جناب مولوی عبداللہ صاحب از صحبت پور	۲ خریدار	جناب سید عزیز الدین صاحب آزاد چھتاولی	۱ 〃
جناب مولوی محمد عبدالتواب صاحب از رہتک	۱ 〃	جناب مقبول احمد صاحب نظامی	۱ 〃
جناب محمد ظہیر الدین صاحب ارمان بہاری	۲ 〃	جناب سید عبدالجبار صاحب بھوپال	۳ 〃
جناب احمد ڈار صاحب سوپور کشمیر	۱ 〃	جناب ڈاکٹر بدرالدین صاحب دہلی	۱ 〃
جناب بابو سہراب علی صاحب چھپرہ پور	۳ 〃	جناب محمد عبدالکریم صاحب گلبرگہ دکن	۲ 〃
جناب حکیم غلام غوث خانصاحب بہاولپوری	۱ 〃		
جناب قاضی تمیز الدین احمد صاحب پٹنہ	۱ 〃		

(نیازمند خادم منیجر)

منقولۂ بالا عبارت کا آخری فقرہ نمازِ تہجد کے متعلق اسقدر بلیغ ہے کہ اسکے سمجھنے کیلئے انہی دماغوں کی ضرورت ہے جو شریک بزم تقویٰ شکن تھے۔ حریفان مہجور اسکے فہم سے قاصر ہیں۔

کون کہہ سکتا ہے کہ نمازِ تہجد اُسی عالم پرستان میں۔ اُسی حلقۂ زلفستان میں۔ اسی ہجوم دوار پشوازی میں ادا ہوئی یا پردے ڈالدئے گئے تھے۔ اور پردے پڑ گئے تھے تو بقول دبدبہ سکندری تقویٰ کے دریدہ جامہ میں رفوکاری ہوئی تھی یا نہیں اور خرقۂ درویشی کی چاک دامانی میں کوئی پیوند لگا تھا یا نہیں۔ اور لگا تھا تو وہ ایوان نسبت روحانی کے اعتبار سے کس رنگ کا تھا۔ غالب خیال تو یہ ہے کہ فیروزی ہوگا کہ فلک نیلگوں کی جدید ترین کرشمہ سازیوں کا برزخ کبریٰ ہے۔

آؤ ماتم کریں اپنے روحانی پیشواؤں کے ان خصائل مذموم پہ۔ آؤ مرثیہ پڑھیں اپنے مصلحین کی اس روش شوم پہ۔ کیا وہ قوم مرکز اصلاح پہ پہنچ سکتی ہے جسکے مقتدا حلقۂ مریدین کے جمگھٹے لیکر اس قسم کی مجالس خرافات منعقد کرتے ہیں اور دوسروں کو بے شرمی و بے حیائی اور فسق و فجور کی ترغیب دلاتے ہیں۔

سجادہ نشین صاحب دیوا شریف کی ذاتیات سے ہمیں کچھ سروکار نہیں ہے لیکن پبلک حیثیت میں وہ جو کچھ کرینگے اُسکی بازپرس کی جائے گی۔ وہ اپنی اس باعظمت مسند کا خیال کریں جو حضرت حاجی صاحب قبلہ سے منسوب ہے۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے اگرچہ کسی نیک و بد کے لئے اپنا دروازہ بند نہیں کیا لیکن انکے ہاں حظ نفس کے لئے اس قسم کے خرافاتی مجمع کبھی نہ ہوتے تھے۔

تمام وہ لوگ جنکو سلسلۂ عالیہ وارثیہ کا وقار ملحوظ ہے کبھی گوارا نہ کرینگے کہ سجادہ نشین صاحب سے اس قسم کی خلاف شریعت و طریقت حرکات علانیہ سرزد ہوں۔ وہ اس مسند کے محافظ ہیں جو اسوۂ حسنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ پر بچھائی گئی ہے۔ وہ اپنے لباس احرام کے احترام کو طوائفوں کی لشواز وں میں ذلیل نہ کریں اور دیکھیں کہ ساری ملت حنفیہ انکے کرتوتوں سے رسوا ہوتی ہے۔

دبدبۂ سکندری کا اعتراضات کی بوچھار سے بچنے اور صدائے اصلاح کو خاموش کرنیکے لئے اپنے مضمون کی تمہید میں دیدہ دلیری سے یہ لکھنا کہ: "اس تحریر کو نکتہ بیں نگاہیں جنہیں محبت سے لگاؤ نہیں ہے بہت سے اعتراضات کا نشانہ بنائینگی لیکن جبکہ محبت میں رسوائی تسلیم ہے تو خاص حد تک یہ اعتراض خود بخود ہی رفع ہو جاتا ہے اور مجھے لومۃ لائم کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہجاتا" یقیناً عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ اس تجاہل عارفانہ کی آڑ میں پناہ لینے والے 'راقم فقیر' اور اُنکے ہم 'ہم خیالوں' کو معلوم ہونا چاہئے کہ مدارج محبت بغیر پیروی احکام شریعت اور اتباع سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہونے محال ہیں۔ کوچۂ محبت رسولؐ میں یہ حیا سوز رسوائیاں نہیں ہوا کرتیں۔ اس عشق بازی کی رسوائی بھی شان ہوشیاری و پرہیزگاری رکھتی ہے حضرت اویس قرنی عاشق رسولؐ اور حضرت منصور عاشق خدا نے اپنے طریقۂ عمل سے ملامت عشق حقیقی کا اسوۂ حسنہ بتا دیا ہے جسے دیکھ کر ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ محبت الٰہی کی رسوائی بھی ہٹ کر

بڑے متقیوں کی پارسائی سے بہتر ہی اور کیوں نہو کہ محبت کے لئے اطاعت لازم ہے۔ محبوب کی فرمانبرداری و رضائی جوئی کو محب سب سے مقدم سمجھتا ہے۔ پس خدا و رسول کی محبت کا دعویٰ باطل ہے جبتک کہ اتباع کامل نہو ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا وارزقنا محبت نبیک محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین

ہمارے علماء کے فرائض

مقتدر ہمعصر افادہ علماء ہند کے ایک مقدس محترم رسالہ پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"بیشک علماء و صلحاء کا کام تزکیہ نفوس عالم ہے اور تزکیہ نفوس یعنے اصلاح اخلاق روتیہ ایک ضروری کام علماء مذہب کے واسطے ہے مگر اُن کو یہ فراموش نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جو ہمیشہ ہمیشہ ایک ہی راستہ پر چلایا جانا مناسب ہو۔ جس طرح دنیا بدل گئی ہے دین کی خدمت کا طریقہ بھی بدل گیا ہے۔ دنیا میں بیکار اور وہمی گروہ کا بڑھانا نہ صرف عبث ہے بلکہ مضر رساں ہے۔

ہمارے مولوی صاحبان اگر اپنے مذہب کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور خدا کے روبرو روشن چہروں سے حاضر ہونے کی تمنا رکھتے ہیں تو اُن کو مسیحی علماء کی تقلید کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح اپنے دین کی اشاعت کے ساتھ اپنے ہم مذہبوں کو دنیا کے کام کے لئے بھی بہترین انسان بنانے کی کوشش کرتے ہیں جغرافیہ اور تاریخ کی تنقیح و تحقیق میں مذہبی علماء مسیحی کی خدمات کی شکرگزاری ادا ہونا ناممکن ہے۔ اُنکے اسکولوں اور کالجوں کے طالب علم دوسروں کی کمائی کو اپنا وسیلۂ رزق نہیں گردانتے اور نہ وہ لاینحل تخیلات کا پتلا بن جاتے ہیں۔ بلکہ اُن سے روشن دماغ اور خود کمانے والے لوگ پیدا ہوتے ہیں بیشک دنیا مسیحی میں بھی اپنی قوم میں اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے خواہشمند اُنکے علماء اور صلحا ہیں۔ مگر اُنکے مواعظ کا نتیجہ یہ نہیں ہے کہ انسان حیوانیت کے رتبہ سے بھی کچھ گر جائے۔

اسوقت یورپ میں جنگ عظیم ہو رہی ہے۔ ہزارہا مجروحوں کی دلخراش صدائیں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔ اگر ہمارے دیندار طالبان علم اُس ملک میں جائیں۔ انگریز، بلجین، فرنچ زخمیوں کی تیمارداری کریں اور اپنی خدمت کے اثنا میں خوش اخلاقی اور انسانی ہمدردی کا اثر ڈالتے ہوئے اپنے مذہبی عبادتوں کو اوقات مقررہ پر ادا کر کے اُس ملک والوں میں اسلامی سچی عظمت کا اثر پیدا کریں تو کیا اُن مریضوں اور اُن کے احباب کے دلوں میں دوستانہ میلان اسلام کی طرف نہ ہوگا؟ بیشک ہوگا اور ضرور ہوگا اور یہ تخم اُس تناور درخت کا ہوگا جسکے اُگنے اور بڑھنے کی امید نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مگر یہ کرے کون؟

ہمارے علماء کہ درحقیقت ستون دین ہیں۔ ایسی غفلت میں مبتلا ہیں کہ اُن سے دین کی سچی خدمت کی کچھ بھی توقع کی جاسکے۔"

ان الفاظ کو پڑھکر ہمارا دل کانپنے لگا اور آنکھیں پرنم ہوگئیں کہ ہمارے دینی مقتدا جو اپنے آپ کو اس برگزیدہ رسول فخر الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین کہتے ہیں جسنے بہ الہام الٰہی ایک موقعہ پر فرمایا تھا لو کان موسیٰ حیًّا لما وسعہ الا اتباعی (اگر موسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہوتے تو انہیں لازمی طور پر میرا اتباع کرنا پڑتا) اور فرمایا تھا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں) آج اس مقدس گروہ کی حالت اسقدر افسوسناک ہوگئی ہے کہ اسکو علمائے مسیحی کی تقلید کے مشورے دئے جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ واقعہ ہے کہ فی زماننا علمائے مسیحی اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جس حکمت عملی۔ دوراندیشی۔ جفاکشی موقع شناسی۔ خلوص۔ ایثار اور استقلال کے ساتھ کام کررہے ہیں اسکی مثال اب سے تین سو برس پہلے تک کی تاریخ اسلام میں مشکل سے ایک آدھ ملتی ہے۔ اور اب تو حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے علما کی نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے تو ہم بھی اپنے ہمعصر افادہ کے ساتھ متفق ہوکر اُن کو یہی مشورہ دیسکتے ہیں کہ وہ عیسائی مشنریوں کے کارناموں کو انگریزی سے ترجمہ کراکر پڑھیں اور ان کی اچھی باتوں کی تقلید کرنیکی کوشش کریں۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فخذوھا حیث وجدتموھا۔ ؎

کہ حکمت کو تم گمشدہ لال سمجھو۔ جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش | ور نبشت است پند بر دیوار

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

انسانی زندگی کا معیار

معزز ہمعصر ہندوستان لاہور نے اپنی ۳۰ ستمبر ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں ایک فاضلانہ لیڈر (افتتاحی مضمون) انسانی زندگی کے معیار پر لکھا ہے۔ اسمیں جہانتک سری رامچندر جی کے اوصاف حمیدہ کا تعلق ہے۔ اسپر معترض ہونے کی ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ مگر شاید یہ لاہوری آب و ہوا کا اثر یا کسی موجودہ زمانہ کے مصلح کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ہمعصر موصوف اپنے مضمون کو دیگر مذاہب کے بزرگوں کی نکتہ چینی سے صاف نہ رکھ سکا اور اسنے ایک محقق کے عوض متکلم و مناظر ہونے کو زیادہ پسند کیا۔

چنانچہ وہ مہاتما بودھ اور حضرت مسیح کی زندگی کو اسلئے قابل تقلید قرار نہیں دیتا کہ دونو بزرگ ترک دنیا کے سوا گرہست آشرم (دنیاداری) کا کوئی نمونہ قائم نہیں کرسکے مگر ہمعصر موصوف شاید تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگ سری رامچندر جی سے بزرگ تر اور مصلح و رفارمر مانے گئے ہیں۔ جنہوں نے برہمچاری کے درجہ سے اچک کر سنیاسی بننے کی سعی کی اور گرہست آشرم اور

بان پرست آشرم دو زینوں کو طے کئے بدون فلک زہد و ریاضت کے نیر تاباں بننے کا خیال انکے دل و دماغ کو تحریک دیتا رہا۔ اگر گرہست آشرم کا نمونہ قائم کئے بدون کوئی شخص اس لائق نہیں کہ قابل تقلید سمجھا جائے تو یہ ریفارمر سب سے پہلے مصلحین کی صف سے جدا کئے جانے چاہئیں۔

اسی طرح ہمارا معزز معصر "بعض دیگر بانیان مذہب کی کثیر الازدواجی" میں عام گرہستیوں کے لئے کوئی ممکن التقلید مثال نہیں پاتا۔ حالانکہ سری کرشن چندر جی جو کروڑہا انسانوں کے مقتدا و امام ہیں کثیر الازدواجی کے عامل تھے اپنے ہی لئے عامل نہیں بلکہ اپنے خاندان کے ممبروں کی کثیر الازدواجی کے بھی مددگار رہتے۔ چنانچہ آپ کی حقیقی بہن سری متی شہزادی سوبھدرا کا مہاراجہ ارجن کے ساتھ عقد قرار پانا بھی آپ ہی کے صلاح و مشورہ سے تھا اور دوسرے واجب التعظیم رشی و منی بھی کثیر الازدواجی پر عمل کرتے رہے ہیں۔

ہم سری رام چندر جی کا احترام کرتے ہیں نہ اسلئے کہ وہ ایک بی بی پر قانع تھے کیونکہ ایسی لاکھوں نمونے موجود ہیں بلکہ ہم مجموعی اوصاف کی بنا پر جناب ممدوح کی عزت کرنے میں ایک روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں اور ہر ایک غیر متعصب ایسا ہی کریگا مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ خدا کے دوسرے برگزیدہ بندوں اور بانیان مذہب کی بزرگی و عظمت کا انکار کیا جائے۔

خُمار نے خُمار پر فتح پائی

روس سے خبر آئی ہے کہ شہنشاہ نے اپنے ملک میں فروخت شراب کی ممانعت کردی۔ اس ممانعت سے سلطنت روس کو کروڑوں اشرفی سالانہ کا خسارہ ہوگا۔ اسلئے تعجب کیا جائیگا کہ اتنا بڑا نقصان کیونکر گوارا کیا گیا۔

مگر یہ چنداں حیرت کی بات نہیں ہے۔ روس جس حرب شدید میں مبتلا ہے اسکا نشہ ایسا خمار عظیم ہے جو تمام مستیوں پر غالب آگیا۔ اور خمار نے خمار پر فتح پائی۔ زندگی درحقیقت ایک کیف خماری ہے اسکے تمام لوازمات میں قدرت نے ایک طبعی سرور ودیعت رکھا ہے مگر آدمی مصنوعی شراب پیکر اس نیچرل ذوق مستی کی مٹی خراب کرتا ہے۔ اور طرح طرح کے جسمانی اخلاقی روحانی عوارض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ شریعت اسلام نے اسی لئے مسکر شراب کو حرام کیا ہے کیونکہ وہ فطرت الہی کی زبان حال ہے اور انسان کو دائرہ نیچر میں محدود رکھنا چاہتی ہے۔

روسیوں نے جن اسباب کی بنا پر اپنی مملکت کو شراب سے پاک کرنے کی تجویز کی ہے اگرچہ وہ ہمارے مطمح نظر سے علیحدہ چیزیں ہیں لیکن باعتبار نتائج روس نے شریعت اسلام کی جانب یہ پہلا قدم اٹھایا ہے۔ اگر اسکی رفتار اس نشان قدم پر قائم رہی تو یقین کرنا چاہئے کہ اس ہولناک جنگ یورپ کا انجام اس بہترین اصلاح اخلاقی پر ہوگا۔

کچھ عجب نہیں ہے کہ سلطنت انگریزی بھی اسی قسم کی کوئی مفید مثال قائم کرکے دین الٰہی کے احکام اصلاح۔ اخلاق و معاشرت کی جانب کوئی قدم بڑھائے۔ اور وہ دن وہی ہوگا جسکی توقع میں چشم آئندہ بیں انتظار کی گھڑیاں گن رہی ہے۔

مطبوعات جدیدہ

فرائض والدین یہ نہایت مفید کتاب ایک نامعلوم خادم تعلیم کی تصنیف ہے جسمیں فلسفیانہ نقطہ نظر سے والدین کو بچوں کی تعلیم و تربیت کے کارآمد اصول بتائے گئے ہیں۔ ہمارے بچوں کی اخلاقی۔ ذہنی اور جسمانی حالت جیسی کچھ ہے ظاہر ہے اور یہ نتیجہ ہے محض والدین کی لاپرواہی اور جہالت کا۔ اس رسالہ میں اس خوبی کے ساتھ والدین کو اُنکے اہم فرائض کی جانب توجہ دلائی گئی ہے کہ اسکا مطالعہ آئندہ نسل کے لئے یقیناً نعمت ثابت ہوگا۔ افسوس کہ اُردو میں اس قسم کی مفید تصانیف کالمعدوم ہیں اور مخرب اخلاق لٹریچر کو ترقی ہے۔ اگر پبلک دیسی کتابوں کی خاطر خواہ قدر کرنے لگے تو وہ علم دوست اصحاب جو ملک کی بدمذاقی سے شکستہ دل ہوکر تصنیف و تالیف کے شغل کو چھوڑ چکے ہیں پھر اپنی علمی تحقیق سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے اور اُردو زبان کو علمی زبان بنانے کے لئے آمادہ ہو سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین اسوۂ حسنہ "فرائض والدین" کی خریداری میں تامل نہیں کرینگے۔ لکھائی چھپائی معمولی ہے قیمت ۴ر ہے جو مناسب ہے۔ مدیر مکتبہ قادریہ میرٹھ سے ملسکتی ہے۔

حدیقۂ آخرت ناظرین اسوۂ حسنہ مولانا شفق عمادپوری کے نام نامی سے واقف ہیں جنکی کئی نظمیں اسوۂ حسنہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ متبرک رسالہ حدیقۂ آخرت آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اسمیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا بیان اور نعتیہ غزلیں اور قصائد درج ہیں۔ عبارت فصیح و بلیغ۔ روایتیں مستند اور نظمیں نہایت مؤثر و دلکش ہیں۔ یہ مجموعہ عالمانہ اور صوفیانہ رنگ کا دلچسپ برزخ اور محاسن شاعری اور انشاپردازی کے اعتبار سے بہت پایۂ قابل قدر ہے لیکن اگر اس میں خلق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا حصہ زیادہ ہوتا تو بہتر تھا۔ امید ہے کہ مولانا نظر ثانی میں اسکا خیال رکھینگے۔ ازدیاد محبت و عقیدت کیلئے اس قسم کے رسائل نہایت ضروری اور مفید ہیں۔ مسلمانوں کو قدر کرنی چاہیئے۔ آجکل جو رسالے میلاد شریف کی محفلوں میں عام طور پر پڑھے جاتے ہیں ان میں بجز پانچ چار رسالوں کے کوئی رسالہ حدیقۂ آخرت سے بہتر نہیں ہے یہ رسالہ ۲۰ صفحوں پر نہایت خوشخط و خوشنما چھپا ہے۔ قیمت فی جلد ۳ر کچھ زیادہ نہیں ہے۔ "مولانا شفق عمادپوری۔ رفیع گنج ضلع گیا" سے طلب کیجئے۔

اطلاع اسی رسالہ میں ایک مفید مضمون ہمارے محترم و مکرم جناب صاحبزادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب کا شائع ہوا ہے جو دراصل اُسوۂ حسنہ ہی کیلئے لکھا گیا تھا لیکن بعد میں کسی مجبوری کی وجہ سے لاہور کے رسالہ طریقت کو بھی بھیجدیا گیا اور اُس میں شائع ہو گیا۔ مولانا نے بہ تقاضائے اخلاق اپنے مکرمت نامہ میں ہم سے اسکی معذرت کی

۴۸۶

خلق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولنا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین وغیرہ)

ہنسنا رونا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنسا نہ کرتے تھے۔ تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔

نماز تہجد میں اکثر اوقات آنحضرتؐ رو پڑا کرتے۔ کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آبدیدہ ہو جاتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پیتے میں گزر گئے تھے۔ جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو حضور کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔

تدمع العین و یحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا علیک یا ابراہیم لمحزونون۔

آنکھوں میں نم ہے۔ دل میں غم ہے۔ پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ ہے۔ ابراہیم ہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا۔

ایک دفعہ اپنی نواسی سانس توڑتی (دختر زینب) کو گود میں اٹھایا۔ اسوقت حضور کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ سعد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا۔ فرمایا یہ وہ رحمدلی ہے جو خدا اپنے بندوں کے دل میں بھر دیتا ہے۔ اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو رحمدل ہیں (بخاری عن اسامہ بن زید) کتاب الایمان و النذور۔

ایک دفعہ ابن مسعودؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنا رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے:۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

تب کیسی ہوگی۔ جب ہر ایک امت پر خدا ایک ایک گواہ کھڑا کریگا اور آپ ہم سب امتوں پر شہادت کیلئے کھڑا کرینگے۔

فرمایا بس ٹھہرو۔ ابن مسعودؓ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے پانی جاری تھا (بخاری عن ابن مسعودؓ)

غذا کے متعلق ہدایت رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے۔ اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا سبب فرماتے۔

کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا کرتے۔ تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے۔ فرمایا کرتے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے! ایک تہائی پانی کے لئے۔ ایک تہائی حصہ خود معدہ کیلئے چھوڑ دینا چاہیے۔

پھلوں ترکاریوں کا استعمال ان کی مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔

مرض و مریض متعدی امراض سے بچاؤ رکھتے۔ اور تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا حکم دیا کرتے۔

بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانیکا ارشاد فرماتے۔ اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔

طبیب نادان نادان طبیب کو طبابت سے منع کیا کرتے اور اسی مریض کے نقصان کا ذمہ وار ٹھہراتے۔ حرام اشیا کو بطور دوا استعمال کرنے سے نہی فرماتے۔ ارشاد فرماتے۔ اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی۔

عیادت بیماران صحابہؓ سے جو کوئی بیمار ہو جاتا اُسکی عیادت فرمایا کرتے۔ عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے۔ بیمار کو تسلی دیتے۔ لاباس طہور (یا کفارۃ) انشاء اللہ فرمایا کرتے۔ مریض کو پوچھ لیتے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اگر وہ شے اُسکے مضر نہ ہوتی تو اُسکا انتظام کر دیا کرتے۔ ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اُسکی عیادت کو بھی تشریف لیگئے۔

علاج عالت مرض میں دوا کا استعمال فرمایا کرتے۔ اور لوگوں کو علاج کرنے کا ارشاد فرماتے :-

یا عباد اللہ تداووا۔ فان اللہ عزوجل لم یضع داء الا وضع لہ شفاء غیر داء واحد۔ قالوا ما ھو۔ قال الھرم	اے بندگان خدا دوا کیا کرو۔ کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے۔ بجز ایک مرض کے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا۔ کھوسٹ بڑھاپا۔

خطبہ خوانی زمین یا منبر پہ کھڑے ہوکر یا شتر و ناقہ پہ سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے۔ جسکا آغاز تشہد سے اور اختتام استغفار پہ ہوا کرتا۔ قرآن مجید اس خطبہ میں ضرور ہوتا اور قواعد اسلام کی تعلیم اس خطبہ میں دی جایا کرتی تھی۔

کان یخطب فی کل وقت بما تقتضیہ حاجۃ المخاطبین و مصلحتھم۔ (زاد۔ ج ۱۔ صفحہ ۴۹)	خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جنکی سردست مسلمانوں کو ضرورت ہوتی اور وقت و ضرورت کے اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا۔

ایسے خطبے جمعہ کے دن پر ہی موقوف نہ ہوتے بلکہ جب ضرورت اور موقعہ ہوتا تب ہی لوگوں کو کلام پاک سے مستفید فرمادیا کرتے تھے۔

خطبہ کے وقت ہاتھ میں کبھی عصا ہوتا۔ کبھی کمان۔ انپر اثنائے تقریر میں ٹیک بھی لگایا کرتے تھے۔ خطبہ کے وقت تلوار کبھی ہاتھ میں نہ ہوتی تھی۔ نہ اُسپر ٹیک لگایا کرتے۔

علامہ ابن القیم کہتے ہیں "جاہلوں کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ممبر پہ تلوار لیکر کھڑے ہوا کرتے تھے گویا اشارہ یہ تھا کہ دین بزور شمشیر قائم کیا گیا ہے" علامہ کہتے ہیں کہ جہال کا یہ قول غلط ہے (۱) تلوار پہ خطبہ میں ٹیک لگانا ثابت نہیں۔ (۲) خطبہ خوانی کا آغاز مدینہ میں ہوا تھا۔ اور مدینہ بذریعہ قرآن فتح ہوا تھا۔ نہ بذریعہ تلوار۔ پھر علامہ موصوف یہ بھی بتلاتے ہیں کہ دین تو وحی سے قائم ہوا ہے۔

صدقہ و ہدیہ صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے۔ البتہ ہدیہ قبول فرماتے۔

مخلصین صحابہ۔ عیسائی۔ اور یہودی جو چیزیں تحفہ بھیجتے اُنھیں قبول فرمالیتے۔ اُن کے لئے خود بھی تحفے ارسال فرماتے۔ مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار فرماتے۔

مقوقس شاہ مصر کے بھیجے ہوئے خچر پہ حضور نے سواری فرمائی اور جنگ حنین کے دن یہی خچر آنحضرتؐ کی سواری میں تھا۔ لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ اور ارشاد کیا کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ جو قیمتی تحائف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے اکثر اوقات انہیں آنحضرتؐ اپنے صحابہ پہ تقسیم فرمادیا کرتے۔

(رحمۃ للعالمین)

۴۸۶

یتیم شہزادہ کی عید

(از مصوّر فطرات حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب)

اسی ۱۳۳۲ھ کی عید الفطر کا ذکر ہے۔ دہلی میں ۲۹ کا چاند نظر نہ آیا۔ درزی خوش تھے کہ ان کو ایک دن اور کام کرنے کی مہلت مل گئی۔ جوتے والوں کو بھی خوشی تھی کہ ایک روز کی بکری بڑھ گئی۔

مگر مسلمانوں کے ایک غریب محلہ میں تیموریہ خاندان کا ایک گھرانہ اسدن بہت غمگین تھا۔ یہ لوگ عصر سے پہلے اپنے گھر کے وارث شہزادہ میرزا دلدار شاہ کو دفن کر کے آئے تھے۔

دلدار شاہ دس دن سے بیمار تھے انکو پانچ روپیہ ماہوار پنشن ملتی تھی۔ گھر میں انکی بیوی اور یہ خود کناری بُنتے تھے۔ انکے چار بچے تھے۔ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا۔ دو لڑکیوں کی شادیاں ہو گئی تھیں۔ ایک ڈیڑھ سال کی لڑکی گود میں تھی اور ایک لڑکا دس برس کا تھا۔

دلدار شاہ اس لڑکے کو بہت چاہتے تھے۔ بیگم نے بہت چاہا کہ لڑکا مکتب میں جائے مگر دلدار شاہ کو بچہ اسقدر لاڈلا تھا کہ انہوں نے ایک دن اسکو مکتب نہ بھیجا۔

لڑکا سارا دن گلیوں میں آوارہ پھرتا تھا۔ زبان پر گالیاں اسقدر رچ گئی تھیں کہ بات بات میں مغلظات بکتا تھا اور باوا جان اسکی بھولی بھولی باتوں سے خوش ہوتے تھے۔ میرزا دلدار شاہ بہادر شاہ بادشاہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ مرتے وقت انکی عمر ۶۵ برس کی ہوگی۔ کیونکہ جب یہ لڑکا انکے ہاں پیدا ہوا ہے تو انکی عمر ۵۵ برس کی تھی۔

بڑھاپے کی اولاد سب کو پیاری ہوتی ہے خاصکر بیٹا۔ میرزا دلدار شاہ جتنی محبت کرتے تھوڑی تھی۔

ایک دن انکے ایک دوست نے کہا۔ صاحبِ عالم بچہ کے لکھنے پڑھنے کی یہی عمر ہے۔ اب نہ پڑھیگا تو کب پڑھیگا۔ لاڈ پیار بھی ایک حد تک اچھا ہوتا ہے۔ آپ اسکے حق میں کانٹے بوتے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ایک دن سب کو مرنا ہے۔ خدانخواستہ آپ کی آنکھیں بند ہو گئیں تو اس معصوم کا کہیں ٹھکانہ نہ رہیگا۔ لکھ پڑھ لیگا تو دو روٹیاں کما کھائیگا۔ اس زمانہ میں شریفوں کی گزران بڑی دشوار ہو گئی ہے۔ کچھ آئندہ کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ایسا نہو کہ آپ کے بعد اسکو غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے اور بزرگوں کی ناک کٹے۔

میرزا دلدار شاہ اس سچی ہمدردی سے بگڑ گئے اور بولے آپ میرے مرنے کی بدشگونی کرتے ہیں۔ ابھی میری کونسی ایسی عمر ہو گئی ہے۔ لوگ تو سو برس تک زندہ رہتے ہیں۔ رہا بچہ کا پڑھانا سو میرے نزدیک تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بڑے بڑے بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس مارے مارے پھرتے ہیں اور دو کوڑی کو

کوئی نہیں پوچھتا۔ میرا بچہ پہلے ہی دھان پان ہے۔ آئے دن کا مرضین ہے۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ ظالم اُستادوں کے حوالے کرکے اسکی نازک ہڈیوں کو قمچیوں کا نشانہ بنواؤں۔ جبتک میرے دم میں دم ہے عیش کراؤنگا۔ میں نہ ہونگا تو خدا رازق ہے وہ چیونٹی تک کو کھانا دیتا ہے۔ پتھر کے کیڑے کو رزق پہنچاتا ہے۔ آدمی کے بچہ کو کہیں بھوکا ماریگا؟

میاں ہمنے زمانہ کا بڑا گرم سرد رنگ دیکھا ہے۔ ہمارے ماں باپنے بھی ہم کو نہ پڑھایا تو کیا ہم بھوکے مرتے ہیں۔

نصیحت کرنیوالے بیچارے یہ جواب سُنکر چپکے ہوگئے اور دل ہی دل میں پچتائے کہ میں نے ناحق ان سے دردمندی کی بات کہی۔ لیکن انہیں خیال آیا کہ حق بات کہنے سے چپکا رہنا گناہ ہے۔ الساکت عن الحق شیطان اخرس آیا ہے یعنی سچی بات سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ اسلئے انہوں نے پھر کہا کہ جناب آپ ناراض نہوں میں خدا نخواستہ آپکا مرنا نہیں چاہتا جنے تو ایک دور اندیشی کی بات کہی تھی آپ کو ناگوار گزری تو معاف فرمائیے۔ مگر یہ تو خیال کیجئے کہ آپ کے بچپن میں اور حالت تھی اور آجکل اور زمانہ ہے۔ اسوقت قلعہ آباد تھا۔ جہاں پناہ ظل سبحان بہادر شاہ حضرت کا سایہ سر پر تھا۔ ہر بات سے بے فکری تھی۔ لیکن آج تو کچھ بھی نہیں۔ نہ بادشاہی ہے نہ امیری ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں گدائی اور فقیری ہے۔ اب تو جو ہنرمندی سیکھیگا اور اپنی روٹی اپنے بازو سے کمائیگا وہی لالوں کا لال بنے گا ورنہ ذلت و خواری کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔

دلدار شاہ نے کہا۔ ہاں یہ سچ ہے میں اسکو سمجھتا ہوں۔ مگر آخر ہماری بھی تو اتنی عمر اس بربادی کے زمانہ میں بسر ہوگئی۔ سرکار نے پانچ روپیہ کی جو پنشن مقرر کی ہے۔ تم جانتے ہو کہ اس میں ہمارے کے وقت نکلتی ہونگے۔ آٹھ آنہ روز تو بچہ کا خرچ ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی روپیہ ڈیڑھ روپیہ کی روز کناری بُنتے ہیں اور مزے سے گزرا وقات کرتے ہیں۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک تیسرے صاحب تشریف لائے اور انہوں نے کہا آسٹریا کے بادشاہ کا ولی عہد مارا گیا۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر پہنچی تو وہ بے قرار ہوگیا اور ہائے کا نعرہ مار کر کہا۔ ہولناک ظالموں نے سب کچھ لوٹ لیا۔ میرے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔

میرزا دلدار شاہ یہ سُنکر ہنسنے لگے۔ اور بولے۔ بھئی واہ اچھی بہادری ہے بیٹے کے ناگہانی مرنے سے ایسے گھبرا گئے۔ میاں جب بہادر شاہ حضرت کے صاحبزادہ میرزا ابوبکر گولی سے مارے گئے اور انکے سر کو کاٹ کر سامنے لائے تو بادشاہ نے خوان میں کٹا ہوا سر دیکھ کر نہایت بے پروائی سے فرمایا تھا الحمدللہ سُرخ رو ہو کر سامنے آیا۔ مرد لوگ اسی دن کے لئے بچے پالتے ہیں۔

جو صاحب خبر لائے تھے وہ بولے۔ کیوں جناب۔ غدر میں آپ کی کیا عمر ہوگی۔ میرزا دلدار شاہ نے

کہا کوئی چودہ پندرہ برس کی۔ مجھے سب واقعات اچھی طرح یاد ہیں۔ باوا جان ہم کو لیکر غازی آباد جا رہے تھے کہ ہنڈن ندی پر فوج نے ہم کو پکڑ لیا۔

والدہ اور میری چھوٹی بہن چیخیں مار کر رونے لگیں۔ والد نے انکو منع کیا اور آنکھ بچا کر ایک سپاہی کی تلوار اٹھا لی۔ تلوار ہاتھ میں لینی تھی کہ سپاہی چاروں طرف سے انپر ٹوٹ پڑے انہوں نے بھی دو چار کو زخمی کیا مگر سنگینوں اور تلواروں کے اتنے وار انپر ہوئے کہ بچارے قیمہ قیمہ ہو کر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

انکی شہادت کے بعد سپاہیوں نے میری بہن اور ماں کے کانوں کو نوچ لیا اور جو کچھ انکے پاس تھا چھین کر چلتے ہوئے۔ مجھکو انہوں نے قید کر کے ساتھ لے لیا۔

جسوقت میں والدہ سے جدا ہوا ہوں ان کی آہ و زاری سے آسمان ہلا جاتا تھا۔ وہ کلیجہ کو تھامے ہوئے چیختی تھیں اور کہتی تھیں۔ ارے میرے لال کو چھوڑ دو۔ تم نے میرے سرتاج کو خاک میں سُلا دیا۔ اس یتیم پر تو رحم کرو۔ میں رنڈیا کسکے سہارے رنڈاپا کاٹوں گی۔

یا اللہ میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ میرا دلدار کہاں جاتا ہے۔ کوئی اکبر و شاہجہاں کو قبر میں سے بُلائے انکے گھرانہ کی دُکھیا کی بپتا سُنائے۔ دیکھو میرے دل کے ٹکڑے کو مٹھی میں مسلے دیتے ہیں۔ ارے کوئی آؤ۔ میری گودیوں کا پالا مجھکو دلواؤ۔

چھوٹی بہن آ کا بھائی آ کا بھائی کہتی ہوئی میری طرف دوڑی مگر سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو کر چلدیئے اور مجھکو باگ ڈور سے باندھ لیا۔ گھوڑے دوڑتے تھے تو میں بھی دوڑتا تھا۔ ٹھوکریں کھاتا تھا۔ پاؤں لہولہان ہو گئے تھے۔ دل دھڑکتا تھا۔ دم اُکھڑا جاتا تھا۔

پوچھا میرزا یہ بات رہ گئی کہ پھر تمہاری والدہ اور بہن کا کیا حال ہوا۔

میرزا نے کہا آجتک انکا پتہ نہیں۔ خبر نہیں انپر کیا گزری اور وہ کہاں گئیں۔ مجھکو سپاہی اپنے ہمراہ دہلی لائے اور یہاں سے اندور لے گئے۔

چند روز کے بعد مجھکو چھوڑ دیا گیا اور میں نے اندور میں ایک ٹھاکر کے ہاں دربانی کی نوکری کر لی کئی برس اسمیں گزارے پھر دہلی میں آیا اور سرکار میں درخواست دی۔ اسکی مہربانی سے میری بھی اوروں کی طرح پانچ روپے ماہوار پنشن مقرر ہو گئی۔ اسکے بعد میں نے شادی کی اور یہ بچے پیدا ہوئے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد میرزا دلدار شاہ بیمار ہوئے اور دس دن بیمار رہکر آخرت کو سدھارے۔ انکے مرنے کا غم سب سے زیادہ انکی بیوی اور لڑکے کو تھا۔ لڑکا دس برس کا تھا اور اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ابا جان مرگئے ہیں مگر وہ بار بار ماں سے کہتا تھا کہ ابا جان کو بُلا دو۔

الغرض اسی رونے دھونے میں یہ سب لوگ سو گئے۔ سحری کو بیگم بیدار ہوئیں تو دیکھا گھر میں جھاڑو

ملی ہوئی ہے۔ کپڑا۔ برتن بھانڈا سب چور لے گئے۔ بچاری بیوہ نے سر پیٹ لیا۔ ہے ہے اب میں کیا کرونگی میرے پاس تو ایک تنکا بھی نہ رہا۔ گھر کے مالک کے اُٹھتے ہی چوری بھی ہوئی۔

آس پاس کے محلّہ والے انکے رونے کی آواز سُنکر جمع ہو گئے اور سب نے بہت افسوس کیا۔ پڑوس میں ایک گوٹہ والے رہتے تھے۔ انھوں نے سحری کیلئے دودہ نان پاؤ بھیجا اور بچاری نے ٹھنڈا سانس بھر کے اسکو لے لیا۔

یہ پہلا دن تھا کہ بیوہ شہزادی نے خیرات کی سحری کھائی۔ جسکا اسکو سب سے زیادہ صدمہ تھا۔

دن ہوا۔ چاروں طرف عید کے سامان نظر آتے تھے۔ چاندرات کی چہل پہل ہر گھر میں تھی مگر نہ تھی تو اس گھر میں جہاں دودہ پیتی بچی کو گود میں لئے بیوہ شہزادی یتیم شہزادہ کو سمجھا رہی تھی۔ کیونکہ وہ نئی جوتی اور نئے کپڑے مانگتا تھا۔

بیٹا تمہارے ابا جان پردیس گئے ہیں وہ آجائیں تو کپڑے منگا دینگے۔ جوتی پہنا دینگے۔ دیکھو تمہارے بھائی بھی بنارس گئے ہوئے ہیں وہ ہوتے تو ان سے ہی منگوا دیتی اب کسکو بازار بھیجوں۔

لڑکے نے کہا میں خود لے آؤنگا۔ مجکو دام دو۔ دام کا نام سُنکر دکھیاری بیوہ کے آنسو آگئے اسنے کہا تمہیں خبر نہیں رات کو گھر میں چوری ہو گئی۔ اب ہمارے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ ضدی شہزادہ نے مچل کر کہا نہیں میں تو ابھی لونگا۔ یہ کہکر دو چار گالیاں ماں کو دیدیں۔ مصیبت زدہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر آسمان کو دیکھا اور بولی اچھا ٹھہرو میں منگاتی ہوں۔ یہ کہکر پڑوس کے گھر سے لگی ہوئی کھڑکی میں جا کر کھڑی ہوئی اور گوٹہ والے کی بیوی سے کہا۔ بوا عدت کے دن ہیں میں اندر تو نہیں آسکتی۔ ذرا میری بات سن جاؤ۔ وہ بچاری فوراً اسکے پاس آئی تو اسنے سارا ماجرا سُنایا۔ اور کہا خدا واسطہ کا کام ہے اپنے بچّہ کی اُترن کوئی جوتی یا کپڑوں کا جوڑا ہو تو ایک دن کے لئے مانگے دیدو۔ کل شام کو واپس دے دوں گی۔

شہزادی اُترن کہتے وقت بے اختیار ہچکی لیکر رونے لگی۔ پڑوسن کو بڑا ترس آیا۔ اسنے کہا بوا رونے اور جی بھاری کرنے کی کچھ بات نہیں۔ ننھے کی کئی جوتیاں اور کئی جوڑے فالتو رکھے ہیں ایک تم لے لو۔ اس میں اُترن کا خیال نہ کرو۔ اسنے تو ایک دن بس یونہی ذرا پاؤں میں ڈالی تھی کہ میں نے منگوا کر رکھدیں۔ یہ کہکر پڑوسن نے جوتی اور کپڑے شہزادی کو دئے۔ شہزادی یہ چیزیں لیکر بچّے کے پاس آئی اور اسکو یہ سب دکھائیں۔ بچّہ خوش ہو گیا۔

دوسرے دن عید گاہ جانے کے لئے شہزادی نے اپنے بچّہ کو بھی گوٹہ والے پڑوسی کے ساتھ کر دیا۔ عید گاہ پہنچکر یتیم شہزادہ نے گوٹے والے کے لڑکے سے کہا۔ ابے تیری ٹوپی سے ہماری ٹوپی اچھی ہے۔ گوٹہ والے کے لڑکے نے جواب دیا۔ چل بے اُترن کُھترن پہنتا آتا ہے۔ ابے یہ بھی میری ٹوپی

ہے۔ اماں نے مجھکو خیر خیرات دیدی ہے۔

یہ سُننا تھا کہ شہزادہ نے ایک زور کا تھپڑ گوٹہ والے بچّہ کے رسید کیا۔ اور کہا ہم کو خیرات خورہ کہتا ہے۔

گوٹہ والے نے جو اپنے بچّہ کو پٹتا دیکھا تو اسکو بھی غصہ آگیا اور اسنے دو تین طمانچے شہزادے کے مارے یہ لڑکا روتا ہوا بھاگا۔ گوٹہ والے نے خیال کیا اسکی ماں کیا کہیگی کہ ساتھ لے گئے تھے کہاں چھوڑ آئے اسلیئے وہ اسکے پکڑنے کو دوڑا۔ مگر لڑکا نظروں سے غائب ہوگیا۔ ناچار گوٹہ والہ مجبور ہوکر اپنے گھر چلا آیا اب یتیم شہزادہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ عام خلقت کے ساتھ عیدگاہ سے گھر کی طرف آرہا تھا کہ راستہ میں ایک گاڑی کی جھپیٹ میں آکر گر پڑا اور زخمی ہوگیا۔ پولس شفاخانہ لے گئی۔

یہاں گھر میں اسکی ماں کا عجب حال تھا۔ غش پر غش آتے تھے۔ دو وقت سے بھوکی تھی۔ اسپر عید اور یہ مصیبت کہ لڑکا گم ہوگیا۔ اور عالم یہ کہ کوئی پرسان حال نہیں جو لڑکے کو تلاش کرنے جائے۔ آخر بیچارا وہی گوٹہ والہ پھر گیا اور پولس میں اطلاع لکھوائی۔ اسوقت معلوم ہوا کہ وہ شفاخانہ میں ہے۔ شفاخانہ جاکر خبر لایا اور شہزادی کو ساری کیفیت سُنائی۔

اسوقت عجیب عالم تھا۔

عید کی شام تھی۔ گھر گھر میں خوشیاں منائی جارہی تھیں۔ مبارک بادوں کے چرچے تھے۔ تحفے تحائف اور عیدیاں تقسیم ہو رہی تھیں۔ ہر مسلمان نے اپنی حیثیت سے زیادہ گھر کو آراستہ کیا تھا اور اپنے بال بچوں کو خوش و خورم لئے بیٹھا تھا۔

مگر بیچاری بیوہ شہزادی دو وقت کے فاقہ سے رنجور۔ بچّہ کے غم میں اشک بار۔ اندھیرے اُجاڑ گھر میں بیٹھی آسمان کو دیکھتی تھی اور کہتی تھی۔

خدایا میری عید کہاں ہے۔ اور بے اختیار ہچکیاں لے لیکر روتی تھی۔ ادھر شفاخانہ میں یتیم شہزادہ ماں کی جدائی میں پھڑکتا تھا۔

یہ ہے انقلاب ایّام کی سچی تصویر۔ اسمیں ہے تقدیر کا نشان۔ اس قصہ سے معلوم ہوگا کہ اولاد کی تعلیم سے غفلت کرنا اور اُسکو تربیت نہ دینا کیسا خطرناک ہے۔ یہ سچّی کیفیت عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو عید کی خوشی میں مست و بے خبر ہو جاتے ہیں اور آس پاس کے آفت رسیدہ غریبوں کی حالت نہیں دیکھتے۔

لوگوں۔ بقر عید آتی ہے۔ یتیم کی عید کو سامنے رکھنا۔ اپنے محلہ میں خیال رکھنا کہ کتنے یتیم ہیں۔ ان کی سرپرستی کو مقدم جاننا تاکہ تمہاری عید کی مسرت خدا کے دربار میں بھی قبول ہو اور تمہارے بچّے دُنیا کے انقلابات سے محفوظ رہیں۔ والسلام عید مبارک

حسن نظامی

(۱۵۶)

ترکِ دنیا اور پارسائی

(از جناب مولانا مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی مصنف معیار الاخلاق و تنقید لطیف وغیرہ)

جو لوگ دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش یا تارک الدنیا ہو جاتے ہیں قید علائق سے آزاد ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاتے ہیں اور وہاں رہکر سخت سخت ریاضتیں عمل میں لاتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے کی بجائے جڑی بوٹی اور ساگ پات پر گزارہ کرتے ہیں۔ اُنکو عموماً عفیف۔ پاکباز یا پارسا سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے۔ بعض لوگ تو ریاکاری سے ایسا کرتے ہیں۔ اُنکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ترک دنیا اور اظہار زہد و تقویٰ کو دام تزویر بنائیں۔ دُنیا کمائیں۔ لوگوں کی نظروں میں اپنی عزت و آبرو بڑھائیں اور عیش کریں۔ ایسے لوگ یقیناً ہر شخص کے نزدیک لعنت و ملامت کے قابل ہیں۔

برعکس اسکے بعض نیک نیت مگر سادہ لوح اشخاص ان افعال کو خدا تک پہنچنے اور نجات حاصل کرنیکا ضروری وسیلہ اور خانہ داری اور دیگر تعلقات کی ذمہ داریوں کو فی الحقیقت قرب حق کا مانع و مزاحم خیال کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے عفت کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے۔ عفت کا مقصد یہی ہے کہ نفسانی جذبات کو عقل کے تابع اور اعتدال پر قائم رکھا جائے نہ یہ کہ اُنکو معدوم کر دیا جائے۔ عفت کا یہ مفہوم یعنی جذبات کا استیصال انسانی فطرت کے خلاف اور اسی لئے غلط ہے لہذا پیغمبر اسلام (علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس جوگیانہ اور راہبانہ اخلاق کی غلطی کو صاف لفظوں میں جتا دیا۔ اور یہ فرما دیا:۔

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ "اسلام میں رہبانیت یعنی ترک دُنیا نہیں ہے۔"

واقعہ ذیل سے بیان مذکور کی اور زیادہ توضیح ہو گی اور یہ معلوم ہوگا کہ عفت کے متعلق اسلام نے کیا تعلیم دی ہے۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے قیامت کی سختی اور عذاب الٰہی کا حال بیان کیا تو بعض اصحاب نہایت خوف زدہ ہوئے اور اُنہوں نے باہم یہ عہد کر لیا کہ تمام عمر دن بھر روزہ رکھیں اور رات عبادت میں بسر کریں۔ بستر پر نہ سوئیں گوشت روغن وغیرہ لذیذ چیزیں نہ کھائیں۔ عورتوں کے ساتھ معاشرت ترک کریں۔ خوشبو نہ لگائیں۔ موٹا جھوٹا کپڑا پہن کر زندگی کے دن گزار دیں۔ دنیا کے کاموں سے بے تعلق رہیں کسی کام میں سعی و کوشش نہ کریں اور سیر و سفر اختیار کریں۔ غرضکہ بالکل راہبانہ زندگی بسر کریں اور مقصد یہ تھا کہ ان افعال کی بدولت مواخذۂ قیامت سے سبک دوش ہوں۔

جب آنحضرت کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے اُن کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے فرمایا:۔

"اے لوگو جیسا خدا کا حق تم پر ہے ایسا ہی تمہارے نفس کا حق بھی ہے تم کو چاہئے کہ کبھی روزہ رکھو اور کبھی نہ رکھو (تمام سال متواتر روزہ نہ رکھو) کبھی شب کو سو جاؤ۔ کبھی عبادت کیلئے اُٹھ کھڑے ہو (تمام رات

برابر شب بیداری نہ کرو) کیونکہ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا۔ شب کو بھی عبادت کیلئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور کبھی سو جاتا ہوں۔ گوشت اور روغن کھاتا ہوں۔ عورتوں کے ساتھ معاشرت رکھتا ہوں۔ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (جو شخص میرے طریقے سے مُنہ پھیرے وہ میرا فرمانبردار نہیں ہے)"

اسکے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کرکے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں عبادِ نصاریٰ کی مانند عُزلت کی زندگی بسر کرنے پر تہدید اور دنیاوی لذّات سے بقدرِ واجب متمتع ہونے کی ترغیب تھی۔

صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا

مسلمانوں کے مذہبی اور اخلاقی تنزّل کا خاکا

(از جناب مولانا سید حسن مرتضیٰ صاحب شفق رضوی۔ قادری عمادپوری)

اے تابِ و توانِ ناتواناں — اے قوّتِ بازوئے جواناں
اسلامیوں کا ہے پاسباں تو — ایمانیوں کا ہے حرزِ جاں تو
اک تیری مدد کا ہم کو یارا — یا تیرے حبیب کا سہارا
ماں باپ سے بڑھکے ہے ترا پیار — ہے بارگنہ سے ہم پہ ادبار
اعمال کا اپنے پاتے ہیں پھل — خُرمے نہ اُگائے شاخِ حنظل
برسوں غفلت کی نیند سوئے — اوقاتِ عزیز مفت کھوئے
سُنکر بانگِ درا نجاگے — آگے بڑھا قافلہ نجاگے
رہ کر پسِ گرد کارواں ہم — بھٹکے ہیں نصیبِ دشمناں ہم
مذہب کی جو سیدھی راہ چلتے — مرکز سے نہ دائرے کے ٹلتے
صورت ہوئی محو وضعداری — سیرت بھی بدل گئی ہماری
حافظؔ کے سُنا کیے ترانے — خالدؓ کے بُھلا دیئے فسانے
بھولے سبقِ جہانستانی — ازبر ہوئی حُسن کی کہانی
لیلیٰ کی صدا پہ ہوکے مجنوں — شیریں کی ادا کا ہوکے مفتوں
عابد بھولا خدا پرستی — زاہد کی بڑھی ہوا پرستی
جاہل کے دین میں خلل ہے — عالم کا علم بے عمل ہے
آپس میں خلاف یکدگر ہیں — اغیار کی ضد سے بیخبر ہیں

کرتا ہو کوئی کہیں چڑھائی ۔۔۔ یاں قال اقول کی لڑائی
آغاز کا غم نہ فکر انجام ۔۔۔ اسلام کی پیروی سے ناکام
پڑھنے کی نماز پنجگانہ ۔۔۔ فرصت دیتا نہیں زمانہ
روزے سے نہیں کوئی علاقہ ۔۔۔ مشکل ہے سارے دن کا فاقہ
دشوار زکوٰۃ بھی سر دست ۔۔۔ زر میطلبی سخن درین ست
حج کا بھاری ہے اور لنگر ۔۔۔ حائل ہیں راہ میں سمندر
ارکان کے جب ہیں ایسے پابند ۔۔۔ ایماں کی خیر ہو خداوند
بندوں کا ہے تو ہی اصل ہادی ۔۔۔ اک بھید سے غیب سے منادی
سوئے جو ہیں اُن کو پھر جگا دے ۔۔۔ جاگے جو ہیں اُنکے دل ہلا دے
اگلوں کی طرح اُبھار دے پھر ۔۔۔ بگڑے ہیں ہمیں سنوار دے پھر
کانوں میں پھر وہی پکار ایک ۔۔۔ دل جلکے ہو ایک پر نثار ایک
بھولے ہیں وہ راہ اے کریم اب ۔۔۔ دکھلا دے صراط مستقیم اب
چلنے لگیں پھر اُسی چلن پر ۔۔۔ حد سے نہ کوئی قدم ہو باہر
مقصد ہو ایک ایک منزل ۔۔۔ توحید کا گھر ہو کعبۂ دل
جینا ہو تو جستجو میں تیری ۔۔۔ مرنا ہو تو آرزو میں تیری
نکلے دم نزع روح پیہم ۔۔۔ بھرتی ہوئی تیرے عشق کا دم
مدفن ہو جائے خواب راحت ۔۔۔ جنت ہو فضائے کنج تربت
جب وزن عمل کی آئے باری ۔۔۔ پلہ رہے نیکیوں کا بھاری
کٹ جائے صراط کی بھی منزل ۔۔۔ سب سہل تجھے مجھے ہے مشکل
سن لے سن لے شفق کی فریاد ۔۔۔ توقیع قبول روزیش باد
رحمت کا ترے نہیں ہے دربند ۔۔۔ آمین آمین اے خداوند

کلام اکبر

مذہب ہی سے حفاظتِ قومی ہے اے عزیز ۔۔۔ نادان ہے کو اُڑ ہٹائے جو چول سے
اتنا ہی آدمی میں سمجھئے کمال فہم ۔۔۔ جتنا کہ احتراز کرے وہ فضول سے
جو کام آئے میرے کروں اُسطرف کو رُخ ۔۔۔ تخصیص سرو سے ہے نہ وحشت ببول سے
ہرگز اُس انجمن کو نہ سمجھو ممدِ قوم ۔۔۔ خالی ملے جو ذکر خدا اور رسول سے

نمبر ۷

تفاخر بالنسب

(نوشتہ جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب (عالم فاضل) از رہتک)

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ (مومنون ع ۶ پ ۱۸)

(قیامت کے دن) جب صور پھونکا جائیگا تو اسدن نہ تو لوگوں میں رشتے داریاں (باقی) رہینگی اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھینگے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (حجرات ع ۱۴ پ ۲۶)

لوگو! ہمنے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری (آپس میں) ذاتیں اور برادریاں مقرر کردیں۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (ورنہ) خدا کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہی ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

مندرجہ بالا ہر دو آیات سے صاف ظاہر ہے کہ عالی نسبی۔ خاندانی وجاہت و شرافت انسان کے لئے کوئی فخر و مباہات کی چیز نہیں۔ ذات کی بڑائی اور خاندانی شہرت سے انسان میں کچھ بزرگی یا خوبی نہیں آجاتی ذات پات تو صرف آپس میں پہچان اور تعارف کیلئے ایک آلہ ہے۔ اصلی بڑائی و واقعی بزرگی پرہیزگاری ہے۔ جو شخص عفت و پرہیزگاری کی صفات سے متصف ہو وہی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی سب سے زیادہ شریف ہے۔ گو دنیاوی امور کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی کم رتبہ اور کتنا ہی ذلیل سمجھا جاتا ہو۔ اسی طرح عالی نسب ذات پات والا اگر تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفات سے عاری ہو تو وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل و کمینہ ہے۔

آجکل لوگ عموماً اپنی عالی نسبی کے گھمنڈ میں لگن رہتے ہیں۔ بزرگ آباؤ اجداد کی اولاد میں ہونے کو فخر جانتے ہیں۔ یا کسی مولوی۔ صوفی یا بزرگ کے مرید ہو کر یہ یقین کرلیتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ انہیں بزرگوں کے جھنڈوں کے سایہ تلے ہونگے اور وہی اُن کی مغفرت کرائینگے لیکن اعمال خیر سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ اقوال و افعال میں بزرگان دین سلف صالحین کی اتباع و پیروی نہیں کرتے اور قرآن و حدیث سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں کے خیال باطل اور زعم فاسد کو ہر دو آیات رد کرتی ہیں کہ قیامت کے دن ذات پات کا علاقہ ہی جاتا رہیگا۔ ایک کو دوسرے کا کچھ لحاظ ہی نہوگا اور نہ کسی کو کسی کے حال کا کچھ علم ہوگا۔ اور نہ کوئی شخص کسی متنفس سے بلا اذن خداوندی بات چیت کرسکیگا۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ (جسدن قیامت آپہنچیگی تو کوئی شخص بغیر اللہ کی اجازت کے نہ بول سکیگا)

بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو جلالت وجبروت قہاری کے سامنے یہ جرأت نہ ہوگی
کہ کچھ بلا اذن خداوندی زبان سے بول سکیں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؎

اولو العزم را تن بلرزد ز ہول | بروز ے کز اعمال پرسند قول

پھر کسی کے بھروسے پر عمل خیر میں کوتاہی کرنا ذات پات پر فخر کرنا محض نادانی نہیں تو اور کیا ہے ؎

خواہی کہ شوی خلاصۂ نوع بشر | باید کہ فراموش کنی نام پدر
در فضل وادب کوش بمیدان ہنر | از اہل کمال ومعرفت گوئے ببر

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

اَیُّھَا الْفَاخِرُ جَھْلًا بِالنَّسَبْ | اِنَّمَا النَّاسُ لِاُمٍّ وَّلِاَبْ

اے جہالت سے اپنے نسب پر فخر کرنیوالے (ذرا غور تو کر) کہ سب انسان اپنے ماں باپ ہی سے تو پیدا ہیں

ھَلْ تَرٰی ھُمْ خُلِقُوْا مِنْ فِضَّۃٍ | اَمْ حَدِیْدٍ اَمْ نُحَاسٍ اَمْ ذَھَبْ

(کیا ان میں سے تو کسیکو) سونے۔ چاندی۔ تانبے۔ لوہے کا بنا ہوا دیکھتا ہے۔

ھَلْ تَرٰی ھُمْ خُلِقُوْا مِنْ فَضْلِھِمْ | ھَلْ سِوٰی لَحْمٍ وَّعَظْمٍ وَّعَصَبْ

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے کمال کی وجہ سے آدمی بن گئے ہیں (دیکھو تو سہی) بجز گوشت۔ پوست۔ ہڈی اور پٹھوں کے ہے کیا۔

اِنَّمَا الْفَخْرُ لِعَقْلٍ ثَابِتٍ | وَحَیَاءٍ وَّعِفَافٍ وَّاَدَبْ

صرف عقل سلیم۔ حیاء و پرہیزگاری اور ادب یہ چیزیں قابل فخر ہیں۔ (دیوان علیؓ)

ایک فارس کا شاعر کہتا ہے ؎

اے کردہ سلوک در بیابانِ طلب | زنہار مکن مفاخرت بہر نسب
چیزے کہ باو فخر توانی کردن | عقل است حیا و علم وادب

جن حضرات کے مبارک نسب نامہ کا سلسلہ آنحضور علیہ التحیہ والتسلیم تک صحیح طور سے پہنچتا ہے
ان صاحبوں کو ان تمام مسلمانوں پر جو صحابہؓ یا عامۃ المسلمین کی اولاد میں سے ہیں فضیلت و برتری ہے
اور آل اطہار سے محبت کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہی قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ؎

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ حُبُّکُمْ | فَرْضٌ مِّنَ اللہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ

اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت قرآن میں جسکو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اللہ کی طرف سے فرض ہے۔

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ | فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

اگر انہی کی دوستی ہی کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

اسی طرح خلفاء راشدینؓ۔ صحابہ کرامؓ۔ علماء و فقہاؒ و محدثین اور اولیاء عظام کی باسعادت اولاد
لائق ادب اور قابل تعظیم ہیں۔ بشرطیکہ ان حضرات کے عقائد و اعمال سنت نبوی یا اسوۂ حسنہ۔ اور قرآن پاک

کی مقدس تعلیم کے موافق ہوں۔ شرک و بدعت فسق و فجور سے دور رہتے ہوں۔ ورنہ بفحوائے مَنْ سَلَكَ سُنَّتِیْ فَھُوَ اٰلِیْ (جو میری سنت پہ چلتا ہے وہ میری اولاد میں سے ہے)

محض نسب کوئی قابل احترام شے نہیں۔ ہر ایک متقی پرہیزگار متبع سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہے۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ابطاء بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ انظر الی ابنی آدم قابیل وابن نوح کنعان ھل نفعھما نسبھما (مشکوٰۃ شریف)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو عمل نے پیچھے ڈال دیا ہے۔ اسکو نسب کچھ نہیں بڑھا سکتا۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل اور نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کو دیکھو کیا ان کے نسب نے انکو کچھ نفع دیا۔

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود　　پیمبرزادگی قدرش نیفزود
ہنر بنما اگر داری نہ گوہر　　گل از خارست و ابراہیم از آذر

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ایام تشریق میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم سب لوگوں کا ایک ہی خدا ہے۔ خبردار! نہ تو کسی عربی کو کسی عجمی پر نسب کے لحاظ سے فضیلت ہے نہ اور نہ عجمی کو عربی پر۔ اور نہ کسی سُرخ کو سیاہ پر نہ سیاہ کو سُرخ پر۔ اگر فضیلت و برتری ہے تو وہ محض پرہیزگاری کی وجہ سے ہی کیونکہ تمہارا سب کا باپ ایک ہے۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہی آدمی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ خوب یاد رکھو کہ میں یہ حق بات تم کو سُنا چکا ہوں۔ پس جو لوگ اس وقت حاضر ہیں انکو چاہیئے کہ جو کچھ ہم سے سُنا ہے وہ دوسرے غائب لوگوں کو بھی پہنچا دیں۔ (بیہقی)

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اپنی کج ادائی اور بُرائیوں کی وجہ سے نبوت سے محروم رہا جسکی بابت قرآن مجید میں ارشاد باری موجود ہے یَا نُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (اے نوح وہ تمہاری اہل میں سے نہیں ہے۔ وہ تو بُرے عمل کرتا ہے) ؎

پسر نوح با بداں بنشست　　خاندانِ نبوتش گم شد

پس آل اطہار سادات۔ خلفار یا مشائخ کرام کی اولاد جو سنت رسولؐ کی اتباع نہیں کرتی۔ قرآن مجید کی پاک تعلیم پر نہیں چلتی۔ شرک و بدعت فسق و فجور لھو ولعب منہیات شرعیہ سے اجتناب نہیں کرتی۔ وہ ہرگز واجب الاحترام اور قابل تعظیم نہیں ہوسکتی اور انکو محض نسب کی وجہ سے دیندار پرہیزگار مسلمانوں پر کسی قسم کا فخر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے ؎

آں ناقصاں کہ فخر با جداد می کنند　　چوں سگ بہ استخواں دل خود شاد می کنند

جب آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا اور کفر و شرک کے بدنتائج سے ڈراؤ اور آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو آپ صفا کی پہاڑی پر

کھڑے ہوئے اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں نیز بنی عبد مناف و دیگر قبائل کے معززین کو جمع فرمایا اور باآواز بلند نام بنام سب سے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اپنی جان کو قہر الٰہی اور جہنم کے عذاب سے بچانیکے لئے خود فکر کرو۔ اسی طرح اپنے عم مکرم حضرت عباس رضؓ اور اپنی پھوپی حضرت صفیہ رضؓ سے بھی فرمایا۔ اور پھر اپنی لخت جگر پیاری بیٹی سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ کہ

یا فاطمۃ سلینی ماشئت من مالی	اے فاطمہ میرے مال میں سے جو کچھ تمہیں چاہئے مانگ لو لیکن
فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئا	خدا تعالیٰ کے سامنے (قیامت کے دن) میں تمہاری کچھ کام نہیں
• (مشکوٰۃ شریف)	آؤنگا یعنی عتاب الٰہی کا مجھسے کچھ چارہ نہوگا۔
اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝ وَاَنْ لَّیْسَ	کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور ہر ایک آدمی
لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝ وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ	کو وہی ملتا ہے جو اسنے خود کمایا ہے۔ عنقریب اسکی کمائی اسکو
یُرٰی ۝ ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ۝ (سورہ النجم پ۲۷)	دکھادی جائیگی پھر اسکی کمائی کا اسکو بدلا دیا جائیگا۔

حدیث شریف ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب دنیا میں کوئی کسی کے کام نہیں آتا تو بھلا بجز اعمال خیر عقبیٰ میں کون کسی کا ساتھی ہوگا۔ آخرت میں پیر و مرشد کو اپنے گنہگار مریدوں سے کچھ تعلق نہ رہیگا۔ اُستاد شاگرد سے شاگرد اُستاد سے کنارہ کش ہو جائیگا۔ ماں باپ اپنی بچوں اور اپنی اولاد کو عذاب اور قہر الٰہی سے نہ بچا سکینگے۔

الغرض اسوقت سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور کوئی کسی کا ساتھی نہوگا اور نہ کوئی کسی کا پرسان حال ہوگا۔ خود صفی اللہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نفسی نفسی پکارتے ہونگے۔ وَیَقُوْلُ اٰدَمُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا رَبَّنَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ۔

مشکوٰۃ شریف کے کتاب التعلیم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ جسکو عمل نے پیچھے ڈالدیا اسکو نسب کچھ نہیں بڑھا سکتا۔

دُنیا و آخرت میں انسان کی کوشش اور انسان کا عمل کام آتا ہے۔ ذات پات کچھ کام نہیں آتی۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

کُنِ ابْنَ مَنْ شِئْتَ وَاکْتَسِبْ اَدَبًا — یُغْنِیْکَ مَحْمُوْدُہٗ عَنِ النَّسَبِ
اِنَّ الْفَتٰی مَنْ یَّقُوْلُ ھَا اَنَا ذَا — لَیْسَ الْفَتٰی مَنْ یَّقُوْلُ کَانَ اَبِیْ

(نسب کے لحاظ سے خواہ تو کسی کا بیٹا ہو۔ مگر ادب سیکھ لے۔ کیونکہ ادب کی خوبی تجھکو نسب سے بے پروا کردیگی۔ جوانمرد آدمی تو وہی ہے جو للکار کر کہے میں یہ ہوں۔ وہ جوانمرد نہیں ہے جو کہے میرا باپ ایسا تھا۔

دنیائے اسلام کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت بلال رضؓ باوجودیکہ غلام تھے لیکن اعمال خیر اچھے کاموں کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں مقرب و مقبول ہوگئے۔ انکی غلامی نے تقرب الی اللہ اور مقبولیت میں کچھ برا اثر نہ پیدا کیا

اور ابو جہل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا باوجودیکہ نجیب الطرفین عالی نسب تھے لیکن بدکاری اور بد کرداری اور شریرالنفسی کی وجہ سے اقران میں سب سے زیادہ بُرے ہوگئے۔ نجابت و شرافت کچھ کام نہ آئی کسی نے خوب کہا ہے ؎

ذات بھانت پوچھے نا کوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست +

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو۔ حتیٰ کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔ اور نہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں۔ انہیں اس سے باز رہنا چاہئے۔ وہ دوزخ میں جل بھنکر کوئلہ ہوگئے (پھر ان پر فخر کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے) اگر یہ لوگ فخر کرنے سے باز نہ آئینگے تو خدا کے نزدیک اس کالے کیڑے گبریلے سے زیادہ ذلیل ٹھہرینگے۔ جو گوبر و لید کو اپنی ناک سے لڑکاتا ہے اور گوبر میں رہتا ہے۔ خدا نے جاہلیت تکبر اور نخوت اور باپ دادوں کے ساتھ فخر کرنے کو باطل کر دیا ہے۔ آدمی دو ہی قسم کے ہیں مومن پرہیزگار یا گنہگار بدکردار مگر سب کے سب آدمی ایک آدم کی اولاد میں ہیں (اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَاُمُّهُمْ حَوَّاءُ) اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں اور مٹی فخر اور ترفع کے قابل نہیں ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد شریف)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ذاتیں تمہاری اسوا سطے نہیں ہیں کہ اوروں کو تم بُرا کہو۔ تم سب آدمی ایک آدم کی اولاد ہو۔ کمی اور نقصان میں ایک دوسرے کی برابر ہو بجز دین و دینداری اور پرہیزگاری کے کسی کو کسی پر کچھ فضیلت نہیں ہے۔ بدزبانی۔ بیہودگی۔ بخل یہ باتیں انسان کے لئے باعث عار ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے نسب پر فخر کرنا بالکل لغو ثابت ہوا۔

آیت وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا الخ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمام انسان شیخ ہوں یا سید مغل ہوں یا پٹھان۔ موچی ہوں یا جولاہے۔ دولتمند ہوں یا مفلس۔ پیغمبر ہوں یا ولی۔ غوث ہوں یا قطب نیک ہوں یا بد۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں۔ جب حضرت آدمؑ کی اولاد شرقاً غرباً شمالاً جنوباً ملک بملک پھیلنے لگی تو ہر ایک خاندان اپنے جد اعلیٰ کے نام سے مشہور ہوتا گیا اور یہی اس خاندان کی ذات ہوگئی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل تھا اسلئے انکی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہو۔ اور چونکہ ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب سید ہے اسلئے آنحضور کی اولاد سید کہلاتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد شیخ صدیقی اور حضرت عمر فاروقؓ کی شیخ فاروقی کہلاتی ہے۔

علیٰ ہذا جب کوئی کسی کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوا تو وہ ان بزرگ کی طرف منسوب ہوگیا مثلاً جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کے سلسلہ میں مرید ہوا وہ قادری کہلایا۔ اور جو حضرت شیخ بہاءالدین رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا وہ نقشبندی کہلایا۔ اسی طرح یہ طریقہ الیٰ یومنا ہذا آجتک برابر جاری ہے۔

لیکن ان امتیازات اور خصوصیات سے ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ان امتیازی القاب کی وجہ سے ایک انسان دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگے۔ آپس میں تکبر و تفاخر کرنے لگے۔ بلکہ صرف یہ باہمی تعارف کے لئے ایک طریقہ مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ آیت وجعلناکم شعوبا وّ قبائل الخ سے واضح ہے۔

پس جب مندرجہ بالا آیات و احادیث و اقوال سے یہ ثابت ہوگیا کہ اسلامی شریعت میں ذات پات کا چنداں اعتبار نہیں تو پھر ایسی چیز ذاتی تکبر اور فخر و ناز کرنے سے کیا فائدہ جو انسان کے ساتھ ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں۔ ہم نے کرم کو تقویٰ میں پایا اور غنا کو یقین میں اور شرف کو تواضع میں۔ خداوند کریم سے امید ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہم کو بھی تواضع کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ تکبر اسی کو شایان شان ہے ؎

جبار و قدیم ہے وہ دارائے جہاں　　بس عجب اور کبر ہے اسی کو شایاں
انساں کے لئے نہیں تکبر زیبا　　جب اسکی سرشت ہے حدوث اور امکاں

اسلام و گداگری

(از جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی بیلوی)

اسلام نے بلا ضرورت سوال کرنا حرام کیا ہے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہٹے کٹے گداگروں کو جنھوں نے گداگری کو اپنا پیشہ کرلیا ہے بھیک دینا معصیت ہے کیونکہ ایسے لوگوں کو بھیک دینا گویا معصیت کرنے پر جرأت دلانا ہے یا یوں سمجھئے کہ گناہ پر شہ دینی ہے۔ اگر ہم اُنکو بھیک دینا چھوڑدیں تو مجبور ہو کر وہ خود بھیک مانگنا ترک کردینگے۔ رفتہ رفتہ یہ مذموم رسم خود بخود نیست و نابود ہو جائیگی اور حاجتمند غربا کو مال زکوٰۃ و صدقہ پہنچ سکیگا۔ اکثر ایسے بھکنگوں کو دیکھا گیا ہے جنکے مکان پر دولت کی کھیتی ہوتی ہے۔ روپیہ سود پر اُٹھتا ہے مگر روزانہ جھولی ڈالے دروازوں پر کھڑے ہیں۔ اگر ان سے کہا جاتا ہے کہ تم حاجتمند نہیں تم کو سوال کرنا حرام ہے خدا کے فضل سے ہاتھ پاؤں صحیح و سلامت رکھتے ہو۔ محنت مزدوری کرو تو صاف جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا آبائی پیشہ ہے اسکو ترک نہیں کرسکتے۔ اس مذموم رسم کو دور کرنے کی مذکورہ بالا سب سے عمدہ تدبیر ہے۔ اگر بھیک نہ دی جائیگی آپ جھک مارینگے۔ محنت مزدوری کرینگے مسلمان بھائیوں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہئے۔ ان کی خیرات۔ زکوٰۃ۔ صدقہ غرض کچھ بھی ہو۔ پیشہ ور گداگروں کے ہاتھ میں نہ پہنچے۔ تاکہ مستحق محروم نہ ہوں۔

۴۸۶

ہمارا مرتبہ

(از جناب مولوی حکیم رکن الدین صاحب داناؔ)

ذیل میں ہم دلی شکریہ کے ساتھ اپنے مخدوم و محترم جناب داناؔ صاحب کا وہ مضمون درج کرتے ہیں جو آپنے اپنے پہلے مضمون عروج و زوال کے سلسلہ میں عنایت فرمایا ہے ممکن ہے اس مضمون کے بعض فقروں سے غلط فہمی پیدا ہوا اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُنکی تصریح و تشریح کردیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے الحیاء شعبۃ من الایمان حیا ایمان کی ایک شاخ ہے یعنی جسمیں حیا اور شرم نہیں اُسکا ایمان ناقص ہے اور حیا کا تمام دارومدار عزت نفس کے احساس پر ہے۔ جتنا زیادہ کسیکو اپنی عزت کا احساس ہوگا اتنا ہی اسمیں حیا و شرم کا مادہ غالب ہوگا مسلمانوں میں عزت نفس کا احساس نہیں رہا وہ دوسری قوموں کی حالت عروج کو دیکھ کر شرمندہ نہیں ہوتے اور ذلیل سے ذلیل تر زندگی پر قانع ہوتے جاتے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان کا مرتبہ اسقدر بلند اور اعلیٰ ہے کہ مشرکین و کفار سچے مسلمانوں کے غلاموں کی بھی برابری نہیں کرسکتے بشرطیکہ مسلمان اپنی حقیقت کو پہنچانیں۔ ان میں عزت نفس کا احساس اور حیا کا مادہ پیدا ہو اور وہ ان نازک ذمہ داریوں کو محسوس کریں جو ایک رفیع المرتبت قوم ہونے کی حیثیت سے انپر عائد ہوتی ہیں۔ مشہور ہے۔ جنکے رتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے۔ اور نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اپنے بلیغ اشعار میں فرماتے ہیں ؎

اگر صد عیب دارد مرد درویش | رفیقانش یکے از صد ندانند
وگر یک ناپسند آید ز سلطاں | ز اقلیمے بہ اقلیمے رسانند

جسقدر کسی شخص یا قوم کا رتبہ بلند ہوتا ہے اسیقدر اُسکی ذمہ داریاں بھی بمقابلہ دوسروں کے بہت سخت ہوتی ہیں۔ پس مسلمان اگر اپنے رفیع ترین مرتبہ کی لاج رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں صالح ترین قوم بننے کی کوشش کرنی چاہئے انہیں اپنے اخلاق و اعمال مشرکین کے کردار و اطوار سے بہتر بنانے چاہئیں اور انسے ایسی ناشائستہ حرکات سرزد نہونی چاہئیں جو دوسروں کی نظروں میں اُنکی سُبکی اور ذلت کا باعث ہوں۔ خالی علو مرتبت پر نازاں ہونے سے کیا نتیجہ جبکہ اعمال ہی درست نہوں ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ | بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ (ایڈیٹر)

"ولعبدٌ مؤمنٌ خيرٌ من مشركٍ ولأمةٌ مؤمنةٌ خيرٌ من مشركةٍ"

قوموں کا عروج و زوال کسکا مرہون منت ہے؟ تیر و تبر۔ تلوار و بندوق۔ توپ و تفنگ کا؟ اگر اسی کا ہے تو اسکا سرمایہ فاتح اور مفتوح۔ خوش بخت و بدبخت دونو قوموں میں موجود رہتا ہے اور میدان جنگ میں دونو

اس سے کام لیتے ہیں اور طرفین میں سے ہر ایک کو مرغ بسمل بنانے میں یہ کوئی کمی نہیں کرتے لیکن وقت پہ یہ بڑھنے والی قوم کے مدد و معاون ہو جاتے ہیں اور گھٹنے والی قوم کے مخل و مزاحم۔ کفار قریش جب اسلام کی بیخکنی کے لئے آمادہ ہو گئے اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کے لئے ایکا کر لیا تو کیا اُن کے پاس خونخوار تلوار اور شمشیر بار خنجر کی کوئی کمی تھی؟ وہ بڑے بڑے نیزوں کے مالک نہ تھے؟ اُنکے پاس تمام سامان اسلحہ کی فراوانی نہ تھی؟ لیکن انکے باوجود بھی وہ ایک اپنے ہی ہم قوم محمد بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اور اُنکے چند بے مایہ ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) سے پے در پے شکستیں کھاتے ہیں اور بالآخر اُن کی بربادی اِس حد تک پہنچتی ہے کہ اُنکا نام و نشان بھی صفحۂ دنیا سے مٹ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کچھ عرب تک محدود نہ رہا بلکہ روم۔ شام۔ عراق۔ عجم۔ یورپ۔ ایشیا۔ چین۔ افریقہ جہاں بھی مسلمان گئے اپنے ساتھ فتح و نصرت اور عروج و ترقی لیتے گئے اور ہمیشہ اُنھوں نے اپنی بے مائگی کے ساتھ ساتھ دنیا کی مغرور اور مایہ دار قوموں کا مقابلہ کیا اور بالآخر اُنکو زیر و زبر کر کے اُنکے تمام سرمایۂ کبر و غرور کو تہس نہس کر دیا۔ اور ہمیشہ مایہ داروں پر اُن کی بے مائگی غالب رہی۔ ایسی ایک نہیں ہزار مثالیں ہیں کہ مسلمانوں کے پھٹے کرتوں نے کفار کی مرصع وردیوں کو تار تار کر دیا ہے اور اُن کی ٹوٹی تلواروں نے دشمنوں کے فولادی اسلحات کو توڑ پھوڑ کر رکھدیا ہے۔ لیکن یہ کیسا عجیب و غریب سما ہے جو دشمنوں کے مطلق سمجھ میں نہیں آتا اور آج ہم خود بھی اُسکے سمجھنے سے قاصر ہیں اور شاید اُسوقت تک کبھی سمجھ میں نہ آئیگا جبتک ہمارے دل نور ایمان سے منور ہو کر اسلام کے پنہانی اثرات کے قبول کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔

قرآن پاک جو مسلمانوں کا مرجع اور ماوا ہے بظاہر چند قصص و حکایات اور امثال احکام کا مجموعہ نظر آتا ہے لیکن ان ہی امثال و احکام میں وہ اسرار پنہانی پوشیدہ ہیں جنھوں نے عالم کون و مکاں کو تحیر اور تخبط میں ڈال رکھا ہے اور جنکی بدولت ناقابل فہم کرشمات جلوہ فگن ہوتے رہتے ہیں۔

دنیا کے بڑے بڑے ادیان (موسوی و عیسوی) کے ہوتے ہوئے قدرت کو کون ایسا عجیب کرشمہ دکھلانا تھا جسکے لئے دین اسلام کو منتخب کیا اور اُسکا علمبردار عرب جیسے ریگستان اور ناتربیت یافتہ ملک کے رہنے والے کو بنایا؟ بس اسی کا جواب ہمارے تمام ناقابل فہم معموں اور دُنیا کے تحیر خیز کرشموں کو بہت کچھ واضح کر دیگا!

خدا کو جب منظور ہوا کہ ایک آخری رسول بھیجکر سلسلہ رسالت اور ایک آخری دین جاری کر کے سلسلۂ ادیان کو اب ختم کر دے تو ضرور تھا کہ اُس دین کے طرق اور وسائل کو اسقدر عام اور وسیع کر دے کہ دنیا کی تمام اقوام کو یکساں مفید ہو اور اُسکو اسقدر بسیط اور جامع کر دے کہ اُنکے ہر قسم کے حوائج اور ضروریات کا پوری طرح معاون ہو سکے۔ اور جس طرح وہ آج تیرہ سو برس پہلے سے دُنیا کیلئے فلاح و رحمت رہا ویسے تیرہ ہزار برس بعد بھی فلاح و رحمت رہے اور بالآخر قیامت تک فلسفے اور سائنس کے انقلاب انگیز تحقیقات کے باوجود بھی اپنے نقطہ اولیں سے جنبش نہ کرے۔

اس جامعیت کیلئے سب سے زیادہ ضروری تھا کہ تخت وتاج بھی اس دین کے زیرنگیں کیا جائے۔ اسلئے کہ جبتک دین کی تخت وتاج پر حکومت نہیں ہوتی اُسکے احکام ہمیشہ ناقابل عمل رہتے ہیں اور وہ خوبیاں اور برکات جو اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں کبھی ظاہر نہیں ہونے پاتے۔

دین اسلام جو خدا کا آخری اور مکمل دین ہے اُس میں اور ادیان سے مابہ الامتیاز جو چیز ہے وہ یہی ہے کہ اُسکے پس پردہ جہاں حور وقصور ریاض وجناں کی جلوہ آرائی ہے وہاں تخت وتاج سلطنت وحکومت کی بھی ضو افگنی ہے۔ اور دین اسلام کا پرچم جہاں خلد بریں کے سر بفلک ایوانوں پر لہرائے گا وہاں عالم دنیا کے بھی بلند سے بلند محلوں پر اپنا جلوہ دکھلائیگا۔ اور اُسکا پیرو آزاد پیدا ہوگا۔ آزاد مرے گا۔ اور آزاد ہی اُٹھکر داخل جناں ہوگا۔

جب اس خصوصیت کے ساتھ اسلام ممتاز کیا گیا اور اسکا نصب العین اسقدر بلند اور رفیع رکھا گیا تو ضروری تھا کہ اُسکے اصول واحکام بھی ویسے ہی رکھے جائیں جو اپنی وضاحت اور سادگی سے تو اسقدر سریع الفہم ہوں کہ مثل دل میں اُتر جائیں اور اپنے عمل در آمد میں اسقدر آسان اور موثر ہوں کہ آناً فاناً وہ مراتب حاصل کرا دیں۔

حصول جنت۔ حور وقصور۔ انہار واثمار کیلئے تو خدا نے ایک نہایت واضح۔ صاف۔ شفاف۔ مستوی اور بے خس وخاشاک راہ دکھلائی ہے جسکو ایک نظر دیکھتے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ مطلوب تک پہنچا دیگی اور وہ صراط مستقیم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جسکو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان ویقین ہو اور وہ اس راہ پر چل کھڑا ہو تو جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ حور وقصور نہیں ملینگے۔ اثمار وانہار سے لطف اندوز نہ ہوگا؟ کون ہے جو مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کی تکذیب کریگا اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھنے والے کو جنت سے نکال دیگا؟ یہ فطرت کا انتظام اور مخلوق پر خالق کی انتہائی رحمت ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہوتی ہے اُسکے وسائل اور ذرائع اُسیقدر آسان اور سہل رکھی جاتے ہیں مثلاً ذی روح کی حیات کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہوا ہے۔ اُسکا حصول اسقدر آسان اور سہل رکھا کہ بے مانگے ملتی ہے۔ اسکے بعد پانی ہے۔ یہ نسبتاً گراں ہے لیکن اور چیزوں سے ارزاں۔ یہانتک کہ سب سے زیادہ غیر ضروری چیز جو اہرات ہیں اسلئے انکو انمول بنایا۔

انسان کی حیات دنیاوی کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز حکومت اور سلطنت تھی اسلئے اسکے وسائل اور ذرائع کو بھی اُسی قدر سہل اور آسان بنانا چاہئے تھا۔ نیز جنت کی طرح اس میں دوام نہیں۔ جنت کی طرح مامون ومصون نہیں۔ انخلاع اور انتزاع کا اس میں احتمال برابر لگا رہتا ہے اسلئے یہ بھی ضرور تھا کہ اُن کی بنیاد نہایت مستحکم اور استوار رکھی جائے تاکہ مخالف کی بڑی سے بڑی طاقت اور مخالفت کا بڑے سے بڑا طوفان بھی اسکو متزلزل نہ کرسکے۔

اب دیکھو خدا نے اتنا بڑا مرحلہ کس آسانی سے طے کر دیا اور اس ایوان پر شکوہ کی بنیاد کو کس استحکام اور

اُستواری سے رکھدیا کہ اگر اُسی بنیاد پر عمارتِ حکومت اُٹھائی جائے تو اسکو متزلزل بھی خدا ہی کی آسمانی طاقت اور قدرت ہی کا پنجہ فولاد کرسکتا ہے اُسنے مسلمانوں کو عام طور پر پکار کر کہدیا کہ ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ۔ مسلمان غلام و لونڈیاں بھی مشرکین کفار سے افضل اور برتر ہیں!! تو کیا جس قوم کی لونڈی اور غلام بھی دوسروں کے حُر اور آزاد مرد و عورت سے بہتر ہوں تو اُسکی موجودگی میں کسی کا مُنہ ہے جو تخت و تاج کا دعویٰ کرے اور سلطنت اور حکومت کیطرف نظر اُٹھا کے دیکھے؟

حکومت کے جوش اور دلولے کی بنیاد یہی ہے کہ انسان اپنے کو اور بنی نوع سے افضل و برتر سمجھے اور اُنکے دماغ میں راسخ ہوجائے کہ اپنے فضل و برتری کے باعث وہی سلطنت و حکومت کا مستحق ہے اور اُسی کا حق ہے کہ اپنے سر پر تاج رکھے اور زیر پا تخت بچھائے۔ خدا نے یہی کیا کہ مسلمانوں کو خوب کھول کر سمجھا دیا کہ تم تو تم تمہارے لونڈی غلام تک مشرکین سے اعلیٰ اور برتر ہیں۔ پھر دنیا میں ایک اعلیٰ اور برتر شئے تخت و حکومت کیلئے تم سے زیادہ اور کون سزاوار ہوسکتا ہے؟ اور کیا تمہارے رہتے ہوئے تمہاری لونڈی غلام سے بدتر مشرکین تخت و حکومت کے لائق ہوسکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

یہ ہے "ہمارا رتبہ اور مرتبہ" اور جبتک ہم اسکو محسوس کرتے رہے قیصر و کسریٰ بھی ہماری آنکھوں میں ہیچ تھے اور ہم اکیلے قیصر و کسریٰ کے دربار میں پہنچ کر زلزلہ ڈالدیتے تھے اور سوا خدا کے ہمارا سر کسی کے آگے نہیں جُھکا۔ نہ ہم خدا کے سوا کسی کو اسکا سزاوار جانتے تھے۔ اسلئے کہ مشرکین اور کفار تو رتبہ اور مرتبہ میں ہمارے غلاموں سے بھی گئے گزرے ہیں پھر اُن کی شوکت اور حشمت ہماری آنکھوں میں کیا سما سکتی؟ اور ہم کس طرح اُنکے مقابلہ میں سرنگوں ہوتے؟ بس ہماری یہی سربلندی تھی جسنے ہمیں سربلند رکھا۔ جس سے آناً فاناً ہمارا ستارہ اقبال آفتاب سے زیادہ چمکنے لگا اور اقصائے دنیا تک ہماری سطوت کی دھاک بندہ گئی!!

غزل نعتیہ از تصنیف جناب مولوی عرفان علی صاحب بیلپوری

ہے رنگ نیا نعتِ شہنشاہ زمن میں　　بے خار ہے ہر پھول گلستان چمن میں
کہتا ہوں جو وصفِ لب و دندان محمدؐ　　بھرتے ہیں دُر و لعل ملک میرے دہن میں
کرتی ہے اُسے ارضِ مدینہ گل جنت　　اُگتا ہے اگر خار مغیلاں کوئی بن میں
بیوجہ نہیں باغ میں کلیاں کھلیں بلبل　　مُنہ صلِّ علیٰ کہنے کو کھولا ہے چمن میں
کیونکر نہ معطر ہو دماغ اہل جہاں کا　　بُو موئے مبارک کی بسی مشک ختن میں
وہ جلوہ دکھائے گی مجھے موت لحد میں　　مردہ مرا زندہ سے زیادہ ہے کفن میں
خوبی ہے جو عرفاں لب و دندان نبیؐ میں　　وہ دُر عدن میں ہے نہ وہ لعل یمن میں

تبلیغ

امر بالمعروف والنہی عن المنکر

(از جناب مولانا مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری)

تبلیغ احکام بلا تفریق ہر ایک کلمہ گو مسلمان کے لئے فرض ہے اور رسول اکرم صلعم کے ارشاد ہدایت بنیاد کے مطابق جہاں بادشاہ سے یہ بازپرس ہوگی کہ تم نے رعایا کی اخلاقی حالت سدھارنے میں کون کون سے وسائل اختیار کئے جہاں امیر قوم سے یہ جواب طلب کیا جاویگا کہ تمنے اپنی قوم کو کن کن احکام کی تلقین کی وہاں ہر ایک صاحب خانہ سے یہی سوال ہوگا کہ تمنے اپنے حلقہ اثر میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض کس حد تک ادا کیا اور اپنے متعلقین خویش و اقارب کو منہیات کے ارتکاب سے کبھی منع بھی کیا یا اُنکے افعال سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آجکل کہانتک اُسپر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ عوام الناس کے آجکل چار فرقے ہیں:-

(۱) جہلا۔ (۲) انگریزی خواں۔ (۳) صوفیہ۔ (۴) علما۔

جہلا سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کی بجاآوری ایسی موہوم ہے جیسا یہ تصور کر لیا جاوے کہ ایک بیل مجمع میں کھڑا ہو کر فصیح و بلیغ تقریر کریگا عوام بھی کالانعام ہیں خود اُنکو سمجھانے اور سکھانے کی ضرورت ہے چہ جائیکہ وہ کسی کو تلقین کریں ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار +

دوسرا فرقہ نئی روشنی والے نوجوانوں کا ہے جنھیں والدین کی عنایت سے اتنا موقعہ نہیں ملتا کہ اپنے پاک اور برگزیدہ مذہب کے محاسن اور خوبیوں سے واقف اور احکام و قواعد اسلام سے خبردار ہو سکیں اسلئے ان کی حالت بھی اصلاح طلب ہے اور ان سے امر بالمعروف و النہی عن المنکر کی توقع بھی لاحاصل۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند +

اب ساری ذمہ واری علمائے کرام اور صوفیائے عظام پر عائد ہوتی ہے اور وہی آجتک مبلغ احکام کے لقب سے موسوم ہوتے چلے آئے ہیں۔ پہلا فرقہ صوفیائے عظام کا ہے اور تاریخ داں طبقہ سے یہ امر مخفی نہیں کہ انکے پاک اور قدسی نفوس نے اسلام کی کتنی خدمت کی اور اولیاء اللہ (لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون) نے سنین ماضیہ میں کسقدر رہروان گم گشتہ بادیہ ضلالت کو صراط مستقیم اور سبیل الرشاد پر چلایا اور متبعین کو اپنے طرز عمل کا فریفتہ بنایا اور خود اسلامی روایات کا حامل اور دینی ارشادات کا اہل بنکر اُنہیں اپنی پیروی سکھلائی اور اُن کے فیض صحبت سے ہزاروں گنہگار۔ لاکھوں بدکار متورع اور پرہیزگار بن گئے۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء وکثر امثالھم۔

لیکن آج وہی فرقہ ایسا بدنام ہو رہا ہے کہ اُسکی حالت دیکھ دیکھ کر شرم آتی ہے۔ ایک پیر صاحب

تو اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ اپنے مرید مخلص کی عورت کو لیکر بھاگ نکلے ایک بزرگ ممتاغوا ہونے میں گرفتار ہیں۔ ایک صاحب پر زنا بالجبر کا الزام لگا یا گیا ہے اور ایک فرشتہ صورت وابلیس سیرت لواطت کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ وَيْلٌ لَّهُمْ لَتَرْوِيلُ لَهُمْ۔

مذکرہ بالا اطوار رکھنے والے تو بدنام کنندہ نکو نامے چند ہیں اور ان سے کسی بہتری کی امید معلوم۔ اب ہم اُن حضرات کو لیتے ہیں جو اس قحط الرجال کے زمانہ میں بھی بہ ادعائے خود اسلاف کے قدم بقدم چل رہے ہیں اور اُنکے اوقات عزیز صرف خداوندکریم کی یاد میں صرف ہوتے ہیں اور اُنہوں نے نفس کی اطاعت بالکل چھوڑ دی ہے اور خوشنودی رب العزت ہر وقت اُنکے پیش نظر ہے۔ لیکن افسوس کہ آجکل اُنکی توجہ کا انعطاف صرف امر بالمعروف کی طرف ہے اور نہی عن المنکر سے اُنہوں نے کنارہ کشی کرلی ہے حالانکہ جو لوگ پہلے خود عامل بنکر لوگوں کو وعظ ونصیحت کریں اُنکے کلام بہ نسبت اُنکے زیادہ موثر اور دلنشیں ہوتی ہے جو خود را فضیحت دیگراں را نصیحت کے مصداق ہوں میں نے سفر حجاز میں شام کے مشہور و شہرہ آفاق صوفی مولانا بدرالدین محدث کو اسکی نسبت پر زور توجہ دلائی تھی۔ اب میں ہندوستان کے صوفیائے عظام کی خدمت میں نہایت ادب سے ملتمس ہوں کہ اسلام کو آپ کی ذات مجمع الحسنات پر بہت کچھ ناز ہے اور ہمیں پورا اعتماد اور وثوق ہے کہ اگر آپ اپنے مریدوں ارادت مندوں۔ عقیدت کیشوں کو جہاں امر بالمعروف فرماتے ہیں وہاں انہیں معاصی سے مجتنب و محترز رہنے کی ترغیب بھی دیا کیا کریں اور اُنہیں خدا کے عذاب سے ڈرایا کریں تو واعظوں کی پُرزور نصیحت اور لکچراروں کی دھواں دھار تقریر وہ اثر نہیں رکھتی جو صرف آپ کی لب جنبانی کی تہ میں مضمر ہے۔

ہم سے مخفی نہیں کہ آجکل کے صوفیائے عظام لوگوں کو وظائف بتلاتے ہیں۔ نماز کی پابندی کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں لیکن اگر اُنکا کوئی مرید علانیہ احکام شریعت کی خلاف ورزی کر رہا ہو تو معلوم نہیں کسوجہ سے اُسے نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ اگر کسی فقیر کے دل میں یہ خیال ہو کہ کہیں ڈانٹ ڈپٹ زجرو توبیخ سے مرید صاحب کے اعتقاد اور خلوص میں کوئی فرق اور ہماری مسخرات میں کسی قسم کی کمی آجاوے تو میں اس خیال کے آدمی کو فقیر ہی نہیں مانتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ دوستی اور دشمنی صرف خدا کے لئے ہونی چاہیے۔ الحب للہ والبغض للہ۔

اب ہم اُس فرقہ کو لیتے ہیں جو عام طور پر مبلغ احکام اسلام کے نام سے منسوب ہے، اور اس میں شک بھی نہیں کہ صوفیائے عظام سے بھی زیادہ یہ فرقہ تبلیغ احکام میں مشہور ہے۔ یہ ہمارے علمائے کرام ہیں جنکے ارشاد کی تعمیل میں بڑے بڑے شہنشاہ مجبور ہوئے اور جنکی خدمات ایسی عظیم القدر اور جلیل المرتبہ ہیں کہ اسلام ہمیشہ اُنکا ممنون احسان رہیگا اور جبتک وہ اپنے اس فرض کی انجام دہی میں مصروف ہیں

تب تک خداوند کریم کے الطاف و انعام اُنکے شامل حال رہینگے مگر حسرت کا مقام ہے کہ آجکل کے علماء نے ذاتی اغراض و فوائد کو ملحوظ رکھ کر یہودیوں کی سی عادات اختیار کرلی ہیں اور پہلے تو شریعت کے احکام پر بہت کم عمل کرتے ہیں اور اتأمرون الناس بالبرّ وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب کی آیت گویا اُنکے حق میں نازل ہوئی ہے۔ چند نفوس ایسے بھی ہیں جنکا قول اُنکے فعل کے مطابق ہے اور سب سے پہلے وہ اپنے نفس کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل پیرا ہوکر دوسروں کو مواعظ حسنہ سے مستفید و مستفیض فرماتے ہیں لیکن کیا حسرت کا مقام ہے کہ ایسے بزرگان دین بھی اظہار حق سے جھجکتے ہیں کسی بڑے عہدہ والے ملازم یا کسی بڑی جائداد والے امیر کو نصیحت کرنے سے کتراتے ہیں اور عذر لنگ یہ کہ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ایسے مغرور و متکبروں کے سامنے ذلیل ہوں، خوار ہوں رسوا ہوں۔ اللہ! اللہ! اعزّت کا اتنا خیال غیرت کا یہ تقاضا۔ مگر بے ادبی معاف۔ مجھے یہ حضرت اتنا تو بتائیں کہ مخبر صادق صلعم سے یہ لوگ زیادہ با غیرت ہیں۔ زیادہ حیادار ہیں نہیں ہرگز نہیں۔ انا غیر منکم واللہ اغیر منی۔

باوجود اتنی غیرت کے آنحضرت صلعم تو اظہار حق کے جرم میں پتھر کھاتے ہیں، گالی گلوچ سُنتے ہیں، رستہ چلتے آپ پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ ابو جہل جیسا شقی ازلی آپ کو تھپڑ مارتا ہے لیکن آپ ہیں کہ اظہار حق سے کسی صورت نہیں رُکتے اور مشرکین مکہ کی ایذارسانی کو جناب بخوشی برداشت کرتے ہیں بلکہ وہ خلق مجسم رؤف اور رحیم نبی (روحی فداہ) اپنی قوم کی شرارتوں اور خباثتوں سے تنگ آکر دعا مانگتے ہیں تو یہی اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

آجکل مبلغ احکام کو اُن مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اور اُن سے وہ سلوک نہیں کیا جاتا جو ہمارے آقا اور محسن صلعم سے کیا جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ آجکل بھی بعض خبیث افراد ایسے موجود ہیں جنہیں اگر اعمال صالحہ کی طرف متوجہ کیا جاوے اور منہیات سے کنارہ کشی کرنے کو کہا جاوے تو اگر اُن کا بس چلے تو حضرت ناصح کو کچا چبا جاویں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی مشنری بازاروں میں شارع عام میں۔ قصبات میں۔ دیہات میں اپنے مذہب کے فضائل و محاسن زور شور سے بیان کرتے ہیں اور سامعین کو اُن کی باتیں بہت ناگوار گزرتی ہیں لیکن کسی کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ اُنہیں روک ٹوک سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ سُننے کو جی نہ چاہا اور چلدیئے۔ اسی طرح ہمارے واعظوں کو چاہیئے کہ جہاں مسلمانوں کا کوئی مجمع ہو۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو وہاں جاکر تبلیغ احکام کریں اور بلا استثنائے غریب و امیر نادار و متموّل ہر ایک کو صراط المستقیم پہ چلنے کی ترغیب دیں اور اپنے اس فرض کو باحسن الوجوہ سرانجام کریں ورنہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن ضرور اُن سے سوال کیا جائیگا کہ مولوی صاحب! آپ نے علم پڑھ کر اُس سے لوگوں کو کیا نفع پہنچایا اور اُس اعرابی کی طرح جسنے خوش ہوکر دعا مانگی تھی کہ خدایا

مجھے اور محمد کو بخش اور کسی کی مغفرت نہ کر نا صرف اپنے لئے علم پڑھا یا اُس سے کسی کو مستفید بھی کیا ؟ آجکل باتوں کا وقت نہیں اور نیچا ویز سوچنے کا زمانہ نہیں۔ ہمارے کان فضول اور نا کارہ انجمنوں کے قیام کی خبریں سُن سُنکر اُکتا گئے ہیں۔ ہمیں ایسے اور صرف ایسے صوفیائے عظام اور علمائے کرام کی ضرورت ہے جو زیادہ نہیں تو اپنے حلقہ اثر میں۔ اپنے قصبہ میں تو لوگوں کو ہدایت دیں اور ان بدعات سے روکیں جو اُن کی بے توجہی کی وجہ سے حشرات الارض کی طرح لاتعد و لاتحصیٰ طبقہ جہال میں پیدا ہو گئی ہیں اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب میں اُن بدعتوں کی تفصیل بیان کرونگا جنہیں آجکل عوام الناس ایک معمولی بات سمجھے ہوئے ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے احکام کے سراسر منافی ہیں۔ اور جنکی اصلاح ہمارے صوفیائے عظام اور علمائے کرام کے بغیر کسی سے نہیں ہو سکتی۔ وما توفیقی الا باللہ

خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

(از جناب منشی عبدالمجید صاحب صدیقی از لاڑکانہ)

فلک توحید کے اے آفتاب — مخزن انوار۔ رسالت مآب
صاحب قرآں شہِ عالی جناب — مورد صلِّ علیٰ "احمد" خطاب
اے بسراپردہ یثرب بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

ہو رہی ہیں معرکہ آرائیاں — جل رہے ہیں خرمن امن واماں
اُڑ گئی ہے رونقِ بزم جہاں — آگئی ہے باغ عالم میں خزاں۔
اے بسراپردہ یثرب بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

امن عالم کا ہے تو ہی تاجدار — صاحبِ حلم و مروت بردبار
تیری آمد سے ہے سکون و قرار — تیرا سایہ صورتِ ابر بہار
اے بسراپردہ یثرب بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

تیری بعثت رحمتِ حق کا سبب — رحمۃ للعالمین تیرا لقب
(از خدا خواہیم توفیقِ ادب) — ہم ادب سے عرض کرتے ہیں یہ اب
اے بسراپردہ یثرب بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

بھول گئے ہم ترا نقشِ قدم — حسرت و ارماں ہے اور رنج و الم
دل میں ہے اک درد اور آنکھیں ہیں نم — لب سے نکلتی ہے صدا دمبدم

اے بسراپردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

نمبر ۲

برگزیدہ نبی صلعم کے برگزیدہ خصائل

(از جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب از گکھڑ)

ذوق رکھ سنت گرامی سے ہے شرف آپ کی غلامی سے

جو کوئی پیرو رسول نہیں لاکھ طاعت کرے قبول نہیں

حضرت حبیب رب العالمین رحمۃ للعالمین کی پاک زندگی میں سب سے بڑا پاک اصول سب سے بڑا مقدس گر (جو تمام ترقیوں کا راز ہے) یہ ہے کہ جس بات کی تعلیم جناب نے دنیا کو دی اُس پر سب سے پہلے خود عمل کرکے دکھلایا۔ قرآن پاک میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ جسکا عملی سبق آپ نے اپنی پاک زندگی میں خود کرکے نہ دیا ہو۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ کسی دوسرے نبی کے حالات میں نہیں ملتی۔ کہنا اور چیز ہے کرکے دکھانا اور شے ہے۔ تمام نبیوں اور رسولوں کے صحائف اور واقعات پر نظر ڈالنے سے یہ تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دی۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ جس بات کی طرف اُنھوں نے لوگوں کو دعوت دی اُس پر انھوں نے اپنے آپ کو کس قدر عمل پیرا بنایا۔ اپنے وجود سے اُسکو کہانتک عملی لباس پہنایا۔ اس خاص خصوصیت میں جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دنیا کیلئے ایک کامل اُسوۂ حسنہ ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم کا ایک گوشہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ جسکا عملی نقشہ آپ کی زندگی میں نظر نہ آئے۔ نور الانوار وغیرہ میں لکھا ہے کہ قرآن پاک پر عمل کرنا بلا تکلف آپ کی جبلت تھا۔ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معاشرت خانہ داری کی کسی شاخ کے متعلق کچھ دریافت کیا تو صدیقہؓ نے قرآن پاک کی ایک آیۃ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ کیا قرآن میں یہ امر نہیں دیکھا کیونکہ آپ کا فعل تو وہی تھا جو حکم قرآن ہے۔

اسوۂ حسنہ میں سب سے بڑا سبق مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کیلئے یہی ہے کہ وہ عملی قوت اپنے اندر پیدا کریں جس بات کا زبان سے اقرار کریں یا جس بات کو وہ اپنے لئے یا خلق خدا کیلئے مفید سمجھیں اُس پر عمل کریں نہ یہ کہ صرف زبانی جمع خرچ سے کام چلائیں۔ اگر مسلمان اس پاک نمونہ کو سامنے رکھکر اپنی عملی حالت کو درست کرلیں تو آج ہی ان کا بیڑا پار ہوجائے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو عملاً آپکے ہر ایک قول و فعل کی تقلید کرتے ہیں اور اُس مبارک نمونہ کی پیروی ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ جو مسلمان تنزل و پستی کی زندگی میں مبتلا رہتے ہیں اور اُس سے اُبھرنے کی کوشش نہیں کرتے اُن سے زیادہ بُرا اور زیاں کار کوئی نہیں۔ قرآن پاک میں ہے:-

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً — کہ اے رسول پاکؐ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ زیانکار

الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا — کون لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکی کوشش پست اور متنزل

وہم یحسبون انھم یحسنون صنعا (پ کہف ع ۱۲) زندگی میں گمراہ ہوئے اور اسپر بھی وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کارگزار ہیں۔

مسلمان اگر اُس پاک اُسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں اور سچ مچ کے مسلمان بن جائیں تو دین و دنیا کی ہر طرح کی سربلندی و عزت انہیں کیلئے ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ۰ (پ آل عمران ع ۱۴) (مسلمانو!) تم ذلیل نہ ہو اور رنجیدہ نہ ہو۔ تم اگر ایماندار ہو تو تمہیں ہی سربلندی ہوگی۔

آپکا عمل آپکا نمونہ آپ کی تعلیمات جنکی جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ کو تلقین کی جبتک انپر مسلمانوں کا عمل رہا تمام زمانہ کی خوبیاں مسلمانوں ہی کیلئے مخصوص ہوگئی تھیں۔ حضرت سرورِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنے مرقد اقدس میں زندہ ہیں اسلئے کہ موت اگر ہے بھی تو جسم کیلئے۔ روح پر اُسکا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اور جنکے نزدیک آپ کا جسم اطہر بھی قبر میں محفوظ و موجود اور عام انسانی موت سے پاک ہے وہ اور بھی اسپر غور کریں آپ کی مقدس نگاہیں ہمہ تن چشم بنی ہوئی ہیں کہ ہم آپ کی نیک نظر سے فائدہ اُٹھا کر اپنی حالت کو کسقدر درست کرتے ہیں اور جن اصول وضوابط کی آپ نے تعلیم دی تھی۔ ہمارا طرز عمل اُن سے کہانتک مطابق ہوتا ہے۔

مسلمانو! جب اغیار تک اُس ذاتِ پاک کی تعظیم پر مجبور ہیں تو کیا تم کو اُسکا احترام نہ کرنا چاہئے اور اُسکی تعلیمات کو اپنی زندگی کا اصول نہ بنانا چاہئے۔ یاد رکھو سچی تعظیم و احترام یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی و الہام کے ذریعہ سے ہماری فلاح و رفاہ کیلئے جو اصول قرار دئے ہیں اور اپنے عمل سے اُنکو عملی صورت میں تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو اُنہیں لائنوں پر لائیں۔ آپکی تعلیمات کو پھیلائیں اور عہد کریں کہ آئندہ ہم میں ہر شخص ان مبارک اصول وضوابط کا پابند نظر آئیگا ؎

قدم باید اندر طریقت نہ دم
کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم

اس سلسلۂ مضامین میں حضور علیہ السلام کے اخلاق ستودہ کی تاریخی اور عملی نظریں اور بیانات دیکر آپ کی بعض اخلاقی تعلیمات کا نمونہ بھی پیش کیا جاتا ہے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی جو آجکل زیادہ تر "مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب" کے مصداق ہو رہے ہیں۔ اپنے مقدس ہادی کے اوصاف و فضائل کا علم حاصل کرنیکے علاوہ اُن کی بہت سی پاکیزہ تعلیمات سے بھی باخبر ہو سکیں اور سعادت کی تائید اور خدا کی توفیق سے اُنپر عمل کرکے سچے اور قابل فخر مسلمان بن جائیں۔

رحم و مروّت

رسول پاکؐ میں رحم و مروّت اسحد جہ کی تھی کہ کبھی کسی آدمی پر غصہ نہ فرماتے خصوصًا اپنے کام کے بارہ میں اگر کسی خادم یا رفیق سے خاص آپؐ کے حکم کی تعمیل میں کوئی غلطی ہو جاتی تو آپؐ بڑی فیاضی سے درگزر کرتے اور کچھ ملامت بھی کرتے تو ایسے طریقہ سے کہ جسکو ملامت کی جاتی اُسکا دل بھی نہ دُکھتا

اور اثر بھی پورا ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ کہ جب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کسی خادم پر ناراض ہوتے تو یہ فرماتے کہ "اگر مجھے روز قیامت میں بدلہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمہیں اس مسواک سے خوب ہی مارتا۔

خود بھی انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور بچپن سے حضور کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک روز سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو کسی کام کو فرمایا۔ انس رض کہتے ہیں کہ میں نے اس کام سے انکار کر دیا اور جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے۔ لیکن پھر میں خود ہی اپنے دل میں نادم ہوا اور اُس کام کے انجام دینے کے واسطے روانہ ہو گیا۔ مسجد سے نکلکر گلی میں چند لڑکوں کو کھیلتے دیکھا اور بچپن کے اقتضاء سے ان کا کھیل دیکھنے لگا۔ میں اُسطرف متوجہ تھا کہ پشت کی جانب سے کسی نے میری گردن پکڑ لی۔ اور میں نے مڑکر دیکھا تو رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے آنکھیں چار ہوتے ہی مسکرا کر فرمایا۔ "انس رض کیا تو اب کام کرنے جارہا ہے"؟ حضرت انس رض کہتے ہیں کہ آپؐ کے اس کہنے کا مجھپر ایسا اثر ہوا کہ میں عرقِ ندامت میں غرق ہو گیا۔ اور پھر عمر بھر کبھی آپ کے کسی حکم کی سرتابی نہ کی"

مکہ والوں کی طرف سے مایوس ہو کر حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم شہر سے نکلے۔ زید رض ساتھ تھے اور مختلف قبائل میں دعوت اسلام دینے کیلئے گئے اور منزل بمنزل پا پیادہ کوہ طائف پر جو مکہ سے شمال کیجانب میل پر واقع ہے تشریف لیگئے وہاں پہنچکر بھی دعوت اسلام۔ توحید کی منادی شروع فرما دی۔

طائف کے حکمراں سردار اور اُسکے بھائیوں نے اپنے غلاموں بستی کے شہدی لوگوں اور اطفال کو سمجھایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دق کریں۔ تکلیف دیں۔ ہنسی اُڑائیں۔

ایک دفعہ ان بدمعاشوں نے آپ پر اسقدر کیچڑ اور پتھر پھینکے کہ حضور نے ایک احاطہ کے اندر جاکر پناہ لی۔ ایک دفعہ جسم اطہر پر اتنے پتھر مارے کہ جسم سے خون جاری ہوا اور پاؤں مبارک کا جوتا خون جم کر پاؤں سے چمٹ گیا۔

ایک دفعہ ایسی چوٹ لگی کہ آپؐ بیہوش ہو گئے۔ حضرت زید رض اپنی پشت پر اُٹھا کر حضور کو بستی سے باہر لیگئے۔ پانی کا چشمہ رواں تھا۔ پانی کے چھینٹے مُنہ پر دئے تو ہوش آیا اور وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ مگر العظمۃ للہ جوشِ کرم اور وفور رحمت کا یہ عالم تھا۔ کہ بد دعا کی بجائے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ "اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے ان کی اولاد ضرور توحید کا کلمہ پڑھنے والی ہوگی۔

جب جنگِ احد میں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرۂ انور زخمی ہوا تھا تو اصحاب پر یہ بات نہایت شاق گزری۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ "یا نبی اللہ! آپ کفار کے حق میں بد دعا کیجئے۔ فخر دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بد دعا کرنے کے لئے دنیا پر مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ رحمت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ حق کی طرف بُلانا میرا کام ہے نہ کہ بد دعا کرنا۔ پھر دستِ مبارک اُٹھا کر

یوں دعا فرمائی - اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون - یعنی اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھکو پہچانتی نہیں - سبحان اللہ ؎

لوحِ جبیں پہ سنگ پڑا بد دعا نہ کی　　بیگانوں کے گلے سے زباں آشنا نہ کی
اور عین عارضے میں نظر جز خدا نہ کی　　بخشی شفا مریضوں کو اپنی دوا نہ کی

حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب مولوی سید ابو العاص صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ بانکی پور)

حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی نام ابو القاسم الجنید ہے - انکے والد بزرگوار کا نام محمد ہے - عراق میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی - قوم شیخ سے تھے - اصول فقہ انہوں نے ابن ثور شاگرد امام شافعی رح سے سیکھا تھا لیکن قانون شرع میں حضرت سفیان رح کے مقلد تھے - جسوقت لوگ حضرت خواجہ جنید رح کی باتوں کو سُنتے تھے تو حیرت میں آکر سوال کرتے کہ آپ نے یہ باتیں کس سے حاصل کیں وہ جواب دیتے میں نے یہ باتیں اُس سے سیکھی ہیں جو دل کا بھید جاننے والا ہے - ایک دن حضرت جنید رح ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ لئے ہوئے نہایت بشاش چلے جارہے تھے - اُن سے کسی نے سوال کیا آپ نے پاکی اور تقدس کیونکر حاصل کیا؟ جواب دیا کہ میں نے اُس راہ کو نہیں چھوڑا جو خدا کی طرف جاتی ہے - حضرت خواجہ جنید رح خود فرماتے ہیں کہ مجھکو اُنکے چچا نے بار بار وعظ کہنے کیلئے ہدایت کی لیکن وہ برابر عذر کرتے رہے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکیگا - مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے - آخر ایک دن اُنہوں نے خواب میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ جنید! جا لوگوں کو وعظ کہا کر" خواب سے بیدار ہوکر چچا کے پاس گئے اور خواب کا حال بیان کیا - اُنہوں نے کہا کہ میں برابر یہی کہتا تھا خیر اب تو بشارت بھی ہوگئی حکم بجالاؤ - اُسدن سے حضرت جنید رح مسجدوں میں وعظ کہنے لگے - وعظ سُننے کیلئے کثرت سے لوگ جمع ہوتے تھے - ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک نوجوان عیسائی مسلمانوں کا بھیس بدلکر مسجد میں آیا اور وعظ ختم ہو جانیکے بعد خواجہ رح سے اُسنے سوال کیا کہ اس حدیث کے کیا معنے ہیں "مومن کی قیافہ شناسی سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے" حضرت خواجہ جنید رح تھوڑی دیر سر نیچا کئے ہوئے چُپ رہے اور اُسکے بعد فرمایا مسلمان ہو جا تیرے اسلام لانے کا وقت قریب آگیا" چنانچہ وہ عیسائی اس جواب سے نہایت متحیر ہوا اور اُسی وقت مشرف بہ اسلام ہوگیا - حضرت جنید رح نے پیادہ پا تیس بار بیت اللہ شریف کا حج کیا ہے کن کن علوم کو حاصل کیا کیسی لیاقت پیدا کی اسکے بیان کی یہاں گنجائش نہیں - مختصر یہ کہ اپنے وقت کے قطب اور بحر العلوم تھے - شہر بغداد میں ۲۹۷ھ مطابق ۹۱۰ء میں انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

۷۸۶

ہماری موجودہ حالت

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب ناز سیالکوٹی)

جب کبھی بزرگان سلف کے سبق آموز واقعات مطالعہ کرنیکا موقعہ ملتا ہے۔ اور اُن کی طرز زندگی پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاتا ہے تو آج کے اسلام اور اُس زمانہ کے اسلام میں بے حد فرق محسوس ہوتا ہے اسمیں کچھ شک نہیں کہ وقت ہر اُس شے میں جو اُس کے احاطۂ اثر میں ہے۔ تبدیلی اور تغیر کئے بغیر نہیں رہتا مگر موجودہ زمانہ میں اس انقلاب کی زندہ تصویر آجکل کا اسلام ہے۔ جسکی حسرتناک حالت پر عبرت کی آنکھیں ہمدردی کے آنسو بہا رہی ہیں۔ اور جسکی یاس انگیز صورت انقلابات عالم کی دستبرد کے نہ بھولنے والے افسانوں کو زبان حال سے دہرا رہی ہے۔ گزرنے والا زمانہ کیا بلحاظ شوکت وحشمت اور کیا بلحاظ اخلاق ومروت کے تاریخ عالم میں زرّیں حروف سے لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمان فاتحوں کی منہدم نشانیاں تباہی اور بربادی کی گود میں سر رکھے ہوئے ابھی تک اہل دل کو خون کے آنسو رُلاتی ہیں۔ بانیوں کی مٹی ہوئی یادگاریں اُن کی پامال شدہ تمناؤں کے گلے مل کر رنج اور حسرت کا رونا روتی ہیں۔ اور اُن قوموں کو جو آج برسر اقتدار ہیں۔ آنے والے انجام کا پتہ دیتی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے اس زمین کے سٹیج پر جسے پہلے انسان کی پہلی نافرمانی نے مصائب اور آلام کی جدوجہد کے حوالے کر دیا۔ کئی قومیں ظاہر ہوئیں اور اپنا اپنا کام کر کے فراموشی کی دنیا میں چلی گئیں علم التاریخ میں بہتیرا سر مارا کہ اُن قوموں کا حال معلوم ہو۔ مگر گمنامی کے غار کی تاریکی نے چشم تحقیق کی روشنی کو کام نہ کرنے دیا۔ اور اس زمین کی جسکا ذرہ ذرہ زبان حال سے اپنے کبھی کے بسنے والوں کے واقعات بیان کر رہا ہے۔ مفصل داستان کوئی بھی نہ سُنا سکا۔ وہ اقوام جنکی ترقی وتنزل کے قصے صفحات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ پیدا ہوئیں۔ جوان ہوئیں۔ بڑھاپا آیا۔ آخر چل بسیں۔ اور آنے والی نسلوں کو نہ صرف ترقی کے راز بتاتی گئیں۔ بلکہ اُن کے اسباب سے بھی خبردار کر تی گئیں جو اُنکے زوال کا باعث ہوئے تھے۔ تباہ شدہ قوم کے کھنڈروں پر اپنی ترقی کی عمارات کو تعمیر کرنیوالی ایک اور قوم حرّیت کی بارش برساتی ہوئی دنیا کے سٹیج پر جلوہ گر ہوئی۔ سادگی اور آزادی نے اُسکے اقتدار کی حدود کو وسیع بنایا۔ جبتک وسعت مملکت اور دیگر امور کی مصروفیت رہی۔ ترقی کی عمارات بلند ہوتی گئیں۔ آخر دولت وحشمت نے مصروفیت کی باگ اپنے ہاتھوں میں لی اور لوازمات امارت کی جستجو نے اُس جوش کو جو کبھی حریت اور آزادی کی رہنمائی میں کہیں کا کہیں اُڑا پھرتا تھا۔ سامان عیش کے فراہم کرنے میں لگا دیا۔ اس عیش وعشرت کے زمانہ کے دور میں جود وسروں کے لئے باعث رشک تھا

بدی اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ اقلیمِ تمدن میں داخل ہوئی اور قلیل عرصہ میں اُسکی جڑوں کو کھوکھلا کر ڈالا۔ مذکورۂ بالا منزلوں کو طے کرنیوالی قوم کی سستی اور کاہلی سے فائدہ اُٹھانے والی ایک اور قوم نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور یہ دیکھ کر کہ وہ تمام قویٰ جو کبھی اُس قوم کو ممتاز بنائے ہوئے تھے۔ لوازماتِ شان و شوکت کے سبب ضعیف ہوگئے ہیں۔ اپنی نوزائیدہ قوت کو بجلنی کیلئے تیار کیا اور تھوڑے عرصہ میں وہی قوم جسکی صولت و حشمت کا ڈنکا نزدیک و دور بج رہا تھا۔ مُردوں میں شمار ہونے لگی یہ منزلیں جنکا ذکر اوپر آیا۔ تمام اقوام کو یکے بعد دیگرے طے کرنی پڑیں۔ مسلمان بھی آزادی اور حریت کے جوش میں آئے۔ صداقت اور راستی کی دستگیری میں کہیں کے کہیں پہنچ گئے۔

بنجر زمینوں کو۔ پہاڑی قطعوں کو رشک ارم بنا دیا۔ ملک گیری کی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ تعلیم و تعلم کی کوششوں میں بھی سرگرم رہے۔ رشکِ ارم باغات۔ اور فردوس مثال گلشنوں کی ہواؤں کے خوشبوؤں سے لدے ہوئے جھونکوں نے آخر اپنا اثر کیا۔ عیش و تنعم کی نیرنگیوں نے پُرانے جوش سرد کر دئے۔ نتیجہ وہی ہوا جو قوانینِ فطرت میں ہے۔ جس سُرعت سے پھیلے تھے اُسی تیزی سے سمٹے۔ اور ایسے سمٹے کہ صدیوں پر صدیاں گزر گئیں مگر اُنھوں نے جنبش تک نہ کی۔ وہی قوم جسکے شجاعانہ کارناموں اور قابل تقلید اخلاق کے شہرہ سے دنیا گونج اُٹھی تھی۔ آج جس ذلت اور خواری سے بری بھلی زندگی بسر کر رہی ہے اُسپر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر تاریخ موجود نہ ہوتی تو دنیا کو کبھی یقین نہیں آسکتا تھا کہ یہ قوم بھی کبھی برسرِ حکومت تھی۔ حکومت کی داستانیں اُنہیں کے ساتھ دفن ہوگئیں جو کبھی برسرِ اقتدار تھے۔ جاہ و جلال اور شوکت و اقبال کے تذکرے اُنہیں کے ساتھ گئے جو کبھی والیِ تخت و تاج تھے۔ زمانۂ سلف کے فسانے اب خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ زمانہ یہ نہیں پوچھتا کہ تمہارے آباؤ اجداد کیا تھے بلکہ یہ پوچھتا ہے کہ تم کیا ہو۔ اس سوال کا جواب جو آئے دن زمانہ کے انقلابات ہم سے پوچھ رہے ہیں۔ ہماری موجودہ حالت دے رہی ہے۔ مسلمانوں کی زندگی پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کس عبرتناک حالت میں ہیں۔ اگر گنتی کے چند آدمی صاحب اقتدار ہیں تو اس سے قوم کی مجموعی حالت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ قوم کے کثیر التعداد افراد باوجود اس روشنی کے زمانہ کے جہالت کی تاریکی میں بھٹک رہے ہیں اور اُنہیں کوئی رستہ دکھانے والا نہیں۔ مسلمانوں کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اُس جد و جہد سے بےخبر ہے جو موجودہ زمانہ نے قومی ہستی کو برقرار رکھنے کیلئے مختلف اقوام کے سامنے پیش کی ہے۔ دن پر دن اُڑے چلے جا رہے ہیں اور ہر ایک گزرنے والی گھڑی نئے نئے انقلابات کا پیغام لیکر آتی ہے۔ اپنی حالت کو سنوارنے والے لوگ ان پیغامات کو اپنی ہستی کا جزو بنا کر سرگرم جد و جہد ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ مطلق التفات نہیں کرتے اور کریں بھی تو کس طرح وہ باخبری کی روح جو آجکل احیاءِ اقوام میں جلوہ گر ہو کر انہیں تہذیب و تمدن کی زندگی سے مالا مال کئے دیتی ہے اُن میں

موجود نہیں اور موجود کس طرح ہو جب روح پھونکنے والے ہی خود غرضیوں کی اُلجھنوں میں اُلجھے ہوئے اپنی دینی بھائیوں کی دستگیری کے اصول کو نظر انداز کئے دیتے ہیں اور اُن کی کمزوری سے اپنے اقتدار کو تقویت پہنچانا فرض عین سمجھتے ہیں۔ وہ خاص کیرکٹر جو کسی قوم کی ہستی کا جزو ضروری ہے مسلمانوں میں مفقود ہے۔ موجودہ طرز زندگی کو دیکھنے والی آنکھ سے یہ ناگوار حقیقت چھپی نہیں رہ سکتی کہ انکی زندگی کا کوئی پہلو بھی تو خواہ وہ تمدنی ہو یا سیاسی۔ اقتصادی ہو یا مذہبی۔ تعلیمی ہو یا اخلاقی روشن نہیں کیا جا سکتا۔ سوسائٹی کے اُن اصولوں کو جو اتی عرب نے وضع کئے تھے پس پشت ڈالکر سرعت سے پستی کی جانب گرے جا رہے ہیں۔ ہمدردی ہم میں نام کو نہیں۔ اخوت مدت ہوئی ہماری روش سے بیزار ہو کر اُن لوگوں کے پاس چلی گئی جو اُسکی قدر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مسلمان کسی زمانہ میں بھائی بھائی تھے مگر اس زمانہ میں جبکہ اُنہیں ایک دوسرے کے بھائی بننے کی اشد ضرورت ہے۔ خود غرضی کی پٹی آنکھوں پر باندھے۔ اپنے ہی دینی بھائیوں کی آرزؤں کو پامال کرکے بیگانوں کی تمناؤں کا زینہ بنا کر ترقی کے مدارج طے کرنے کی فکر میں نظر آتے ہیں۔

طالبان ترقی کا کیا ذکر۔ ہم میں سے ہر ایک اپنا اُتو سیدھا کرنے کی فکر میں ہے۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اسی دُھن میں ہیں۔ ہاں کسی کا دائرہ وسیع ہے اور کسی کا محدود۔ اللہ اللہ۔ کبھی وہ زمانہ بھی مسلمانوں پر گزرا ہوا تبا یا جاتا ہے کہ ایک بھائی کی دولتمندی دوسروں کیلئے باعث فخر تھی مگر آج یہ حالت ہے کہ باعث حسد ہو رہی ہے۔ گھر میں بیٹھ کر بیوی بچوں میں باقاعدہ اس امر کا تذکرہ ہوتا ہے کہ فلاں کو پیٹ بھر کر کھانا کیسے میسر آتا ہے۔ ان وسائل پر بحث ہوتی ہے۔ اُن وجوہات کو پرکھا جاتا ہے جنسے وہ بیچارہ اپنا اور اپنے کنبہ کا پیٹ پالتا ہے۔ بدگمانی اور بدظنی کی مرض یہانتک ترقی پا گئی ہے کہ کسی پر اعتبار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ صدہا قسم کی قسمیں رائج ہیں اور رائج ہو رہی ہیں۔ خانگی معاملات میں طرح طرح کے عیوب و نقائص راہ پا گئے ہوئے ہیں اور اُن مقدمات پر جو ہر روز عدالتوں میں فیصلے کے لئے پیش ہوتے ہیں۔ ایک اجمالی نگاہ ڈالنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُن میں کی کثیر تعداد اُن مسلمانوں کے خانگی معاملات کے متعلق ہوتی ہے جنہوں نے اپنے بے مثل ہادی کی زرّیں اور قابل قدر ہدائتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

بات بات پر جھگڑا۔ ہر ایک معاملہ پر لڑائی اور دنگہ۔ معمولی معمولی باتوں کو یہانتک طول دینا کہ سوائے مجسٹریٹ کے اُلٹے سیدھے فیصلے کے ہماری تسلی نہیں ہوتی۔ یہ ہے ہماری روزانہ زندگی کی معمولی سی جھلک۔

باقی آئندہ

شذرات

(از جناب مولوی شیخ نورالدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا اثاث البیت ایک چٹائی - چمڑے اور بدھنے کے سوا کچھ نہ تھا - ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا - پوچھا کون ہے؟ کہا محمد بن سلیمان خلیفہ وقت الغرض اجازت ملنے پر خلیفہ اندر آیا اور بیٹھ گیا - تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے پوچھا کہ جب کبھی میں آپ کو دیکھتا ہوں میرے دل پر آپ کی ہیبت چھا جاتی ہے - اسکی وجہ کیا ہے؟ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالیٰ ہی مقصود ہوتا ہے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے سب ڈرتے ہیں اور جسے دنیا مقصود ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (پ ۲۲ س فاطر ع ۴) خدا سے تو اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو خدا کی آثار قدرت کا علم رکھتے ہیں -

---

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا مانگی کہ بار خدایا کسی فاسق کو یہ قدرت نہ دے کہ وہ میرے ساتھ احسان کر سکے کیونکہ اس صورت میں میرا دل اسکی طرف رغبت کریگا - جناب سرور کائنات علیہ افضل السلام والصلوٰۃ نے یہ دعا اس بنا پر مانگی کہ محسن کی طرف محسن علیہ کا دل بالضرور رغبت کرتا ہی اور حق تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون (پ ۱۲ س ہود ع ۱۰) اور مسلمانو! جن لوگوں نے ہماری نافرمانی کی ان کی طرف کو نہ جھکنا ورنہ دوزخ کی آگ تم کو آلگے گی اور خدا کے سوا تمہارا کوئی مددگار تو ہے نہیں تو نافرمانوں کی طرف جھکنے کی صورت میں اسکی طرف سے بھی تم کو مدد نہیں ملیگی -

---

حضرت ابوادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہوں - انہوں نے کہا تم کو بشارت ہو - میں نے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عرش کے گرداگرد قیامت کے دن کرسیاں بچھائی جائینگی - بعض لوگ ان کرسیوں پر بیٹھینگے - انکے چہرے بدر منیر کی طرح تاباں و درخشاں ہونگے - دیگر اشخاص ہراساں ہونگے - مگر یہ کرسی نشیں بے خوف - تمام لوگ خوف و اضطراب میں ہونگے - مگر کرسی نشیں مطمئن - اصل یہ ہے کہ یہ کرسی نشیں خدا کے دوست

ہونگے نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (پ ۱۱ س یونس ع) یاد رکھو خاصان خدا ایسے امن میں ہیں کہ قیامت کے دن انپر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح پر آزردہ خاطر ہونگے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا المتحابون للہ۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہیں۔

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمائیگا وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے میرے واسطے دوستی کی تھی؟ تاکہ آج کے دن کہ کہیں خلق کی پناہ لینے کو سایہ نہیں ہے ان کو اپنے سایہ میں رکھوں اللھم اظلنا تحت عرشک یوم لا ظل الا ظلک آمین

امریکہ میں مے نوشی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ گزشتہ سال میں امریکہ کے باشندوں نے پونے دو ارب پونڈ کی شراب پی۔ اسپر ایک امریکن اخبار بجا لکھتا ہے کہ جو قوم ایک سال کے عرصہ میں اتنی شراب پی جاتی ہے اسکو ہم مہذب وسنجیدہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟

شراب وہ بدی ہے جو قدیم ایام سے تہذیب وتمدن کے ساتھ ساتھ مہذب ومتمدن اقوام میں چلی آئی ہے۔ آج سائنس نے اسکے مضرات کو پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے تو ٹھیک اسلامی تعلیمات کے مطابق یورپ کے بڑے بڑے کیمسٹ اور فزیالوجسٹ شراب کی حرمت اور امتناع تجارت شراب کے متعلق مضامین شائع کر رہے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں شراب جماع الاثم اور ام الخبائث ہے اسی بنا پر اسلام نے اسکو قطعی حرام قرار دیا یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (پ ۷ س المائدہ ع ۱۲) مسلمانو! شراب قمار بت اور حصہ کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

شراب کی برائی کا یہ پہلو ہر شخص جانتا ہے کہ نشہ میں انسان بیہودہ بکتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے لڑتا ہے۔ دنگہ فساد کرتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ وہ نشہ میں فیاض وکرم گستر بھی بنجاتا ہے اور یہ تعریف کا پہلو ہے۔ اسی بنا پر قرآن شریف نے شراب وقمار کی نسبت فرمایا ہے فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما (پ ۲ س البقرہ ع ۲) ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں۔ مگر انکے فائدہ سے انکا گناہ اور نقصان بڑھ کر ہے۔ حکیم سنائی اس تعریفی پہلو سے بھی شراب کی برائی کا یقین دلاتا ہے ؎

نکند عاقل مستی نخورد دانا مے　　　　نہنہد مردم ہشیار سوے مستی پے

گر کنی بخشش گویند کہ مے کردنہ او　　در کنی عربدہ گویند کہ او کرد نہ مے

یعنی شراب ایسی چیز ہے کہ انسان اگر سخاوت بھی کرتا ہے تو لوگ اس کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ شراب کا فیض ہے۔

جو لوگ تقلید یورپ کے نشہ میں چور ہیں بیدار ہوں اور اپنی حالت پر غور کریں۔ یورپ جیسے سرد ملک میں جب شراب کے مضرات سے لوگ نالاں ہیں تو ہندوستان جیسے ملک میں جو نسبتاً بہت گرم ہے شرابخواری کے کیسے نتایج سئیہ مرتب ہونگے؟ اگر انسان وحیوان میں عقل ہی کا فرق ہے تو شراب کے ایک پیالہ پر عقل کو فروخت کردینا عقلمندی سے بعید ہے۔

———— :<:>: ————

اخلاق بد سانپ اور بچھو کی مانند ہیں جو روح کو ڈستے ہیں اور انکے زخم کا اثر قبر میں ظاہر ہوتا ہے۔ اخلاق بد اس دنیا کے سانپوں اور بچھوؤں سے زیادہ موذی ہیں۔ کیونکہ ظاہری سانپوں اور بچھوؤں کا زخم بدن پر ہوتا ہے مگر اخلاق بد کا اثر روح پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے دوست کو اطلاع دے کہ تیرے کپڑے میں سانپ یا بچھو ہے تو وہ ہرگز برا نہیں مانے گا بلکہ اپنے محب شفیق کا ممنون ہوگا پھر روحانی سانپوں اور بچھوؤں کی اطلاع یابی پر کیوں برا مانا جاتا ہے؟ جب کوئی برادر مہربان تخلیہ میں عیب ظاہر کرے تو اسپر ناراض نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسکا رہین منت ہونا چاہیئے۔ وَنِعْمَ مَا قِیْل

از صحبت دوستاں برنجیم　　کاخلاق بدم حسن نمایند
عیبم ہنر و کمال بینند　　خارم گل و یاسمن نمایند
کو دشمن شوخ چشم و بیباک　　تا عیب مرا بمن نمایند

آدمی کو چاہیئے نصیحت کی باتوں سے ناصح شفیق کا احسان مانے حق تعالیٰ نے جھوٹوں کی شان میں فرمایا ہے وَلٰکِن لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ (پ ۸ س الاعراف ع) لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو اپنا دوست نہیں سمجھتے۔

———— :<:>: ————

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے دو بیلوں کو دیکھا کہ اکٹھے بندھے ہوئے تھے۔ جب ایک اٹھا تو دوسرا بھی اٹھا۔ یہ دیکھ کر آپ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ فرمایا اخوان ملت بھی ایسے ہی ہوتے ہیں وہ بھی اپنی نشست و برخاست میں ایک دوسرے کا تتبع کرتے ہیں۔

———— :<:>: ————

یورپ میں جو نار الحرب بھڑک اٹھی ہے اسکی تباہی سے معابد بھی نہیں بچ سکے۔ چنانچہ فرانس نے تمام دول عظمیٰ کو اطلاع دی ہے کہ جرمنی نے ریمز کے گرجے کو مسمار کردیا ہے جو قرون وسطیٰ کے فن عمارت کا ایک بینظیر

نمونہ تھا۔ فی الواقع جرمنی نے اس عظیم الشان یادگار کے قلع وقمع میں سخت ظلم و بے رحمی سے کام لیا ہے
کہا جاتا ہے کہ جرمنی اسوقت علوم و فنون میں تمام مہذب و متمدن ممالک سے گوئے سبقت لے گیا ہے
جرمنی میں اسوقت کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو لکھا پڑھا نہ ہو۔ با اینہمہ موجودہ جنگ یورپ میں جرمنی نے
وہ ظلم و ستم ڈہائے ہیں کہ ان کی نظیر توحش کے زمانہ میں بھی مشکل سے ملیگی۔ غور کرو فریقین حرب عیسائی
ہیں اور مسیحی ہو کر گرجاؤں کو مسمار کر رہے ہیں وہ غیر اقوام کے معابد کی کیا پرواہ رکھتے ہیں مگر اسلام
نے اپنے متبعین کو مختلف مذاہب و ملل اور غیر اقوام کے معابد کی حفاظت کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ
قرآن مجید فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع
وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی
عزیز (پ ۱۷ اس الحج ع ۱) اور اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹواتا رہتا تو نصاریٰ کی صومعے
اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے
کبھی کے ڈہائے جا چکے ہوتے اور جو اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی ضرور اسکی مدد کریگا۔ کچھ شک و شبہ نہیں کہ
اللہ زبردست اور سب پر غالب ہے۔ اسی ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی کہ مسلمانوں نے دیگر اقوام کے معابد کی
حفاظت کی اور جہاں حکمراں ہوئے وہاں نہایت فیاضی سے باتباع ارشاد الٰہی لا اکراہ فی الدین
مذہبی آزادی ہر مذہب و ملت کے پیرووں کو عطا کی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جہاں جہاں اسلام گیا وہاں کے باشندے
صرف ایک ہی مذہب میں مدغم نہیں ہو گئے۔ چنانچہ ابتک اسلامی ممالک میں مختلف مذاہب و ملل کے پیرو پوری
آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سرسوں کا تیل طبی دنیا میں ہمیشہ سے قابل جراثیم تسلیم کیا گیا ہے۔ اسکے بدن پر ملنے سے پسو پاس تک
نہیں پھٹکنے پاتے۔ رات کو سونے سے پہلے اگر ہاتھ پاؤں میں سرسوں کا تیل لگایا جائے تو مچھر اور پسو
وغیرہ بالکل قریب نہیں آتے۔ اگر تیل کی بو ناگوار معلوم ہو تو اس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائے اس سے
تیل کی تاثیر بھی دوچند ہو جائے گی۔ اگر ہر روز سرسوں کا تیل بدن پر مل کر غسل کیا جائے تو کئی قسم کی
موذی امراض سے محفوظ و مصئون رہ سکتے ہیں۔ اگر اس کی دو بوندیں ناس کے طور پر ناک میں ڈالی
جائیں تو نزلہ کی شکایت دور ہو جاتی ہے اور معدہ پر بھی اسکا اچھا اثر پڑتا ہے۔ اگر اس کی چند بوندیں آنکھوں
میں ڈالی جائیں تو امراض چشم کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگر اسکے چند قطرے نمک میں ملا کر اس سے
دانت صاف کئے جائیں تو اس سے ان کی جڑیں صاف ہو جاتی ہیں اور گندہ دہنی رفع ہو جاتی
ہے۔ لکل داء دواء۔

صنعت و تجارت

(از جناب مولوی سید عرفان علی صاحب رضوی بیسلپوری)

اہل الرائے نے مسلمانوں کی ناداری و مفلسی کے بہت سے اسباب بیان کئے ہیں مگر میرے خیال ناقص میں ہماری مالی حالت کمزور ہونیکا سب سے قوی سبب یہ ہے کہ ہمنے صنعت و حرفت کو معیوب سمجھکر عرصہ سے چھوڑ دیا ہے۔ نوکری جو کہ در اصل غلامی ہے مایۂ ناز سمجھہ رکھا ہے۔ کاش ہم بزرگان دین کی سوانح عمریاں پڑہتے تو ہم کو معلوم ہوتا کہ ان میں سے بعض نے بزازی کا کام کیا ہے بعض نے آٹا بیچا ہے۔ کسی نے عطاری کسی نے گوشت کی دوکان کی ہے کسی نے تیر کسی نے زنبیل بنائی۔ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تجارت سے روزی کمائی ہے حدیث شریف میں ہے علیکم بالبز فان ابراھیم کان بزازا یعنے پیشہ بزازی اختیار کرو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیشہ بزازی کیا کرتے تھے۔ دوسری جگہ ہے کہ انسان کے ہاتھ کی کمائی سے بڑھکر کوئی بہتر کمائی نہیں بیشک اکل حلال پیدا کرنیکے واسطے صنعت و حرفت سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ مقام غور ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پیشہ ور کی کمائی کو بہترین کمائی ارشاد فرمائیں اور ہم پیشہ ور کو ذلیل سمجھیں یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے بات یہ ہے کہ مذہب کو تو ہم نے مدتوں سے طاق نسیاں میں رکھدیا ہے۔ رونا تو اسیکا ہے اسپر طرہ یہ کہ تقلید کا بھی مادہ نہ رہا۔ کاش دوسری ہی قوموں سے سبق حاصل کرتے مغربی اقوام کو دیکھئے کہ آج تجارت و صنعت ہی کی بدولت روئے زمین کی مالک ہو رہی ہیں۔ دور کیوں جائیے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ہی کے کارنامے ملاحظہ کیجئے۔ کل کی بات ہے کہ یہ قوم جو ہندوستان میں شہنشاہ کے لقب سے موسوم ہے محض تاجرانہ حیثیت سے آئی تھی۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ ہی پر کیا منحصر۔ جرمنی۔ اسٹریا۔ اٹلی جسے دیکھو تجارت ہی کی بدولت معراج ترقی پر پہنچی ہے۔ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر غفلت کا بھوت کچھ ایسا سوار ہے کہ کروٹ لینے ہی نہیں دیتا۔ غضب یہ ہے کہ اگر کوئی بیچارہ کسی پیشہ کو اختیار کرے تو قوم بھر میں ذلیل۔ یہ ہے ہمارا اسلام۔ سچ ہے مسلماں در گور و مسلمانی در کتاب۔

نہ چھوڑو اسوۂ حسنہ نبی کا

(از جناب منشی عبد المجید صاحب صدیقی از لاڑکانہ)

پڑھو قصہ عزیز و بو لہب کا	رسول اللہ پر جسنے کیا وار
اور اسکے ساتھ وہ بدبخت عورت	بچھائے جسنے گل کی راہ میں خار
نتیجہ اسکا حبل من مسد تھا	ہوا وہ خوار ہو کر خود ہی فی النار
جو دشمن دین احمد کا ہے اسیر	خدا کا قہر لعنت اور پھٹکار
نہ چھوڑو اسوۂ حسنہ نبی کا	کرو عبرت ذرا اے اہل ابصار

اصلاحِ نسواں

حقوق المسلمات

(از جناب مولنا مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب عالم فاضل از رہتک)

یہ مسلّم امر ہے کہ ترقی تعلیم پر موقوف ہے۔ انسان اور حیوان میں ما بہ الامتیاز علم ہی ہے کہ بی علم نتوان خدا را شناخت۔ اسی بناء پر فرمایا گیا ہے طلب العلم فریضۃٌ علیٰ کلّ مسلمٍ و مسلمۃ طلب اور تحصیل علوم جس طرح مردوں کیلئے ضروری ہے اسی طرح عورتوں پر بھی علم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ٹھرایا گیا ہے لیکن جس طرح خالق اکبر نے عورتوں کو خلقۃً کمزور بنایا ہے۔ تمام چیزوں مثلاً میراث۔ شہادت وغیرہ میں عورتوں کا درجہ مردوں سے کم رکھا ہے۔ اسی طرح عورتوں پر تحصیل علم کا بوجھ بھی زیادہ نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ مردوں کو تو یہانتک تاکید کی گئی ہے اطلبو العلم ولو کان بالصّین جس طرح بھی علم حاصل کرو۔ سفر طے کرکے ہو یا اپنی زبان سے چین میں جاکر پڑھو یا جاپان میں۔ غرض علم حاصل کرو۔

مردوں کو علوم کی تحصیل کی تاکید فرمانے کا سبب یہی ہے کہ انکو اطراف واکناف عالم میں کسب معاش تبلیغ و احکام الٰہی کیلئے جانا پڑتا ہے جن ممالک کی زبان سے یہ نا آشنا ہیں۔ نہ ان میں یہ تجارت کر سکتے ہیں۔ نہ اشاعت اسلام ہی کر سکتے ہیں۔ اسلئے مردوں کو غیر زبان کا سیکھنا ضروری ہوا لیکن عورتوں کو صرف اسیقدر کافی ہے کہ وہ مذہبی امور۔ تربیت اولاد۔ حقوق والدین۔ حقوق شوہر کو اچھی طرح سمجھ لیں جس سے مذہبی شعار۔ امور خانہ داری۔ بچوں کی پرورش وغیرہ کا انتظام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں۔

پس اسقدر تعلیم پردہ کے ساتھ گھروں کی چار دیواری میں بھی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ان کو قرن فی بیوتکن (گھروں میں بیٹھی رہیں) کی تاکید کی گئی ہے۔

کانفرنس لاہور کے ایک رزولیشن بابت تعلیم نسواں پر سر سید مرحوم نے جو کچھ کہا تھا اسکا ضروری اقتباس یہ ہے۔ کہ عورتوں کی تعلیم کا جدید انتظام اور انکے لئے یورپ کی تقلید میں مدارس کا قائم کیا جانا انہیں پسند نہیں تھا اور نہ یہ ہندوستان کی موجودہ حالت کے کسی طرح مناسب ہے۔

قدیم زمانہ کی لڑکیاں قرآن شریف۔ اور نماز روزے کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں۔ کسی نے بہت زیادہ ترقی کی تو قصص الانبیاء۔ حکایات اولیا۔ مثنوی مولوی روم کی چند حکایتیں مظاہر حق (اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف) اور ظفر جلیل (اُردو ترجمہ حصن حصین) یہ کتابیں پڑھ لیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات فوائد الفواد پڑھے۔ اور یہی عمدہ طریقہ تعلیم تھا جس سے لڑکیوں کے دلوں میں نیکی۔ خداترسی۔ رحم ومحبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا۔

سرسیدؒ فرماتے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ عورتوں کو افریقہ اور امریکہ کا جغرافیہ سکھانے اور الجبرا اور ٹرگنامیٹری کے قواعد بتانے اور احمد شاہ اور محمد شاہ اور مرہٹوں اور روہیلوں کی لڑائیوں کے قصے پڑھانے سے کیا نتیجہ ہے۔"

اسکے بعد مقام گورداسپور پنجاب میں خاتونان پنجاب کے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ تم ان مقدس کتابوں کے بدلے جو تمہاری دادیاں اور نانیاں پڑھتی آئی ہیں اس زمانہ کی مروجہ نامبارک کتابوں کا پڑھنا اختیار کرو۔ جو اس زمانہ میں پھیلتی جاتی ہیں۔ تمہارا فرض تھا کہ تم اپنے ایمان اور اسلام سے واقف ہو۔ اسکی نیکی اور خدا کی عبادت کی خوبی کو تم جانو۔ گھر کا انتظام اپنے ہاتھوں میں رکھو۔ اخلاق میں نیکی اور نیک دلی رحم ومحبت کی قدر سمجھو اور ان سب باتوں کو اپنے برتاؤ میں لاؤ۔ اپنے گھر کی مالک بنی رہو۔ اسپر مثل شہزادی کے حکومت کرو اور مثل ایک لائق وزیرزادی کے منتظم رہو۔ اپنی اولاد کو پرورش کرو۔ اپنی لڑکیوں کو تعلیم دیکر اپنا سا بنا ؤ۔ خداپرستی۔ خداترسی۔ اپنے ہمسائیوں کے ساتھ ہمدردی اپنا طریقہ رکھو۔ یہ تمام سچی تعلیم نہایت عمدگی سے ان کتابوں سے حاصل ہوتی ہے جو تمہاری دادیاں نانیاں پڑھتی تھیں۔ جیسی وہ اس زمانہ میں مفید تھیں ویسی ہی وہ اس زمانہ میں بھی مفید ہیں۔ پس اس زمانہ کی نامفید اور نامبارک کتابوں کی تم کو کیا ضرورت ہے۔" یہ تو سرسید مرحوم نے اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ آج سے تیرہ سو برس پیشتر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کیا تھی۔ وہ امت کی بی بیوں کو قرآن پڑھاتی تھیں۔ نماز۔ روزے۔ حج زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل کے جوابات دیتی تھیں۔ اگر کسی مسئلہ کا جواب ان کو خود نہ بن آتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرکے جواب دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حیض ونفاس نکاح وطلاق وعدت وغیرہ معاملات کی حدیثوں کے راوی اکثر امہات المومنین ہی ہیں۔ زوجین کے حقوق بھی زیادہ تر انہیں ازواج مطہرات کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادات۔ خانہ داری کے حالات امہات المومنین ہی کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے ہیں۔

اسی طرح صحابہ کرام رضؓ کی بیبیاں اور بیٹیاں امور خانہ داری میں اپنے شوہروں کی معاون و

مددگار ہوتی تھیں۔ بچوں کی تربیت ان کی پرورش اسی لئے انہوں نے پر کرتی تھیں جو ہوش سنبھالنے اور سن بلوغ کو پہنچنے پر یکتائے زمانہ ہوتے تھے اور اپنی قوم کے رہنما اور غیر اقوام کے حاکم تسلیم کئے جاتے تھے ؎

یہ حاکم ہر ایک شخص ان کی رعیت یہ آقا تمام آدمی ان کے نوکر

قرون اولیٰ کی بعض عورتیں بڑی فقیہ محدثہ ہو گزری ہیں۔ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ اپنے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کی محدثہ تھیں۔ علامہ ابو الفرج ابن جوزی حضرت عائشہؓ کو سب سے بڑا محقق تسلیم کرتے ہیں۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ حضرت ابن عباسؓ مفسر قرآن کی خالہ ہیں۔ اور ام الفضلؓ حضرت ابن عباسؓ کی والدہ ہیں۔ آپ نے اپنی والدہ اور اپنی خالہ سے اکتساب علوم کیا تھا۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیرؓ اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے علوم سیکھتے تھے اور بہت سے ایسے صحابی اور تابعی اور جلیل القدر مسلمان ہیں جنہوں نے اعلیٰ تعلیم و تربیت اپنے گھر میں اپنی ماؤں اور اپنے خاندان کی بڑھیا عورتوں سے پائی تھی۔

عرب کے شجاع اور بہادر مسلمانوں میں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اسکو نڈر اور جانباز بنانے کی کوشش اسطرح کی جاتی تھی کہ مختلف قسم کی لوریاں اور گیت جس سے نامردوں کے دلوں میں بھی خون مردانگی جوش مارنے لگے۔ سُنا سُنا کر قوی القلب آدمی بنایا جاتا تھا اور جب وہ بالغ ہوتا تو والدہ اسکی شجاعت و بسالت و بہادری کی شہرت کیلئے والد سے بھی زیادہ بیتاب ہوتی تھی جسوقت وہ لڑائی و جنگ میں جاتا تو والدہ اور بہنیں یہ کہا کرتی تھیں کہ اگر خدا تم کو زندہ واپس لائے تو فتحیاب لائے۔ ورنہ ہزیمت سے شہادت بہتر ہے۔ قرون اولیٰ کی مسلمان ماؤں کا یہ طریقہ تھا کہ جب بچہ رونے لگتا تھا تو اس کے رونے کیوقت قرآن شریف کی آیات نہایت ترتیل و تجوید کے ساتھ سُنا کر اسکو سلا دیتی تھیں۔ رات کے وقت جب بچہ کہانیوں کیلئے تقاضہ کرتا تو اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے پاکیزہ اخلاق کی نہ ختم ہونیوالی داستان سُناتی تھیں اور تاریخ اسلام کے واقعات۔ اسلاف کے کارنامے۔ ایک دلچسپ کہانی کے پیرایہ میں بتا دیتی تھیں۔

غرض یہ کہ جاہل مائیں جہاں گائے بکری کی فرضی منگھڑت کہانیاں بچوں کو سُناتی ہیں۔ بی شادی اور بی جیالی سے ڈراتی ہیں۔ سابقہ مائیں اسکی بجائے اسلاف کے زرّیں کارنامہ ذہن نشین کراتی تھیں اور اس طرح بچے کو دلاور شجاع اور قوم کا لیڈر بناتی تھیں۔

یہ تعلیم و تربیت دیکھ بھال۔ بچوں کی پرورش سب پردے کے اندر ہی ہوا کرتی تھی پس اس تربیت اور اس تعلیم کی مسلمان عورتوں کو ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام کی تہذیب اور اسلام کا تمدن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ عورتیں پردہ کریں۔ عورتوں کی فطرت میں یہ مادہ ودیعت رکھا گیا ہے کہ وہ مردوں سے محجوب ہوں۔ عورتوں کو حجاب پردے سے نکالنا ان کی فطرت بدلنے کی کوشش کرنا ہے۔ جسکا لازمی نتیجہ میاں بیوی میں باہمی مخاصمت ہے۔ پردے کے مخالف میاں

بیوی میں تفریق کرانا چاہتے ہیں۔ یفرقون بین المرء وزوجہٖ۔
پردہ شکن عورتوں کی خلقۃ اور فطرت پر غور نہیں کرتے۔ اب تو یورپ بھی آزادی نسواں سے گھبرا اٹھا ہے۔ جس کی ہم اس بارے میں تقلید کرنا چاہتے ہیں وہ خود اسکے مضرات سے نالاں ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر پردہ اٹھا دیا گیا تو یہ بے نقابی عجیب رنگ لائے گی اور اسکے بعد ہم ہرگز ہرگز فلاح و بہبود کو نہیں پہنچ سکینگے۔

ہم کو کلام مجید۔ اسوۂ حسنہ رسول اللہ کی اتباع و پیروی کرنی چاہئے ؎

پندار سعدی کہ راہ صفا ۔۔۔ تواں یافت جز بر پے مصطفےٰ

برادران اسلام پردہ مانع تعلیم نہیں۔ پردہ میں رکر ہر قسم کی تعلیم ہو سکتی ہے۔ ہمارے لئے یہی بات مایۂ ناز ہے جسوقت پردہ اٹھ جائیگا تو محبت و یگانگت اور دلی خلوص کی بجائے جو گھروں کی چار دیواری میں بیٹھنے والی بی بیوں کے دلوں میں آزادی کی محبت جاگزیں ہوگی اور آزاد ہونے کے بعد بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوگا کہ میاں اور بیوی میں شکوک پیدا ہونگے جسکا لازمی نتیجہ تفریق اور باہمی مخاصمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ۔

عورتوں کے توہمات

(از جناب مولوی امجد حسین صاحب ماہ عظیم آبادی)

(۱) شب کے وقت آئینہ نہ دیکھو منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں۔
(۲) شب کو پلنگ کی ادوائن کسو بیٹی پیدا ہوتی ہے۔
(۳) گھر میں نئی جھاڑو آئے تو پیر یا جمعہ کے دن۔
(۴) ہاتھ کھجائے تو روپیہ ملے۔
(۵) چاند دیکھ کر لڑکوں کا منہ نہ دیکھو ورنہ مہینہ بھر تک لڑکے ٹھوکریں کھا کر گرتے ہیں۔
(۶) جوتہ پر جوتہ چڑھا ہو تو سفر درپیش ہو۔
(۷) مرد عورت کی چوٹی نہ چھوئے بیمار پڑ جانے کا خوف ہے۔
(۸) گھر سے نکلتے وقت اگر کوئی چھینکے یا بلی راستہ کاٹ جائے تو باہر نہ جاؤ۔
(۹) آنکھ پھڑکے تو خوشی ہوتی ہے۔
(۱۰) عورت شوہر کا نام لے تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔

(تمدن)

ہمارے نبیؐ

(ازجناب شمس العلما مولوی نواب علی صاحب ٹیوٹنوی ایم-اے پروفیسر)

ہمارے نبیؐ ۱۳ برس مکہ میں اور دس برس مدینہ میں کل ۲۳ برس تک خدا کے حکم سے لوگوں کو ہدایت فرماتے رہے

خدا نے اپنا پاک کلام قرآن شریف آپ پر اُتارا جس سے بڑھکر دنیا میں کوئی کتاب نہیں ہے یہ آسمانی کتاب ہم کو اسلام کا سچا مذہب سکھاتی ہے -

ہم ایک اللہ کو مانتے ہیں - اُسی کی عبادت کرتے ہیں کوئی اُسکا مثل نہیں - کوئی اُسکا شریک نہیں نہ کوئی اُسکا بیٹا ہے نہ کوئی باپ - اُسی نے زمین آسمان - چاند - سورج - ستارے - چڑیاں - جانور اور آدمی سب کو پیدا کیا ہے اور وہی سب کو پالتا ہے - فرشتے اُسکے پاک بندے ہیں اور دن رات اُسکا حکم بجالاتے ہیں -

وہ اللہ ایسا مہربان ہے جسنے ہمیں اچھی باتیں سکھانے کے واسطے ہر جگہ نبیوں کو بھیجا جنھوں نے اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کو نیک راہ بتائی - سبکے بعد خدا نے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ کو بھیجا جنھوں نے اسلام کا ایسا کامل دین سکھایا کہ اب کسی نبی کی قیامت تک ضرورت نہیں ہے - اسلام ساری دنیا کو نجات کا سیدھا اور صاف راستہ بتاتا ہے -

ہمارے نبیؐ نے ایسی اچھی تعلیم دی کہ اب ہندو اور عیسائی وغیرہ بھی ایک خدا کو ماننے جاتے ہیں ہم آپؐ کو سچا نبیؐ مانتے ہیں اور آپ کے پہلے جتنے نبیؑ اور نیک بندے تھے سب کو سچا مانتے ہیں -

ہم یقین کرتے ہیں کہ ہم سب مرنے کے بعد زندہ ہونگے - جو نیک ہیں وہ بہشت میں چین کرینگے اور جو بد ہیں وہ دوزخ میں جلینگے -

ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے نبیؐ نے ہم کو سکھایا وہ سب خدا کے حکم سے سکھایا اور ہم کو ویسا ہی کرنا چاہیے -

ہم سب گنہگار ہیں مگر خدا کی رحمت سے نا امید نہیں ہیں - ہمارے نبی اپنی زندگی میں دشمنوں کے

واسطے بھی دعا مانگتے تھے۔ ہم اپنے پیارے نبیؐ سے محبت کرتے ہیں کیا آپ ہمارے واسطے خدا سے دعا نہ مانگیں گے؟

خدا ہمارے نبی کی دعا قبول کرتا تھا۔ ہمارے نبیؐ جب ہمارے واسطے دعا کرینگے کیا قبول نہ ہوگی؟ بیشک ہم اپنے پیارے نبی محمدؐ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے واسطے خدا سے دعا مانگیں گے اور خدا ہم کو دنیا اور دین میں خوش رکھے گا۔

ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

• ہم سب اپنے پیارے نبی پر درود بھیجتے ہیں اللھم صل علی محمد و آل محمد ای اللہ محمدؐ پر اور آپکی اولاد پر درود بھیج

دھان کا ڈھیر

(از جناب مولوی عرفان علی صاحب صفوی حنفی میلپوری)

سامنے دیکھو۔ کیسا خوشنما دھان کا ڈھیر لگا ہے۔ کچھ کسان اس ڈھیر کے پاس دھان جھاڑ رہے ہیں۔ پیال علیحدہ اور اناج علیحدہ کر رہے ہیں۔

صبح کے تین بجتے ہی ہر ایک کسان میٹھی نیند چھوڑ کر ہل کندھے پر رکھ بیلوں کی رسی ہاتھ میں تھامے ہوئے جنگل کیطرف چل دیتا ہے۔ سارے جگ میں سناٹا ہے۔ امیر و غریب اپنے اپنے مکانوں میں خرّاٹے بھر رہے ہیں۔ مگر محنتی کسان ہل جوت رہا ہے۔ سورج نکلنے سے قبل وہ تین چار بیگہ کھیت جوت لیتا ہے۔ رحمدل کسان اپنے بیلوں کا بہت خیال کرتے ہیں۔ حتی الامکان انکو دھوپ کی تپش سے بچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اتنے سویرے اُٹھتے ہیں۔ اساڑھ شروع ہونے سے قبل وہ اپنے کھیت جوت جات کر تیار کر لیتے ہیں۔ باران رحمت کا انتظار کرتے ہیں۔ رات دن آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ آپس میں چرچا ہے کہ دیکھو امسال کیسی بارش ہو۔ کوئی کہتا ہے کہ پارسال کی خشک سالی نے تو کئی کئی دن بھوکا رکھا خدانخواستہ اگر اس سال بھی بارش نہ ہوئی تو کہیں ٹھکانا نہیں۔

اساڑھ کا مہینہ شروع ہو گیا۔ کالے کالے بادلوں کے ٹکڑے آسمان پر دکھائی دینے لگے مگر زمین پر بوند نہیں پڑتی۔ کسان تپ رہے ہیں دھوپ سے ہرن کالے پڑ گئے ہیں دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ کسانوں کے لڑکوں کی ٹولیاں قصبوں اور گاؤں میں ایک دوسرے کے مکان پر جا رہی ہیں۔ چار پانچ لڑکے لوٹ رہے ہیں کوئی "دھان سوکھے پانی دے۔ اللہ تو پانی دے" کہہ رہا ہے۔ کوئی "دھان بوئیں پانی دے۔ اللہ تو پانی دے" کی رٹ لگا رہا ہے۔ اساڑھ کے بیس دن گزر گئے۔ آج کالی کالی گھٹائیں آسمان پر چھا گئیں۔ کسانوں کے دل انکو دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہو گئے گویا قارون کا خزانہ مل گیا۔ پانی برسنا شروع ہو گیا۔ کسان کھیتوں پر پہنچ گئے۔ اپنے اپنے کھیتوں کا مینڈھا باندھکر پانی روک لیا۔ جب اللہ میاں باران رحمت سے جل تھل بھر دیتے ہیں۔ کسان خوش خوش کھیت کو جوت کر بیج بکھیر دیتے ہیں خداوند کریم

ہمارا تمہارا سب کا رازق ہے اور جسکو ہر وقت اپنے بندوں کا خیال ہے۔ پودے اُگاتا ہے۔ ایک ہی ہفتہ میں جہاں کل میدان پڑا تھا آج خدا کی قدرت سے ہرا بھرا لہلہاتا کھیت کھڑا ہے۔ کسانوں کے دل ہرے بھرے کھیت کو دیکھ کر ہاتوں بڑھ جاتے ہیں۔ ملہار گاتے ہیں۔ جھولے پڑی ہیں پینگیں بڑھ رہی ہیں۔ غرض جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ دھان کا پودا دن دونا رات سوایا بڑھ رہا ہے۔ دو ڈھائی ہی مہینے گزرنے پائے تھے کہ دھان میں بالیاں آگئیں۔ سورج جسکو خداوند کریم نے روشنی پہنچانے اور غلہ پکانے پر مقرر کیا ہے دھان پکاتا ہے اب پودوں کا رنگ زرد پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ جب بالیاں پک کر دھان کے بوجھ سے لٹک پڑتی ہیں کسان انکو کاٹکر کھلیان میں لاتا ہے دھان کو پیال سے جدا کرتا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ دھان کو کوٹ کر چاول نکالا جاتا ہے۔ یہی چاول بازار میں بکتا ہے جسکا پلاؤ زردہ خشکہ مختلف قسم کے کھانے پکاکر ہم سب کھاتے ہیں۔

لڑکو تم نے بیچارہ کسان کی محنت پر بھی غور کیا۔ چلو ایسے محسن کا شکریہ ادا کریں۔ وہ ہم کو اجنبی سمجھ کر ضرور متعجب ہوگا مگر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ من لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ یعنی جو انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

کہانیاں

(از جناب ابو عزیز مولوی حکیم غلام غوث خانصاحب بہاولپوری)

(جھوٹ بولنا سب گناہوں کی جڑ ہے)

ایک شخص ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلعم کی خدمت پاک میں آیا اور عرض کی کہ میں چار عادتوں سے مجبور ہوں ایک "چوری" کرتا ہوں۔ دوسرے "شراب" پیتا ہوں۔ تیسرے "زنا" کرتا ہوں۔ چوتھے "جھوٹ" بولتا ہوں۔ چاروں عادتوں کو یکبارگی نہیں چھوڑ سکتا۔ ان میں سے ایک عادت کو حضور کی خاطر جسکا ارشاد فرماویں ترک کرونگا۔ فرمایا جھوٹ نہ بولا کرو۔ وہ شخص جب گھر گیا رات کو شراب کا ارادہ کیا۔ پھر سوچا کہ اگر صبح کو حضرت نے پوچھا کہ شراب تو نہیں پی۔ میں کیا کہونگا۔ اگر سچ کہدیا تو رسوا ہونگا اور درّے لگائے جائینگے۔ اگر سچ نہ بولا تو پھر "جھوٹ" ہو جائے گا۔ شراب سے باز آیا۔ نفسانی جوش پر "زنا" کے لئے اُٹھا تو یہی خیال دامنگیر ہوا اور رک گیا۔ آدھی رات کو چوری کے ارادے پر تیار ہوا تو اندیشہ گزرا کہ اگر پکڑا بھی نگیا لیکن مگر دن کو میرا گمان کیا گیا اور مجھ سے پوچھا گیا تو کیا جواب دونگا۔ اگر سچ کہا تو شرمندہ ہونگا اور ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر چھپایا تو پھر "جھوٹ" بولا چوری کی عادت بھی چھوٹ گئی۔ ان چاروں بدخصلتوں کے ترک پر فیصلہ کرلیا۔

نتیجہ

سعید بچو! ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے دانا تھے وہ کام بتلایا کہ ایک کے ترک کرنے پر سب بُری

عادتیں جاتی رہیں اور نیک کام کے استقلال پر کیا اچھا نتیجہ نکلتا ہی کہ جھوٹ کے ترک کرنے پر قائم رہا تو کامیاب ہوا ۔

(دیانتداری اچھی چیز ہے)

ایک شخص مبارک نامی بڑا پارسا آدمی تھا مالک نے اُسکو باغ کا داروغہ رکھا ہوا تھا۔ ایک دن کہا کہ مبارک! باغ سے کھٹا انار لاؤ ۔ مبارک گیا ایک انار لایا جو میٹھا نکلا۔ مالک نے کہا کہ مینے تو کھٹا کہا تھا؟ مبارک نے کہا کہ میں کیا جانوں کھٹے انار کا درخت کونسا ہے اور کہاں ہے؟ یہ تو وہ جانے گا جسنے چکھا ہو گا ۔ مالک نے کہا کیا تمنے ابھی تک باغ کے درختوں کو چکھا ہی نہیں۔ بولا کہ نہیں۔ مالک نے کہا کیوں؟ بولا آپ نے نگہبانی کا کام سونپا ہے نہ چکھنے کا۔ مالک اس امانت اور دیانت سے بہت خوش ہوا اور مصاحبت میں رکھ لیا ۔

نتیجہ

پیارے بچو! دیانت کا ثمرہ آخر مل ہی جاتا ہے ۔

(علم بادشاہی سے اچھا ہے)

ایک دن عبداللہ ابن المبارک ایک شہر میں داخل ہوئے۔ ہارون رشید بادشاہ بھی اُس شہر میں تھا۔ تمام شہر میں شور اور غلغلہ برپا ہو گیا لوگ دوڑے دوڑے جا رہے تھے۔ ہارون رشید کے حرم میں سے ایک بیگم نے دریچہ سے یہ حالت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب خراسان سے آئے ہیں۔ زیارت کیلئے یہ ہنگامہ ہے۔ کہا کہ حقیقت میں بادشاہی یہ شخص کرتا ہے نہ ہارون رشید کہ لوگوں کو چابک مار مار کر زبردستی حاضر لاتے ہیں۔

نتیجہ

پیارے بچو! اصلی بادشاہی وہ ہے جو لوگوں کے دلوں پر ہو ۔

(نیک اخلاق پیغمبروں کا کام ہے)

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ ایک بچے نے لال پال رکھے تھے اتفاقاً وہ مرگئے۔ حضرت افسوس کرنیکے لئے اُسکے پاس گئے اور فرمایا ادھو! لال نہ رہے؟

نتیجہ

لائق بچو! اچھے اخلاق وہ ہیں کہ جس سے بچے۔ جواں۔ بوڑھے سب خوش ہوں

ریویو

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

اخبار میونسپل گزٹ لاہور کی رائے

یہ ایک جدید مذہبی و قومی رسالہ ہے جو مسلمانوں کی تمدنی و اخلاقی اصلاح کیلئے ماہوار شائع ہوا کریگا۔ اسکا پہلا نمبر ہمارے پیش نظر ہے جو حسن ظاہری میں کاغذ لکھائی چھپائی کی نفاست و خوبی سے بنایت خوشنما اور اوصاف باطنی میں مضامین خوش اسلوب کی لطافت و پاکیزگی سے نہایت قابل قدر۔ دلچسپ اور مرغوب طبع پہلے قریبًا ۲۳ مضامین نظم و نثر اچھے اچھے مشہور بزرگان قلم فیض رقم سے نکلے ہوئے درج ہیں جن میں اسلامی رنگ اسقدر گہرا پایا جاتا ہے کہ پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے خصوصًا نثر میں خلق محمدی طائر سبز فام۔ اسوۂ حسنہ۔ احکام حقیقت۔ اسلام۔ اسلام کی سادگی۔ اسلام عقل کے مطابق ہے نہایت برجستہ و مؤثر مضامین ہیں۔ نظمیں بھی ایسی ہی دلآویز ہیں۔ عورتوں کے متعلق پردہ کی حمایت میں ایک مختصر مضمون قابل دید درج ہے۔ اسی طرح بچّوں کیلئے بچّوں کا صفحہ قائم کیا گیا ہے۔ گویا رسالہ میں عورتوں اور بچّوں کے متعلق مضامین بھی التزام سے شائع ہوا کرینگے۔ اگر ایسے رسالہ کی جسمیں اسلام کا تاریخی و قومی بلکہ روحانی مذاق بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔ مسلمان قدر دانی نہ کریں تو ان کی سخت بدنصیبی ہے یہ رسالہ اس قابل ہے کہ جسکا مطالعہ ہر تعلیمیافتہ مسلمان مرد۔ عورت اور بچہ کے لئے سعادت انگیز ہوگا پس مسلمانوں کا کوئی گھر اس رسالہ کے دیدار فرحت آثار سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ اس دفعہ رسالہ کا حجم ۶۴ صفحہ ہے مگر آئندہ ۵۲ صفحہ ہوا کریگا جو کافی ہے۔ قیمت قسم اوّل عہ؍ اور قسم دوئم عہ؍ جو نہایت واجبی ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی رائے

رسالہ اسوۂ حسنہ ظاہری و باطنی صفات کے لحاظ سے ایک قابل قدر رسالہ کہا جا سکتا ہے اسکا پہلا نمبر اسوقت ہمارے ریویو کیلئے موجود ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسالہ ایسے ہاتھوں میں ہے جو کہ اسکے اہل ہیں۔ مضامین کی ترتیب اور پسندیدہ اختیار قابل تعریف ہے۔ شائقین کو اس رسالہ کی قدر کرنی چاہیئے۔ ۶۶ صفحہ حجم کے باوجود قیمت صرف قسم اوّل عہ؍ اور قسم دوم عہ؍ ہے جو کہ ان اوصاف کے لحاظ سے واجبی اور مناسب ہے۔

اخبار کشمیری لاہور کی رائے

اسوۂ حسنہ مسلمانوں کی اخلاقی و تمدنی اصلاح کیلئے میرٹھ سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ پہلے ہی پرچہ میں قابل لکھنے والوں کے مضامین ہیں۔ قیمت سالانہ عہ؍ ہے۔

جناب سید احمد صاحب رضوی عاجز از امروہہ

مینے جناب کے رسالہ کو تین وجہوں سے زیادہ مرجح پایا اوّل تو باعتبار اُردو لٹریچر اور اخلاق و تمدن کے جنسے ہم اسوقت بالکل معرّا ہیں۔ دوسرے باعتبار اہل سلام میں تیقظ کی، روح پھو نکنے کے کہ جسکے فقدان سے ہم اسوقت نہایت مبتذل حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تیسرے باعتبار معلومات مذہبی کے جن سے ہم ہیں کا اکثر طبقہ نا آشنائے محض ہے۔

شکر ہے کہ جناب ان تمام مقاصد کو بطریق احسن پورا کر رہے ہیں اگرچہ اور جرائد و رسائل بھی ان ہی مقاصد سے جاری ہیں لیکن جو طریق جناب نے اختیار کیا ہے شائد وہ اس سے مبرّا ہیں بنا بریں علیہ میں نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رسالہ تقریبًا تمام اہل سلام کی نظر سے گزرے لیکن اسکو پورا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ اسکے دائرہ اشاعت کو وسیع کرنے کی کوشش کیجاوے چنانچہ میں تو ساعی ہوں لیکن یہ اہم کام صرف مجھ سے ہی انجام نہیں پا سکتا بلکہ اس میں دو ایک ہاتھ بٹانیوالوں کی اور ضرورت ہے لہذا محترم ناظرین کی خدمت میں عارض ہوں کہ اُن میں سے کوئی صاحب یا میرا ہاتھ بٹائیں یا انفرادی حیثیت سے کوشاں ہوں +

جناب سید محمد اسد علی صاحب ایم۔ آر۔ اے ایس از جودھپور

دوسرا نمبر اسوۂ حسنہ کا ملا۔ واقعی اسم بامسمّیٰ ہے۔ مختصر اور چیدہ مضامین۔ مؤثر پیرایہ میں جیسے اسوۂ حسنہ میں اسوقت موجود ہیں۔ ہندوستان میں کسی رسالہ میں میری نظر سے نہیں گزرے۔ خدا کرے ہماری قوم بیدار ہو اور روحانی ڈاکٹروں کی ہدایتوں پر ذرا غور کرے۔

جناب مولوی عرفان علی صاحب بیلیوری

رسالہ اسوۂ حسنہ نمبر ۲ نظر سے گزرا۔ ماشاء اللہ اسکا تو رنگ ہی نرالا ہے۔ درحقیقت نمبر ۲ بہ نسبت نمبر ا کے نہایت آب و تاب سے نکلا آپنے اس پر آشوب زمانہ میں ایسے مفید رسالہ کو جاری فرما کر مسلمانان ہند پر بڑا احسان کیا۔ جزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا۔ رسالہ کیا ہے معلومات کا گنجینہ ہے۔ لطف یہ کہ مرد عورت بچہ۔ بوڑھا ہر ایک کے مذاق کے لائق ہر ایک کو مفید یہ ہماری بدقسمتی ہے اگر ہم اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفید نہوں۔ میرے خیال میں اس رسالہ کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔

جناب سیّد محسن مرزا صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول رہتک

مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اسوۂ حسنہ نہایت سود مند ہے۔ قیمت یہ بہت ہی کم ہے۔ علم دوست اصحاب کا فرض ہے کہ خود مطالعہ کریں۔ طلبا کیلئے یہ رسالہ بہت ہی مفید ہے۔ خدا تا دیر قائم رکھے۔

التماس کیا ان رسیوں کے ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی آپکو اسوۂ حسنہ کی خریداری میں تامل ہوگا +

فہرست کتب مکتبہ قادریہ

دو ترجموں اردو و تفسیر کے عظیم الشان قرآن مجید

یہ وہی قرآن مجید ہے جسے دہلی کے مشہور علما حفاظ اور رؤسا کی ایک مقتدر جماعت نے بہت بڑے اہتمام کے ساتھ ہندوستان بھر کے منتخب خوشنویسوں سے لکھوا کر بصرف زر کثیر طبع کرایا تھا شروع میں اسکا ہدیہ پچاس روپے تھا پھر تیس روپے ہوا اور ابتک دہلی اور لکھنؤ کے بعض تاجران کتب اسی ہدیہ پر دے رہے ہیں لیکن ہمنے کئی سال پیشتر محض اس خیال سے کہ قرآن مجید کے کاغذ میں مرور ایام کی وجہ سے پہلی سی آب و تاب باقی نہیں رہی ہے اور ایسی حالت میں شائقین سے پورا ہدیہ وصول کرنا ایمان و انصاف سے بعید ہے ہدیہ میں نصف سے بھی زیادہ تخفیف کردی تھی چنانچہ سنہ ۱۹۵۱ء سے ہم اس نعمت عظمیٰ کو بجائے ۳۰ کے صرف ۱۴ میں پیش کر رہے تھے اور اب کچھ عرصہ سے صرف ۱۲ میں نذر کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی آپ اس گوہر بے بہا کے حاصل کرنے میں کچھ پس و پیش فرمائیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہے اور جلدیں ختم ہو جانے پر غالباً آپ کو بھی ایسا قیمتی موقع کھو دینے کا افسوس ہوگا لہذا آپ اپنا نسخہ بھی فوراً طلب فرمائیں۔ کاغذ چھوڑ کر اور تمام باتوں میں انشاء اللہ سر مو فرق نہ ہوگا۔ کاغذ ولایتی دبیز اور چکنا ہے مگر کسیقدر میلا بے آب اور کمزور ہو گیا ہے۔ ذیل میں قرآن مجید کی چند ممتاز خصوصیات کی توضیح کی جاتی ہے جن میں ایک لفظ بھی بیجا تعریف یا مبالغہ کا نہیں ہے۔ (۱) قرآن مجید کی تقطیع بہت بڑی ہے ایک صفحہ کی لمبائی ۲۲ انچ اور چوڑائی ۱۴½ انچ ہے (۲) خط نہایت جلی اور پاکیزہ ہے اور پورے صفحہ پر کل ۹ سطریں ہیں۔ (۳) حجم ۱۲۴۰ صفحے اور وزن غیر مجلد کا ۹ سیر ہے (۴) ہر پارہ پر چار مشہور متبرک مقامات کے نقشے دئے گئے ہیں۔ (۵) پارے سب علیحدہ علیحدہ ہیں اور آیتوں پر نمبر پڑے ہوئے ہیں۔ (۶) تصحیح کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے (۷) دو ترجمے ہیں فارسی ترجمہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا اور اردو ترجمہ مولانا ابو محمد عبد الحق مصنف تفسیر حقانی کا ہے (۸) حاشیہ کے دو حصے ہیں بڑے حصہ میں تفسیر حقانی اور تفسیر حسینی کا خلاصہ ہے چھوٹے حصہ میں اختلاف قرأت شان نزول اور رسم خط کا بیان ہے [illegible] (۹) ہر سورت کے شروع میں اسکے مجرب خواص و فوائد جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں درج ہیں غرضکہ معنوی اور صوری ہر ایک اعتبار سے نہایت ہی کار آمد اور دلپسند قرآن پاک ہے ان تمام خوبیوں کے باوجود [illegible] بہت کم ہے [illegible] اور جلد کیلئے [illegible] مگر شرط یہ ہے کہ [illegible] وی پی [illegible] قرآن مجید [illegible]

[illegible] مکتبہ قادریہ [illegible]

ہوتے ہیں اور اس خفیف ترین ہدیہ میں بھی اور کمی کرانا چاہتے ہیں لیکن کاش وہ کمی کی درخواست کرنے سے قبل کسی مطبع میں جاکر قرآن مجید کے مصارف کا تخمینہ کرا لیتے اور دیکھتے کہ ہم کسقدر ایثار سے کام لے رہے ہیں ایسے حضرات کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ تخفیف ہدیہ کے بارے میں کچھ نہ لکھیں اس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے -

جلد مضبوط اور خوشنما ہے لیکن صرف حاشیہ پر چمڑا ہے اور وسط میں کپڑا - کل قرآن مجید ایک ہی جلد میں مجلد ہے۔ ہمارے خیال میں جو صاحبان اپنے یہاں جلد بندھوانے کا انتظام کر سکتے ہیں انہیں غیر مجلد قرآن مجید طلب کرنا چاہئے کیونکہ جلد کا وزن ڈھائی سیر کے قریب ہوتا ہے اور مجلد قرآن مجید کا ساڑھے گیارہ سیر جسکو بذریعہ ریل منگو لینے میں ہبیں سیر کا محصول دینا پڑتا ہے اور غیر مجلد منگوانے میں صرف دس سیر کا - لہذا غیر مجلد طلب کرنے میں ہر طرح کی کفایت ہے -

تنقید لطیف بر خیالات ظریف

مصنفہ جناب مولنا مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی مترجم فلسفۂ تعلیم اور مصنف فلسفۂ مذہب اور معیار الاخلاق وغیرہ -

یہ وہ کتاب ہے جس میں فاضل مصنف نے علیگڈہ کالج کے ایک سابق پروفیسر مسٹر محمد ظریف ایم - اے (دہریہ) کی کتاب "اسلام اور عقلیت" کا مدلل - مکمل - مسکت اور تسلی بخش جواب دیکر اُنکے دہریانہ اور ملحدانہ خیالات کا بڑی خوبی سے ابطال کیا ہے اور اسلامی عقاید کا عقلی - نقلی - علمی - منطقی - فلسفی اور سائنٹفک دلائل سے زبردست ثبوت دیا ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دینے سے قبل اسکا مطالعہ کرائیں تاکہ اُنکی طبائع دہریت کے اثر سے محفوظ رہیں - انگریزی اور عربی مدارس کے ہر ایک طالب علم کیلئے اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کتاب نہایت مفید اور دلچسپ ہے - ہر ایک مسلمان کو اسکی ایک جلد اپنے پاس رکھنی چاہئے - نہایت عمدہ چھپی ہے - قیمت ۔ ۱۲؍ ار

جنگ طرابلس عرف خون ناحق

جنگ طرابلس کے ہولناک زمانہ میں جادو نگار انشاپردازوں کے جو اعلیٰ مضامین مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوئے تھے ان میں سے چیدہ چیدہ مضمون نظم و نثر اس دلکش کتاب میں جمع کر دئے گئے ہیں جسکا ہر ایک صفحہ درماندہ مسلمانوں کی مظلومیت و بیکسی اور خونخوار ظالموں کے مظالم کی دردناک تصویر ہے - اس کتاب کے مطالعہ سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور اولو العزمی کا مادہ - ترقی کا جوش اور مذہب کی حمایت کا احساس پیدا ہوتا ہے لکھائی چھپائی کے اعتبار سے تو یہ کتاب یقیناً بے نظیر ہے - ایسی خوبصورت اور خوشنما چھپی ہے کہ دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے ٹائٹل پیج نئے طرز کا ہے اور مختلف رنگوں کی گل کاریوں سے نہایت دلفریب ہو گیا ہے - اڈیٹر صاحب الہلال کی رائے ہے کہ لکھائی چھپائی میں بہتر سے بہتر مطبوعات بھی خون ناحق کا مقابلہ نہیں کر سکتیں مشاہیر قوم اور تقریباً تمام اخباروں نے اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید بتایا ہے - تقطیع کلاں $\frac{20\times30}{16}$ ضخامت ۱۲۸ صفحے - رعایتی قیمت مجلد عہ - غیر مجلد ۱۲؍ ار

انتخاب توحید

میرٹھ کے مشہور و معروف اخبار توحید کی البیلی اور لاثانی کارگزاریوں کی یادگار یہ کتاب انتخاب توحید ہے جسکے پڑھنے سے مردہ جسموں میں جان پڑ جاتی ہے زیادہ

تعریف کرنے کی بجائے ہم یہاں مراد آباد کے ممتاز اسلامی اخبار نیر اعظم کی رائے نقل کردینا کافی سمجھتے ہیں جو اپنے ۱۲ جنوری ۱۹۱۴ء کے اخبار میں لکھتا ہے :۔ آج توحید سفید کفن پہنے ہوئے گنج شہیداں میں سو رہی ہے مگر اُسکے دلفریب مضامین کتابی صورت میں جلوہ افروز ہو کر سیاسی اور تمدنی انجمنوں کی زینت اور روحانی جلسوں کی شمع بنے ہوئے ہیں۔ انتخاب توحید کیا ہے؟ روحانی پھولوں کا خوشنما گلدستہ ہے جسکے ہر پھول سے بوئے وحدت ٹپکی پڑتی ہے اور زبان کی خوبیوں نے خیالات کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے جس طرح یہ کتاب اہل ذوق کے لئے سرمایہ ناز ہے اُسی طرح ایک زباندان کیلئے معلم ہے جسمیں بلی کار روزمرہ برجستہ محاورات۔ امثال کوٹ کوٹ کر بھر دی ہیں۔ قیمت ۱۲ر

یہ متبرک رسالہ تقریباً ۲ ہزار عربی درود شریف کا

شفاء الاسقام فی الصلوٰۃ علیٰ خیر الانام

مجموعہ ہے۔ فاضل مؤلف نے تمام حدیث کی کتابوں کی چھان بین کرکے بڑی محنت اور جانفشانی سے اسکو ترتیب دیا ہے اور کمال یہ کیا ہے کہ حضور انور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام معلوم خصوصیات اخلاق و عادات خوارق و معجزات سوانح اور غزوات وغیرہ کا بڑی خوبی کے ساتھ درود شریف ہی کے پیرایہ میں ذکر کردیا ہے تاکہ درود خوانی کے ثواب کے ساتھ سرور کائنات کے احوال شریف کا تفصیلی علم بھی حاصل ہو جائے اور اس رسالہ کا مطالعہ کرنیوالا دوہرا لطف اُٹھائے عاشقان خیر الانام اس کتاب مقدس کی تلاوت کو اپنا وظیفہ بناتے ہیں اور پنجوقتہ نماز کے بعد اسکا ایک ایک صفحہ پڑھکر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ ساری دنیا کے وظیفے اس کتاب میں موجود ہیں۔ کہانتک تعریف کی جائے۔ مختصر یہ کہ پُرانے زمانے کی ایک مستند اور مقبول و معروف کتاب ہے جو کچھ عرصہ سے ناپید ہوگئی تھی۔ اب یہ ایک قدیم نسخہ سے نقل کراکر دوبارہ چھپوائی گئی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ جن کا مجموعی حجم ۱۵۰ صفحہ ہے۔ مگر مضمون پندرہ سو صفحہ کا ہے جو باریک قلم سے موجودہ مختصر حجم میں چھاپا گیا ہے۔ تقطیع بھی بڑی ہے یعنی ۲۲×۲۹/۴ قیمت صرف ۱۲ر

آئینہ قیامت

اس رسالہ میں واقعۂ شہادت حضور سید الشہداء شہید کربلا سیدنا امام حسین علیہ السلام کو نئے طرز کی سلیس اُردو میں اس خوبی سے تحریر کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر شہادت نامہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ جہاں تنقید روایات کا کماحقہ اہتمام کیا ہے وہاں پیرایہ بیان بھی نہائت موثر اور دلکش ہے۔ سب سے بڑی خوبی اس شہادت نامہ کی یہ ہے کہ مصنف نے واقعات شہادت کے اخلاقی پہلوؤں پر بھی کافی روشنی ڈالی ہے اور ایسے ایسے اعلیٰ نکات بیان کئے ہیں جنکو سنکر اہل دل وجد میں آجاتے ہیں۔ دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ سنیوں کے مطالعہ کیلئے ہندوستان میں یہ بہترین شہادت نامہ ہے محبان اہلبیت کو چاہیے کہ اسکی قدر کریں اور مجالس متبرکہ میں ہمیشہ اسی کو پڑھوایا کریں۔ رسالہ دو قسم کے کاغذ پر چھپا ہے۔ حجم ۲۰۰ صفحہ۔ تقطیع ۱۸×۲۲/۴ قیمت قسم اول ۶ر قسم دوم ۴ر۔

نور ایمان معہ مثنوی جوہر لطیف

صہبائے عشق رسول کا خمخانہ۔ مع صراحی و پیمانہ مہیا ہے یعنی یہ دیوان اہل ایمان کی جان ہستی ہے نور ایمان دوبارہ مطبوع ہو کر شائع ہوا ہے۔ دیوان کیا ہے گویا ایک بلبل ہزار داستاں ہے جسمیں نعتیہ غزلیں اور ہر طرح کا بیان ہے

طالبان آخرت کے لئے نصائح اور مواعظ عقبیٰ کی عمدہ عمدہ غزلیں اور قصائد میلاد شریف پڑھنے والوں کو ہر موقع کے اشعار برمحل چنانکہ باید وشاید۔ عام شائقین کے واسطے ایک دلچسپ اور نئے رنگ کا کلام ہے یہ دیوان باعتبار صنائع وبدائع حق شعر ولطف زبان کے ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ ساتھ ہی اسکے سراسر احادیث وقرآن کا ترجمہ ہے کیوں نہ ہو اسکے مصنف عارف کامل حضرت مولانا مولوی حاجی عبدالسمیع صاحب بیدل نور اللہ مرقدہٗ ہیں جنکی تصانیف انوار ساطعہ وغیرہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب وعجم میں مشہور ہیں۔ یہ دیوان پہلے بھی کئی بار چھپا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر بالکل ہی نایاب ہوگیا۔ شائقین کی طلب صادق بدستور باقی تھی اسلئے اب پھر بنہایت محنت وکوشش کے ساتھ چھپوایا گیا ہے اور باعتبار لکھائی چھپائی دیوان مطبوعہ سابقہ سے بدرجہا سبقت لیگیا ہے۔ علاوہ بریں جو غزلیں یا قصائد طبع ہونے سے رہ گئے تھے انکو بھی شامل کردیا گیا ہے۔ قصیدہ سلسبیل اور مثنوی جوہر لطیف بھی اسکے ساتھ ہے۔ حجم تینوں رسالوں کا ۱۰۰ صفحہ ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶ - قیمت صرف ۹/

شمائم امدادیہ

اس کتاب میں حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رح کے سوانح شریفہ اور حالات متبرکہ نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں اور آپکے وہ ملفوظات ومکتوبات بھی درج کئے گئے ہیں جن میں شریعت وطریقت کے اسرار کو دلکش پیرایہ میں کھولا گیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ وہ بزرگ ہیں جنکے گوشۂ چشم کے اشارہ سے سیکڑوں نفوس ولی کامل ہوگئے پھر آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے بافیض اور مقدس بزرگ کے حالات وملفوظات کسقدر پُراثر اور پُرکیف ہونگے۔ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی اس کتاب کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ ..... اس رسالہ کو اول سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا باوجود اپنی ناقابلیت کے محض بجرأت اجازت کہیں کہیں بطور حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا .... بلاشک اصل وترجمہ کے انطباق سے جناب مترجم صاحب کی خوش فہمی اور قوت تحریر ومراعات شروط ترجمہ کی داد دی جاسکتی ہے۔ یہ سب برکت اخلاص ومحبت حضرت شیخ کی ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ برکت عطا فرمائے اور اس رسالہ کو غافلین کے لئے موجب تذکیر اور ذاکرین کے لئے سبب تکثیر شوق کرے۔ تقطیع ۱۸×۲۲/۸ حجم ۲۴۰ صفحے رعایتی قیمت ۱۲/

آئین دستاویز نویسی

تمسکات - اقرارنامجات - رسیدات اور ہر قسم کی دستاویزات وغیرہ لکھنے لکھانے میں اہل معاملہ کو جیسی کچھ دقتیں پیش آتی ہیں ظاہر ہے انہیں مشکلات کو مدنظر رکھ کر قاضی عبدالواحد صاحب وکیل عدالت نے بڑی محنت سے اس آئین دستاویز نویسی کو تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں کسی شخص کو ہر قسم کی دستاویزات خود لکھ لینے میں کوئی دقت نہ ہوگی عرائض نویسوں، اہلکاروں، وکیلوں اور مہاجنوں وغیرہ کیلئے نہایت کارآمد ہے۔ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اور بہت کچھ پسند کی گئی ہے۔ قیمت ہر دو حصہ عہ/

مسٹر محمد علی کا مقدمہ

مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ نے رسالہ موسومہ "مسلمانانِ دنیا کی مدد کو آؤ اور ہماری مدد کرو" کی ضبطی کے خلاف ہائیکورٹ کلکتہ میں اپیل دائر کیا تھا جسکی سماعت تین ججوں کی بنچ کے سامنے ہوئی تھی۔ اس مقدمہ کی اہم نوعیت اور فاضل ججوں کی منصفانہ اور بےلاگ اظہار رائے نے اخباری دنیا میں سنسنی ڈالدی تھی۔ رسالہ بعنوان بالا میں اسی سنسنی خیز اہم اور دلچسپ مقدمہ کی پوری پوری کیفیت معہ فیصلہ ججان ہائیکورٹ اور ایڈیٹران کی رایوں کے درج کی گئی ہے جو نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پریس ایکٹ مجریہ سنہ ۱۹۱۰ء کی کئی مغلق اور مبہم دفعات کی توضیح و تشریح - اہل ملک کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور عجیب و غریب رمزوں کا انکشاف ہوتا ہے گویا یہ رسالہ پریس ایکٹ کی شرح ہے۔ پس اخبارات و مطابع سے تعلق رکھنے والوں مصنفوں مؤلفوں - اخبارات کے ایڈیٹروں - چھاپہ خانہ کے مالکوں - وکیل - مختار - بیرسٹروں - کونسل کے ممبروں کو اس رسالہ کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیئے - ایک نسخہ صرف ۲ر کے ٹکٹ ڈاک وصول ہونے پر معہ محصول روانہ کردیا جائیگا - جو صاحب زیادہ خرید ینگے انھیں ایک روپیہ کے بارہ رسالے دئے جائینگے - حجم رسالہ کا ۳۲ صفحہ ہے اور تقطیع $\frac{22 \times 18}{8}$ ہے -

القانون فی علاج الطاعون

مولوی حکیم میاں محمد صاحب نے اس رسالہ میں مرض طاعون کی تاریخ و حقیقت اور اُسکے اسباب و علامات کے متعلق نہایت محققانہ بحث کی ہے اور محض بنظرِ افادۂ عام اپنے اُن تمام مجرب علاجوں کو بھی درج کردیا ہے جنکی وجہ سے ہزارہا جانوں نے اس مہلک مرض کے پنجہ سے نجات پائی - حفظ ماتقدم کی تدبیروں کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - تقطیع ۲۰×۲۶ - حجم ۶۴ صفحہ - قیمت ۴ر

اصول سراغرسانی

فن سراغرسانی میں یہ نہایت ہی مفید کتاب ہے - علم قیافہ کو اسمیں نہایت خوبی سے بیان کیا ہے - پولیس کو سراغرسانی جرائم میں اس سے بہت بڑی مدد ملسکتی ہے - طرفہ یہ کہ بہت ہی دلچسپ ہے حجم ۱۹۲ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶ - قیمت صرف ۶ر

انوار ساطعہ

زبردست عقلی و نقلی دلائل سے مولود شریف اور فاتحہ وغیرہ کا بےمثل ثبوت - دیوبندیوں کی براہین قاطعہ کا دنداں شکن رد - مصنفہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل خلیفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحبؒ - قیمت ایک روپیہ -

شاعرانہ خیالات

مصنفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا بی - اے - اسکی نسبت شمس العلما مولانا حالی و شمس العلما مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ اُردو میں اپنے طرز کی یہ پہلی کتاب ہے اور اُردو کو اسی قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے اس میں انگریزی شاعری کا مختصر حال اور نہایت مشہور شعرا کی عمدہ نظمیں درج ہیں علاوہ ازیں شاعروں کے حالات بھی بطور ضمیمہ کے شامل کردئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت ۸ر

بزم فرید
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگلے وقت کے بزرگوں کی محفلوں میں کیسے چرچے رہا کرتے تھے اور آجکل کے مشائخ کی صحبتوں میں کیا افسانے ہورہے ہیں تو بزم فرید خرید لیجئے جو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب راحت القلوب کا سلیس اُردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۰ ار

بیان خسرو
محبوب المحبوب حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ کی مبسوط سوانح عمری نہایت دلچسپ مصنفہ شمس العلما، مولانا شبلی نعمانی ضخامت ۶۰ صفحہ نہایت خوشخط اور خوشنما چھپی ہو قیمت ا ر

آئیڈیل
اس کتاب میں عارفانہ مقولے اور ایک ہندو بزرگ کی سوانحعمری ہے مصنفہ لالہ جیند ولال صاحب قیمت ۶ ر

جاماسپ نامہ
حکیم جاماسپ پانچہزار برس پہلے قیامت تک کے حالات لکھ گیا ہے جو سب کے سب ٹھیک نکل رہے ہیں۔ اسی نایاب کتاب کے ترجمہ کا نام جاماسپ نامہ ہے قیمت ۳ ر

شکوہ و فریاد
ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم۔ اے۔ اور مولنا سیماب اکبر آبادی کی دو مقبول خاص و عام نظمیں نہایت خوبصورت چھپی ہیں۔ قیمت ۳ر —

اسلام کی برکتیں
اس کتاب میں مولوی ظفر علی خانصاحب اڈیٹر زمیندار و شمس العلما، مولنا شبلی نعمانی اور حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کے تین نہایت دلچسپ اور مفید مضمون درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر —

خون شہادت کے دو قطرے
یہ حضرت سرمد شہیدؒ و حضرت منصورؒ کی سوانحعمریاں ہیں جنھیں مولنا ابوالکلام آزاد اڈیٹر الہلال اور ملا محمد الواحدی نے تالیف فرمایا ہے۔ قیمت " " " " " " " ۳ر

چند دن بعد کیا ہوگا
اس کتاب میں عجیب غریب باتیں ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قیمت ۲ ر

اڈیٹر کا حشر
ایک نہایت ہی عبرتناک فسانہ۔ اخبار نویسوں کی مشکلات کی مجسم تصویر۔ مصنفہ مولوی ظفر علی خاں صاحب اڈیٹر زمیندار۔ قیمت ۱۰ ر —

حالات خضر
حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے دلچسپ حالات کا مجموعہ جسمیں عجیب و غریب اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲ ر —

ضمیمہ اُردو کلیات نظم حالی
یعنی مولانا حالی کے فارسی اور عربی کلام کا مجموعہ جو ابھی پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے۔ قیمت ۱۲ ار

اوراد قادری
اس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ کے بہت سے مجرب اوراد و اعمال اور وظائف درج ہیں۔ قیمت فی جلد ۲ ر

سرمایۂ آخرت معروف بہ چراغ رسالت۔ دینیات کی بےمثل کتاب۔ ہر مسلمان کے پاس رکھنے کے قابل۔ قیمت ۱۰ ار

اضافہ ہے۔ تقطیع ۱۸×۲۲ - حجم ۱۰۴ صفحہ - قیمت ۸ ر

مجموعہ مضامین حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

مختلف اخباروں اور رسالوں میں حضرت خواجہ صاحب کے جسقدر مضامین شائع ہوئے ہیں انکا بے مثل انتخاب - جسکے ہر ایک صفحہ میں درد۔ سوز اور کیفیت کی نہریں بہ رہی ہیں - خواجہ صاحب کی اصلی اُردو اور انوکھے جذبات ناظرین سے بے اختیار خراج تحسین وصول کر لیتے ہیں - ایک اخبار کی رائے تھی کہ خواجہ صاحب کے مضامین میں ایسی عجیب کشش ہوتی ہے کہ گویا دمضمون لکھنے کی سیاہی میں مقناطیس ملا لیتے ہیں - اس لئے از مجموعہ کی تقطیع ۲۰×۲۲ - ۱۰ اور حجم ڈھائی سو صفحہ ہے مگر قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

روزنامچہ سفر ہندوستان

اس روزنامچہ میں بمبئی کے قابل دید نظارے ہندوستان کی سیر اولیائے کرام کے مزارات - آغاخانی و امام شاہی مخفی تحریکوں کے تذکرے بہت ہی دلچسپ طریقہ سے درج کئے گئے ہیں - جن لوگوں نے خواجہ صاحب کا روزنامچہ سفر حجاز پڑھا ہے وہ اسکی روش کو خود ہی سمجھ جائینگے - حجم ۲۰ اصفحہ تقطیع ۱۸×۲۲ - قیمت ۸ ر

شیخ سنوسی کے تینوں حصے

یعنی حضرت خواجہ صاحب کے وہ تین مشہور و معروف رسالے جن میں آئندہ زمانہ کے انقلابات کی نسبت جو نکا دینے والی پیشینگوئیاں درج ہیں جو اکثر صحیح ثابت ہوئی ہیں - یہ تینوں رسالے کئی بار چھپکر شائع ہو چکے ہیں اور کئی زبانوں میں انکا ترجمہ بھی ہو گیا ہے - قیمت ہر سہ حصہ ۱۲ ار

اسلام کا انجام

دیار مصر کے شیخ المشائخ کی شہرۂ آفاق کتاب مستقبل الاسلام کا اُردو ترجمہ فلسفیانہ استدلال سے اسلام کے نیک انجام کا ثبوت - قیمت ۴ ر

اسرار

بابی فرقہ کے بانی بہاء اللہ آفندی کی وہ زبردست کتاب جسمیں رموز تصوف کو حیرت خیز طریقے سے بیان کیا ہے - قیمت ۴ ر

پیغمبری اشارہ کی اُردو دعائیں

اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی نہایت موثر اُردو دعائیں درج ہیں جنکے عنوان یہ ہیں :-
بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا - بچہ کی بسم اللہ کے وقت کی دعا - نکاح کے وقت کی دعا - دلہن کی سسرال میں دعا کرے - دولہا کی دعا دلہن کو دیکھ کر - بیمار کے سامنے پڑھنے کی دعا - صبح کی دعا - صبح کے اٹھنے سے پہلے کی دعا - کھانے کی بعد کی دعا - پلنگ پر جانے کے وقت - تہجد کے وقت - صبح کی نماز کے ظہر کی نماز کے بعد وغیرہ پانچوں نمازیں - اذان سننے کے بعد کی دعا - نیا چاند دیکھنے کے بعد بادل گرجے میں - ریل میں سوار ہوتے وقت - جہاز میں سوار ہوتے وقت - موٹر میں سوار ہوتے وقت

حاکم کے سامنے جاتے وقت۔ امتحان دیتے وقت۔ شب فراق میں۔ شب وصال میں۔ قرضداری میں۔ بھوک پیاس میں۔ خوف و ہراس میں۔ خوشی کے وقت۔ آگ لگتے وقت۔ اندھیری رات کو دیکھ کر۔ چاندنی رات کو دیکھ کر۔ اونچے پہاڑوں کو دیکھ کر۔ نیچے غاروں کو دیکھ کر۔ خوبصورت کو دیکھ کر۔ بدصورت کو دیکھ کر۔ مزے کی چیز کھا کر۔ بدمزہ چیز چکھ کر۔ مرنے والے کے سامنے قبرستان میں جا کر۔ ویران کھنڈر کو دیکھ کر شاندار عمارتوں کو دیکھ کر وغیرہ۔ انکے علاوہ تمام وہ معرکی دعائیں بھی ہیں جو سفر حجاز و مصر و شام اور دیگر خاص خاص موقعوں پر عالم کیف میں حضرت خواجہ صاحب نے مانگی ہیں قیمت ۴ر

رسول کی عیدی امت کے بچوں کیلئے حضرت خواجہ صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ قیمت ۲ر

ستر ہویں نامہ۔ حضرت امیر خسرو رح کی سترہویں شریف کے حالات قیمت ۳ر

دل کی مراد	۱ر	بم	۰ر
مکھی کا میدان جنگ	۱ر	بندوق	۰ر
فلسفۂ شہادت	۱ر	جرمن شہزادہ کی لاش	۰ر
مچھر کا اعلان جنگ	۱ر	ہمارے رسول صلعم کی عادتیں	۰ر
توپ خانہ	۱ر	دینی یادداشت	۰ر
دکھیا شہزادی	۰ر	ہوائی جہاز	۰ر
قرام قبلہ تو شملہ	۰ر	ترکی فتح کی پیشینگوئیاں	۰ر

غدر دہلی کے افسانے

۱۸۵۷ء کے غدر دہلی کے دردناک سچے واقعات جو بادشاہ اور انکے گھرانہ کی عورتوں وغیرہ کو پیش آئے۔ خواجہ صاحب نے خود انہی لوگوں کی زبانی جنپر یہ حالتیں گزریں سنکر اپنی مشہور طرز تحریر میں لکھے ہیں۔

ہر فسانہ عبرت و حسرت کی تصویر ہے۔ پڑھنے والا دنیا کے انقلاب کا حال پڑھ کر بیتاب ہوجاتا ہے اور بغیر آنسو بہائے قصہ کو ختم نہیں کرسکتا۔

خدا سے ڈرنے اور دولت کے انجام کا رسوچنے کے لئے اس کتاب سے بڑھکر کوئی ناصح نہیں ملسکتا چھوٹی خوبصورت تقطیع پر نہایت خوشنما چھپی ہے۔ قیمت ۴ر

خواجہ صاحب کی تازہ تصانیف جو زیر طبع ہیں وہ شائع ہونے پر مکتبۂ قادریہ سے ملسکتی ہیں

تصانیف مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی

معیار الاخلاق اسلامی اخلاق کا صحیح معیار۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی چھپی ہے اور قدیم و جدید مذہبی اور حکیمانہ اصول کے مطابق ترتیب دی گئی ہے عبارت اُردو نہایت پختہ اور صاف۔ قیمت ۴ر

تنقید لطیف بر خیالات ظریف مسٹر محمد ظریف ایم۔ اے (دہروی) کے ملحدانہ خیالات کا مدلل رد۔ جدید تعلیم یافتوں کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ دلچسپ اور مفید کتاب ہے۔ اسلام کے اصول کی زبردست حمایت کیگئی ہے۔ قیمت ۱۲ر

فلسفہ مذہب وہ مشہور مضمون جو عصر جدید کی جلد ۶ میں شائع ہوا تھا اور اب مستقل رسالہ کی شکل میں دوبارہ چھپا ہے۔ اسکا پڑھنا اہل مذہب کے لئے اور خاصکر مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

یادگار حسین مصنفہ خان بہادر میرزا سلطان احمد خاں ممبر کونسل بہاولپور جو ایک لائف سوانحعمری امام حسینؑ کی ہے اور مولوی غلام الحسنین صاحب نے مع حواشی اور دیباچہ کے دوبارہ چھپوایا ہے۔ قیمت ۴ر

تصانیف آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب

روزنامچہ سیاحت تقطیع ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۰۔ اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عراق۔ عرب۔ ایران۔ کاکیشیا۔ قسطنطنیہ۔ شام۔ مدینہ منورہ اور مصر کے بعض شہروں کے حالات درج ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی۔ تمدنی اور پولیٹکل حالت پر ہر جگہ بحث کی گئی ہے جو مسلمانان ہند کے لئے نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جسمیں حالات موجودہ سے اہم نتائج نکالے گئے ہیں۔ قیمت درجہ اول للعہ درجہ دویم عہ

تاریخ مسئلہ سود (انگریزی میں) اس کتاب میں اولاً سود کی تمام تاریخ بیان کی گئی ہے اور پھر سود کے متعلق موجودہ قانون پر علم الاقتصاد و ملک کی موجودہ حالت کے اعتبار سے مفصل بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سود کی شرح اور اُسکے قانون میں کس طرح اصلاح ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ سود کے متعلق بہت سے انگریزی اور اُردو اخبارات کی رائیں بھی درج ہیں۔ وکلا کیلئے خاص طور پر دلچسپ ہے۔ صوبہ جات متحدہ کے لفٹنٹ گورنر ہز آنر سرجیمس مسٹن و دیگر ممبران کونسل نے اسکی تعریف کونسل میں کی تھی۔ قیمت عہ

ہماری بہبود کے وسائل

یہ لکچر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۳ء میں دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب البرہان کے حواشی اور مولوی خواجہ غلام الحسنین کے دیباچے کے ساتھ الگ رسالے کی شکل میں چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

تصانیف حضرت مولانا محمد فائق صاحب نظامی نیازی

تائید الاسلام

عبد الغفور عرف دھرمپال نے مرتد ہو کر اپنی کتاب ترک اسلام میں جو لغو، بیجا اور بے بنیاد اعتراضات واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر کئے تھے اس رسالہ میں ان کا محققانہ اور دندان شکن رد کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اول معترض کو جو اس آیت شریفہ کے سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے اُسکو بیان کیا ہے پھر اس آیت کا جو اصلی مطلب ہے بعنوان مختلف اُسکو سمجھایا ہے اسکے بعد باعتبار فصاحت و بلاغت کے اُس آیت شریفہ کی چند خوبیاں ظاہر کی ہیں۔ پھر دین اور دنیا کی مصلحتوں کے متعلق جو جو اُس سے مسائل ماخوذ ہوتے ہیں اُنکو نکال کر دکھایا ہے۔ پھر اس امر کی تنبیہ کی ہے کہ معترض جو اپنی فہم ناقص سے خلاف عقل قرآن پاک کی تعلیم سمجھ رہا ہے وہ قرآن پاک کی تعلیم نہیں بلکہ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ سے دین اور دنیا کی مصلحتیں جو بیان کی گئیں حقیقۃً وہ قرآن پاک کی تعلیم ہے اہل علم کو اس رسالہ کے دیکھنے سے عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

تحقیق الحق

جو صاحب صوفیۂ اکرام کے مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت وحقیت کو سمجھنا چاہیں وہ اس فلسفیانہ رسالہ کا مطالعہ کریں۔ قیمت ۵ر۔

تحفۃ المسلمین

اس رسالہ میں اُن سب حدیثوں سے خفا ثابت کیا گیا ہے جو غیر مقلدوں کی طرف سے آمین بالجہر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ قیمت ۴ر

تحقیق السماع

اس رسالہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام اور ائمۂ مجتہدین کے قول وفعل سے گانا سُننے کے جواز کو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

ہدایت الاسلام

اس رسالہ میں السلام علیکم کی فضیلت اور آداب وتسلیم و بندگی وغیرہ کی بُرائیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۱ر۔

اس سے پہلے کی تمام فہرستیں منسوخ سمجھی جائیں۔

بچے۔ بوڑھے۔ عورت۔ مرد۔ امیر۔ غریب۔ سب کیلئے

میرٹھ کے مشہور و معروف مطبع ہاشمی نے جو عمدہ قرآن مجید چھاپنے میں ہندوستان کے تمام مطابع سے زیادہ نام پیدا کرچکا ہے حسب معمول رمضان المبارک کیلئے امسال بھی ایک قرآن مجید بڑے اہتمام کے ساتھ چھپوایا تھا جسکی تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں۔ اس قرآن مجید سے بچے بوڑھے۔ عورت مرد۔ امیر۔ غریب سب مستفید ہوسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستان میں اسقدر مقبول ہوا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں چھپتا ہے اور ہاتھوں ہاتھ نکلجاتا ہے۔ شائقین بڑے بڑے قرآن مجیدوں کے مقابلہ میں اسکو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ بین السطور میں اردو ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا ہے جو نہایت مستند اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔ حاشیہ پر اردو موضح القرآن چڑھی ہوئی ہے جو بہت ہی کارآمد ہے۔ خط نہایت صاف اور جلی ہے۔ ہدیہ کاغذ سفید مجلد چرمی نقرئی صرف تین روپے۔ او مجلد چرمی کاغذ خاکی (۱۲/۲) جلد درخواست بھیجیے ورنہ پھر آپ کو آئندہ سال تک انتظار کرنا پڑیگا۔

حمائل شریف معری

یہ عجیب وغریب حمائل شریف ہے جسکی تعریف نا متناہی ہے۔ لفظ پاک معانی صاف خط خوشخط۔ ایک ایک سورۃ علیحدہ مثل موتی کے ٹکا ہوا ہے۔ اسکا سائز کارڈ کے برابر ہے مگر اس تقطیع پر خط ایسا روشن ہے کہ کمزور بصارت والے اصحاب بھی بغیر عینک کے تلاوت کر سکتے ہیں۔

ہدیہ مجلد چرمی عہ غیر مجلد عہ

ملنے کا پتہ ہے۔ منیجر مکتبہ قادریہ۔ سعید منزل شہر میرٹھ

مناقب الحبیب یعنی مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ۔ اگرچہ سوانح عمریاں حضرت خواجہ کی بہت سی چھپ چکی ہیں مگر کتاب ہذا کی خصوصیات سب پر فائق ہیں۔ اول تو یہ کتاب ایک خاندانی بزرگ صاحب تصنیف کثیرہ حضرت حاجی خواجہ محمد نجم الدین صاحب شاہ والاایت فتحپوری خلیفہ خاص حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہما کی تصنیف سے ہے۔ دوم اکثر سوانح عمریوں میں ایک ہی مشہور حالات خواجہ کو دوہرایا گیا ہے اس میں یہ بات نہیں بلکہ کتنے ہی واقعات عجیب اور اُن کی اولاد اور احفاد کا ذکر بالکل جدید ہے اور ہر ایک بیان کو بحوالہ کتب درج کیا ہے جو صاحب مفصل وصحیح حالات حضرت خواجہ اور اُنکی اولاد کے جویا اور محبان خدا کو دوست رکھتے ہوں اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں قیمت ۱ر

ارشاد الکاملین یعنے مجموعہ کتاب انوار الاولیا ترجمہ اسرار الاولیا حضرت گنجشکر و ترجمہ افضل الفوائد حضرت نظام الدین اولیاء و ترجمہ مفتاح العاشقین حضرت چراغ دہلی جن میں ان ہر سہ بزرگان کے فرمودہ فوائد و عجیب روایات و حکایات وغیرہ ہیں صفحہ ۲۷۴ قیمت عہر۔

حدیقۂ تصوف۔ حال قال و حکایات متقدمین اہل اللہ۔ انتخاب ترجمہ لواقح الانوار شعرانی۔ قیمت عدم

حیات اعظم۔ سوانح عمری حضرت امام اعظم مع جوابات مخالفین عہر۔

مطلوب الطالبین۔ سوانح عمری مولانا روم۔ ۸ر

مخزن حقیقت سوانح عمری و ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید مجددی مع طریق توجہ سلب امراض دل کا حال معلوم کرنا اعمال و تعویذات و معمولات وغیرہ رسمی ۳ الٰہی و عمدہ ۱۲

تذکرۃ المخدرات آنحضرت صلعم کی والدہ محترمہ و ازواج مطہرہ و دیگر نیک خواتین اسلامیہ کے حالات و علم و فضل و آداب و حقوق والدین و زوجین وغیرہ ۱۲ر

تاریخ الاولیاء دو جلد یعنے سیر العارفین مصنفہ حضرت جمالی مشہور بزرگ قوم کمبوہ کا اصل نسخہ و تکملہ سیر الاولیا فارسی۔ اول میں حضرت خواجہ صاحب اجمیری سے لیکر تا بہ حضرت چراغ دہلی و حضرت بہاؤ الدین زکریا و حضرت جہانیان و حضرت عراقی وغیرہ اور تکملہ میں خاص بزرگان چشت کے تا بہ خلفائے مولانا فخر صاحب نہایت دلچسپ تفصیلی حالات و ملفوظات حضرت محمد عاقل خلیفہ خواجہ نور محمد صاحب مہاروی درج ہیں۔ قیمت رعایتی ہر دو جلد عہر۔

سیر العارفین۔ صفحہ ۱۸۴۔ کاغذ سفید مع نقشجات مقامات متبرکہ ۱۰ر

نصائح العارفین ترجمہ معراج المومنین اسلامی ارکان کے حکیمانہ فوائد تحقیق اسم اعظم مسئلہ روح عقل نفس محبت۔ عشق۔ معجزہ۔ کرامت۔ استدراج۔ سحر۔ طلسمات دابۃ الارض۔ امام مہدی۔ دجال حضرت عیسیٰ یاجوج ماجوج وغیرہ عہر۔

جواہر خمسہ۔ حضرت غوث گوالیاری مع احسن الاعمال و فوائد رباعیات حضرت سلطان ابو سعید ابو الخیر

وغیرہ معہ وظائف منتخبہ مترجم و فیوض القادری و اعمال و اوراد غوثیہ از حضرت غوث الاعظم قیمت یکجائی ہر سہ عہ ر

مرقعہ شریف - حضرت کلیم اللہ جہان آبادی معہ رسالہ اللہ الصمد مجربہ اعمال خاندان چشت اہل بہشت ۴ ر

زبدۃ الخواص - عجائب خواص سنگ و جواہر و حیوان و کشتہ جات و طلسمات وغیرہ ۴ ر

مجموعہ رسائل قیافہ - سوال و جواب طبیہ و فرح الانسان و فوائد بقول حکماء وغیرہ ۲ ر

مجمع الصنائع جدید - انگریزی - دیسی کاریگریوں آتشبازی وغیرہ کی پانچسو تراکیب نسخہ جات ۸ ر

غایۃ الکلام - مسنون طریقہ لباس و طعام کا ذکر بحوالہ قرآن و حدیث - قیمت ۲ ر

مجموعہ مجربات معہ تسہیل المعالجات معروف بہ کشت زار ہر سہ طب کے مجرب نسخے - حکیم زکریا رازی کی زود اثر دوائیں - فوائد علم سردہ یعنی تنفس بینی کے ذریعہ دفعہ امراض معرفت حیات و ممات - تسخیر نسواں وغیرہ جلد اول اور جلد دوم کشت زار میں آسان و تجربہ کے علاج اہل دیہات کیلئے و مخصوص مردان و زنان مجربہ حکیم وزیر علی مرحوم شاگرد حکیم وارث علی خاں مصنف کشت زار قیمت ہر دو جلد عہ صفحہ ۲۸۷

اقسام الطعام شاہجہانی ہر قسم کے کھانوں - حلووں - اچار مربوں وغیرہ کی ترکیب خواص و فوائد اشیاء خوردنی مفید مردان و زنان معہ مرکبات عطاری وغیرہ ۱۲ ر

تدابیر حسن - مخصوص امراض عورتوں بچوں کے علاج کی مشہور کتاب جسکا گھر میں ہونا وقت پر بہت کام دیتا ہے - ۱۴ ر

مجموعہ رسائل نافع المسلمین خورد ۱۱۰ صفحہ - ۱۴ ر

کار آمد عملیات و نسخہ جات - مفید الخلائق معہ تعویذ نامہ حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی فالنامہ قرآنی و طلسمات سحر الہنود ترمیم شدہ حصہ اول و سحر سامری حصہ دوم ۶ ر ایضاً حصہ سوم خواص جواہر و حیوان و حروف وغیرہ ۴ ر

فیوض القادری - مجموعہ اعمال و اوراد غوثیہ از حضرت غوث الاعظم معہ شمائل الاولیاء وغیرہ ۴ ر

خاص تبرک - حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے بیان کردہ علامات قیامت - خواص کسوف و خسوف - طاعت نسواں و قصیدہ بہار جنت - حالات میلہ اجمیر شریف و تحفہ صابر - حالات پیران کلیر شریف قیمت ہر رسالہ ۲ ر

مولود شریف رحیمیہ - معہ حالات معراج و وفات ۴ ر -

فسانہ نثار معروف طلسم فطرت - سکندر بخت والی گلشن آباد و خورشید پری وغیرہ کا عجیب غریب معہ لکچر خدا پرستی و مضحکہ خیز مکالمہ - بقول ظریف ہنسی کے مارے بے قابو کر دیتا ہے - عہ

دیوان زکی - خاص شاگرد غالب - جسپر غالب کا سارٹیفکٹ بھی درج ہے - عہ

داستان طلسم ہوش افزا ملکہ دانش و شاہزادہ نور الزمان آشوب عیار کا نہایت لطف انگیز قصہ بالتصویر - قیمت ۱۲ ر

دیوان شیفتہ - صفحہ ۱۴۳ - ۴ ر **دیوان ضمیر فارسی** ۴ ر

حال نور جہاں و جہانگیر کلاں - بالتصویر صفحہ ۳۴۴ - عہ **سوانح عمری نوشیرواں** ۴ ر

عصر جدید

اخبار

اُردو کا ایک ممتاز ہفتہ وار اخبار ہے جو نہایت آب و تاب کے ساتھ شہر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے۔ اس دور کشمکش میں حقیقتہً صرف یہی ایک اخبار ہے جو مسلمانوں کے جذبات اور اُن کی جد و جہد کی رہنمائی صحیح طریقہ پر کر رہا ہے۔ جسنے کام کرنے اور کام لینے کے لئے قوم کے سامنے ایک معین مستقل اور مستقیم شاہراہ پیش کی ہے جو خوشامد۔ بے اعتدالی اور نمود کی خوفناک بھنور سے قومی کشتی کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو مسلمانوں کو تعلیم یافتہ۔ معتدل اور عملی قوم بنانا چاہتا ہے۔ جو تمدنی تعلیمی اور سیاسی ضروریات کو پورے طور پر ملحوظ رکھ کر ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ جو قومی مسائل پر اعلیٰ اور گہری اصول کے لحاظ سے نظر ڈالتا ہے۔ نہ کہ سطحی جوش یا ذاتی اغراض و عناد کی وجہ سے جو صداقت و بیباکی مگر نیک نیتی و اعتدال کے ساتھ قومی اور سیاسی معاملات پر رائے زنی کرتا ہے جسکی پالیسی کے نگراں مشہور ہمدرد قوم آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں۔ جو اپنے نہایت قیمتی مشوروں اور مفید مضامین سے ناظرین عصر جدید کو مستفید فرماتے ہیں۔ اگر آپ اخبارات محض فوری دلچسپی اور وقت کاٹنے کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ اُن سے کوئی معتدبہ نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اخبار عصر جدید کو ضرور خریدیئے۔ جسکے اصلاحی مضامین اور نوٹس غیر معمولی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے۔ مشتہرین کے لئے اشتہار دینے کا اچھا ذریعہ ہے۔ نرخنامہ درخواست بھیجکر منگا لیجئے۔

چندہ سالانہ	ششماہی	نمونہ مفت
للعہ	عہ/	

منیجر اخبار عصر جدید سعید منزل میرٹھ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
اے بسرا پردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسوۂ حسنہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا آئینہ حسن سیرت و معاشرت کا روحانی خطیب
اخلاقی و تمدنی امراض کا مذہبی معالج مسلمان مرد کا رہبر عورتوں کا معلم بچوں کا اتالیق مفید
اصلاحی مضامین کا دلکش مجموعہ۔ ہر شمسی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے

التماس

ہماری دلی تمنا ہے کہ اُسوۂ حسنہ کو اُس درجہ تک پہنچا دیں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہترین اصلاحی خدمت کر سکے۔ خدا گواہ ہے کہ ہم اس مقصد کے حصول کیلئے پوری کوشش کر رہے ہیں اور دن رات اسی اُدھیڑ بُن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اُسوۂ حسنہ عام مذہبی رسالوں کی سطح سے اونچا ہو کر اُس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن یہ مہتم بالشان کام ایک شخص کے بس کا نہیں ہے ضرورت ہے کہ ہمارے وہ تمام عزیز بھائی اور محترم بزرگ جنکے قلم میں خدا تعالیٰ نے زور اور اثر دیا ہے مضامین لکھ کر ہماری مدد کریں اور جنھیں عہ سالانہ دینے کی استطاعت ہو وہ رسالہ کو خریدیں۔ اور دوسروں کو اُسکی خریداری پر آمادہ کریں۔ ہمنے اُسوۂ حسنہ کا چندہ سالانہ صرف عہ رکھا ہے۔ گنجان اور باریک لکھے ہوئے ۵۲ صفحوں کے ماہوار رسالہ کیلئے جسمیں ۱۲۷ صفحوں کا مضمون آجاتا ہے اور جو عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے۔ عہ سالانہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اسقدر قلیل چندہ صرف اسوجہ سے رکھا گیا ہے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی بھی رسالہ سے مستفید ہو سکیں۔ اسپر بھی رسالہ کی اشاعت اگر نہ بڑھی تو ہمیں اپنے محترم ناظرین اور تمام مسلمانوں سے ضرور شکایت ہوگی۔

ضروری ہدایات

(۱) اسوۂ حسنہ دو قسم کے کاغذوں پر چھپتا ہے قسم اول کا سالانہ چندہ عہ اور قسم دوم کا عہ ہے جو پیشگی آنا چاہیئے۔ نمونہ کی قیمت ۲؍ ہے۔ (۲) اُسوۂ حسنہ ہر انگریزی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جاتا ہے۔ اتفاقاً کوئی پرچہ نہ پہنچے تو ۸ تاریخ تک منگا لینا چاہیئے ورنہ قیمت لی جائیگی۔ (۳) چندہ کی میعاد ختم ہونے پر اگر کوئی انکاری اطلاع موصول نہ ہوئی تو ہم بذریعہ وی۔ پی آئندہ سال کی قیمت وصول کر لینگے۔ (۴) ایک سال سے کم کے لئے رسالہ جاری نہیں ہو سکتا نہ مقررہ قیمتوں میں کوئی تخفیف ہو سکتی ہے۔ (۵) خط و کتابت میں نام و پتہ صاف لکھنا چاہیئے اور نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے۔

صرف مضمون نگاروں کیلئے

(۱) اسوۂ حسنہ اپنے محترم قلمی معاونین کو معقول معاوضے دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ مضامین حسب پسند ہوں اور خاص محنت و کوشش سے لکھے گئے ہوں۔ معاوضہ مضمون دکھا کر خط و کتابت کے ذریعہ سے طے ہو سکتا ہے۔

(۲) ہر ششماہی جلد کے ختم ہونے پر اسوۂ حسنہ کے قلمی معاونین کو نذریں بھی دی جائینگی۔ اوّل درجے کے مضمون کیلئے صہ دوم درجہ کے مضمون کیلئے صہ۔ سوم درجہ کے مضمون کیلئے صہ۔ (۳) مضامین نہایت واضح اور خوشخط لکھنے چاہئیں۔ (۴) جو مضمون اسوۂ حسنہ کے مقاصد کے منافی ہوگا وہ ہرگز شائع نہیں کیا جائیگا۔ (۵) اگر مضمون کسی دوسرے رسالہ میں شائع ہو چکا ہو یا شائع ہونیکے لئے بھیجا گیا ہو تو مضمون نگار صاحب کو اپنے خط میں اسکی تصریح کر دینی چاہیئے۔ ورنہ اُسوۂ حسنہ کی وقعت میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔

خانۂ علم بے چراغ ہوا

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے پندرہ دن علیل رہ کر ۲۸ ذی الحجہ کو بمقام اعظم گڈھ انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ المناک حادثہ اس عہد ابتلا میں اسلامی دنیا کے لئے ایک تازہ مصیبت ہے اور ہر ایک مسلمان کے دل کو اس جگر خراش اور پرملال واقعہ سے سخت صدمہ پہنچیگا۔

مولانا شبلی کی قابل تقلید زندگی اپنی بے نظیر علمی۔ ادبی اور تاریخی خدمات کی وجہ سے ابد تک یادگار رہیگی اور انکے وہ تمام قابل قدر کارنامے جو قومی بہبود کے لئے محنت۔ جانفشانی اور ایثار کے ساتھ کئے گئے تھے ہمیشہ شکرگزاری کی نظر سے دیکھے جائینگے۔

ہمارے محترم جناب مولوی سید سلیمان صاحب ندوی جو شمس العلما مغفور کے ممتاز شاگرد رشید میں ہمیں اپنے شفیق اُستاد کی رحلت کی افسوسناک خبر کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی۔ ہائے ہم یتیم ہوگئے۔ مولانا شبلی نے ۱۵ دن کی علالت ہیچش کے بعد آج صبح کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرتے دم تک سیرت کی ناتمامی کا غم اور اُسکی تکمیل کی وصیت زبان پر تھی۔ ہائے ہمارے حوصلوں کی بنیاد گرگئی! غمزدہ سید سلیمان

۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء۔ از اعظم گڈھ"

ہمیں اس ناگہانی مصیبت میں مولانا شبلی مغفور ومرحوم کے عزیزوں۔ شاگردوں اور دوستوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ خداتعالیٰ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

قومی نقطۂ نظر سے مولانا مرحوم کے انتقال کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو سیرت نبوی کا ناتمام رہجانا ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا حمید الدین صاحب اور جناب مولانا سید سلیمان صاحب اپنے محترم بھائی اور اپنے شفیق اُستاد کی وصیت کو نہ بھولینگے۔

ذیل میں ہم مولانا مرحوم ومغفور کا وہ قطعہ درج کرتے ہیں جو معزز ہمعصر الہلال کے صفحات کی زینت کے لئے شاید آخری مرتبہ مولانا کے قلم سے نکلا تھا اور جو الہلال کی تازہ ترین اشاعت کے پہلے ہی صفحہ پر شائع ہوا ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام — تعمیر سجدہ گاہ خدائے انام تھا
ایک قطعہ زمیں تھا کہ اس کام کے لئے — واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا
وہ قطعہ زمیں تھا یتیموں کی ملک خاص — ہر چند قبرگاہ و گزرگاہ عام تھا

چاہا حضور نے کہ بہ قیمت خرید لیں — اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا
ایتام نے حضور میں آکر یہ عرض کی — یہ چیز ہی ہے کیا کہ جو یہ اہتمام تھا
یہ ہو یہ حقیر ہدیہ اگر یں حضور — اللہ اس زمیں کا یہ احترام تھا
لیکن حضور نے نہ گوارا کیا اسے — منت کشی سے آپ کو پرہیز تام تھا
احسان اور وہ بھی یتیمان زار کا — بالکل خلاف طبع رسول انام تھا
بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کئے — یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا
سامان جو ضرور ہیں تعمیر کے لئے — اب ان کی فکر مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کی تلاش بھی تھی سنگ و گل کی بھی — ازبسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا
انصار پاک اور مہاجر تھے جسقدر — مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا
اک اور نفس پاک بھی ان سب کا تھا شریک — جو آب و گل کے شغل میں بھی شاد کام تھا
کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت — سینہ غبار خاک سے سب گرد فام تھا
سمجھے کچھ آپ کون تھا انکا شریک حال — یہ خود وجود پاک رسول انام تھا
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے — جس کا کہ جبرئیل بھی ادنےٰ غلام تھا
صلّوا علی النبی و اصحابہ الکرام — اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

عصر جدید کا سستا ایڈیشن

میرٹھ کے معزز و مشہور اخبار عصر جدید کو پسند تو سب ہی کرتے تھے لیکن بعض متوسط درجہ کی قابلیت رکھنے والوں کو یہ شکایت تھی کہ اسکے مضامین عموماً مشکل اور خشک ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ اکثر صاحبوں کو صرف قیمت کی زیادتی کی وجہ سے اسکی خریداری میں تامل ہوتا تھا اب ہمنے یہ دونو شکایتیں رفع کر دی ہیں۔ مفید مضامین کو آسان عبارت اور دلچسپ پیرایہ میں لکھا جاتا ہے اور قیمت کم کرنے کے لئے ایک نہایت ہی

سستا ایڈیشن

جاری کر دیا گیا ہے جو باوجودیکہ صورت شکل میں بھی پنجاب کے معمولی اخباروں سے بہت بہتر ہے لیکن اسکا سالانہ چندہ صرف عہ ہے جسمیں محصول ڈاک بھی شامل ہے عصر جدید جیسا مفید پرچہ جو نہایت قابل اصحاب کی نگرانی میں مرتب ہوتا ہے اور اول سے آخر تک کارآمد اور دلچسپ مضامین اور نوٹوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسقدر سستے چندے میں آپکو میسر نہیں ملسکتا۔ اسوۂ حسنہ کے ناظرین نمونہ تو دیکھ ہی چکے ہیں اگر کسی نے نہ دیکھا ہو تو ار کے ٹکٹ بھیجکر منگالیں قسم اول کے اخبار کا چندہ پہلے للعہ سالانہ تھا اب اسمیں بھی ۸ر کی رعایت کی جاتی ہے یعنے آئندہ صرف للعہ ہیں سال بھر تک ہر ہفتہ باقاعدہ پہنچتا رہیگا۔ منیجر عصر جدید۔ سعید منزل۔ شہر میرٹھ

جلد ۱ | فہرست مضامین اسوۂ حسنہ میرٹھ بابت نومبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۴

۷۸۶

معاونین کرام سے ایک ضروری گزارش

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے محترم معاونین نے چند حضرات کے نام لکھ کر ہدایت فرمائی ہے کہ انکے نام رسالہ جاری کر دیا جائے اور قیمت ہر ایک سے وی پی بھیجکر وصول کر لی جائے۔ لیکن جب اس حکم کی تعمیل میں وی پی بھیجے گئے تو بعض صاحبان نے واپس کر دئے۔ اس عذر کے ساتھ کہ ہمنے باضابطہ اجازت نہیں دی تھی، چونکہ وی پی پیکٹوں کی واپسی سے رسالہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے ہم بیحد ممنون ہونگے اگر آئندہ سے ایسا کیا جائے کہ جو صاحب رسالہ کی خریداری پر آمادہ ہوں انسے چندہ وصول کرکے اسیوقت بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا جائے۔ یا ایک ہی صاحب سب خریداروں کا وی پی اپنے نام منگا لیں اور بعدہٗ ہر ایک سے قیمت وصول کر لیں۔ اسمیں کفایت بھی ہوگی اور ہم نقصان سے بچ جائینگے۔ اگر آسانی سے ایسا انتظام ہو سکے فبہا ورنہ خیر۔ نیازمند منیجر۔

شکریہ

اس مہینہ (نومبر) میں معاونین ذیل نے اسوۂ حسنہ کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انکو اسکی جزائے خیر دے ہم ان کرمفرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور امیدوار ہیں کہ دوسرے حضرات بھی اس نیک کوشش میں حصہ لیکر ممنون فرمائینگے۔

جناب مولوی احمد محی الدین حسن صاحب نظام آباد دکن ۸ خریدار
جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب ۷ خریدار
جناب منشی محمد رمضان صاحب از بھیرہ ۶ خریدار
جناب ڈاکٹر عبد المجید صاحب از لاڑکانہ ۴ خریدار
جناب مولانا عبد التواب صاحب از رہتک ۳ خریدار
جناب منشی محمد امیر الدین صاحب ۳ خریدار
جناب بابو یوسف حسن صاحب از لائل پور ۳ خریدار
جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب از بمبئی ۲ خریدار
جناب ڈاکٹر شیاما چرن صاحب از سہارنپور ۲ خریدار
جناب مولوی حکیم رکن الدین صاحب دانا ۱ خریدار
جناب مولوی قمر علی صاحب از پٹنہ ۱ خریدار
جناب بابو نبی بخش صاحب از ہوشیارپور ۱ خریدار
جناب سید حسام الدین صاحب از کشمیر ۳ خریدار
جناب ڈاکٹر اقبال صاحب از منٹگمری ۱ خریدار
جناب حاجی شیخ غلام یسین صاحب از تلہ گنگ ۱ خریدار
جناب محمد حسین صاحب از شاہپور ۱ خریدار
جناب حاجی میاں احمد صاحب تلہ گنگ ۱ خریدار
جناب منشی محمد بدر الحسن صاحب کانپور ۱ خریدار
جناب منشی محمد اکبر علی صاحب حیدرآباد ۱ خریدار
جناب ڈپٹی کلکٹر صاحب از گدیہ ۱ خریدار

(نیازمند منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

بصائر و بصیرت

فسق و فجور

یزید۔ ایک محترم باپ کا نالائق بیٹا۔ ایک معزز صحابی کا بدکردار جانشیں۔ عصیان و تمرد کا پُتلا۔ فسق و فجور کا مجسم پیکر۔ ایک سرکش شیطان جو انسان کا روپ بدلکر جامۂ مسلمانی سے اپنی باطنی خباثت کو چھپا کر تخت و تاج کا مالک بنا تھا۔ اسلئے کہ شریعت الٰہی کے مقدس قوانین کو پامال کرے۔ نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنے گناہوں کی تاریکی میں چھپائے۔ جمہوریت و حریت اور عدل و انصاف کو مٹا کر فرعونیت قائم کرے۔ فسق و فجور کے بازار کو رونق دے۔ ہوا و ہوس کی تجارت کو چمکائے۔

وہ جسنے شیطانی جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے محسن و مشفق آقا۔ اپنے برگزیدہ نبی کے چہیتے نواسے کو نہایت بے رحمی و بے دردی سے شہید کرایا۔ جسنے امام حسین علیہ السلام اُنکے اعزا و اقارب اور انکے لخت جگروں کو کربلا کے دشتِ غربت و بیکسی میں پانی کی ایک ایک بوند سے ترسایا۔

وہ جو آج بعض اسلامی حلقوں میں شقی و مردود کے خطابات سے یاد کیا جاتا ہے جسکو لعنت و ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جسکی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں۔ جسکا نام مُنکر محبان اہلبیت کے دلوں میں نفرت و غصہ کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔

افسوس کہ آج اس فاسق و فاجر مسلمان کے قدم بقدم چلنے والے اور اس ظالم و جابر بادشاہ

کے بُرے نمونہ کی پیروی کرنے والے ہم مسلمانوں ہی میں لاکھوں کروڑوں پیدا ہوگئے ہیں اور بدقسمتی سے اُن کی تعداد روزبروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جو زبان سے یزید پر لعن طعن کرتے ہیں۔ دل میں اُس سے نفرت رکھتے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ اسکے اعمال خبیثہ کی پیروی کو معیوب نہیں سمجھتے۔ جنکے اخلاق وعادات۔ اطوار و کردار میں فسق و فجور اور ظلم و جور کا رنگ اسقدر غالب ہوگیا ہے کہ آج ان کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لوگ محب حسینؑ اور دشمن یزید ہیں۔

حضرت امام عالی مقام نے اپنا اور اپنے سامنے اپنے عزیزوں اپنے لخت جگروں کا گلا کٹوایا ہزاروں تکلیفیں اُٹھائیں سیکڑوں مصیبتیں سہیں۔ پیاس سے سوکھی ہوئی معصوم زبانوں کو دیکھا زخموں کی ٹیس سے کراہنے والوں کی دردناک صداؤں کو سُنا۔ اسلئے نہیں کہ نعوذ باللہ انکو یزید کے ساتھ کوئی خودغرضانہ خصومت تھی اسلئے نہیں کہ وہ یزید کے تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ اسلئے کہ وہ ایک مصلح اعظم خاتم النبیین کے نواسے تھے۔ انکی پاک نظر کو فسق و فجور اس سے زیادہ کریہ معلوم ہوتا تھا جتنا کہ ہم کو شدید ترین کفر معلوم ہوتا ہے۔ وہ دنیا کو دکھانا چاہتے تھے کہ سچے مسلمان ظلم و جور اور فسق و فجور کے استیصال و انسداد کے لئے اپنے اور اپنے بچوں کی جانوں کی بھی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے وہ تیروں اور تلواروں کی بارش میں اپنی حق پسندی و تقویٰ شعاری کی مثال قائم کرکے اپنے نانا جان کی امت کو عملی نصیحت کرنا چاہتے تھے کہ زنہار فسق و فجور اور ظلم و جور کا رویہ اختیار نہ کرنا کہ انکی وجہ سے تمہارے برگزیدہ رسولؐ کے نواسے پر میدان کربلا میں کیسی کیسی مصیبتیں پڑی ہیں۔

لیکن آہ۔ امت۔ غم حسینؑ میں ماتم کرنیوالی امت نے شہادت کی اس حقیقت کو فراموش کردیا۔ آج آنکھیں مصائب حسینؑ پر روتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں اور زبانیں یزید سے انتقام لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن فسق و فجور اور ظلم و جور کہ جنکے ہاتھ میں یزید محض ایک آلہ تھا ان سے کچھ تعرض نہیں کیا جاتا۔ یزید کے نام سے نفرت ہے لیکن اسکے کاموں کی عملاً قدر کی جارہی ہے۔ لاکھوں مسلمان ہیں جنھوں نے قرآن پاک کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ جو شریعت مطہرہ کے مقدس احکام کی علانیہ تحقیر و تذلیل کررہے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے۔ نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کے پاس نہیں پھٹکتے۔ دوسروں کے حقوق غصب کرلیتے ہیں۔ غریبوں کو ستاتے ہیں۔ مظلوموں کو تنگ کرتے ہیں۔ ماں باپ اور بیوی بچوں کی خبر نہیں لیتے۔ شرابخواری۔ عیاشی۔ قماربازی۔ عیش و عشرت اور نمود و نمائش میں روپیہ برباد کرتے ہیں۔ محنت و مشقت سے جی چُراتے ہیں۔ پتنگ بازی۔ بٹیر بازی۔ مرغ بازی۔ تاش۔ شطرنج چوسر اور پچیسی میں وقت گنواتے ہیں۔ معاملات میں بددیانتی کرتے ہیں ڈاکے

ڈالتے ہیں۔ چوریاں کرتے ہیں۔ اظہار حق و صداقت سے ڈرتے ہیں۔ اپنے بھائیوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ انکو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی تجویزیں سوچا کرتے ہیں۔ حکام سے جاکر جھوٹی شکائتیں کرتے ہیں۔ فسق و فجور کے مجمعوں کو رونق دیتے ہیں۔ فاسق اور فاجروں سے دوستانہ میل جول رکھتے ہیں۔ عرسوں اور مجلسوں میں بازاری عورتوں کا ناچ کراتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

آؤ فسق و فجور اور ظلم و جور سے تائب ہوں اور عہد کریں کہ آئندہ ہم اپنے اعمال میں یزیدیت کی جھلک نہ آنے دینگے۔ امام حسین علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھکر ان کی حق پسندی، انکی تقویٰ شعاری کی تقلید کرینگے۔ انکے قدم بقدم چلکر فساق و فجار کی اصلاح میں اپنی پوری کوشش اور اثر سے کام لینگے۔ خوشا نصیب ان لوگوں کا جو شہادت حسینؑ کی یہ عملی یادگار قائم کرکے امام مظلوم کی روح پرفتوح کو خوش کرینگے۔

مراسم محرم

ذیل میں ہم عشرۂ محرم کی مروجہ مذہبی اور غیر مذہبی مراسم پر ایک سرسری نظر ڈال کر یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ان میں کون کون سی خرابیاں ایسی ہیں جو محض جہالت یا بعض اوقات غلو محبت کی وجہ سے رائج ہوگئی ہیں اور جو خلاف شرع۔ مخرب اخلاق و عادات اور مضیع مال و اوقات ہونے کی وجہ سے قابل اصلاح ہیں۔ اسی موضوع پر ایک مختصر مضمون مولوی عرفان علی صاحب میلپوری نے بھی بغرض اشاعت عنایت فرمایا تھا۔ لیکن تکرار مطالب سے بچنے اور قلت گنجائش کی وجہ سے ہمنے اس مضمون کا خلاصہ اپنی اسی نوٹ میں شامل کرلیا ہے۔ ہمیں حضرات اہل تشیع کے مخصوص مذہبی معتقدات و احکام مذہبی کا علم نہیں ہے اور نہ ہم ان سے کچھ تعرض کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے مخاطب صرف اہل سنت والجماعت ہیں اور انہیں کے نقطۂ نظر سے ہم مندرجہ ذیل مراسم کے محاسن و مفاسد پر روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) **مجالس ذکر شہادت** عام طور پر علمائے اہلسنت ان مجالس متبرکہ کو ازدیاد محبت اور خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ مگر اسی صورت میں کہ مندرجہ ذیل شرائط کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔

(۱) ان مجالس کا نام مجالس عزا نہ رکھا جائے۔ انکے انعقاد کی غرض یہ نہ ہو کہ سید الشہدا رضؓ کے مصائب پر گریہ و زاری یا نوحہ و ماتم کیا جائے بلکہ غرض یہ ہو کہ ذکر شہادت سے عبرت اور سبق حاصل کیا جائے امام حسین رضؓ کے اخلاقی محاسن اور فسق و فجور کے مفاسد کو ظاہر کیا جائے۔ تاکہ محبت اہلبیت اور انکے نیک نمونہ کی پیروی کا شوق پیدا ہو۔

(۲) بے بنیاد روایتیں۔ غلط قصے اور ایسے مرثیے جن میں شہادت کے اخلاقی و اصلاحی پہلو کو نمایاں نہیں کیا جاتا بلکہ جنسے شاعر کو اپنا ادبی کمال دکھانا یا سامعین کو رلانا ہی مقصود ہوتا ہے

ان مجالس میں نہ پڑھوانے چاہئیں۔

(۳) ذکر شہادت کا سُنانے والا ذی علم اور متقی ہونا چاہیئے۔ فاسقوں اور فاجروں سے پڑھوانا سخت گناہ اور موجب وبال ہے۔

(۴) ادب اور خاموشی کے ساتھ ذکر خیر کو سُننا چاہیئے اور برابر درود شریف کا ورد رکھنا چاہیئے جو لوگ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اور چیخ چیخ کر پڑھنے والوں کو داد دیتے ہیں۔ یا خواہ مخواہ رونے لگتے ہیں وہ ذکر اہلبیت کی توہین کرتے ہیں۔

(۵) مکان مجلس کو آراستہ کرنا۔ اسمیں فرحت و سرور کا سامان مہیا کرنا۔ ضرورت سے زائد روشنی کرنا۔ سب لغو اور فضول بلکہ گناہ ہے۔

(۶) زبانی یا تحریری دعوت دیکر اعزا و اقارب کو شرکت مجلس کیلئے بلانا اور ان میں سے کسی کے شریک ہونے پر کبیدہ خاطر ہونا یا آئندہ کسی موقعہ پر اسکا بدلہ اُتارنا سراسر ناجائز ہے۔

(۷) نام و نمود کیلئے اپنی حیثیت سے زائد تقسیم تبرک میں خرچ کرنا اسراف اور ریا ہی نہ کہ عبادت۔

۲-خیرات محرم میں خیرات بہت زیادہ کی جاتی ہے لیکن افسوس کہ وہ مستحقین کو نہیں پہنچتی اور نہ اسمیں مقتضائے وقت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر نیاز کیلئے شربت۔ کھچڑا۔ شیرینی۔ روٹیوں ہی کی ضرورت ہے (اگرچہ یہ ضرورت بھی کہیں سے ثابت نہیں ہے) تو تبرکاً تقسیم کرنے کے لئے یہ چیزیں بھی تھوڑی تھوڑی سی فراہم کرلینی چاہئیں۔ ورنہ مناسب تو یہ ہے کہ جسقدر رقم ان چیزوں میں صرف کی جاتی ہے بجائے اسکے اس رقم کے کمبل خرید لئے جائیں اور بیواؤں۔ یتیموں اور محتاجوں کو تقسیم ہوں تاکہ اس قحط اور طاعون کے زمانہ میں اُنکو جاڑے سے پناہ ملے اور وہ تمام عمر دعا دیتے رہیں۔

۳-سبیلیں سبیلوں کی آرائش میں سیکڑوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جھاڑ فانوس اور قندیلوں سے بازاروں کو سجایا جاتا ہے۔ فساق و فجار کا مجمع ہوتا ہے۔ ہنسی مذاق ہوتا ہے۔ بعض جگہ بازاری عورتوں کو نچایا جاتا ہے۔ الغرض آجکل سبیلوں کو بھی عموماً میلہ اور تماشا بنا لیا گیا ہے جن سے اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ مال ضائع ہوتا ہے۔ اور اسلئے قدرتی طور پر ان سبیلوں سے امام عالی مقام کی روح کو صدمہ پہنچتا ہوگا۔ پس محبان اہلبیت کا فرض ہے کہ وہ ان تمام فضولیات کی اصلاح کریں اور نہایت سادگی۔ صفائی اور پرہیزگاری کے ساتھ سبیلیں بنائیں اور گرمیوں میں شربت یا پانی اور جاڑے میں چائے تقسیم کریں۔ آجکل کے موسم میں شربت تقسیم کرنا صحت کیلئے سخت مضر ہے۔ اسلئے اس سے احتیاط کرنی چاہیئے۔

۴-تعزیے شرعی۔ اخلاقی اور تمدنی اعتبار سے شاید سب سے زیادہ فضول اور مضر رسم تعزیہ داری کی ہے۔ بقول مولوی عرفان علی صاحب مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کاغذ و بانس کی شکل میں تبدیل ہو کر

زیر زمین دفن ہوجاتا ہے۔ کچھ ڈھول تاشے والوں کی نذر ہوتا ہے۔ کچھ مرثیہ خوانوں کے حصہ میں آتا ہے اور کچھ بالائی اہتمام آرائش و انتظام وغیرہ میں صرف ہوجاتا ہے۔ کاش اس روپے سے سادات کرام کے غریب بچوں کو تعلیم دلائی جاتی اور ہر جگہ "حسینی مدارس" کھولدئے جاتے تاکہ ہر سال اُنکو معقول مدادیں ملتیں۔ مگر افسوس کہ شہادت عظمٰی کی حقیقت کچھ ایسی نظروں سے اوجھل ہوئی ہے کہ ان مفید باتوں کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔ توہم پرست طبیعتیں چھانٹ چھانٹ ایسی ایسی رسمیں ایجاد کرتی ہیں جنسے دین کا بھلا تو کیا ہوتا دنیا بھی غارت ہوتی ہے۔ کاش وہ سُنی حضرات جو نہایت ذوق وشوق سے مہینوں پہلے سے تعزیہ سازی کا کام شروع کردیتے ہیں ہماری ناچیز گزارش پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

مولوی عرفان علی صاحب سوگ کے متعلق لکھتے ہیں۔

۵- سوگ بعض حضرات ان ایام میں چارپائی پر نہیں سوتے۔ ننگے سر ننگے پیر رہتے ہیں۔ مکان میں مستورات چوڑیاں توڑ ڈالتی ہیں۔ پان نہیں کھاتیں۔ دس محرم الحرام کو کھانا نہیں پکتا۔ کاش یہ حضرات اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِین پر غور فرماتے تو معلوم ہوتا کہ صبر کی کسقدر فضیلت ہے۔ پھر اگر شرعاً سوگ کرنا جائز ہوتا تو حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کا سوگ سب سے بڑھکر کیا جاتا۔ کیونکہ ہر سچے مسلمان کو جناب فخر موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف سے بڑھکر کسی کی وفات کا صدمہ نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو وہی یوم وفات اور وہی یوم ولادت شریف جناب سرکار مدینہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے مگر شرع مطہرہ نے ہم کو بجائے غم ورنج کی محافل منعقد کرنیکے ولادت شریف کی محافل منعقد کرنے کی اجازت دی جیسا کہ کتب دینیہ میں مسطور ہے اور رواج تمام بلاد اسلامیہ میں ہے۔

لوح مزار

سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السّلام

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

لبیک اے چشم زائر جو ضریح مظلوم کو دیکھتی ہے۔ جو ابن رسول اللہؐ کے روضۂ خاموش گویائی بخش کو دیکھنے اور اپنی تسلی کو ٹھنڈا کرنے آئی ہے۔

سلامتی ہو تجھ پر اے سلام بھیجنے والے کہ تو ایک مرد حق کی تربت پر حسرت پر کھڑا ہے۔ یہ شہید کربلا کا مرقد ہے۔ یہ اس شہسوار کا مزار ہے جسکا مرکب دوش رسول بنا تھا۔ یہ اس فرزند کی قبر ہے جسکو بنت رسول نے جنا تھا۔

یہی وہ شہید ہے جسنے سر کشا کر شہادتِ کبریٰ کا لفظ پیدا کیا - یہی وہ مقتول ہے جسکے قتل نے کروڑوں دل ذبح کر ڈالے -

یہاں وہ - ہے جو مکہ کا دل اور مدینہ کا دماغ تھا - یہاں وہ ہے جو اسلام کی جان اور مسلمانوں کا ایمان تھا - یہاں وہ ہے جسکو بنت رسول فاطمہ بی بی نے چکی پیس پیس کر پالا تھا جسکو دستِ رسول نے بار بار گرنے سے سنبھالا تھا - یہی وہ حسین ابن علی ہے جو زانوئے رسول پر سوتا تھا جسکو دیکھکر رسول الثقلین کا دل باغ باغ ہوتا تھا - شیرِ خدا علی مرتضیٰ کا لختِ جگر ملک عرب کے سرداروں کا سر - عجم کے بے سہاروں کی سپر - اپنے باپ کا لائق پسر - اپنے فرزندوں کا غمخوار پدر - اس آقا کو سلام کرو جسنے غلاموں کو آزاد کیا - اس بادشاہ کے سامنے سر جھکاؤ جس نے تاجداروں کو بادشاہی سکھائی - جسنے باجگزاروں کو راحت کی راہ دکھائی -

یہاں حسین ابن فاطمہ آرام فرماتے ہیں جنہوں نے مساوات - جمہوریت کی خاطر تلوار کھینچی تھی - جو اپنی رائے کی صداقت کیلئے بے وطن ہوئے تھے - جنکا ارادہ تلوار نہ توڑ سکی - یہ وہی دلیر ہیں جنہوں نے لشکروں اور نیزوں کے ہجوم میں قولِ صداقت کو پکارا - جنکے بچے آنکھوں کے سامنے کٹ گئے مگر یہ اپنی رائے پر قائم رہے -

یہ وہی کربلا کا میدان ہے - یہ وہی فرات کا کنارہ ہے جہاں تیر برسے تھے - جہاں خون کا طوفان آیا تھا - یہی وہ زمین ہے جسپر بنی فاطمہ کے گیسو دراز فرزند مقتول ہوکر گرے تھے - یہیں رسول کے جانشین تہ تیغ کئے گئے تھے - اسی جگہ وہ جسم مطہر گھوڑوں کے سموں میں روندا گیا تھا جسکو رسول خدا سینہ سے لگاتے تھے -

یہ امتِ مرحوم کے ہادی کی تربت ہے - یہ گمراہوں کی ہدایت کا خضر خانہ ہے - یہ مدنی تیر ہے - فسق و فجور پر اسکا نشانہ ہے - یہ تسلیم و رضا کی عملی تصویر ہے - اسکا ہاتھ ہر امتی کا دامنگیر ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم جانے - اور کارِ دنیا کو مردانہ سعی سے پورا کرے - گھر سے نکل کر جدو جہد میں مصروف ہو - مصائب میں صبر و شکر شیوہ بنائے - بھوک پیاس سے گھبرا نہ جائے - خنجر کی دھار کے سایہ میں بھی نماز کو نہ بھولے - یاس و ہراس کی مایوسی میں بھی خانہ داری کے انتظامات کو فراموش نہ کرے -

نجات ہے اس امتی کو جو ان نشانوں پر چلتا ہے -

نبی نمبر

اسوۂ حسنہ کا نبی نمبر انشاء اللہ جنوری میں شائع ہوگا - تمام معاونین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس خاص نمبر کے لئے خاص توجہ سے لکھکر مضامین عنایت فرمائیں - ایڈیٹر -

۱۸۵

خلق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولانا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری (مصنف رحمۃ للعالمین)

اپنی تعریف | نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ایسی تعریف جس سے کسی دوسرے نبی کی کمی نکلتی پسند نہ فرمایا کرتے اور ارشاد کرتے ۔

لا تخیروا بین الانبیاء (بخاری عن ابو سعید خدری رض) | نبیوں کے ذکر میں ایسی طرز اختیار نہ کرو کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کمی نکلتی ہو۔

ایک بیاہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اپنے بزرگوں کے تاریخی کارناموں کو گا رہی تھیں۔ اُنھوں نے یہ بھی گایا کہ ہمارے درمیان ایسا نبی ہے جو کل (فردا) کی بات کو آج بتا دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو۔ جو پہلے کہتی تھیں وہی کہے جاؤ۔

اظہار حقیقت یا خوش عقیدہ پن کی اصلاح | سیدنا ابراہیم فرزند رسول ص کا انتقال ہو گیا۔ اُس روز سورج گرہن بھی ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج بھی گہنا یا گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مجمع میں خطبہ پڑھا اور فرمایا سورج چاند کسی کے مرنے یا جینے پر نہیں گہنایا کرتے۔

مصلحت عامہ کا لحاظ | جب قریش نے اسلام سے پہلے کعبہ کی عمارت بنائی تو اُنھوں نے کچھ تو عمارت ابراہیمی میں سے اندر کی جگہ باہر چھوڑ دی۔ پھر کرسی اتنی اونچی رکھی کہ زینہ لگانا پڑے اور بیت اللہ میں دروازہ بھی صرف ایک ہی رکھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عائشہ طیبہ سے فرمایا کہ

لولا ان قومك حديث عهدهم (بكفر) لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين باب يدخل الناس وباب يخرجون منه — قریش کو مسلمان ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں ورنہ میں اس عمارت کو گرا دیتا کعبہ میں دو دروازے رکھتا۔ ایک آنے کا ایک جانے کا۔

(۲) جب منافقین کی شر انگیز افعال و حرکات حد سے بڑھ گئے تو عمر فاروق رض نے عرض کیا کہ انہیں قتل کر دینا چاہیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (نتیجہ) لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگا۔

بشریت و رسالت | نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن احکام و اعمال کو جو شان رسالت سے ظاہر ہوتے اُن افعال و اقوال سے جو بطور بشریت صادر ہوتے۔ ہمیشہ نمایاں طور پر علیحدہ علیحدہ دکھلانے کی سعی فرماتے۔

(۱) ایک دفعہ فرمایا۔ میں بشر ہوں۔ میرے سامنے جھگڑے آتے ہیں۔ بعض شخص دوسرے فریق سے اپنے مدعا کو بہتر طریق پر ادا کرنے والا ہوتا ہے جس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ سچا ہے اور میں اُسی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ پس اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے حصہ میں سے اُس فیصلہ کے بعد جب کچھ ملتا

ہو تو وہ سمجھ لے۔ کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑہ ہے۔ اب خواہ لے۔ خواہ چھوڑ دے۔

(۲) بریرہ لونڈی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مغیث اُسکے شوہر کی سفارش کی جس سے وہ بوجہ آزادی (حریّت) علیحدہ ہوچکی تھی۔ بریرہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ حکم دے رہے ہیں۔ فرمایا نہیں میں سفارش کرتا ہوں۔ وہ بولی مجھے مغیث کی حاجت نہیں۔

اہل مدینہ نر کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈالا کرتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی کیا ضرورت ہے اہل مدینہ نے یہ عمل چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھل درختوں پر کم لگا۔ لوگوں نے اس بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی۔ فرمایا۔ دنیا کے کام تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ جب میں کوئی کام دین کا بتلایا کروں تو اُسکی پیروی کیا کرو۔

بچوں پر شفقت بچوں کے قریب سے گزر فرماتے تو اُنکو خود السلام علیکم کہا کرتے۔ اُنکے سر پر ہاتھ رکھتے۔ اُنہیں گود میں اُٹھا لیتے۔

بوڑھوں پر عنایت فتح مکہ کے بعد ابو بکر صدیقؓ اپنے بوڑھے۔ ضعیف۔ فاقد البصر باپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت اسلام کرانے کے لئے لائے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمنے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی۔ میں خود انکے پاس چلا چلتا۔

ارباب فضل کی قدر و منزلت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہٗ جو خندق میں سخت زخمی ہوگئے تھے یہودیان بنو قریظہ نے اپنا حکم اور منصف تسلیم کر کے بُلایا تھا۔ جب وہ مسجد تک پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ سے جو قبیلہ اوس کے تھے فرمایا قوموا الی سیّدکم (اپنے سردار کی پیشوائی کو جاؤ) لوگ گئے اُنکو آگے بڑھکر لے آئے۔

(۲) حسان بن ثابتؓ اسلام کی تائید۔ اور مخالفین کے جواب میں اشعار نظم کر کے لاتے تو اُنکے لئے مسجد نبویؐ میں ممبر رکھ دیا جاتا۔ جسپر چڑھ کر وہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

خادم کے لئے دعا انس بن مالک نے دس سال تک مدینہ میں آنحضرتؐ کی خدمت کی۔ اس عرصہ میں کبھی اُن سے یہ نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا۔ یہ کیوں نہ کیا۔ ایک روز اُنکے حق میں دعا فرمائی اللّٰھم اکثر مالہ وولدہٗ وبارك له فيما اعطيته۔ الٰہی اسے مال بھی بہت دے اور اولاد بھی بہت دے اور جو کچھ اسے عطا کیا جائے اس میں برکت بھی دے۔ (رحمۃ للعالمین)

مولٰنا حالی مدظلہ کا ایک قطعہ

کل خانقاہ میں تھی حالت عجیب طاری
جو تھا سو چشم پُر نم۔ اپنا تھا یا پرایا

"دنیا سے اُٹھ گئے سب جو تھے مرید صادق"
یہ کہکے شیخ کا دل بے ساختہ بھر آیا

ہمنے کہا۔ مریدی باقی رہی نہ پیری
یہ کہہ کے ہم بھی روئے اور اُسکو بھی رلایا

۷۸۹

اسوۂ حسنہ حضرت سید الشہدا علیہ السلام

(از جناب مولانا مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

یہ امر انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ہر وقت آرام و آسائش کا خواستگار رہتا ہے۔ جسقدر علوم و فنون اور صنائع و حرف میں ترقی ہو رہی ہے اور جسقدر اموال و امتعہ صرف کئے جاتے ہیں۔ ان سب کا منشا و مقتضا یہی ہے کہ آرام و آسائش حاصل ہو۔ اسلامی اصطلاح میں آرام و آسائش کے واسطے جامع و مانع لفظ جنّت ہے۔ جنت کے لغوی معنے باغ کے ہیں۔ باغ میں جانے سے غم غلط ہوتا ہے نظارہ قدرت کے دیکھنے سے آنکھیں مسرور ہوتی ہیں۔ فرش زمردیں اشجار گوناگوں اور گلہائے بوقلموں سے دل دماغ اور قوت شامہ محظوظ ہوتے ہیں۔ فواکہ انواع و اقسام سے کام و زباں متلذذ ہوتی ہیں احباب و اصحاب کی ملاقات کا لطف آتا ہے۔ حکماء و اطباء کا اسپر اتفاق ہے کہ باغ میں جو ہوا چلتی ہے وہ خاص طور پر راحت بخش ہوتی ہے۔ شدت گرما میں جو آرام و سرور باغ میں حاصل ہوتا ہے وہ اور کہیں نہیں ہو سکتا۔ غور کرو باغ میں آنکھوں کا سرور قلب کا حظ کام و زباں کی لذت کانوں کا لطف ناک کا مزا دل و دماغ بلکہ تمام اعضا و جوارح کا مزا موجود ہے۔ اسی بنا پر اسلامی اصطلاح میں ہر قسم کے آرام و آسائش اور کامل لطف و سرور کو جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ الغرض انسان بالطبع حصول آرام و آسائش پر مفطور و مجبول ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آرام اور چین کے مقام میں جانا تو چاہتے ہو مگر کیا یہ مقام بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہو سکتا ہے۔ حاشا و کلاّ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۤءُ وَالضَّرَّاۤءُ وَزُلْزِلُوْا۔ (پ ۲ س البقرہ ع ۲۶)	مسلمانو! کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مزے سے بہشت میں جا داخل ہو گے؟ اور ابھی تک تم کو ان لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ انکو سختیاں بھی پہنچیں اور وہ جھڑ جھڑائے بھی گئے۔

ولنعم ما قیل ؎

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود　　مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

خداوند تعالیٰ کی آزمائشوں کے متعدد مدارج ہیں۔ ہر قوم بلکہ ہر فرد بشر کیلئے ایک امتحان ہے جس سے اسکے مخفی جوہر ظاہر و ہویدا ہو جاتے ہیں۔ امتحانات مختلف مقاصد و اغراض پر مشتمل ہوتے ہیں۔ فساق و فجار کے امتحان کی غرض ان کی تذلیل و تحقیر اور تعذیب و تخریب ہوتی ہے۔

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ　　اور اے پیغمبر بنی اسرائیل کو یاد دلانے کیلئے ان سے

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اِۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (پ ۹ س الاعراف ع ۱۲)	ذرا اس گاؤں کا حال تو دریافت کرو جو دریا کنارے واقع تھا جب انکے بڑے لگے سبت میں زیادتیاں کرنے کہ جب انکے سبت کا دن ہوتا تو مچھلیاں سینہ سپر انکے سامنے آ جمع ہوتیں اور جب انکے سبت کا دن نہ ہوتا تو مچھلیاں انکے پاس بھی آ کر نہ پھٹکتیں چونکہ یہ لوگ نافرمان تھے ہم بھی اسی طرح ان کو مبتلائے آزمائش رکھتے اور جب ان میں سے بعض لوگوں نے دوسرے لوگوں سے جو سبت کے دن شکار کرنے سے منع کرتے تھے کہا کہ جن لوگوں کو خدا ہلاک کرنا یا ان کو عذاب سخت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ بھلا ان کو تم بے فائدہ کیوں نصیحت کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو تمہارے پروردگار کی جناب میں اپنے اوپر سے الزام اُتارنے کی غرض سے نصیحت کرتے ہیں اور یہ بھی خیال ہے کہ شاید یہ لوگ باز آجائیں تو جب ان نافرمان لوگوں نے وہ نصیحتیں جو ان کو کی گئی تھیں بُھلا دیں تو جو لوگ بُرے کام سے منع کرتے تھے ان کو تو ہمنے بچالیا اور جو لوگ شرارت پر اصرار کرتے رہے ان کی نافرمانیوں کی پاداش میں ہمنے انکو عذاب سخت میں مبتلا کیا۔

بعض امتحانوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خطاکار اپنی غلطیوں پر متنبہ ہوکر ان کی اصلاح کریں۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (پ ۹ س الاعراف ع ۲۱)	اور ہمنے بنی اسرائیل کو گروہ گروہ کرکے ملک کے اطراف وجوانب میں پراگندہ کردیا سو ان میں سے بعض تو نیک تھے اور بعض نیک نہیں تھے اور ہمنے ان کو سکھ اور دکھ دونوں طرح سے آزمایا تاکہ یہ ہماری طرف رجوع لائیں

انبیاء و اولیا کا امتحان انکے کمالات کے اظہار پر منتج ہوتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط (پ ۱ س البقرہ ع ۱۵)	اور جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا تو خدا اسنے رضامند ہوکر فرمایا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام یعنی پیشوا بنانیوالے ہیں

میدان کربلا تینوں قسموں کے امتحانوں کا منظر تھا۔ یزید اور اسکے متعلقین کا امتحان انکی تذلیل و تحقیر اور تعذیب و تخریب پر منتج ہوا۔ حضرت حُرؓ کا امتحان انکے رجوع الی الحق کا باعث ہوا۔ جناب سید الشہدا علیہ السلام کا امتحان انکے کمالات کے اظہار پر منتج ہوا۔

انسان کیلئے اس دنیا میں انتہائی مصائب و نوائب کیا ہیں؟ خوف و حزن۔ بھوک پیاس نقصان مال و منال۔ اتلاف جان۔ قتل نفس و احباب و اولاد۔ اس بنا پر یہی چیزیں ہیں جو راہ الٰہی کے لئے خاصان خدا پر آزمائش کیلئے وارد ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ (پ ۲ س البقرہ ع ۱۹)

اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر صبر کرنیوالوں کو خوشنودی خدا اور کشائش کی خوشخبری سُنادو یہ لوگ جب انپر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں ہم کو جس حال میں چاہے رکھے اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں تو وہ ہم کو ہمارے صبر کا اجر دیگا یہی لوگ ہیں جنپر انکے پروردگار کی عنایت اور رحمت ہے اور یہی راہ راست پر ہیں۔

جناب سید الشہدا علیہ السلام نے یہ تمام مراحل و منازل ایک ایک کرکے پورے صبر و استقلال کے ساتھ طے فرمائے۔ آپ ان تمام مصائب و مصاعب سے ایک لمحہ کے اندر مخلصی حاصل کر سکتے تھے۔ اور پھر بقیۃ العمر آرام و راحت اور شان و شوکت سے زندگی بسر کر سکتے تھے اگر ایک فاسق و فاجر اور ظالم و جابر کی اطاعت و انقیاد کا زبان سے عہد و پیمان کر لیتے مگر کیا خاندان نبوت اور عترت حضرت رسالت اس امر کو گوارا فرما سکتا تھا کہ حق و صداقت سے روگردانی کرے اور مصلحت وقت پر جسکو اس زمانہ کی اصطلاح میں پالیسی سے تعبیر کیا جاتا ہے عمل پیرا ہو؟ حاشا وکلا۔ مظلوم کربلا نے رضائے مولا کو اپنی مرضی پر ترجیح دی اور اپنے مولیٰ کا عشق دنیا و ما فیہا کی محبتوں پر غالب کر دکھایا اور بالآخر اپنی آخری متاع بھی راہ مولیٰ میں قربان کر دی۔ جناب سید الشہدا علیہ السلام نے فی سبیل اللہ اپنا سر دیدینے سے دریغ نہ فرمایا پر حکومت ظالمہ و مستبدہ کی وفاداری و اطاعت کا ہاتھ نہ دیا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ (پ ۲ س البقرہ ع ۲۵)

اور لوگوں میں سے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضاجوئی کے لئے اپنی جان تک بھی دیدیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی ہی شفقت رکھتا ہے۔

اللّٰہم صلّ علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

حادثۂ ہائلۂ عظمیٰ یعنی شہادت حضرت سید الشہداء علیہ وعلی اجدادہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات زبان زد خاص وعام ہیں تفصیل وتشریح کے ساتھ اس مختصر مضمون میں انکے اعادہ کی گنجائش نہیں البتہ ان واقعات کے اندر جو حقائق ومعارف اور بصائر ومواعظ ہیں ان کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ یہ واقعہ بے حد وسیع ہے اسکے نتائج شرح وبسط کے ساتھ حیطۂ تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر مطلوب ہے صرف اجمال واختصار کے ساتھ چند اشارات حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ حکومت بنی امیہ جبر وشخصیت پر مبنی تھی اور اسی بنا پر وہ ایک غیر شرعی حکومت تھی۔ ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ نظام حکومت جمہوریت کی بنا پر قائم کیا جائے اسلام نے اپنے پیرووں کو اسی قسم کی حکومت کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس اصول پر حق تعالیٰ نے اسقدر زور دیا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکی پابندی کا حکم ہوا۔

وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (پ ۴ س آل عمران ع ۱۸) یعنی لوگوں سے مشورہ کر۔

حالانکہ وحی والہام کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی سے صلاح ومشورہ لینے کی کیا حاجت تھی تاکید مزید کیلئے مسلمانوں کی امتیازی خصوصیت یہ قرار دی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ (پ ۲۵ س الشوریٰ ع ۵) انکا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔ لیکن آہ بنی امیہ نے جمہوریت وحریت کا استیصال کر دیا اور جابرانہ ومستبدانہ شخصی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس بنا پر یہ کہنا امر واقعہ ہے کہ بنی امیہ کا نظام حکومت شریعۃ الٰہیہ نہ تھا بلکہ انکے احکام جائرہ ومستبدہ تھے اور انکی بنیاد صداقت وعدالت پر مبنی نہ تھی بلکہ جبر وظلم پر۔ جناب سید الشہداء علیہ السلام نے اس غیر شرعی حکومت کی اطاعت ووفاداری سے انکار کر دیا۔ جسکی بنیاد جبر وظلم پر تھی۔ آپ نے اپنی قربانی کی مثال قائم کرکے پیروان اسلام کے لئے اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے کہ جبر وظلم اور جور واستبداد کا علانیہ مقابلہ کرنا اسلام وایمان کا منشا ومقتضا ہے وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

عباد الرحمٰن اظہار حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قلّت وکثرت کی پروا نہیں کرتے انبیاء کرام علیہم السلام مٹھی بھر مومنین کے ساتھ کفّار ناہنجار کی دل بادل افواج کا مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ جناب سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قلیل جماعت کے ساتھ ہزارہا مخالفین ومعاندین اسلام کا مقابلہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ سالکان طریقت حق وصداقت نتائج کے فکر سے بے پرواہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نتائج کا مرتب کرنا انسان کے بس کا کام نہیں۔ بلکہ یہ اس قوت قاہرہ عادلہ الٰہیہ کا کام ہے جو حق وصداقت کو باوجود ضعف وقلت کے مظفر ومنصور اور ظلم وجور کو باوصف قوت وکثرت کے خائب وخاسر کرتی ہے۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۲ البقرہ ع ۳۳) اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے اور اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے۔

اسی بنا پر مظلوم و شہید دشت کربلا علیہ السلام نے صرف بہتر بھوکے پیاسے مساکین و ضعفا کے ساتھ ایک عظیم الشان اور قاہر و جابر حکومت کا مقابلہ کیا۔ آہ! اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ننھے بچے اپنے جوان لڑکے اور اپنے جاں نثار مخلصین و متبعین کو شدت جوع و عطش میں خاک و خون میں غلطاں و پیچاں دیکھا اور یہ سب مقدس نفوس یکے بعد دیگرے اظہار امر حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بجاں بحق تسلیم ہوئے۔ بالآخر وہ خود سر سے پیر تک زخموں سے چور ہو کر تنہا جام شہادت پینے کے لئے آمادہ و مستعد ہوا ؎

تنہا است حسین ابن علی در صف اعدا ۔۔۔ اکبر تو کجا رفتی و عباس کجائی

وہ تڑپا اور خاک و خوں میں لوٹا اور اسی حالت میں مظفر و منصور ہوا۔ قدرت نے فتحمندی و کامرانی کا تاج اسکے زخمی سر مبارک پر رکھا جو تن سے جدا ہو چکا تھا۔

دنیا میں اصول مکافات ور دعمل اور قانون جزائے وفاقاً جاری و ساری ہے جس قسم کے اعمال کسی شخص سے سرزد ہوتے ہیں قدرت ان پر اسی قسم کے نتائج مترتب کرتی ہے۔ ایک آدمی اپنی بڑائی کے اظہار کیلئے تکبر کرتا ہے۔ قدرت اسکو لوگوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل بنا دیتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ جو شخص ناجائز لذات کے حصول کے درپے رہتا ہے قدرت اسکو جائز نعیم سے محروم کر دیتی ہے۔ اگر کوئی ضعفا و مساکین پر ظلم و ستم کرتا ہے تو قدرت اسپر جابر و مستبد کو مسلط کرتی ہے جو اسکو اپنے جور و استبداد کا تختۂ مشق بناتا ہے۔ غرض ہمارے اعمال کا ذرہ ذرہ جزائے وفاقاً کی شکل میں ہماری طرف عود کرتا ہے۔ اسی بنا پر جو واقعات ۶۱ھ میں دشت کربلا میں وقوع پذیر ہوئے۔ قدرت نے ۱۳۲ھ میں ان کا اعادہ نہ صرف دمشق میں بلکہ تمام عالم اسلامی کے اطراف اکناف میں کیا۔ صاحبان تاج و تخت خاک و خوں میں تڑپے۔ انکی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال ہوئیں فتحمندوں نے قبریں اکھاڑ ڈالیں اور مردوں کی ہڈیوں کی تذلیل و تحقیر کی اسوقت جزائے وفاقاً کا پورا پورا ظہور ہوا اور اس طرح ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہ حرف بحرف صادق آیا جو مندرجہ ذیل آیہ شریفہ میں ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (پ ۱۹ الشعراء ع ۱۵) اور جنہوں نے لوگوں پر ظلم کئے ہیں انکو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

معرکۂ کربلا کا سب سے بڑا ما بہ الامتیاز یہ ہے کہ جناب سید الشہداء علیہ السلام نے انتہائی مصائب میں صبر و عزم اور استقامت و استقلال کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ غور کرو آپ مع عیال و اطفال اعزہ احباب و اصحاب مخلصین و متبعین کے دشت غربت و بیکسی میں محصور اعدا رہیں۔ تمام نفوس

مقدسہ شدت جوع و عطش سے بیتاب ہو رہے ہیں۔ آخر ایک ایک کرکے سب نے اپنی جانیں فی سبیل اللہ قربان کردیں۔ پھر آپ ان کی خون آلود لاشوں کو اپنے ہاتھوں سے اُٹھاتے ہیں۔ طفل شیر خوار گود میں ہے اور پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ اسکی ننھی زبان باہر نکل رہی ہے۔ اعدائے اشقیا سے معصوم بچے کے واسطے ایک گھونٹ پانی کا طلب کرتے ہیں کہ میں تمہارا قصور وار ہوں۔ اس ننھی جان نے کیا قصور کیا ہے کہ یہ پانی کے ایک قطرہ سے ترس رہا ہے؟ اللہ اسپر رحم کرو اور ایک گھونٹ پانی سے اسکو اپنا ننھا کام و دہان تر کرلینے دو۔ ان اشقیا کے دل ایسے سخت ہیں جیسے کہ کالحجارۃ او اشد قسوۃ کہ ان کو ذرا بھی رحم نہ آیا۔ بالآخر مظلوم کربلا اپنے معصوم بچے کو اپنی گود میں ظالموں اور سفاکوں کے تیر ظلم سے نخچیر پاتے ہیں۔ جو واقعات آپ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے تھے اور جن مشاکل و آلام کا آپ کے اہل و عیال کو ہدف و آماجگاہ بننا تھا وہ سب آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں۔ با اینہمہ آپ کے عزم و ثبات اور صبر و استقامت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ تمام مصائب و آلام کو صبر شکر اور سنت سے برداشت کیا رَضِينَا بِقَضَاءِ اللهِ وَصَبَرْنَا عَلَىٰ بَلَائِهِ صَدَقَ اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پ ۲۶ س الاحقاف ع ۲) بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی عقیدہ پر جمے رہے تو نہ انپر کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہونگے۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام میدان کارزار میں باوصف ہجوم افکار و آلام شعائر اسلام کے نہایت شدت کے ساتھ پابند رہے۔ اکل و شرب کیلئے ایک لقمہ خوراک اور ایک گھونٹ پانی کا مُہیا نہ تھا مگر کیسی جرات و جوانمردی سے فرائض تبلیغ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر ادا کرتے رہے۔ آپ نے مجروحوں کی تیمار داری کی شہداء پر نماز جنازہ پڑھی اور اقامت صلوٰۃ میں کوتاہی نہیں کی بلکہ سجدہ کی حالت میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ جب آپ کی بہن حضرت زینب شدہ غم و حزن سے مضطر ہوئیں اور واویلا واحسرتا پکارتی ہوئی بیہوش اپنے بھائی پر گر پڑیں ....

.... تو آپ نے یہ حالت دیکھ کر انکے مُنہ پر پانی ڈالا اور جب وہ ہوش میں آئیں تو فرمایا اے بہن! یہ کیسا غم و حزن ہے جو تم کر رہی ہو؟ تمہیں چاہئے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق جو طریق عزا و غم و حزن ہے اسے اختیار کرو کیونکہ میرے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے رسول اللہ صلعم کی زندگی اور انکے اعمال و افعال میں اتباع و پیروی کیلئے بہترین نمونہ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ غور کرو اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلعم کسطرح خاندان رسالت کے سامنے تھا کہ ایسے مہیب زہرہ گداز موقع پر بھی انہیں اپنی بہن کا جزع و فزع گوارا نہ ہوا اور انہیں صرف عام الفاظ میں صبر و تشفی کی ہدایت نہ کی بلکہ صاف صریح لفظوں میں فرمایا کہ فَإِنَّ لِي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ أُسْوَةٌ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا مدعیان محبت اہل بیت کرام انہی

۷۸۶

شہیدانِ وفا کا اندازِ عمل

حیاتِ جاوید کا پُراسرار مرقع

خدا اور بندہ کا راز و نیاز

(از جناب المحترم مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب دانا)

عابد و معبود کے باہمی تعلقات کچھ ایسے اسرار سربستہ ہیں کہ ایک ظاہر بیں نگاہ اور سائنس و فلسفہ کا گرہ کشا ہاتھ اپنی تمام جد و جہد کے بعد بھی حقیقت آشنا نہیں ہوتا۔ گو عابد اور معبود میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ اس سے زیادہ ذرہ اور آفتاب کا فرق ہے بلکہ اس سے زیادہ ظلمت اور نور کا فرق ہے۔ لیکن اس فراق اور اس بون بعید پر بھی دونو جدا نہیں۔ ان میں لگاؤ اور تعلق ہے اور یہ کسی سلسلہ خاص میں وابستہ ہیں۔ کیا وہ تعلق اور سلسلہ خالق اور مخلوق کا ہے؟ بظاہر یہ صحیح ہے اور ایک حد تک جواب کی ہم صورت ہی لیکن حقیقت آشنا نگاہ جانتی ہے کہ ؎

روئے تاباں دگر است ماہِ درخشاں دگر است زلفِ پیچاں دگر است سنبل و ریحاں دگر است

وہ ایک کیف ہے جسکا تعلق دل سے ہے اور صاحبان دل بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ربط و اتحاد کیا چیز ہے جسکے قائم ہوتے عالم ہستی کا ذرہ ذرہ کیف بیخودی میں چلا اُٹھتا ہے کہ ؎

دردمندانِ محبت کا طریقہ ہے یہی ہم تری راہ میں مٹ جائینگے سوچا ہے یہی

اور جب یہ منزل طے کر کے راہروان حقیقت دوسرے عالم میں پہنچتے ہیں تو لذت آشنائے حقیقت ہو کر اپنے دردمندانہ طریق عمل کو ناکافی سمجھتے ہیں اور بیخودانہ بول اُٹھتے ہیں ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی

اب صفحہ عالم پر ایک نگاہ ڈالو۔ کتاب زندگانی کے اوراق اُلٹو۔ اور اُن میں عالم انسان کا بغور مطالعہ کرو۔ پھر دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے؟

وہ لوگ جو اللہ والے کہلاتے ہیں، جنکی جبین نیاز دریوزہ دانی کے سجدہ میں گھس گئی ہے جنکی زندگی کا اکثر حصہ تقدیس و تہلیل میں بسر ہوتا ہے، جو پاک باز ہیں، بے لوث ہیں، بے ریا ہیں، کیسی عجیب بات ہے کہ وہی اسیر دام بلا ہیں، حیات و زندگی کی کشاکش میں ہیں۔ ناآشنائے ایذا اُن کا مضحکہ اُڑاتے ہیں اور وہ ہر طرح ستم ہائے روزگار کے ہدف بنے ہوئے ہیں۔ یہ کیسا معما اور کیا راز سربستہ ہے؟ بس خدا اور بندہ کا راز و نیاز ہے جو انسان کو تلخی و ناکامی میں بھی مسرور و شاد کام رکھتا ہے اور مصائب و ویرانی و بربادی

میں بھی تنگ دل اور افسردہ خاطر نہیں ہونے دیتا۔ اسکی بربادی آبادی سے بہتر اور اسکی مفلوک حالی خوش حالی سے اولیٰ ہے۔ اور ان تمام تحیر خیز انقلاب ...... اور حیرت انگیز تاثرات کا مرکز دراصل فلسفہ تصوف کا وہ نکتہ ہے جسکے لئے تمام مجاہدات اور مکاشفات عمل میں لائے جاتے ہیں اور جو تمام روحانی جدوجہد کا مآل اور ساری کوششوں کا انتہائی نصب العین ہے! اس مقصد پر پہنچنے کیلئے پہلے مبادیات طے کرنا اور بتدریج آگے بڑھنا چاہیے۔ قال اللہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اسکے مقابلہ کیلئے) صبر اور نماز سے مدد لو۔ بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کا ساتھی ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انکو مردہ نہ کہنا۔ (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (انکی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑی سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (ارضی) کی کمی سے آزمائینگے اور (اے پیغمبر) ان صبر کرنیوالوں کو (خوشنودی خدا) کی خوشخبری سنادو۔ جن پر مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (وہ ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنپر پروردگار کی عنایت و رحمت ہے اور یہی راہ راست پر ہیں۔

یہاں چند چیزیں جدا جدا قابل تذکرہ ہیں۔ ایمان۔ صبر۔ صلوٰۃ۔ قتل فی سبیل اللہ۔ حیات بعد الممات (یا حیات جاوید) ابتلائے عام۔

ایمان۔ دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرنا۔ لیکن کسکا؟ خدا کا۔ اُسکے رسول کا۔ رسول کی لائی ہوئی کتاب قرآن کا اور اُسکے لفظ لفظ کا۔ نقطہ نقطہ کا۔ یعنی تصدیق و یقین کے ساتھ کہنا اٰمنت باللہ ورسولہ وبما جاء بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ خدا نے نزول برکات میں ہمیشہ مومنین کو مخاطب کیا ہے اسکا راز محض یہی ہے کہ جسطرح تخم کی نشو و نما اور بارآوری کیلئے زمین صالح کی ضرورت ہے اسی طرح برکات آسمانی کیلئے دل مومن کی۔ اور جس طرح زمین کی زیادہ صلاحیت سے تخم کی نشو ونما اور بارآوری بدرجہ کمال ہوتی ہے اسی طرح ایمان کی زیادہ تقویت اور پختگی سے برکات سماوی کی فراوانی ہوگی۔ پس جو شخص محسوس کرے کہ کسب حسنات کے باوجود بھی وہ برکات آسمانی سے محروم ہے اُسکو یقین کرنا چاہئیے کہ اسکا ایمان ناقص ہے۔ متذبذب ہے اور یہ حرمان نصیبی اُسی تذبذب اور نقصان کا نتیجہ ہے۔ اگر اس حقیقت پر بسیط و عمیق نگاہ ڈالی جائے تو منکشف ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کی نامرادیاں زیادہ تر نقصان ایمانی ہی کی رہین منت ہیں۔ یہ کوئی نیا انکشاف یا انوکھی حقیقت نہیں ہے

بلکہ آج ساڑھے تیرہ سو برس سے لوح قرآن پر بصراحت نقش کر دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ الخ	مومنین! کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں کوئی ایسا طریقہ بتاؤں جس سے تم عذاب الیم سے نجات پاؤ۔ پس وہ یہ ہے کہ تم خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کو قربان کردو)

یہاں "الذین امنوا" کو "تؤمنون" کا مشورہ دیا گیا ہے۔ یعنی ایمان والوں کو ایمان کا اور یہی وہ عجیب و غریب نکتہ ہے جس میں ہزاروں اسرار پنہاں ہیں اور جو لاکھوں کرشموں کا مرکز ہے لیکن ہماری نگاہوں سے مخفی ہے اور اب ہماری عقلیں اُسکی حقیقت شناسی سے عاجز ہوگئی ہیں تفکروا و تدبروا!

صبر۔ یعنے روکنا اور باز رکھنا۔ یعنی جذبات کو اُبھرنے سے۔ خواہشات کو پورا ہونے سے۔ دلولوں کو نکلنے سے، آہ و فغاں کو زیر لب آنے سے۔ پھر اس حال میں کہ اُن کی تکمیل کی قدرت ہو، انصرام کا حوصلہ ہو۔ انجام کی ہمت ہو۔ مجبور و لاچار نہ ہو۔ زبان بریدہ اور دست و پا شکستہ نہ ہو۔ لیکن یہ انسان اور نفس انسانی کی انتہائی کشمکش ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اس میں کامیاب ہونے والوں کے مراتب بھی انتہائی ہیں یعنی معیت الٰہی قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور یہ مشہور مثل ہے کہ جسکا خدا اُسکا سب۔ پھر اور دین و دنیا میں کیا رہ جاتا ہے جو خدا سے باہر اور صابر کے ساتھ نہ ہو۔

صلوٰۃ۔ معلوم و معروف طریقوں سے یاد الٰہی کرنا اور یہ مجموعہ ہے رکوع و سجود، قیام و قعود، خشوع و خضوع کا۔ لیکن در اصل صلوٰۃ نام ہے اپنے کو بھول جانے اور اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں فنا کر دینے کا۔ خشوع اور خضوع چونکہ اُسکا ایک پرتو ہے اسلئے صلوٰۃ کی یہ اہم ترین چیز بنائی گئی ہے۔ اسی رتبہ کو بتدریج حاصل کرنے کے لئے حضور صلعم نے فرمایا کہ تم جب نماز پڑھو تو یہ سمجھو جیسے خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم سے کم اتنا سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے اور تم اُسکے حضور میں اُسکے پیش نظر ہو۔ یہ حقیقت صرف زبانی نہیں بلکہ عملی ہے۔ حضور سرور کائنات کا تو کہنا ہی کیا ہے حضور کے خادم خوشہ چین معارف رسالت واقف اسرار شریعت و حقیقت حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اپنے پاؤں کا چبھا ہوا تیر نکالنے کیلئے فرماتے ہیں کہ "مجھے نماز میں مشغول ہونے دو" اسمیں کون سی مصلحت تھی؟ بس یہی کہ مشغول نماز ہو کر آپ اپنی ہستی کو بھول جاتے تھے۔ اور اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں فنا کر دیتے تھے۔ پھر کیا ایک فنا شدہ اور فراموش کردہ ہستی تکلیف جسمانی کا باعث ہوسکتی ہے؟ اس حالت میں ایک تیر کیا ہزاروں تیر چبھوئے اور نکالے جاسکتے ہیں اور ایک فنا فی اللہ اور اپنی ہستی کو فراموش کر جانے والے کو کوئی درد و الم محسوس نہ ہوگا۔

قتل فی سبیل اللہ۔ خواہ خدا کی محبت میں اپنے کو مٹانا یا نام خدا کی برتری اور بلندی کیلئے

اپنی جان کو حوالہ قضا کرنا۔ یا خدا کی عزت اور حرمت کی بقا کے لئے اپنے کو فنا کرنا۔ یا مظالم اور فتنہ و فساد مٹانے کے لئے راہی ملک بقا ہونا، جو بھی ہو، جس طور پر بھی ہو قتل فی سبیل اللہ ہے، عام اس سے کہ دشمنان ملت کی تلوار گلوگیر ہو۔ اُنکے تیر جفا پیوستہ جگر ہوں۔ اُن کی گولیاں مسکن گزین قلب ہوں یا شعلہ ہائے کفر وظلمت جلا جلا کر خاکستر کردیں۔

حیات بعد الممات۔ یعنی مرنیکے بعد بھی زندہ رہنا اسکی صراحت نہایت دشوار ہے کہ مرنے کے بعد زندگی کیونکر رہتی ہے اور یہ زندگی کس معنی میں ہے؟ آیا یہ کہ جس طرح ایک زندہ انسان اپنے خاکی کالبد اور جسم عنصری کے ساتھ چلتا پھرتا ہے؟ یا یہ کہ جس طرح زندگی میں چیزوں کا احساس کرتا تھا مرنے کے بعد بھی کرتا ہے؟ یا یہ کہ باعتبار نام و نمود کے زندہ ہے یعنی مرنے کے بعد بھی لوگوں نے اُسکو فراموش نہیں کیا اُسکا نام لیا جاتا ہے اور تذکرہ کیا جاتا ہے؟

اول صورت تو بالکل بے معنی ہے کہ ایک انسان مرنیکے بعد اور اپنا جسم سپرد خاک کرنیکے بعد پھر اُسی کالبد اور جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہو کر چلتا پھرتا نظر آئے! اسی طرح تیسری صورت بھی ناقابل قبول ہے اسلئے کہ اس زندگی اور حیات میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نہ اسکے لئے قتل فی سبیل اللہ کی ضرورت ہے بلکہ ہر وہ شخص جسنے کوئی بھی غیر معمولی کام کیا ہو۔ بایں معنی ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کرنے والا اسکول، و مدرسہ کھولنے والا مہمان سرائے اور مسافرخانہ بنانے والا، باعتبار نام و نمود ہمیشہ زندہ ہے اور اسکی تخصیص کچھ حسن عمل کے ساتھ نہیں بلکہ ایک جفا کار اور ظالم بھی بایں معنے ہمیشہ زندہ ہے۔ آج بھی زبان خلق پر جس طرح نوشیرواں اور حاتم کا نام ہے چنگیز اور ہلاکو کا نام بھی ہے اور آج قوم کا بچہ بچہ جس طرح سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جانتا ہے۔ یزید اور عمرو سعد سے واقف ہے۔ اور اگر اسکی تخصیص حسن عمل ہی کے ساتھ کی جائے تو کیا حاتم و نوشیرواں اور حضرت امام حسین کی حیات ایکساں ہے؟

اس تنقیح کے بعد اگر ہم پہلی اور تیسری صورت ترک کر کے صرف حیات کے معنے ثانی متعین کر دیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ فیصلہ حق وصداقت کے خلاف ہوگا؟ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال!

ابتلاء عام۔ یعنی آزمائش اور امتحان۔ دوستی اور محبت کی اگر کیمیاوی تحلیل کیجائے تو اسکے اجزائے تحلیل اور اُن اجزا کے ذرات لایتجزے رنج، تعب، تکلیف، حیرانی، پریشانی، دشواری کے سوا کچھ نہ نکلینگے محبت کیا ہے؟ مصائب اور متاعب کا ایک مجموعہ، اور حیرانی و پریشانی کا ایک مجسمہ ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ اسکا طرز عمل بندہ سے خدا تک ایک ساں ہے جس طرح بندہ دنیا کی بے حقیقت اور ناپائدار محبت کی طرح طرح سے جانچ کرتا ہے اور برسوں کے امتحان کے بعد اگر اُسکو صحیح اور صادق پاتا ہے تو اچھا برا کچھ اُسکا صلہ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی طرح طرح سے جانچ کرتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ اُسکا دوست اپنے دھن کا سچا اور خیال کا پکا ہے۔ پھر جو کچھ چاہتا ہے اُسکو دیتا ہے اور جو کچھ اُسکا

دوست مانگتا ہے پاتا ہے۔
اس جدا جدا صراحت کے بعد اب ان آیات پر ایک مجموعی نظر ڈالو اور دیکھو کہ وہ کس چیز کا مجموعہ ہیں؟ اور آیا یہ صرف خدا کی خواہشات ہیں جو نا قابل عمل ہیں؟ یا دنیا میں کوئی بشر ایسا گزرا ہے جسنے عمل کرکے ثابت کر دیا ہو کہ "ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں ہو سکتا"؟ آیات کا ماحصل یہ ہے کہ مومن جب مبتلائے مصائب ہو اُسکو طرح طرح کی آفتوں سے سابقہ پڑے تو اسکو چاہئے کہ صبر و صلوٰۃ سے اعانت چاہے۔ کیونکہ صبر و صلوٰۃ سے اعانت چاہنے والوں کی مدد کیلئے خود خدا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنکو تم مردہ نہ کہو۔ اسلئے کہ اگرچہ تم کو محسوس نہ ہو لیکن درحقیقت وہ زندہ ہیں۔ یعنی زندگی کا جو مآل ہے (ہر قسم کا احساس) وہ اُنکو ہر طرح حاصل ہے اور خدا ایماندار لوگوں کی ہر طرح آزمائش کرتا ہے .... اور طرح طرح سے اُن کا امتحان لیتا ہے کبھی اُن کا خوف سے امتحان کرتا ہے کبھی فاقہ سے۔ کبھی نقصان مال سے۔ کبھی نقصان جان سے کبھی پیداوار کے نقصانات سے۔ جب ان تمام امتحانات میں ایماندار پورا اُترا اور مبتلائے مصائب ہونے پر اُسنے بجائے غم و الم اور جزع فزع کے نہایت فراخ دلی اور ثابت قدمی سے انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا ہی کے ہیں اور اُسی کے پاس واپس جائینگے۔) کہا تو پھر ایسے لوگوں کیلئے خوشخبری ہے کہ ان پر خدا کی رحمت ہے اور یہ خدا کے بتلائے ہوئے راستہ سے مطلوب تک پہنچنے والے ہیں۔
اب آؤ ذرا تواریخ اسلام پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ دنیائے اسلام میں جو سب سے بڑا حادثہ گزرا وہ کون ہے؟ بس وہ حادثہ عظیم ایک ہے جسپر تقریباً تیرہ سو برس گزر گئے لیکن اُسکی یاد میں ہماری آنکھیں ہنوز خون فشاں ہیں اور اگرچہ اُسکو اسقدر طویل مدت ہو گئی لیکن اُسکے غم میں ہمارا قلب و جگر بدستور لرزاں اور مضطرب ہے، وہ حادثہ، حادثہ کربلا ہے وہ قتل، قتل حسینؑ و آل حسینؑ ہے، وہ تباہی، تباہی آل عبا و اہل بیت ہے!
واقعات کربلا کا کوئی جزوی واقعہ بھی ایسا نہیں جو مسلمانوں کو معلوم نہ ہو اور اس حادثہ عظیم کا کوئی باریک نقطہ بھی ایسا نہیں جو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔ مزید براں سال ہجری کا ماہ نو اسکی یاد برابر تازہ کرتا رہتا ہے اسلئے اُسکا اعادہ اور صراحت بے سود اور تحصیل حاصل ہے۔ ہاں مجھے اسپر عمیق نظر ڈالکر اُن عبرتوں اور بصیرتوں کا پتہ لگانا ہے جو اُس میں کنز مخفی کی طرح پوشیدہ ہیں اور چند انفاس کی مقدس جانوں سے زیادہ دقیع اور قیمتی ہیں۔
پہلے سوچنا یہ ہے کہ حادثہ کربلا کی غیر معمولی اہمیت کا باعث کیا ہے؟ کیا یہی کہ اُس میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے لیکر اُنکے انصار تک کی ۷۲ جانیں تلف ہوئیں؟ اگر یہی ہے تو بغداد و غرناطہ کی تباہی اُس سے زیادہ درد انگیز ہے جہاں ۷۲، نہیں ۷۲ ہزار بلکہ [illegible] جانیں تلف ہوئیں ایا یہ

کہ اُس میں آل رسول کا خون بہایا گیا؟ اگر یہی ہے تو بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں بھی یہ خونریزیاں ہوئی ہیں۔ یا یہ کہ اُس میں مقدس ترین جانیں ضائع ہوئیں؟ تو جنگ جمل اور جنگ صفین اُس سے کم المناک نہیں جس میں بڑے بڑے قدسی صفات صحابہ رسول اللہ مقتول ہوئے! یا یہ کہ اُس میں بڑی مقتدر اور قیمتی جانیں نذر تیغ و تبر ہوئیں؟ تو شرعاً ہر مسلمان کی جان مقتدر اور قیمتی ہے۔ اور اس قدر و قیمت میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر کوئی ترجیح نہیں۔ ایک نبی زادہ یا امام زادہ اگر کسی ادنیٰ ترین مسلمان کو قتل کرے، تو اُسکے لئے وہی قصاص ہے جو ایک ادنیٰ ترین مسلمان کو کسی نبی زادہ یا امام زادہ کے قتل کا۔ حضور سرور کائنات صلعم فرماتے ہیں مَنْ قَتَلَ الْمُسْلِمَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جسنے مسلمان کو مسلمان سمجھکر قتل کیا وہ کافر ہو گیا۔ قتل مسلم کے لئے یہ ایک انتہائی وعید ہے۔ جس میں ادنیٰ اعلیٰ سب برابر ہیں قاتل جس طرح ایک نبی زادہ اور امام زادہ کے قتل عمد سے کافر ہو جاتا ہے اسی طرح ایک رذیل زادہ مسلمان کے قتل عمد سے بھی۔ اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان سب برابر ہیں اور اسلام نے اپنے متبعین کو جو حقوق عطا کئے ہیں وہ بلا تفریق ہر مسلم کیلئے مساوی ہیں۔ حسب نسب کو اس میں مطلق دخل نہیں۔ ایک ادنیٰ ترین انسان اسلام کی پیروی کرکے اعلیٰ ترین انسان بن سکتا ہے کوئی کہسکتا ہے کہ حضرت بلال سلمان فارسی، ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم شرفائے عرب اور اعیان قریش سے قدر و منزلت میں کچھ کم تھے؟ یہ کیوں ہو جبکہ خدا کا صاف اور صریح فیصلہ موجود ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ خدا کے نزدیک محترم اور مقتدر وہی ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا احترام اور وقار کیوں ہے؟ کیا محض اسلئے کہ وہ سبطین رسول اللہ ہیں؟ نہیں بلکہ اسلئے کہ وہ اپنے جد امجد حضور سرور کائنات رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسقدر مفتخر اور محترم کیوں ہیں کیا محض اسلئے کہ وہ رسول اللہ کے عم زاد بھائی اور حضرت بتول کے شوہر ہیں؟ نہیں بلکہ اسلئے کہ وہ مقدس ترین انسان اور اکرم ترین مسلمان تھے ہاں زوج بتول ہونا بھی طغرائے افتخار و احترام تھا لیکن ویسا جیسے سونے میں سہاگہ!

یہی حقیقت تھی کہ حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد جانشین رسالت جناب صدیق اکبر بنائے گئے اور جب صدیق اکبر نے وفات پائی تو آپ نے اپنی اولاد کے موجود ہوتے ہوئے جناب فاروق اعظم کو اپنا خلیفہ بنایا اور فاروق اعظم نے دم رحلت اپنا جانشین حضرت عبداللہ ابن عمر کو نہیں بنایا بلکہ یہ مسئلہ چھ اصحاب رسول اللہ کے مابین چھوڑ کر فیصلہ عام مسلمانوں کے حوالہ کر دیا کہ وہ جسکو لائق اور بہتر سمجھیں منتخب کرلیں۔ یہی حقیقت تھی کہ امام حسن رضہ دست بردار خلافت ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اگر حسب نسب کچھ بھی قابل استحقاق چیز ہوتی تو حضرات حسنین کے رہتے کون سزاوار خلافت تھا۔ نیز حضرت امام حسن [illegible] ام آتا کہ اُنہوں نے دیدہ دانستہ پامال حقوق کیا اور نااہل

کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

غرض حادثۂ کربلا کی اہمیت کا راز وہ نہیں ہے جو عام طور پر خیال کیا جاتا ہے بلکہ اُس کا راز اُس سے زیادہ اہم، اُس سے زیادہ وقیع اور قدر و قیمت رکھنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ میدان کربلا انسان کی انتہائی وفا شعاری کا امتحان گاہ ہے اور حادثۂ کربلا امتحان وفا، میدان کربلا صبر و تسلیم کی شدید ترین قربان گاہ اور حادثۂ کربلا بیش قرار قربانی! حضرت امام حسینؓ کا ہر ہر قطرہ خون اسلئے زر و گوہر سے زیادہ قیمتی نہیں ہے کہ وہ حسینؓ کا خون ہے۔ سبط رسول کا خون۔ حضرت بتول کے جگر گوشے کا خون ہے۔ بلکہ اسلئے قیمتی ہے کہ اس میں اسلام کی صداقت مضمر تھی۔ قرآن کی حقانیت پوشیدہ تھی۔ اُنھوں نے اپنا خون بہا کر اسلام کو زندہ کر دیا۔ قرآن کو صادق کر دکھایا اور خدا پر ثابت کر دیا کہ اُسکے بندگان مسلم اور عاشقان مومن کیسے ثابت قدم اور وفا شعار ہیں۔ خدا نے اپنے عاشق جانباز حضرت ابراہیم کا امتحان لیا کہ اُنکے سامنے نار نمرود اور اُسکے بھڑکتے ہوئے شعلے تھے حضرت ابراہیم منجنیق سے الگ ہو کر اُس شعلہ فشاں آتش میں گرنا چاہتے ہیں۔ حضرت جبریل نمودار ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ابراہیم کہئے تو بچا لوں یا خدا سے آپ کے بچا لینے کی درخواست کر دوں۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ نہیں میرا رب مجھکو دیکھ رہا ہے اور اُسکی مرضی کا میں پابند ہوں۔ بس آپ اُس جہنم سوز آتش میں گرنے کے قریب ہوتے ہیں کہ وہاں محبوب کا امتحان وفا ختم ہوتا ہے۔ دریائے رحمت میں جوش آتا ہے اور یکایک حکم ہوتا ہے کہ یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اے آگ ٹھنڈی ہو جا کہ ابراہیم صحیح و سلامت رہیں، اور جب حضرت ابراہیم بر سر آتش پہنچتے ہیں تو اُس کو بدن سوز طبقہ جہنم نہیں بلکہ فرح و انبساط پیدا کرنیوالا گل و ریاحین کا ایک تختہ سرسبز پاتے ہیں۔

لیکن حضرت امام حسینؓ کا امتحان حضرت ابراہیم کے امتحان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ وہاں خود رسول اللہ تھے۔ یہاں رسول نہیں بلکہ رسول کی امت، وہاں تنہا حضرت ابراہیم اور اُن کا نفس قدسی تھا، اور یہاں اہل و عیال، عزیز و اقارب، اور ایک دو بھی نہیں بلکہ ستر اور دو بہتر انفاس، جن میں ہر ایک بجائے خود شریک امتحان اور حضرت امام حسین کی کامیابی ہر ایک کی کامیابی سے وابستہ۔ جن میں ننھے ننھے معصوم بچے۔ بادۂ شباب کے متوالے نوجوان لڑکے محض محبت سبط رسول رکھنے والے احباب، اور اغیار، اللہ ایکسا دشوار وقت اور کڑا امتحان تھا۔ پائے اطفال میں لغزش آئے تو حسینؓ کی وفا پر حرف، پائے احباب اغیار لغزش لائے تو حسینؓ کی وفا پر حرف، اہل بیت اطہار کی رقیق القلبی اور کمزور دل کچھ کرے تو حسینؓ کی وفا پر حرف، غرض تنہا حسین اور اتنے امتحان اور کامیابی تمام امتحانات کی مجموعی کامیابی پر!

لیکن مبارک ہیں حضرت امام حسینؓ اور مبارک ہیں آل و انصار [illegible] نے ثابت کر دکھایا کہ خدا

کے بندگان مومن اُسکے کڑے سے کڑے امتحان اور سخت سے سخت آزمائش میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ برکات و مراتب جو صعب ترین امتحانات کا صلہ ہیں خدا سے حاصل کر لیتے ہیں -

لیکن معاملہ کی اہمیّت یہیں تک نہیں رہتی - اس خونیں منظر کا پہلے ہی فیصلہ کر لیا گیا تھا، زمین کربلا پاک اور مقدس خون کی پیاسی تھی اور اُسکی پیاس بجھانے کا پہلے وعدہ کر لیا گیا تھا - آسمان کربلا خونیں تماشا دیکھنے کا شائق تھا اور اُسکا شوق پورا کرنے کا پہلے ہی عزم کر لیا گیا تھا - اُسکے آثار اُسکے علامات - اسکی پیشینگوئیاں پہلے ہی ظاہر کر دی گئی تھیں - ان بیانات سے یہ نتیجہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا اور بلا وجہ یہ خونیں قربانیاں نہیں ہوئی تھیں بلکہ اسکے ساتھ قصد اور ارادہ متعلق تھا اور یہ جو کچھ کیا گیا سوچ سمجھ کر کیا گیا لیکن کسکا قصد و ارادہ ؟ یزید اور انصار یزید کا نہیں - بلکہ حضرت امام حسینؓ اور اُنکے انصار کے مالک کا ارادہ، جو حضرت امام حسین کی خاطر تمام یزیدیوں کو تہ و بالا کر دینے کی طاقت رکھتا تھا، اُسکا ارادہ جو اہل بیت اطہار کے احترام کیلئے تمام عراق و شام کو آتش قہر و غضب سے جلا کر خاک سیاہ کر دینے کی قدرت رکھتا تھا - لیکن اُسنے ایسا نہیں کیا - آسمان کربلا خوف و دہشت سے لرز اُٹھا - لیکن پھر تھم گیا - زمین کربلا بار درد والم سے چلا اُٹھی لیکن پھر ٹھہر گئی یہ کیوں ؟ محض اسلئے کہ اس حادثہ کے ساتھ خدا کی مشیّت متعلق تھی - اس حادثہ سے خدا کو اسلام کی نہایت اہم خدمت لینا تھی - اس حادثہ کیلئے خدا نے روز اول ہی سے حضرت امام حسینؓ کو منتخب کر لیا تھا - اسلئے سب کچھ ہوا اور کچھ نہ ہوا - اب اسکو سنو اُسکی حقیقت کو سمجھو اور اسکی اہمیت کو ذہن میں جگہ دو -

(باقی آئندہ)

کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہلبیت

(مقتبس از غزل جناب مولانا حسن رضا خانصاحب بریلوی مرحوم مغفور)

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق	کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہلبیت
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے	خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہلبیت
حوریں کرتی ہیں عروسان شہادت کا سنگار	اپنے روزے کھولتے ہیں صائمان اہلبیت
جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کر کے آج	کھیلتے ہیں جان پر شہزادگان اہلبیت
کس مزے کی لذتیں ہیں آب تیغ یار میں	خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگان اہلبیت
باغ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوب خدا	اے زہے قسمت تمہاری کشتگان اہلبیت
گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے	جان عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت
سر شہیدان محبت کے [illegible] ہیں نیزوں پر بلند	اور اونچی کی خدا نے قدر و شان اہلبیت

صفحہ ۴۸۶

فلسفۂ شہادت سید الشہداءؑ

(از جناب مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی)

باز ایں چہ شورش ست کہ در خلقِ عالم ست ۔ باز ایں چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم ست
باز ایں چہ رستخیز عظیم ست ۔ کز زمیں ۔ بے نفخ صور خاستہ تا عرشِ اعظم است
ایں صبح تیرہ باز دمید از کجا کزو ۔ کارِ جہان و خلقِ جہاں جملہ درہم ست
گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب ۔ کاشوب در تمامی ذراتِ عالم است
گر خوانمش قیامتِ دنیا بعید نیست ۔ ایں رستخیز عام کہ نامش محرم ست
در بارگاہِ قدس کہ جائے ملال نیست ۔ سرہائے قدسیاں ہمہ بر زانوئے غم ست
جن و ملک ہم آدمیاں نوحہ میکنند ۔ گویا عزائے اشرفِ اولادِ آدمؑ ست
خورشیدِ آسمان و زمیں نورِ مشرقین ۔ پروردۂ کنارِ رسولِ خدا حسینؑ (محتشم)

۱۔ کمالاتِ محمدی پر ایک سرسری نظر

اربابِ سیر و تواریخ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جسقدر فضائل اور کمالات انبیاء سابقین میں متفرق و منتشر تھے وہ سب خواجہ کائنات ۔ فخر موجودات ۔ سرتاج انبیاء ۔ احمد مجتبےٰ ۔ محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذاتِ جامع الکمالات میں مجتمع تھے ۔ چنانچہ آدمؑ و داودؑ کی خلافت ۔ سلیمانؑ کی سلطنت . . . . ابراہیمؑ کی خلت ۔ یونسؑ کی عبادت ۔ نوحؑ کا شکر ایوبؑ کا صبر ۔ موسیٰؑ کا جلال ۔ یوسفؑ کا جمال ۔ آنحضرت صلعم کو عطا کیا گیا ؎

خطِ سبز و لب لعل و رُخِ زیبا داری ۔ حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۲۔ کمالِ شہادت کا آنحضرتؐ کو بالواسطہ عطا ہونا

علاوہ بریں دیگر کمالات مثلاً علم وسیع ۔ عرفانِ اتم ۔ شفاعتِ عظمےٰ ۔ و لایت و محبوبیت مطلقہ وغیرہ کمالات بھی آپؐ کی ذاتِ قدسی صفات میں جمع کئے گئے تھے یہ سب فضائل تو عطا ہوئے مگر ایک فضیلت باقی رہ گئی تھی جو بذاتِ خاص اور بنفس نفیس آنحضرتؐ کو حاصل نہیں ہوئی ۔ یعنی شہادت ۔ انبیائے سابقین میں سے بعض درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ لہذا نبیؐ عربی کو اس شرف عظیم کا حاصل نہ ہونا بظاہر محل تعجب معلوم ہوتا ہے ۔ اسکا بھید یہی ہے کہ اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ کسی جنگ میں شہید ہو جاتے تو عوام کی نظر میں شوکتِ اسلام مٹ جاتی اور دین میں خلل واقع ہوتا ۔ لہذا آپؐ کو شہادت کا مرتبہ بالواسطہ عطا کیا گیا ۔ یعنی ایسے لوگوں کی وساطت سے جو آپ کے اہل بیت نہایت ہی قریبی رشتہ دار بلکہ آپؐ کے

بیٹوں کی بجائے ہوں۔ اسلئے کہ ایک منکر اسلام کی تلوار سے شہید ہو جانا۔ گو شانِ نبوت کے خلاف نہ ہو۔ مگر شانِ ختم نبوت کے منافی تھا۔

۳۔ اسبارہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا قول

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اسکے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "عنایت خداوندی نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو اُنکے جد بزرگوار علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کا قائم مقام بنایا اور اُنکو ملاحظۂ کمالِ محمدی کے لئے دو آئینے اور مشاہدۂ جمال مصطفوی کیلئے دو رخسار قرار دیا۔ چونکہ شہادت کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل شہادت سرّی (جو پوشیدہ طور پر واقع ہو) دوم شہادت جہری (جو علی الاعلان اور کھلم کھلا وقوع میں آئے) لہذا شہادت دونوں صاحبزادوں میں منقسم ہوئی ایک قسم کی شہادت ایک کے حصہ میں آئی اور دوسری قسم کی دوسرے کے حصہ میں۔ سبط اکبر (بڑے صاحبزادہ) پہلی قسم کی شہادت کیلئے مخصوص کئے گئے اور چونکہ اس شہادت کا حال پوشیدہ رکھا گیا تھا اسلئے وحی الٰہی میں اسکا کچھ ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ شہادت کے وقوع میں آنے کے بعد بھی اُسکا واقعہ مُبہم اور مشتبہ رہا۔ یہانتک کہ آپؑ کی زوجہ کے ہاتھوں یہ امر پیش آیا۔ حالانکہ زوجہ کا علاقہ محبت کا علاقہ ہے نہ کہ عداوت کا۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ اس شہادت کی بنا پوشیدگی پر تھی اور اسی وجہ سے نہ تو آنحضرتؐ نے اُسکی خبر دی۔ نہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ نے اور نہ کسی اور شخص نے۔ دوسری قسم کی شہادت یعنی شہادت جہری کیلئے سبط اصغر (چھوٹے صاحبزادہ) مخصوص کئے گئے۔ چونکہ اس شہادت کا معاملہ شہرت اور اعلان پر مبنی تھا۔ لہذا اوّلاً جبرئیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ کی زبانی بذریعہ وحی اُس کا نزول ہوا۔ بعد ازاں مقام شہادت معین کیا گیا۔ اُسکا نام بتایا گیا اور وقت شہادت کا پتا دیا گیا۔ یعنی ۶۰ھ ہجری کا اختتام۔ پھر امر شہادت کا شہرہ ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ نے صفین کے سفر میں اپنی زبانِ مبارک سے برملا اُسکا ذکر کیا۔ اسکے بعد جب واقعۂ شہادت وقوع میں آیا تو اُسکی شہرت اس طرح ہوئی کہ مٹی خون ہو گئی۔ آسمان سے خون برسا۔ غیب کی آوازوں سے مرثیے سُنے گئے۔ جنّات کا نوحہ اور گریہ و زاری آپؑ کی لاش کی نگہبانی کے لئے چاروں طرف درندوں کا گشت کرنا۔ آپؑ کے قاتلوں کے نتھنوں میں سانپوں کا گھُس جانا۔ انکے علاوہ شہرت کے اسباب اور بھی تھے۔ تاکہ سب حاضر وغائب کو اس حادثہ کے وقوع میں آنے کی اطلاع ہو جائے بلکہ آنحضرت صلعم کی امت میں دائمی گریہ وزاری اور رنج والم اور ان ہولناک واقعات کی یادگار کے قیامت تک باقی رکھنے کی وجہ سے عالم بالا اور عالم خاک میں۔ عالم غیب اور عالم شہادت میں جنّ و انس اور ناطق وصامت میں (غرض ہر جگہ) ان دردناک مصائب کی شہرت انتہا درجہ کو پہنچ گئی۔"[1]

۴۔ شہادت حسینؑ کی نوعیت اور اُسکی بدولت دین اسلام کی نئی زندگی

دنیا میں بہت لوگ مظلوم

اور شہید ہوئے۔ مگر فرزند رسولؐ کی مظلومیت اور شہادت کی نوعیت بالکل جداگانہ ہے۔ آپؑ کی ذات جامع الکمالات پر کمال شہادت کا خاتمہ ہوگیا۔ تاج شاہی آج ایک کے سر پر ہے تو کل دوسرے کے سر پر۔ مگر شہادت عظمیٰ کا نورانی تاج سید الشہداءؑ کے فرقِ مبارک پر ہمیشہ کے لئے رکھا جا چکا۔ اسی شہادت نے دین نبوی کی صداقت کا سکہ بٹھایا۔ اسی شہادت نے اسلامی صداقت کا نقش جمایا۔ اسی شہادت نے اسلام کی عظمت کا نقارہ چار دانگ عالم میں بجایا۔ اسی شہادت نے غیر مسلموں تک کو اسلام کا ہمدرد بنایا۔ اسی شہادت نے منکروں سے اسلام کی برتری کا لوہا منوایا۔ اسی شہادت نے حق کا نور دنیا میں پھیلایا۔ اسی شہادت نے باطل کا چراغ بجھایا۔ اسی شہادت نے دنیا کو دین کا عملی سبق پڑھایا۔ حضرت پیغمبر عربی (فداہ امی وابی) نے کیا کچھ مصیبتیں جھیل کر اور کیسی کیسی تکلیفیں اٹھا کر سرزمین عرب میں دین اسلام کا پودا لگایا تھا۔ اس پودے نے ایک حد تک نشو ونما پایا۔ مگر باد خزاں کے متواتر جھونکوں سے مرجھانے لگا۔ اور قریب تھا کہ بالکل سوکھ کر جل جائے مگر خدا کے ایک مخلص اور صادق بندے یعنی اُسی نبی کے نواسے نے اپنے خون سے اور اپنے اقارب واحباب کے خون سے اُسکو سینچا اور اُسکو اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کا مصداق بنایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہادت نے حق اور باطل کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور ایک ایسی سدّ سکندری قائم کردی ہے جو کسی یاجوج صفت کے گرائے گر نہیں سکتی۔ اور کسی ماجوج منش کے ہلائے ہل نہیں سکتی۔ کیونکہ حسینؑ جیسے معمار کے دستِ حق پرست نے اُسکی بنیاد ڈالی ہے۔ اس شہادت نے خلق اللہ کی ہدایت کیلئے ایک ایسی مشعل جہاں افروز روشن کی ہے جسکے نور کو لاکھوں آندھیوں کے جھونکے بھی بجھا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ حسینؑ کے خون کے روغن سے روشن کی گئی ہے۔ اسی شہادت نے اسلام کے قالب میں ایک نئی روح پھونکی اور وہ عیسئ آل محمد کے مبارک دم کی برکت سے زندۂ جاوید ہوگیا ؎

عیسئ آلِ محمد کی کرہی کے نثار ۔۔۔ دینِ احمد کو جلا دے گئے بیجان ہوکر

۵۔ شہادت حسینؑ کے روحانی واخلاقی وتمدنی فوائد	اس شہادت کی یادگار کو باقاعدہ طور پر قائم رکھنے سے بے شمار روحانی اخلاقی

اور تمدنی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شہادت استقلال۔ اطمینان ثبات قدم۔ عزم بالجزم۔ اتفاق واتحاد۔ اخلاص ومحبت والفت۔ ہمدردی واخوت۔ علوئے ہمت۔ رقیق القلبی۔ رحمدلی۔ راسخ الاعتقادی۔ رضا بقضا۔ حق شناسی۔ پابندی فرائض۔ وفاداری

---

[1] سر الشہادتین مصنفہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ یہ بے مثل رسالہ عربی زبان میں ہے۔ جسکے تھوڑی حصہ کا ماحصل یہاں دیا گیا ہے۔ اگر ناظرین اسوۂ حسنہ کی خواہش پائی گئی تو رسالۂ مذکور کا صاف سلیس اور بامحاورہ ترجمہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ (غلام الحسنین پانی پتی) (حاشیہ صفحہ ۲۰۲)

استواری۔ راستبازی وصداقت۔ دلیری وشجاعت۔ جوش مذہبی۔ غیرت دینی۔ حمیت اسلامی وغیرہ اخلاق فاضلہ کا سبق پڑہائی اور اُنکے بہترین علمی نمونے ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ کیا تاریخ اسلام میں۔ نہیں بلکہ تاریخ عالم میں کوئی ایسا فرد بشر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جسکی زندگی کے واقعات ہر درجہ ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے انسان کے لئے ایک رہبر کامل کا کام دیسکیں۔ اسمیں شک نہیں کہ خاتم الانبیا صلعم کا نمونہ تمام دنیا کے لئے بہترین دستور العمل ہے مگر اُسوۂ حسینی عم بعینہ اسوۂ نبوی ہے۔ کیونکہ شہادتِ حسین عم۔ جیسا کہ ہم اس مضمون کی تمہید میں دکھا چکے ہیں۔ عین شہادت رسول ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی یہ رباعی معرفت وحقانیت کے رنگ میں کیسی ڈوبی ہوئی ہے ؎

شاہ ست حسین عم۔ بادشاہ ست حسین عم ۔۔۔ دین ست حسین عم۔ دین پناہ ست حسین عم
سر داد و نداد دست در دستِ یزید ۔۔۔ حقا کہ بنائے لا الہ ست حسین عم

نالۂ غم

(از جناب منشی عبدالمجید صاحب صدیقی۔ جی۔ پی۔ سی۔ بی)

اے حسین ابن علی اے کربلا کے شہسوار ۔۔۔ اے محمد مصطفٰے کے دیں کے سچے جاں نثار
اے قریشی ہاشمی اے سیّد عالی مقام ۔۔۔ تو ہے اک پروردۂ آغوش خیر الانام
تو نواسا اُسکا ہے اے سیّد قدسی صفات ۔۔۔ حق نے جسکے واسطے پیدا کی ساری کائنات
نخل ملت کو ہے سینچا تو نے اپنے خون سے ۔۔۔ سرخرو ہو کربلا تو رب کاف و نون سے
جانفروشی کا نمونہ ایسا قائم کر دیا ۔۔۔ جسکو کہ تاریخ عالم نے کبھی دیکھا نہ تھا
زیر خنجر راہِ حق میں سر کو اپنے رکھدیا ۔۔۔ کلمۂ ربی تھا پڑہتا پیاس سے سوکھا گلا
اللہ اللہ تیرا استقلال اور صبر و ثبات ۔۔۔ ہو ہدف لختِ جگر پر تو نہ چھوڑے اپنی بات
خون کے آنسو گراؤں جان کو قربان کروں ۔۔۔ کس طرح اظہار غم اے سیّد ذیشان کروں
سال اسلامی کا اول اور آخر ہے جلیل ۔۔۔ اسوۂ ابن علی و اسوۂ حضرت خلیل
آہ کرتا ہے مسلمانو مرا قلبِ حزیں ۔۔۔ کیا عجب ہو کانپتا ہو عرش رب العالمیں
واسطہ تجھکو الٰہی فاطمہ رض کی گود کا ۔۔۔ یعنی اُن دو نور کا۔ مرکب جنکا احمد تھا بنا
ہم مسلماں نام کے ہیں خوار و بدکار و سقیم ۔۔۔ تو دکھا ان برگزیدوں کا صراط مستقیم
ہم گنہگاروں کی بدکرداریوں پر تو نہ جا ۔۔۔ اے مری مولا دکھا شان کریمی کی ادا
ہاں مسلمانوں کو توفیق عمل کر دے عطا ۔۔۔ اُسوۂ حسنہ رسول اللہ کا اُن کو دکھا
نکبت و ادبار سے احوال ملت ہے زبوں ۔۔۔ یا الٰہی اہد قومی انہم لا یعلمون

حصہ

نوشتۂ خونیں

مزار حضرت علی اکبرؓ ابن امام حسین علیہ السلام

(از مصور فطرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

خون کی لڑیوں کا سہرا باندھنے والا دولہا۔ اس پلنگڑی پر سوتا ہے۔ برچھی کی نوک کو سینہ میں جگہ دینے والا دل و جگر میں بے پناہ بھالے کو پناہ دینے والا۔ اس قبر میں آرام کرتا ہے۔

یہ شہسوار تھا جو کربلا کے گرم میدانوں میں موت سے چوگاں بازی کرنے نکلا۔ یہ صف شکن تھا جسکی تلوار نے دشمن کی آہنی صفوں کو اپنی گرمی سے موم کرکے بہا دیا۔ یہ وہی آفتاب ہے جسکی دید کی خاطر اسدن سورج سوا نیزہ پر آیا تھا۔ یہ وہی ماہتاب ہے جسکے گرد آلودہ چہرہ کے اشتیاق میں حریف کے دل بیتاب تھے۔ فلک رسالت کا روشن ستارہ جو برج ستم میں غروب ہوگیا۔ مستی شباب کا البیلا۔ یاد حق کی نیم خوابی کا نشیلا۔ وہ جسکی چشم سرمگیں کے سامنے تلواریں شرما کر گھونگٹ نکالتی تھیں۔ جسکے قد رعنا کو دیکھ کر سیدھے نیزے جھک جاتے تھے۔ جسکے سینہ کی چکلان اور مضبوطی فولادی ڈھالوں کو مات کرتی تھی۔ جسکی گردن خنجروں سے آنکھ لڑاتی تھی۔ جسکی زلفیں دام بچھاتی تھیں اور اپنے شانوں تک اُلجھاتی تھیں۔ وہ خم دار گیسوؤں میں شب غم کو ٹھوکریں کھلانے والا۔ وہ انگڑائی لیکر شیروں کو بے اوسان کرنیوالا وہ نعرہ مار کر دریائے فرات کو سہمانے والا۔ اسی خاکستان کی کمینگاہ میں چھپا ہے۔

اٹھارویں برس کے ارمانوں بھری راتوں کو اسنے باپ دادا کے دین پر نچھاور کردیا۔ مراد ول کے جذبات آلودہ دل اسی بہادر نوجوان نے حق کی قربانی میں نذر چڑھائے۔ یہی ابن حسین کی تربت ہے جسنے بیکس ماں باپ کے سامنے خاک و خوں میں تڑپ کر جان دی۔ یہ علی اکبر کا گورخانہ ہے جسنے قصر رسالت میں اپنی زندگی کا چراغ بجھا کر روشنی کی۔ یہ بنی ہاشم کے فخریہ گیتوں میں مذکور ہونے والا پہلوان ہے جسنے انصاف اور حقانیت کے جھنڈے کو مرتے دم تک اُٹھائے رکھا۔

آؤ اپنے کفن پوش شہزادہ کی لاش کے آگے کھڑے ہوکر دنیا کو آواز دو کہ ہمارے سردار یوں جشن کیا کرتے تھے۔ اولاد والے باپوں کو دکھاؤ کہ ابن رسول اللہ کی اولاد اس طرح حق کی حمایت کرتی تھی آنکھوں والوں کو بلاؤ۔ اہل دل کو جمع کرو۔ بے صبری ماؤں کو بُلا وا بھیجو۔ یہاں دونو جہان کا خزانہ دفن ہے۔ یہاں خدا کو دل دینے والا جاگزیں ہے۔ یہاں غمگین ماں کا لاڈلا۔ دُنیا سے مُنہ موڑے پڑا ہے۔ کوئی ہے جو مسلمانوں کو یہ منظر خونیں دکھا کر نصیحت کرے کہ سچے لوگ سچائی کو اس طرح پرورش کرتے ہیں۔ جوان ایسی پاک شراب پیتے ہیں۔ ا[illegible]لے یوں اپنی آرزوئیں

نکالتے ہیں۔

یہ سرفروشی ملک کی خاطر نہ تھی۔ دولت دنیا کی غرض سے نہ تھی۔ نام نمود کے لئے نہ تھی۔ بلکہ فسق و فجور اور نفسانی جذبات کے مقابلہ میں حق اور راست بازی کی حمایت کرنے میں اپنے باپ کے اس نور نظر نے جان دی۔

لوح مزار

حضرت علی اصغر ابن سیدنا امام حسین علیہ السلام

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

اس ننھی سی قبر میں ایک معصوم شہید پڑا سوتا ہے جو باپ کی گود میں تیر ستم کا نشانہ بنا۔

نام علی اصغر ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ بے وطن قافلہ کے سردار کا لخت جگر ہے۔ یہ مدینہ کی نشانی ہے۔ جسکو کوفیوں نے اس دشت بے کسی میں بے نشان کر دیا۔

اس کا جرم یہ تھا کہ بے گناہ باپ اس تین دن کے پیاسے کیلئے پانی مانگنے گیا تھا۔ یہی اس مقتول کی خطا تھی کہ وہ مظلوم باپ کی گود میں تھا۔

اسکے اس نازنین حلقوم کو اسی خاک میں دفن کیا گیا ہے جسمیں تیر کی نوک نے شگاف ڈالا تھا یہاں وہی چھوٹا سا لاشہ مدفون ہے جو باپ کی گود میں خون کا پانی پیکر تڑپتے تڑپتے جنت کو چلا گیا۔ یہ اپنی ماں کی گود سے کربلا کے ہولناک ایام میں جدا ہوا۔ یہ اس سخت دن کا شہید ہے جبکہ امت ہوئی دنیا میں اپنے رسول کی اولاد کو ظلم و جور سے ذبح کر رہی تھی۔ یہ خاندان نبوت کے صبر کی امانت ہے اسکو مسلمانوں کی نصیحت کیلئے یہاں رکھا گیا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ اولاد کیلئے جھوٹ بول کر دغا بازی سے حقوق غصب کر کے مال فراہم کرنا بدترین گناہ ہے۔ یہ بھوکی پیاسی خاک خوں میں نہائی ہوئی ننھی سی لاش مسلمانوں سے کہتی ہے کہ وہ بھی میرے باپ کی طرح حق اور صداقت کو ہاتھ سے نہ دیں اور اولاد کی خاطر خود دوزخ کے کندے نہ بنیں۔

دیکھو علی اصغر اپنا خون آلود کفن امت کے بچوں کو دکھاتا ہے کہ وہ ماں باپ سے اچھے کپڑے مانگنے چھوڑ دیں اور جو مل جائے اسی کو ہنسی خوشی پہن لیں۔ مسلمانو اپنے معصوموں کے سر دا اکی بات تو

آئینہ قیامت

کتابۂ قبر
یزید ابن معاویہ

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

اس خس و خاشاک میں حرص و ہوس کا پتلا ایک آدمی زادہ پڑا ہے۔ جسکو دنیا یزید پلید کہتی ہے۔ یہ جبر جاہ کا لعنتی نمونہ ہے۔ یہ اقتدار پرست بندہ کی قبر ہے جسکا وقار موت کے بادشاہ نے چھین لیا۔ یہاں مسلمانوں کی جمہوریت کو قطع کرنیوالی قینچی ٹوٹی ہوئی پڑی ہے جسکو حوادث ایام کے زنگ نے کھالیا۔

یہ اسی یزید کی قبر ہے جو اس شہر دمشق کا سلطان تھا۔ جسکے حکم سے آل رسول کے سر کاٹے گئے جسکے اشارے سے فاطمہ کے گھر والے بے ستر بازاروں میں تشہیر ہوئے۔ یہی اس ملک کا تاجدار ہے جو تاراج ہوگیا۔ یہی ابن زیاد۔ عمر سعد۔ شمر ذی الجوشن کو طمع دنیا میں پھانسنے والی کمند ہے جسکو مٹی کے ذروں نے دبوچ رکھا ہے۔

اس گوشے میں دنیا کا سمندر سوکھ گیا۔ اس غار میں دولت کا پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا۔ اس گوشۂ قبر میں عالیشان محلوں کا رہنے والا البیلا چھبیلا جوان کفن کی پوٹ میں بندھا پڑا ہے۔ یہاں اسکو جام شراب میسر نہیں ہیں۔ اب اسکو کسی حور طلعت نازنین کی صورت نصیب نہیں ہے۔

دیکھو اسکی قبر کیسی سنسان ہے۔ ڈراونی ہے۔ سنو یہاں کیا آواز آتی ہے اور اس راستہ سے گزرنے والوں کو پکارتی ہے۔

دنیا کو دغابازی سے نہ کمانا۔ کسی دل کو نہ ستانا۔ پرائے حق پر نگاہ نہ ڈالنا۔ شراب نہ پینا کہ مجکو اسی نے تباہ کیا۔ اسمیں کچھ لطف نہیں ہے۔ میں آج پچھتاتا ہوں اور تم کو آج کا دن یاد دلاتا ہوں مجکو تمہاری قطروں نے قہاری عذاب میں پھنسا رکھا ہے۔ میرے رونگ رونگ میں نشتر مارے جاتے ہیں۔ میرے حلق میں گرم سونا ڈالا جارہا ہے۔ آو تم بچے رہنا۔

غزل نعتیہ جناب مولوی ابوالحسن صاحب خاندیشی

اے خاتم رسالت از من حجاب تا کے	در پردۂ فراقت بینم عذاب تا کے
صد شعلہ زد بسینہ نار جدائی تو	اے رحمت دو عالم این دل کباب تا کے
دارم بدل تمنا بینم جمال ظاہر	اے شاہ ملک خوبی بر من عتاب تا کے
بردار از رخ خود بر دیمن خدارا	از عاشقان خستہ رسم نقاب تا کے
بر آستان حسن بہر حسن طلب کن	این در دو کن [illegible] خراب تا کے

۴۸۶

یوم عاشوراء

(نوشتۂ جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبد التواب صاحب عالم فاضل از رہتک)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَرَاٰی الْیَھُوْدَ یَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَا ھٰذَا۔ قَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ صَالِحٌ۔ ھٰذَا یَوْمٌ نَجَّی اللّٰہُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ عَدُوِّھِمْ فَصَامَہٗ مُوْسٰی۔ قَالَ اَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ۔ فَصَامَہٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ (بخاری شریف صفحہ ۲۲۸)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے اور یہود کو یوم عاشورا (دسویں محرم الحرام) کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے (اُن سے) دریافت کیا۔ کہ یہ (آج کے دن) کیسا روزہ ہے) انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ ایک مبارک دن ہے اللہ تعالیٰ نے اسی روز بنی اسرائیل کو دشمنوں سے نجات دلائی تھی۔ اسکے شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے یہود! تمہاری نسبت موسیٰؑ (کی سنت) کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ پھر آپؐ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو اس دن کے روزہ رکھنے کی بابت حکم فرمایا۔

ابو البشر حضرت آدمؑ کی توبہ کی قبولیت کا مبارک دن یہی یوم عاشورا محرم کی دسویں تاریخ ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ جسکی مقدس ساعت میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی خطاؤں سے درگزر فرماکر باری تعالیٰ نے انکی بھی توبہ قبول فرمائی تھی۔

یہی وہ مقدس تاریخ ہے کہ جسدن طوفان اور قہر الٰہی سے نجات پاکر نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پہ جا پہنچی تھی۔ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ[۱] اسی دن موسیٰ علیہ السلام کا دشمن فرعون اور اسکی قوم۔ دریائے قہر الٰہی میں غرق کردی گئی تھی۔ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ[۲]

یہی وہ مبارک دن ہے جسکی نسبت ہمارے آقائے نامدار فخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے فرمایا ہے اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَھْرُ اللّٰہِ الْمُحَرَّمُ (ماہ صیام یعنی رمضان شریف کے روزوں کی فضیلت کے بعد ماہ محرم (یوم عاشوراء) کے روزہ کی فضیلت ہے) (مسلم شریف)

یہ دن ایسا بابرکت و بافضیلت ہے کہ اسدن کے روزے اور اعمال صالحہ سال بھر کی زلات

---

[۱] اور کشتی کوہ جودی پر جا لگی۔ اور ظالم لوگ دھتکارے گئے۔ (ھود ع ۴ پ ۱۲)

[۲] ہمنے فرعون اور اسکی قوم کو غرق کردیا ۱۲

ولغزشوں نیز گناہوں سے معافی کا باعث بن جاتے ہیں اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ [1] -

یہ وہ دن ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ وخلفاء کرامؓ فقہاء و صوفیاء و اولیاء عظام رح اور جملہ بزرگان اسلام اس دن کی بیحد عزت و توقیر کرتے تھے - ۱۰ محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے -

پس یہ وہ دن ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی اتباع و پیروی کرتے ہوئے نیز آدم علیہ السلام کی توبہ کی مقبولیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کشتیٔ نوحؑ کی سلامتی کا خیال کرتے ہوئے بدکردار فرعون کی سزایابی سے خائف ہوکر ہمیں بھی اس مبارک دن میں لہو ولعب فسوق وفجور لغویات اور خلاف شرع رسوم وبدعات سے اجتناب کرنا چاہئے -

عورتوں کو تعزیوں کی سیر کی غرض سے ناجائز ہجوم کی شرکت اور طرح طرح کی لغو و ناکارہ رسموں سے باز رہنا چاہئے - حسب مقدور کھانا پکاکر غرباء کو تقسیم کرنا - نوافل پڑھنا - درود شریف کا ورد رکھنا - اور تلاوت قرآن شریف سے شہداء کربلاء کی ارواح طیبات - اور جنت کے سردار سیدنا حضرت امام حسینؑ کی روح پاک کیلئے ان اعمال صالحہ کا ایصال ثواب کرنا چاہئے ؎

عَلٰی اَرْوَاحِهِمْ رِضْوَانُ رَبِّیْ   وَمَغْفِرَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْحِسَابِ

یہ دن آئے سال اس حادثۂ عظیم الشان اور سانحہ صبر شکن کی یاد کو تازہ کرادیتا ہے کہ جو ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سبط اصغر جناب سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کو یزیدیوں کے ہاتھ سے شہادت کی صورت میں پیش آیا تھا -

آہ! یہ وہ امام ہمامؑ ہیں جنکے رونے کی آواز سے آپ بیقرار ہوجاتے تھے - بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے آپ فرمایا کرتے تھے - پیاری بیٹی فاطمہ زہراؓ تم نہیں جانتی ہو کہ حسینؑ کے رونیسے مجھکو بیحد قلق ہوتا ہے -

آہ یہ وہ بزرگ ہیں کہ جنکے بچپن کے رونیسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیچین ہوتے تھے - مضطرب وبیقرار ہوجاتے تھے - آہ وہ عین عالم شباب میں شہادت کا جام پلاکر خاک وخوں میں سُلائے جاتے ہیں - ع فلک میں چہ ظلم آشکارہ کند +

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَقْعُدَانِ عَلٰى ظَهْرِهٖ الخ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونو کھیلتے رہتے تھے - (کبھی) آپ کی پیٹھ پر (سجدہ کی حالت میں) سوار ہوجاتے تھے -

آپؐ ان کی خاطر سے سجدہ سے سر نہیں اُٹھاتے - بعض مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی

[1] بیشک نیکیاں برائیوں کو زائل کردیتی ہیں ۱۲

ستر ستر بار تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔

بیشک مسلمانوں کے لئے امامین ہمامین کی شہادت نہایت اندوہناک قلق افزا اور دل کو پاش پاش کرنیوالی ہے۔ یہ واقعہ ہمیں مصائب و آلام میں صبر و سکون کی تعلیم دیتا ہے۔
پس جسطرح ہمارے محترم امام حضرت حسین علیہ السلام نے مولیٰ کی رضامندی اور پروردگار عالم کی خوشنودی کی خاطر اپنا مال و دولت حتیٰ کہ سر تک دیدیا۔ اسی طرح ہمیں بھی مصائب کے وقت صبر و تحمل ذکر و اذکار نماز و دعا سے کام لینا چاہیئے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (مومنو! مصائب و مشکلات کے وقت صبر اور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھی ہے البقرہ ع ۱۹ پ ۲)
بیشک سانحہ کربلا ایک ہوشربا حادثہ ہے۔ سنگدل بھی اس روح فرسا واقعہ کو سن کر بیخود ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو۔ جس شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے الفت ہو اسکو سبطین حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؓ سے بھی لازمی طور پر محبت ہوگی۔ فرمان رسول ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا اے اللہ میں انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو دوست رکھ۔
بہرکیف آل اطہار سے جسقدر ہمیں محبت ہوگی۔ اسی قدر تقویتِ ایمان کا باعث ہے ؎

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

احکام خداوندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے احادیث رسولؐ کی تعلیم پر چلتے ہوئے بزرگان اسلام کے طرز عمل سے سبق حاصل کرتے ہوئے جسقدر رنج و غم کرنا جائز مباح ٹھہرتا ہے اسی قدر حزن و ملال میں ہر مومن کے لئے شرکت ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے قرآن شریف کی مقدس تعلیم اور احادیث کی مبارک رہنمائی اور اسلاف صالحین کی پیروی ہر امور میں کافی ہے۔
چونکہ یوم عاشورا متبرک اور مقدس دن ہے۔ بزرگان دین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسدن کا روزہ رکھا ہے۔ ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے روزہ رکھنا مناسب و بہتر ہے۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔
روزے کی جو شرطیں ہیں انہیں شرائط کے ساتھ اس مبارک دن کے روزے کو پورا کرنا چاہیئے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے سے پینے سے جماع لغو و بیہودہ بکواس سے غیبت و طعن تشنیع سے لعنت سے سب و شتم گالی گلوج سے نیز ہر قسم کے فسق و فجور سے خود کو باز رکھنا چاہیئے۔
اگر روزہ نہ بھی رکھا جا سکے تو اس مقدس دن کا احترام کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کو زبان اور کانوں کو اپنے اعضا و جوارح کو اپنے قابو میں رکھیں۔ آنکھ سے کسی کو بری نظر سے نہ دیکھیں کانوں سے بری باتیں غیبت و چغلی [illegible] نہ سنیں۔

زبان سے اپنے بھائی مومنوں مسلمانوں کی دل آزاری نکریں۔ پس پشت انکی غیبت نکریں کسی کے محترم پیشوا اور مسلم رہبروں پر طعن نکریں۔ بے فائدہ لغو کلمات زبان سے نکلیں کسیکو گالی نہ دیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (بخاری مسلم شریف) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو گالی دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے اور اسکو جان سے مار ڈالنا۔ کافر کا۔

پس جس طرح مقتدایان اسلام نے ماہ محرم خصوصًا عاشورہ محرم الحرام کا احترام کیا ہے اسیطرح ہمیں بھی اس مبارک ماہ کی مقدس تاریخ کا احترام لازم ہے۔ دسویں تاریخ جو مسلمانان عالم کیلئے ابتلاء و امتحان کا دن ہے۔ اس تاریخ میں بہت سی بدعات ہوتی ہیں اور وہ سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ مثلاً نشان بنانا۔ بانس پتی اور کھپچی کے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے تعزیے بنانا۔ چوڑیاں توڑنا۔ سرمہ مسّی چھوڑنا۔ الٹی چارپائی پر سونا۔ وغیرہ وغیرہ سب کچھ اسوۂ حسنہ کی اتباع و پیروی کے خلاف ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

سیّد الشہداء کی شہادت

(از جناب مولانا محمد عظیم صاحب)

سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السّلام نے اپنی شہادت سے بہت سی مفید اور قیمتی باتوں کا سبق اہل دنیا کو دیا۔ اور سچ پوچھئے تو اپنے نانا جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے تتبع کی جیسی پاک تصویر آپ نے عملی رنگ میں دکھائی وہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آئی۔

ثابت قدمی آپ نے باوجودیکہ ایک بڑے زبردست دشمن سے مقابلہ تھا۔ تمام دوست و احباب سمجھاتے تھے۔ ابو واقد لیثی۔ جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم حتّٰی کہ عبد اللہ ابن عباس بھی بہت سمجھاتے تھے۔ مگر ثابت قدمی و اولو العزمی کا وہ پاک نمونہ دکھایا کہ تاریخ عالم اُسکی نظیر سے خاموش ہے۔

توکل و اخلاص آپنے باوجود اکیلے ہونے کے اپنے معدودے چند ساتھیوں کے شہید ہو جانے کے بعد وہ شجاعت اور بہادری دکھائی کہ دشمنوں کے دل کانپ گئے۔ مخالفوں کے لشکر کو درہم برہم کر دیا۔ دشمن لاکھوں کی تعداد میں ہوں اور ایک شخص اُنکے نرغہ میں گھرا ہوا ہو تو ایسے موقع پر کسی بہادر کا تمام دشمنوں کا مقابلہ کرنا کیا کچھ شجاعت و بہادری ہے؟ اللہ اللہ یہ سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السّلام ہی کا حصہ تھا کہ آپنے ثابت کر دیا کہ بہادر کسی حالت میں بھی پیچھے نہیں ہٹا کرتے۔

استقلال آپ نے استقلال و استقامت اور حق تعالیٰ پر توکل و اخلاص کا وہ سبق سکھایا کہ جسکی مثال ڈھونڈنی امر محال ہے۔ ایسے موقع پر کہ آپ کے خیمہ [illegible] دشمن نے اپنے لشکر کا

پڑاؤ ڈالا اور فرات پر فوج بٹھا دی اور حکم دیدیا کہ آپ کے خیمہ میں پانی تک نہ جانے پائے۔ اور یہاں یہ حالت تھی کہ کھانے کو بھی کچھ موجود نہ رہا تھا۔ پانی تک بھی ختم ہوگیا۔ بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپتے تھے۔ پردیس کا معاملہ تھا کوئی یار و مددگار نظر نہیں آتا تھا۔ ایسی حالت میں اگر نہایت دلیر اور خلاف معمول کوئی نہایت قوی دل انسان بھی ہو تو اُسپر بھی خوف ایسا مستولی ہوجاتا ہے کہ اُسکی ہر ایک حرکت سے اسکا اظہار ہوتا ہے۔ میں نے بڑے بڑے بہادروں کے واقعات پڑھے ہیں لیکن ایسے موقعہ پر جوان کی حالت ہوئی ہے اسکا حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے واقعہ سے مقابلہ کرنا جائز نہیں ہوسکتا۔

امر بالمعروف آپنے امر بالمعروف جیسے فرض کو ایسے وقت میں بھی پورا کرکے دکھا دیا۔ کاش مسلمان ان باتوں پر غور کریں اور ان سے مفید سبق سیکھیں۔ جب آپ اپنے خیمہ سے رخصت ہوکر میدان جنگ میں آئے۔ اور فوج اعدا کے سامنے کھڑے ہوگئے تو بڑے دھڑلے سے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور اپنی عظمت و شان اور بیقصوری و ناچاری کا ذکر فرمایا ظالموں کو ظلم و ستم سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ اور ایسے نازک وقت میں بھی وعظ و نصیحت سے باز نہ رہے اور فیض و ہدایت کا سلسلہ تا انقطاع گلو منقطع نہ کیا۔ آپ نے سبق دیا کہ حق کہنے والے دعوتِ ربانی کی تبلیغ کرنیوالے تلواروں کے سایہ میں بھی نہیں جھجکتے اور اپنے فرض سے غافل نہیں رہتے۔

اطاعت خدا اور پابندی نماز آپنے خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت اور پابندی نماز کی وہ بے نظیر مثال قائم کی کہ اگر اُسپر مسلمان کچھ بھی خیال کرتے تو نماز میں اسقدر سستی اور غفلت نہ برتتے۔ جسقدر کہ آج اُن میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ جب ظالمین نیزہ و خنجر لیکر آپ کا سر مبارک کاٹنے کو تیار ہوئے تو آپ نے فرمایا "لوگو! اب میں تو تم لوگوں کے قبضہ میں ہوں۔ آخر قتل ہی کروگے۔ آج جمعہ کا دن ہے اور دوپہر کا وقت ذرا اتنی فرصت دیدو کہ دو رکعت نماز ادا کرلوں۔ آخری وقت اپنے مولا کی یاد کرلوں" آپ زخموں سے چور تھے۔ بدن سے خون جاری تھا۔ اُٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ اُسوقت بھی آپ کھسک کھسک کر نماز پڑھنے کیلئے قبلہ کا رُخ درست کر رہے تھے۔ آپ پہلے ہی سجدہ میں تھے کہ بدبختوں نے آپ کا سر مبارک جسم پاک سے علیحدہ کردیا۔

اللہ اللہ کسقدر خدا تعالیٰ سے آپ کو سچا تعلق تھا کہ ایسے وقت میں بھی آپنے نماز کو ترک نہیں کیا اور ہمیشہ کیلئے یہ مفید سبق پچھلوں کے لئے آپ نے چھوڑا کہ فریضۂ نماز ایسی حالت میں بھی معاف نہیں

. . . .

. . . . انکے وہ نام لیوے۔ انکو رونے والے۔ ان کی محبت کا دم بھرنے والے کہ جو چین و آرام کی حالت [illegible] سے کبھی اپنے خالق کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ نماز [illegible]

کی بُری طرح سے بیحرمتی کرتے ہیں۔ خدا کے لئے ذرا غور کریں اور دل میں شرمندہ ہوں کہ کیا ہم اُس امام پاک کی تبع کر رہے ہیں۔

راہِ حق میں جان دینا آپ نے اپنی شہادت سے ثابت کیا کہ حق پر مرنا اور راہ حق میں جان دیدینا زندگی سے بہتر ہے۔ دشمن کے ہر قسم کے دباؤ اور رعب۔ ڈرا ور ہیبت۔ طمع اور لالچ دیتے پر اور باوجود اس درجہ کی مصیبت و تکلیف کے کہ جسکی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ آپ نے اپنے تمام کنبے کے لوگوں اور یار و انصار کے ساتھ وطن سے دور دشتِ کربلا میں تین دن بھوکے پیاسے بڑے ظلم سے قتل کئے جانے کو قبول کیا۔ اور جب جواب دیا تو یہی دیا کہ "گو دنیا کی حالت متغیر ہوگئی ہے۔ حق کی جگہ باطل اور باطل کی جگہ حق ہوگیا ہے۔ اور حقانیت اُٹھ گئی ہے۔ لیکن میں حق پر مرنے کو سعادت جانتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو جرم و شقاوت سمجھتا ہوں (احیاء العلوم) سچ ہے

سر داد و نداد دست در دست یزید ‏ واللہ کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین

صبر و رضا شکر و تسلیم تو آپ کی شہادت کے خاص جزو ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے صابر و شاکر پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے خدا کے بندے مقام شکر و تسلیم میں پہنچے مگر جس اعلیٰ مقام پر آپ پہنچے اُسکی نظیر انبیاء علیہما السلام کے حالات میں بھی مشکل سے ملتی ہے ننھے ننھے بچوں کا العطش کی فریاد کرنا۔ شیر خوار صاحبزادے حضرت علی اصغر کا آپ کی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دینا کیا کچھ کم حوصلہ شکن بات تھی۔ مگر واہ رے آپ کا صبر و شکر۔ آپ نے ان مصیبتوں پر بھی صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ دیا اور لکھا ہے کہ آپ نے اپنے پیارے بیٹے کی نعش کو زمین پر رکھ کر بیٹے کے خونِ ناحق سے رنگین ہو جانے والے ہاتھوں کو مُنہ پر پھیر لیا اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر فرمایا "پروردگار حسین اب بھی صابر ہے اور تیری مرضی پر راضی" مختصر یہ کہ آپ کی شہادت اس قسم کے بہت سے مفید اور عملی سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ جسقدر اس واقعہ کی یاد تازہ ہے۔ کاش اسی قدر اگر اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھاتے اور عبرت اور سبق سیکھتے تو آج دنیا میں ان کی عزت و عظمت ہوتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی قوم انحطاط پذیر ہوتی ہے اور اُس سے آثار ترقی مفقود ہو جاتے ہیں تو وہ اُن ممتاز خصوصیات سے دست بردار ہو جاتی ہے جنہوں نے کبھی اسکو بام ترقی پر پہنچایا تھا اور اُنکو اس طرح کھو بیٹھتی ہے جس طرح وہ کبھی اس قوم میں تھیں ہی نہیں۔ زمانہ نے اسلام پر بھی اس کلیہ کو صادق کر دکھایا۔ مسلمان جو صدیوں کی غفلت کے بعد اب کچھ بیدار ہوئی ہیں تو اُنہوں نے ترقی کیلئے وہ راہ اختیار کی ہے جو اغیار و اجانب نے اپنے ملکی و مذہبی مقاصد کے لحاظ سے تیار کی تھی۔ کاش مسلمان اسی واقعہ شہادت امام حسینؓ پر غور کریں۔ کیا دنیا کا کوئی مشہور شخص آپ سے بڑھکر ہمت و جوانمردی۔ شجاعت و بہادری۔ توکل۔ اخلاص۔ صبر و رضا۔ استقلال و استقامت۔ ثابت قدمی و اولوالعزمی۔ امر بالمعروف۔ پابندی نماز و اطاعت حق۔ حق پر مرنا اور راہ خدا میں جان دینا۔ دنیا سے بے رغبتی

۲۸۵

اسلامی اخلاق کا سچا نمونہ

(از جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب)

اس رسالہ میں جہاں حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر پاک ہے۔ وہاں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت کے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کا بھی کچھ ذکر خیر آجائے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاک خصائل و شریف عادات جو اُنکو اپنے نانا جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وراثۃً پہنچے تھے۔ اُن میں سے انتقام سے درگزر کرنے۔ رحم وعفو سے کام لینے کا یہ حال تھا کہ اُس زہر کے اثر سے جو دشمنوں نے آپ کو دھوکے اور فریب سے کھلوا دیا تھا۔ یہ حال ہو گیا تھا کہ آپ کا جگر اور آپ کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں کے ذریعے نکلتی تھیں۔ اس سخت تکلیف اور مصیبت اُٹھانے کے بعد جب آپکا وقتِ وصال قریب آیا تو چھوٹے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ اور آپ سے آکر پوچھنا شروع کیا کہ بھائی! مہربانی فرماکر آپ مجھکو بتلادیں کہ آپ کو کسنے زہر پلایا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا "حسین! کیا تم اُسکو مارنا چاہتے ہو؟" حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہاں" (بیشک میں اُسکو ماروں گا) آپ نے فرمایا کہ لَئِنْ کَانَ صَاحِبِیَ الَّذِیْ اَظُنُّ اللّٰہُ اَشَدُّ نِقْمَۃً وَّاِنْ لَّمْ یَکُنْہُ مَا اُحِبُّ اَنْ تَقْتُلَ لِیْ بَرِیْئًا (سر الشہادتین) (اے حسین!) اگر میرا وہی قاتل ہے جو میرے گمان میں ہے تو اللہ تعالیٰ بڑا بدلہ لینے والا ہے۔ اور اگر وہ قاتل نہیں جسپر میرا گمان ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تم بے گناہ کو میرے واسطے مارو۔

اللہ اکبر آپ کسقدر پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے ؎

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا　　پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں

کاش ہم مسلمان بجائے فرضی ماتم کرنے کے انکے پاک اخلاق سے پورا پورا سبق سیکھ کر اسلامی صداقت کے اخلاق کا زندہ نمونہ بنیں تاکہ ہماری ہمسایہ قومیں جو روحانیت کی پیاسی ہیں اسلامی چشمۂ حیات سے سیراب ہونے کے لئے آگے بڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ضروری گزارش

نیازمند منیجر اسوۂ حسنہ کے تمام بہی خواہوں اور خصوصاً اپنے محترم معاونین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اسوۂ حسنہ کیلئے کم سے کم دو دو خریدار مہیا کرنے کی کوشش کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ مجھ سالانہ دیکھتے ہوئے مسلمانوں کی تعداد ابھی بحمد اللہ [illegible] کافی ہے۔

مسلمان کیوں بر تنزل ہیں

(از جناب مولوی ابوالخیر محمد حکیم صاحب بی۔اے)

جناب مولوی محمد عظیم صاحب نے ستمبر کے پرچہ میں مسلمانوں کو ایک متحد قوم بننے کی ضرورت پر کلام پاک اور احادیث سے استدلال فرمایا ہے اور افسوس ظاہر کیا ہے کہ ایسی پاک تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی مسلمان قعر تنزل میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت تعجب کی جگہ ہے کہ جس قوم کے پاس قومیت کی روح پھونکنے کیلئے ایسی جامع اور مانع کتاب ہو جس قوم کے پیش نظر رسول کریم صلعم کی بے نظیر زندگی کا نمونہ موجود ہو اور جس قوم کے سلف کے کارنامے ایسے شاندار ہوں وہ آج پستی کی اس شرمناک حد پر پہنچ گئی ہو۔ اگر اس مسئلہ پر غائر نظر ڈالی جائے اور مسلمانوں کے نکبت و افلاس کے اسباب کی تحقیقات کی جائے اور اسکے عناصر کو علیحدہ کیا جائے تو صاف پتہ لگیگا کہ اسکا اصلی سبب مذہب سے کنارہ کشی اور یورپ کی بیجا تقلید ہے۔ یہی وہ اجزا ہیں کہ جنکے باعث مسلمان اس حالت پر پہنچے ہیں اور اگر چندے یہی حال رہا تو خدا معلوم کیا کچھ نہ ہو کر رہیگا۔

ابتدا میں تو مسلمانوں نے انگریزی زبان کو حاصل کرنا کفر سمجھا اور اس سے قطعی متنفر رہے لیکن بہت عرصہ نہیں گزرا تھا کہ زمانہ نے انکو اس غلطی پر متنبہ کر دیا اور بتا دیا کہ ہندوستان میں سلطنت انگلشیہ کے زیر سایہ رہکر انگریزی زبان سے اور تمام اُن علوم سے جو اسوقت انگریزی میں موجود ہیں مُنہ موڑ لینا تقریباً ناممکن ہے۔ پس مسلمانوں نے سرسید مرحوم کی صلاح مانی اور انگریزی حاصل کرنی شروع کی مگر اس بُری طرح پر کہ انگریزی کے ساتھ یورپ کی لامذہبی بھی اخذ کرنے لگے اور سب پر مستزاد یہ کہ اسکو داخل فیشن سمجھنے لگے نتیجہ اسکا یہ ہوا اور اسکے سوا ہوتا ہی کیا تھا کہ جسقدر اپنے مذہب سے دور ہوتے گئے شاہراہ ترقی سے بھی دور ہوتے گئے۔ اور آج یہ حال ہے کہ اس ضلالت کے دلدل سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

دنیا کی کسی مبسوط تاریخ پر اگر اجمالی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ جس جس قوم نے اور جب جب ترقی کی ہے تو ہمیشہ مذہب ہی کی اعانت سے کی ہے۔ کیونکہ مذہب سے کوئی بہتر ذریعہ اتحادِ خیالات و مقاصد کا ہو نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی دوسری تحریک اتنا جلد کسی انسانی جماعت میں جوش پیدا کر سکتی ہے پس مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ ایک طرف تو دنیوی فلاح کیلئے انگریزی زبان اور انگریزی علوم حاصل کرتے اور دوسری طرف مذہب کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ آج مسلمان قومیت کے جس درجہ پر ہیں اس سے بہت آگے ہوتے اور دنیا دیکھتی کہ تیرہ سو برس پہلے جو آگ کہ حجاز کے وادی میں روشن کی گئی تھی وہ آج اس دور ملحدانہ میں بھی ہمارے سینوں میں مشتعل ہے۔

کیا یہ ایک حسرتناک منظر نہیں ہے کہ جس قوم کے پاس قومیت کا ایسا گرانبہا سرمایہ موجود ہو وہ یورپ کے درسگاہ میں قومیت کا سبق لینے جائے۔ حالانکہ یورپ نے جو کچھ سیکھا ہمسے سیکھا گو اپنی زبان سے اسکا اعتراف نہ کرے۔ اسلام کی تعلیم کو دیکھئے کہ قومیت ہر ہر حکم سے ٹپکی پڑتی ہے۔ کیا حج اس غرض سے جاری نہیں کیا گیا کہ کم سے کم سال میں ایک دفعہ تمام دُنیا کے مومنین جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں۔ کیا جمعہ کا دن اس غرض سے مقرر نہیں کیا گیا کہ اسدن شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کے حضور میں سرنیاز خم کریں اور دنیا کو دکھلائیں کہ اسلام کی قومیت کیسی زبردست ہے اور یورپ خواہ کتنا ہی ناز کرے اسکی برابری نہیں کر سکتا۔

اگر آج بھی ہم اسلام کے سادے اور سچے اصول پر کاربند ہوں اگر اس زمانہ میں بھی ہم قرآن کی پاک تعلیم پر عمل کریں تو وہ دن شاید زیادہ دور نہیں جب ہم دُنیا کے سامنے ایسے شاندار کارنامے پیش کر سکینگے جنپر تاریخ فخر کرے گی اور یورپ حیران رہجائیگا۔

میں اس مضمون کو طوالت کی معذرت پر ختم کرتا ہوں اگر موقع ملا اس سلسلہ میں مستقل طور پر کچھ لکھتا رہونگا کیونکہ مسلمانوں کے آئندہ مستقبل کیلئے یہ ایک نہایت مناسب موضوع ہے اور اسپر جو کچھ لکھا جائے کم اور بہت کم ہے۔ خدا کرے قوم کے حق میں رسالہ اُسوۂ حسنہ ایک مفید چیز ثابت ہو اور ترقی کی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرنے میں ایک ایسے رہبر کا کام دے جو راہ ورسم منزل سے بخوبی واقف ہو۔

ہماری موجودہ حالت

(ازجناب مولوی قاضی فتح محمد صاحب انبالوی)

سلطان الانبیا حضرت احمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اس فرمان ذی شان میں عجیب حکمت و صداقت بھری ہوئی تھی کہ "الدُّنیا لکمُ والعُقبیٰ لکمُ والمَولیٰ لکمُ" چنانچہ انسانی حیات کا حاصل ما اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا جسکی بشارت ہر اہل ایمان کو دی گئی۔ پھر آج کون ہے جو کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں نے دُنیا اور آخرت اور خدایا اسکی حقیقی خوشنودی کو واقعی حاصل نہیں کیا۔ مسلمانوں کی روحانی۔ اخلاقی۔ ملکی سیاسی۔ علمی۔ تاریخی اور تمدنی اہمیت اور عظمت کا جو سکہ روئے زمین پر بیٹھ چکا وہ کسی طرح فراموش نہیں ہو سکتا ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما +

لیکن مجھے "پدرم سلطان بود" پدرم سلطان بود" کہنے سے کیا فائدہ اور اس اظہار سطوت و مقدرت سے کیا حاصل؟ یہ ان باخدا بندگان کے کارنامے ہیں جنہوں نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول[1] پر اپنی زندگی بسر کی ہے۔ یہ ان لوگوں کی تعریف و توصیف ہے جو فرمان الٰہی اور سنت نبوی

[1] خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کرو ۱۲

روگردانی کرنا موجب ہلاکت سمجھتے تھے ؎

ابتدا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں انجام کو — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا اسلام کو

اپنے ہی ہاتھوں بگڑتے اور بناکرتے ہیں لوگ — کوس لے جو چاہے ناحق گردش ایام کو

بالکل سچ ہے اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ ازماست کہ برماست کیا وہ قرآن کریم جسکی بدولت ہمارے اسلاف نے دنیا و آخرت کے مراتب عظیم حاصل کئے بمقتضا وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ "حرف بہ حرف ہمارے پاس ابتک محفوظ و مصئون نہیں ہے؟ اور کیا جناب رسالتمآب (صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم) کا اسوۂ حسنہ ہماری رہنمائی کے لئے بدستور موجود نہیں ہے؟ افسوس یہ ہے کہ فی زمانہ ایک طرف تو "مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب کا مضمون ہو رہا ہے اور دوسری جانب "خلق افسانۂ ما دار و ما ہیچ" کا قصہ درپیش ہے۔ جب ہم اپنی اندرونی کمزوریوں کی طرف غور کرتے ہیں اور بنظر انصاف دیکھتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمارا وجود محض برائے نمود ہے اور اس گئے گزرے زمانہ میں اگر ہماری قوم ملت کا کچھ رعب اغیار پر ہے یا ہم ابتک زندہ ہیں تو وہ ہماری کسی ذاتی قابلیت کی بدولت نہیں بلکہ اسکی حقیقی علت صرف یہی ہے کہ ؎

توحید کی امانت سینے میں ہے ہمارے — آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

ہمیں یہ دعا تلقین کی گئی تھی کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً ہمیں بتلایا گیا تھا کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔ اور ہم ہمیشہ سُنتے ہیں کہ ؎

ہاتف غیبی یہ دیتا ہے صدا — لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

لیکن ہم ان سب ہدایتوں یا بشارتوں کو ایک کان سے سُنکر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں دین و ملت کی محبت مدت ہوئی ہمارے دلوں سے اُٹھ گئی ہے۔ ہم میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو مذہبی توقیر و حرمت کو اپنی ذاتی عزت پر ترجیح دینے کیلئے آمادہ ہوں۔ شعائر اسلام کی طرف سے ہماری عدم توجہی اسقدر بڑھ گئی ہے کہ ہمارے سامنے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر کوئی دریدہ دہن دشنام دے تو ہمیں پرواہ نہ ہو۔ کلام اللہ یعنے قرآن کریم کی اگر کوئی شخص بے ادبی کرے تو ہمیں اسکا خیال نہ ہو۔ خانہائے خدا کی بے رونقی اور بے حرمتی حتیٰ کہ جناب الٰہی جل جلالہٗ کی شان میں گستاخی دیکھ کر بھی ہم بعض وقت متاثر نہیں ہوتے۔ آخر اسکا کیا سبب ہے؟ کیا اس سے ہماری ایمانی کمزوری ظاہر نہیں ہوتی؟ ؎

کیا ان عقائد سے زندہ ہوگی قوم — کیا اسکو کہتے ہیں لوگ دینداری

لہ خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت اُسوقت تک نہیں بدلتا جبتک [illegible] حالت نہ بدلے۔

کسی دنیاوی یا مذہبی انجمن یا جماعت کا ممبر یا رکن رکین ہوجانا۔ پُر جوش تحریر یا پُر زور تقریر کرنا یا قومی اور مذہبی معاملات سے محض ہمدردی رکھنا صرف ان امور سے ہماری قومی مشکلات کا حل نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم حقیقی ترقی کے طلبگار ہیں اور اگر ہم اپنی قوم کو واقعی مہذب اور متمدن قوم بنانے کے خواستگار ہیں تو ہمیں یہ دل نشیں کرلینا چاہئے کہ ہمیں اُسی واحد لیڈر اور ممتاز مصلح (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حمیدہ اور برگزیدہ اقوال و افعال کو اپنے لئے نمونہ سمجھنا ہوگا۔ جسنے اُمّی محض ہونے کی صورت میں بجا طور پر "علمت علم الاولین والآخرین" کا فخر کیا اور جسکی شان میں بالکل موزوں ہے کہ ؎

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ۔۔۔ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

درحقیقت اُسی آقائے باوقار و مولائے نامدار کی غلامی کی بدولت ہم مدتوں اہل عالم کے آقا رہ چکے ہیں۔ یہی خادمی اور غلامی ہمیں صدیوں تک سلطنت گورنمنٹ بخش چکی ہے۔ پس اگر ہم اسلام اور پیغمبر اسلام کے سچّے نام لیوا ہیں تو آؤ اسکے پاک ارشادات پر عامل ہوکر دنیا اور آخرت کی خوشنودیاں حاصل کریں۔ یاد رکھو جبتک ہمارے اعمال نیک اور صالح نہ ہونگے اور جبتک ہم فرائض و ارکان اسلام کے پابند نہ ہونگے۔ حقیقی ترقی ناممکن ہے۔

پیامِ کربلا

(از جناب ماسٹر امیر حسن صاحب ناز سیالکوٹی)

آغاز سال میں جب افق مشرق سے برآمد ہونے والے آفتاب کی پہلی شعاع نے صبح کے شبنمی پردوں سے سر نکالا تو جھلسنی اور تپتی ریتوں کا ایک ذرّہ جو صدیوں سے شہیدان صداقت کے پاک اور قیمتی خون کو فرطِ عقیدت سے گود میں اُٹھائے ہوئے تھا تڑپ اُٹھا۔ اور چلایا۔

راہِ حق میں گردن کٹانے والے معصوموں کا خون پکار رہا ہے۔ اسلام پر جانیں فدا کرنیوالے مظلوموں کا لہو فریاد کناں ہے۔ مدتیں گزر گئیں مگر تاریخ اسلام کے اوراق شہدائے کربلا کے دردانگیز قصّوں کے بیانوں پر ماتم کرتے ہیں۔ صدیاں گزر گئیں مگر جانبازان اسلام کی شجاعت کے حسرت خیز تذکرے بقائے دوام کے گلے ملکر عبرت اور افسوس کا نہ تھمنے والا رونا روتے ہیں۔ وہ دل ہلا دینے والا منظر جسکی پرجوش ابتدا پر غیرت اور حمیت ماتم کناں ہیں۔ اور وہ عبرت انگیز نظارہ جسکی پُر غم انتہا پر بیکسی اور بےبسی گریاں ہیں۔ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ مٹھی بھر جانیں تشنگی کے ناقابل برداشت غلبہ سے افسردہ اور پژمردہ مشیّت ازلی کی اطاعت میں صداقت کی قربانگاہ پر سرخم کئے دردانگیز انجام کی منتظر ہیں۔ [illegible] خشیت سے خشک ہوئے ہوئے ہونٹ ذکر الٰہی میں مشغول رہے ہیں۔

قیامت خیز دن کے آفتاب کی پہلی کرن نے اسلام کے ان چند شیدائیوں کو زندگی کے خون کی حرارت سے حرکت میں دیکھا۔ اور جب اُسنے اپنی تیز کرنوں کو عین وسط آسمان سے تپش کا پیغام دیکر بھیجا تو صداقت کیلئے۔ راستی کے لئے گردن کٹانے والے مختصر گروہ کا آخری جانباز عربی شریف النسل گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ ملعون اور ناپاک دشمن نیزے تانے گردہ در گروہ اُسکے سامنے تھے۔ رانڈوں کی آہیں۔ بیواؤں کے ماتم کی صدائیں۔ یتیموں کے جگر خراش نالے اُسکے پیچھے تھے۔ عزیزوں کی۔ یگانوں کی زخم خوردہ لاشیں گرم ریتوں پر بکھری پڑی تھیں۔ اکثر تڑپ رہی تھیں۔ اور اکثر سرد ہو چکی تھیں۔ جب زمین اور آسمان خاموشی میں ظلم انگیز واقعات کا نظارہ کر رہے تھے۔ جب فضا تشنہ نا کردہ گناہ خاتونوں کے آہ و نالہ سے لبریز تھی۔ جب ریت کے مضطرب ذرے بے کس یتیموں کے ماتم کے شور کو سُن کر تڑپ رہے تھے۔ تو شاہِ تسلیم و رضا نے تنہائی اور کس مپرسی کے عالم میں اشکوں سے بھری ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائیں۔ خشک ہونٹ فرمان ازلی کی اطاعت کے اظہار میں ہلے اور میدان نعرۂ تکبیر کی دل ہلا دینے والی صدا سے گونج اُٹھا

پھر کیا ہوا۔ اُن تند ہواؤں سے پوچھو۔ جو اُس دن گرمی کی شدت کو سرعت سے ادہر اُدہر تقسیم کر رہی تھیں۔ اُن معصوموں کے خشک ننھے ہونٹوں سے پوچھو۔ جو پانی نہ ملنے کے سبب کس مپرسی کی گود میں پڑے دم توڑ رہے تھے۔ بے برگ و گیاہ میدانوں کے اُن ریتلے ٹیلوں سے پوچھو جو کس مپرس رانڈوں اور یتیموں کے آہ و شیون کو گلے سے لگائے فرط غم سے گریہ و زاری کر رہے تھے۔ دُنیا کو حرکت میں لانے والے سورج کی روشن کرنوں سے پوچھو جو زبانِ حال سے کہہ رہی ہیں۔

ایثار کا یہ بے نظیر نمونہ۔ صداقت کی یہ زبردست مثال۔ حبِ اسلام کی یہ بے مثل نظیر تسلیم و رضا کا یہ جانبازانہ ثبوت۔ اصول دین متین کی یہ بے مثال پیروی۔ جسکا اظہار سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا۔ دنیا میں تا ابد یادگار رہیں گے۔

صلوٰۃ العشاق

(نوشتہ جناب مولوی حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی از دہلی محلہ رودگراں مکان میر ظریف مرحوم)

نماز زاہداں سجدہ سجودے ۔۔۔ نماز عاشقاں ترک وجودے

الم ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون۔ مقطعات کی اصلی مراد سوائے خدا اور اُسکے رسول کے کون جان سکتا ہے۔ مگر اپنی سمجھ کے موافق مفسرین نے بہت سے نکتہ اور اسرار ان میں سے نکالے ہیں خاصکر اہل معارف کہتے ہیں کہ الف لام سے آل مراد ہے اور میم سے [illegible] فرماتا ہے اے آل محمدؐ

یہ قرآن پاک جو بے شبہ ہمنے بھیجا ہے۔ اسمیں ہدایت کا حصہ پرہیزگار لوگوں کیلئے ہے جنکی پہچان یہ ہے کہ وہ بے دیکھے بھالے ایمان لاتے ہیں اور نماز کو دُکھ میں سُکھ میں قضا نہیں کرتے ہیں اور ہماری سرکار سے دہن دولت آس اولاد جو کچھ عطا ہوتا ہے وہ دریغ اللہ کے رستہ میں ڈالتے ہیں۔ یوں تو اپنے اپنے زور اور بوتے کے موافق صحابہؓ۔ تابعین۔ تبع تابعین اپنی اپنی پرہیزگاری کے رنگ دکھا ئینگے مگر سموات سے لیکر تحت الثریٰ تک ساری مخلوق تمھیں تک رہی ہے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک اس انتظار میں ہیں کہ رسول کی کالی عبا میں سے کونسا نونہال اپنا آفتابی مکھڑا نکال کر اس آیت کے معنے سمجھاتا ہے۔ کیونکہ اے عزت پاک تمھارے رتبہ بڑے ہیں تمھارے اوصاف اعلیٰ ہیں۔ تمھاری شان دیکھ کر عرش عظیم دبا جاتا ہے۔ تمھاری ماں رسول کی پیاری بیٹی ہے اسلئے تمھارے زور طاقت روحانی کی آزمایش ہے اسکے جواب میں حسین تشنہ لب نے عرض کیا۔ لبیک لبیک۔ آپ بھی ذرا دیکھئے ارض ماریہ (کربلا) کا چٹیل میدان کس طرح تپ رہا ہے۔ لوئیں چل رہی ہیں خاک کے بگولے اُڑ اُڑ کر آسمان تک جارہے ہیں۔ زمین تانبہ کی طرح گرم ہو رہی ہے دن کے گیارہ بجے ہیں۔ محرم کی دسویں تاریخ ہے۔ فرات کے ساحل پر جو بڑا سارا دو میل تک کیمپ ہے یہ شامی سپاہ ہے جسمیں ہزاروں سوار ہزاروں پیادہ زرہ پوش ہیں۔ بیچ لشکر میں بلند اور اونچی خرگاہ عمر بن سعد سپہ سالار کی بارگاہ ہے اور گرم ریتی پہ جو دریا کے کنارہ سے ایک میل کے فاصلہ پہ چند چھوٹے چھوٹے خیمہ کھڑے ہیں۔ یہ امام مظلوم کی فرود گاہ ہے آج اس متقی اور پاک قافلہ کو تین دن سے پانی پینے کو نہیں ملا ہے اور آل نبی اولاد علی ساقی کوثر کا خانوادہ بھوکا پیاسا شکر الٰہی میں مشغول ہے۔ امام عالی مقام زنانہ خیمہ کے باہر اپنے اٹھارہ برس کے نوجوان لخت جگر علی اکبر سے باتیں کر رہے ہیں جو قنات کے اندر سے رونے کی آواز آئی جسنے آپکا دل ہلا دیا۔ آپ گھبرا کر اندر تشریف لیگئے۔ اُدھر علی اکبر نے جو موقع پایا تو گھوڑہ پر سوار ہو کر دشمنوں سے جا بھڑے۔ حضور امامؑ خیمہ میں گئے تو دیکھا علی اصغر ماں کی گود میں پڑے سسک رہے ہیں۔

حضرت زینبؓ۔ بھائی جان ننھا بلکا جاتا ہے پیاس کے مارے اسکی جان ہونٹوں پہ آگئی ہے۔ زیادہ نہیں تو ایک چلو ہی پانی کسی سے مانگ لائیے۔

ام کلثومؓ۔ بھائی جان آپکی زلفوں پہ اور آپ کی داڑھی مونچھوں پہ اتنی خاک کیوں پڑی ہے ذرا اپنا سر جھکا دیجئے تو میں اپنے آنچل سے جھاڑ دوں۔

امام علیہ السلامؑ (حضرت زینبؓ سے مخاطب ہو کر) شامیوں نے قسم کھائی ہے کہ جبتک حسین یزید کی بیعت [illegible] اُسے اور اُسکے بچوں کو پانی کی بوند نہ دی جائے۔

حضرت زینب - بھائی جان پھر بیعت میں کیا ہرج ہے -

امام علیہ السلام - آپا جان ایک فاسق فاجر - شرابی داڑھی منڈے کے ہات پر میں کب بیعت کرسکتا ہوں - چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - میں اگر بیعت کرلوں گا تو خدا کے دین کا شیرازہ بکھر جائیگا - توحید مٹ کر نابید ہو جائیگی - رسالت کا اعتبار اُٹھ جائیگا - میری بیعت امت کے لئے سند ہو جائے گی - میں فاسق کے ڈرانے دھمکانے سے اُسکی اطاعت قبول کرلیں گا - امت کا دوں کے دباؤ سے اُنکا مذہب اور ملت قبول کرے گی - لوگ ہنسینگے کہ اگر حسین کو یومنون بالغیب پر بھروسہ ہوتا تو ایک بدچلن بادشاہ کے تخت کے آگے اُسکا سر نہ جھکتا - فاسق بدوضع شرابی - داڑھی منڈوانے والا کبھی خلیفہ یا ہادی (یا مسلمانوں کا ریفارمر) نہیں ہوسکتا کیونکہ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہی رسید

میرے نانا جان فرماتے ہیں الجنۃ تحت ظلال السیوف آج جن وانس چاند سورج آسمان زمین چرند پرند اور فرات کی مچھلیاں دیکھینگے کہ حسین کی ایک گردن اور ایک سر پر بنی امیہ کی کتنی تلوار کتنے بلم اور برچھیوں کی چھاؤں ہوتی ہے - آپ مستورات کو سمجھا رہے تھے کہ حضرت علی اکبر کی دردناک آواز آپ کے کان میں آئی اور جب آپ نے میدان جنگ میں پہنچکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حریف کی تلواروں نے اُس ماہ رخسار نوجوان کے تن نازک کے ٹکڑے اُڑا دئے ہیں - حضور نے علی اکبر کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا - جبتک علی اکبر کا سانس چلتا رہا حضور اُن کی پیاری صورت کو دیکھ کر بیتاب ہو ہو جاتے تھے - آپ کے رخسار مبارک کا رنگ کبھی زرد اور کبھی سبز ہو جاتا تھا - جب حضرت علی اکبر کا وصول ہو گیا تو حضور نے اپنا زانو نیچے سے نکال کر کہا الحمد للہ الحمد للہ (ایک مخالف سپاہی جو دور کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا ہنسکر کہنے لگا حسین تم تو صابروں میں دم مارتے تھے مگر جوان بیٹے کو دم توڑتے دیکھ کر صبر وبر کو بالکل بھول گئے - میں غور سے دیکھ رہا تھا صدمہ کے مارے کبھی تمہارا چہرہ زرد اور کبھی سبز ہو جاتا تھا -

حضور امام علیہ السلام - اے نادان تیری سمجھ کا قصور ہے میں صدمہ کے مارے نہیں سہتا تھا مجھے یہ خوف تھا کہ علی اکبر لڑکا ہے ایسا نہو پیاس اور درد کی شدت سے کوئی ناشکری کا کلمہ مُنہ سے نکال بیٹھے - مگر اُسنے بڑے تحمل کے ساتھ جان دی اور الحمد للہ کہتا ہوا دنیا سے سدھار گیا - اسیکا میں شکر کر رہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں کہ الحمد للہ دلختِ جگر خدا کی راہ میں کام آئے ؎

سر در راہ عشق تو فدا شد چہ بجا شد   ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد

ظہر کا وقت ہو گیا اور اب مقتل کربلا میں حسین کا کوئی ہمدم کوئی رفیق [illegible] نشان باقی نہ رہا

اور بدنصیب سیاہ کار شامیوں نے آپ پر بھی حملہ کیا۔ آپ کا مرکب (ذوالجناح) مجروح ہو کر خاک پر تڑپنے لگا اور آپ برچھیوں اور تلواروں سے چور چور ہو کر فرش خاک پر گرے۔ شمر اور خولی خنجر لیکر دوڑے تاکہ آپ کے اُس سر کو جو عظمت میں عرش الٰہی یا قرآن پاک یا کعبہ سے کم نہ تھا کاٹ لیں مگر شمر نے خولی سے سبقت کی اور آپ کے پاک سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ آپ نے ضعیف آواز سے فرمایا اے شمر میرا سر کاٹنے کے لئے ہی بنایا گیا ہے کاٹ لینا مگر ایک ساعت کے لئے تو علیحدہ ہو جا۔ شمر آپ کے فرمانے سے ٹھر گیا اور سینہ پر سے اُتر کھڑا ہوا حضور نے سنبھل کر خاک پر تیمم کیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھکر نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کی۔ بار الٰہا حسین معذور ہے۔ پانی وضو کیلئے نہیں ملتا اور خون زخموں سے نہیں تھمتا مگر تیری نماز کے ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب آپ نے تیمم کرلیا اور نماز کیلئے سر سجدہ میں رکھدیا تو خولی او شمر نے گدی کی طرف سے آپ کا سر کاٹ کر تن مبارک سے جدا کرلیا۔ آپنے اور آپ کے ساتھیوں نے بھوک میں پیاس میں۔ دھوپ میں خاک میں خون میں نماز ادا کرکے ویقیمون الصلوٰۃ کی مراد قوم کو سمجھادی۔

اے سردار امت یہ تیرا ہی حصہ تھا۔ اے رسول کی آنکھوں کے تارے میدان کربلا میں تیرے سوائے کون قدم مار سکتا تھا۔ اللھمہ صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا اُنکا تو کیا ذکر ہے جو لوگ اس خونی تماشہ کے دیکھنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل کر باہر آ کھڑے ہوئے تھے وہ بھی اللہ اور رسول کی عذاب میں گرفتار ہوئے اُنھیں جتا دیا گیا کہ من تشبہ بقوم فھو منھم۔ اے پروردگار مسلمانوں کو کفار مشرکین مبتدعین فاسقین کی ریت رسموں سے بچا۔

سیدنا امام حسن علیہ السلام

(از جناب مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی)

سیدنا امام حسن سلام اللہ علیہ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ جب پیدا ہوئے تو حضرت امیرالمومنین علی بن ابیطالب نے آپکا نام حرب رکھا تھا مگر جس وقت حضور تشریف لائے تو آپ نے یہ نام پسند نہیں فرمایا اور حسن نام رکھا۔ یہ دونو نام حسن حسین زمانہ جاہلیت میں عرب میں نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ان دونو بزرگواروں کے لئے پوشیدہ کردئے تھے۔ آپ ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کانوں میں اذان اور اقامت پڑھی تھی اور بعد ایک ہفتہ کے آپکا عقیقہ کیا تھا اور حضرت سیدہ کو حکم دیا تھا کہ بالوں کی برابر چاندی لیکر صدقہ کردینا چنانچہ حضرت سیدہ [illegible] کیا۔ یہ سنت آجتک مسلمانوں میں جاری ہے۔ ایک بار حضور سرور عالم

خطبہ فرمارہے تھے۔ امام حسنؓ بھی آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی انکو دیکھتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح ہو جائے گی۔ آپ صورت و سیرت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ آپکے مناقب بکثرت ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ سید۔ بردبار۔ ذی وقار علامہ وقت سخی۔ شجاع تھے۔ آپ فتنہ فساد سے بہت بچتے تھے۔ اسی بنا پر آپ نے چھ مہینہ خلافت کرکے اسکو امیر معاویہؓ کی سپرد کردیا تھا۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس عظیم الشان لشکر تھا اور بکثرت آپ کے لوگ گرویدہ تھے۔ چنانچہ جب آپ نے اپنے لشکر کو دیکھا اور امیر معاویہ کے اور پھر یہ خیال فرمایا کہ یہ لوگ عنقریب ایک دوسرے کو قتل کریگے۔ تو آپ کو اسوقت یہ خیال آیا کہ یہ اور وہ سب رسول اللہؐ کی امتہ سے ہیں۔ اس خیال سے آپ بہت متاثر ہوئے اور فوراً امیر معاویہ کے پاس پیام بھیجا کہ میں نہیں چاہتا کہ امتہ رسول تباہ ہو۔ اس کام کو تم کرو اور میں گوشہ نشین ہوتا ہوں غرض صلح ہوئی اور یہ سال عام الجمع کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور حضور سرور عالم کی وہ پیشین گوئی سچی ہوئی۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ باہم صلح و آشتی سے زندگی بسر کریں اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ ایک روز ایک شخص نے امیر معاویہ سے کہا کہ امام حسن نوعمر ہیں ذرا منبر پر ان سے خطبہ کی فرمائش کی جائے۔ امیر معاویہ نے منع کیا مگر آخر اصرار سے ان سے عرض کیا کہ آپ خطبہ پڑھیں اور امور صلح کو بیان فرمائیں۔ آپ کھڑے ہوئے اور اس فصاحت سے خطبہ بیان کیا کہ لوگوں کو حیرت ہوگئی۔ اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ہمنے جو صلح کی ہے اسکی غرض امتہ رسول کی حفاظت ہے۔ ہم اہلبیت ہیں۔ ہم لوگ آخرۃ کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ ۵ ربیع الاول تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جو یہ خبر سُنی باآواز بلند کہا لوگو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نے رحلت فرمائی تم کو رونا چاہیئے۔

وصال سے پہلے آپ نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھکو آنحضرتؐ کی پاس دفن کرنا اور اگر کوئی جھگڑا کرے تو عامہ مسلمین کے قبرستان میں دفن کردینا چنانچہ امام حسین نے آپ کی وصیت کے موافق عمل کیا اور حضرت عباس اور حضرت سیدہ کے قبہ میں آپ دفن کئے گئے جو ابتک قبہ اہلبیت کے نام سے مشہور ہے۔ زائرین زیارت کرتے ہیں۔

(۸)

حکمت و موعظت

از جناب مولانا مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ

تربیت اولاد ہر فرد بشر بہ فطرت میں سادہ دل ہوتا ہے۔ نیک کو بد سے نہیں شناخت کر سکتا جبتک وہ اپنی پہلی خلقت پر ہو۔ فضائل و رذائل اسکی طبیعت میں راسخ نہ ہو جائیں۔ اسکا دل نقش پذیر ہوتا ہے اور جلدی صلاحیت قبول کر لیتا ہے۔ لیکن اسے ایسے آدمی کی حاجت ہوتی ہے جو اسے راہ راست کی ہدایت کرے اور رذائم اخلاق کے نتائج بد اسکے ذہن نشین کرے۔ تمام بچے بد و فطرت میں ایسے ہی ہوتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت ملحوظ خاطر رکھیں۔ جو لوگ اس فرض کی بجا آوری میں تساہل و تغافل کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہیں انکے بچے شتر بے مہار ہو جاتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں زندگی بسر کرتے ہیں اور اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کے مورد و مصداق بن جاتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اولاد و احفاد کے دین و مذہب کی حفاظت و ذمہ داری والدین کے سر پر ہے اسی واسطے حق سبحانہ و تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ ۲۸ س التحریم ع ۱) اے مسلمانو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آتش دوزخ سے۔

اقتدائے پیشوا حکیم جالینوس کے زمانہ میں ایک شخص کی داہنی انگلی میں درد ہوا۔ نیم حکیم انگلی پر مختلف ادویہ کا استعمال کرتے رہے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر مریض نے حکیم جالینوس کیطرف رجوع کیا۔ اسنے اسکے بائیں شانہ پر دوا رکھی۔ اطبائے ناقص حیرت و استعجاب سے کہنے لگے کہ یہ کیا حماقت ہے؟ مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ درد تو داہنی انگلی میں ہے اور علاج بائیں شانہ کا کیا جا رہا ہے! ہذا شئ عجیب۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ لیکن انگلی اچھی ہوگئی۔ اصل میں اس آدمی کے پٹھے میں خلل آگیا تھا اور حکیم جالینوس اس بات کو تاڑ گیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہیں اور جو پٹھے بائیں طرف سے نکلتے ہیں وہ داہنی جانب آتے ہیں اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہیں وہ بائیں جانب آتے ہیں۔ اسی بنا پر حکیم جالینوس نے مریض کے بائیں شانہ پر دوا کا استعمال کیا اور شافی مطلق نے شفا بخشی۔ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام روحانی اطبا ہیں جو روحانی امراض اور انکے معالجہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ ہر ایک مریض کیلئے اسکے حال کے مطابق نسخہ مناسب تجویز کرتے ہیں۔ مریدان با اخلاص کو اپنے باطن میں کچھ تصرف نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی ہدایات کی حرف بحرف تعمیل کرنا چاہئے۔ واللہ

در من قال سه

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مومن و منافق کی پہچان حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے مومن و منافق کی چند علامات بیان کی ہیں جن سے مومن و منافق کی بخوبی تمیز کی جا سکتی ہے۔ قارئین کرام کے تفنن طبع کے واسطے وہ علامات ذیل میں درج ہیں:۔

مسلمان فکر و عبرت میں مشغول رہتا ہے۔	منافق حرص و آز میں مصروف رہتا ہے۔
مسلمان خدا کے سوا سب سے بے خوف رہتا ہے۔	منافق خدا کے سوا سب سے ہراساں و ترساں رہتا ہے۔
مسلمان خدا کے سوا سب سے نا امید رہتا ہے۔	منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے۔
مسلمان مال کو دین پر تصدق کرتا ہے۔	منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے۔
مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے۔	منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے۔
مسلمان تنہائی و خلوت کو دوست رکھتا ہے۔	منافق ازدحام و اجتماع عوام کو دوست رکھتا ہے
مسلمان جوتتا ہے اور بوتا ہے اور پھر ڈرتا ہے کہ شاید کھیت کو کاٹنے نہ پاؤں۔	منافق نہ جوتتا ہے اور نہ بوتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ کاٹوں گا اور کھاؤں گا۔

جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین صوم و صلوٰۃ اور عبادت و اطاعت الٰہی ہوتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ س الذٰریٰت ع ۳) اور ہمنے جنوں اور آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں۔ منافق اپنی زندگی کی علت غائی جانوروں کی طرح اکل شرب سمجھتا ہے اور بس وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (۲۶ س محمد ع ۲) اور جو لوگ منکر ہیں دنیا میں بے فکری کے ساتھ رستے بستے اور جس طرح چارپائے کھاتے پیتے ہیں یہ بھی اتاپ شاپ کھاتے پیتے ہیں اور انکا آخری ٹھکانا دوزخ ہے۔

صراط مستقیم جملہ اخلاق میں سے ہر ایک کے دو کنارے ہیں افراط و تفریط دونو معیوب ناپسندیدہ ہیں صرف انکا وسط مستحسن و پسندیدہ ہے۔ دونو کناروں میں وہ وسط بال سے باریک تر ہے۔ صراط مستقیم وہی وسط ہے جو اس دنیا میں صراط مستقیم پر سیدھا چلتا ہے۔ وہ قیامت کو بھی صراط پر محفوظ و مصئون رہیگا۔ اسی بنا پر خداوند تعالیٰ نے ہر خلق میں وسط کا ارشاد فرمایا اور دونوں کناروں یعنی افراط و تفریط سے شدت کے ساتھ ممانعت فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (پ ۱۹ س الفرقان ع ۶) خدائے رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں کہ جو خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی

کریں بلکہ انکا خرچ افراط و تفریط کے درمیان بیچ کی راس کا ہو۔

خلق نیک جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے خلق نیک سے آپ کی تعریف فرمائی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (پ ۲۹ س ن ع ۱) بیشک تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بڑے خلق پر ہے۔ ایک دن عورتیں آپکے سامنے شور و غل کر رہی تھیں۔ اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ سب بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے دشمنو! تم مجھسے تو ڈرتی ہو اور سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ و الثنا سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے کہا کہ تم حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے زیادہ تیز و تند ہو۔ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! اس خدا کی قسم جسکے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اگر خود شیطان تجھے کسی راہ میں دیکھے تو تیری ہیبت اسپر اسقدر رچھا جائے کہ وہ راہ چھوڑ دے اور کسی دوسری راہ چلا جائے۔

مقابلہ نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن اسکا نفس ہے اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ ہر وقت اس دشمن صعب کے مقابلہ کے لئے آمادہ و مستعد رہنا چاہئے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سب سے نزدیکی کافر ہمارا نفس ہے جو اللہ کی بہت سی نافرمانیاں کرتا ہے پس مسلمان کو سب سے پہلے اپنے نفس کا مقابلہ کرنا چاہئے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (پ ۱۱ س التوبہ ع) اے مسلمانو! اپنے نزدیکی کافروں کا مقابلہ کرو اور چاہئے کہ وہ تم میں مضبوطی معلوم کریں یعنی تم کفار کا اثر قبول نہ کرو اور جانے رہو کہ اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو پرہیزگار ہیں۔

کمال علم کمال علم یہ ہے کہ آدمی گفتار و کردار میں اقوال و افعال میں اور عقائد میں نیک کو بد سے پہچان لے۔ سچ کو جھوٹ سے جدا کر لے اور حق کو باطل سے تمیز کرے۔ جب کسی انسان کو یہ کمال حاصل ہو جاتا ہے تو اسکے دل میں حکمت پیدا ہو جاتی ہے جو تمام سعادات سے اعلیٰ و ارفع ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (پ ۳ س البقرہ ع) اور جسکو حکمت دی گئی تو بیشک اسنے بڑی دولت پائی۔

سیر حوادث

(از جناب مولانا مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

مشنری پادریوں کی اولوالعزمی ہندوستان میں مشنری پادریوں نے چالیس مقامات میں جذامیوں کے لئے مکانات بنا[illegible] میں تین ہزار آٹھ سو کوڑھیوں کو روزانہ کھانا دیا جاتا ہے

ان کی دیگر تمام ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ ایک ہزار روپیہ روز خرچ ہے جو زیادہ تر انگلستان کے اصحاب دیتے ہیں۔ غور کرو یہ سب مصارف اشاعت عیسائیت کے واسطے برداشت کئے جاتے ہیں۔ اطراف و اکناف ملک میں جو مدارس شفاخانے ذکور و اناث کے لئے مشن کی طرف سے جاری ہیں۔ ان کی غرض و غایت کیا ہے؟ اشاعت دین عیسوی مسلمانوں کو اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہئے کہ عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت میں کسقدر منہمک ہیں جن کی نسبت عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ ان کو مذہب سے کچھ بھی سروکار نہیں بلکہ دن رات ان کی ہمت امور دنیا ہی میں مبذول رہتی ہے۔ مسلمانوں کا مابہ الامتیاز کیا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا تبلیغ اسلام کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ (پ ۴ س آل عمران ع ۱۲) لوگوں کی رہنمائی کے لئے جسقدر امتیں پیدا ہوئیں ان میں تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ مسلمان غور کریں کہ وہ اس فرض اہم و اقدم کو کہانتک ادا کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ عیسائی بے محل خیرات نہیں کرتے بلکہ انکے خیرات و صدقات ایک نظام و ضابطے کے ماتحت ہیں۔ . . . .

. . . . مسلمانوں کی خیرات و صدقات بیشتر نا اہلوں اور غیر مستحقوں پر خرچ ہوتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو قومی روپیہ برباد ہوتا ہے۔ دوسرے قوم میں ایسے افراد کی دن بدن بیشی اور ترقی ہے جنہوں نے گداگری جیسے مبتذل شیوہ کو اپنا پیشہ قرار دے رکھا ہے۔ انجیل میں خیرات و صدقات کے متعلق صرف ایک فقرہ ہے کہ جو تجھ سے مانگے تو اسکو دے۔ اسکی تعمیل عیسائی کیسی خوبی و خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مطلب کو پورے پانچ رکوع میں نہائت تحقیق و تدقیق کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مگر مسلمان احکام قرآنی کی پرواہ نہ کرکے بیہودہ رسم و رواج اور غیر مشروع امور میں روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

امداد غربا نار الحرب کے نتائج برما میں اشتداد قحط و گرانی کی صورت میں نمودار ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر لوکل گورنمنٹ نے حضور وایسرائے و گورنر جنرل کشور ہند کی اجازت سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو غربا کی مشاکل و تکالیف کی تحقیقات کریگی۔ غربا کی امداد کیلئے یہ سبیل اختیار کیجائیگی جو چندہ امپیریل ریلیف فنڈ کے لئے فراہم کیا جا رہا ہے اس میں سے پچیس فیصدی محتاجوں اور غریبوں کی امداد و اعانت میں صرف کیا جائیگا۔ گورنمنٹ برما کی یہ دستگیری سزاوار تحسین و آفریں اور قابل تشکر و امتنان ہے۔ چونکہ قحط دیگر اضلاع ملک میں بھی نمودار ہو رہا ہے اسواسطے دیگر صوبوں کی گورنمنٹوں کو بھی اسکا تتبع کرنا چاہئے ارباب ہمم اور اصحاب جود و کرم بھی غربا و مساکین کی طرف [illegible] کریں۔ اسلام نے

اپنے متبعین کو جہاں صوم و صلوٰۃ کی تاکید کی ہے وہاں امداد غربا کی ترغیب و تشویق بھی دلائی ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ (پ ۲ س البقرہ ع ۵) خدا کا نیک بندہ وہ ہے جو باوجود اسکے کہ اسکو مال کی محبت و ضرورت ہوتی ہے اسکو اعزہ و اقارب کو یتیم بچوں کو۔ غریبوں کو۔ مسافروں کو سائلوں کو .... دیتا ہے اور اسکے ذریعہ غلاموں کو آزاد کراتا ہے۔

زلزلہ ماہ گزشتہ میں اطراف و اکناف ملک میں زلزلہ محسوس ہوا بعض مقامات میں تو خفیف جھٹکے آئے۔ مگر پنجاب کے اکثر اضلاع و اقطاع میں شدت کے ساتھ محسوس ہوا حتیٰ کہ اسکے خوف سے آدمی مکانوں سے باہر نکل آئے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ زلازل و نوازل اور حوادث و شدائد غافل انسان کو متنبہ کرنے کے لئے ہیں تاکہ وہ رجوع الی اللہ کرے۔ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۱ س التوبہ ع ۱۶) کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک بار یا دو بار مبتلائے مصیبت ہوتے رہتے ہیں۔ اسپر بھی نہ تو توبہ ہی کرتے ہیں اور نہ نصیحت ہی پکڑتے ہیں۔

قیصر جرمنی کا فلم جرمنوں نے متحرک تصاویر کے ایک ممتاز اور سر برآوردہ فرم سے اس امر کا انتظام کیا کہ جب پیرس کو فتح کر لیں تو قیصر کے فاتحانہ داخلہ کا ایک عظیم الشان فلم تیار کیا جائے لیکن قدرت نے مارن سے جرمن افواج کی پسپائی سے انکے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا غور کرو انسان ضعیف البنیان کو بعض اوقات شیطانی غرور اور ابلیسی سیادت پر اسقدر غرق ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی کامیابی کے متعلق طرح طرح کے منصوبے تراشتا ہے۔ نتائج کا مرتب کرنا انسان کے اپنے بس کا کام نہیں؟ نتائج اس زبردست ہستی کی مرضی اور اجازت سے ہوتے ہیں جسکا عالم کے ذرہ ذرہ پر قبضہ و تصرف ہے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اسی بنا پر جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ۔

ایک لالہ صاحب کی عیاری بجنور کے ایک لکھپتی لالہ صاحب اور انکے بیٹے کو زیر دفعہ ۴۶۷ تعزیرات ہند دو دو سال قید سخت اور ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ لالہ جی مہاراج نے ایک تمسک کی میعاد بڑھانے کے لئے پشت تمسک پر مدیون کا وصول درج کیا تھا جسکو مرے ہوئے عرصہ تخمیناً دو سال کا منقضی ہو چکا تھا وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

کہ گروکہ نیافت؟ ر[illegible] ایک ترک کو ڈپٹی مجسٹریٹ ہوڑہ (کلکتہ) نے چار ماہ قید سخت کی

سزا پولیس کو ایک جھوٹی اور بے بنیاد اطلاع دینے کے جرم میں دی۔ اسنے پولیس میں رپورٹ لکھائی تھی کہ ریل میں اسے بیہوش کرکے چپاسکا چالیس ہزار روپیہ چرا لے گئے ہیں۔ وہ خود ٹرکی کا ایک امیر ہے ہندوستان میں تفریح طبع کیلئے سیر کر رہا ہے۔ اسنے کئی نقرئی تمغے بھی لگار کھے تھے جنکی نسبت بیان کیا کہ بلقان کے معرکہ ایڈریانوپل میں جدال و قتال کے صلہ میں اسکو ملے تھے۔ پولیس کی تحقیقات و تفتیش سے معلوم ہوا کہ اسکی رپورٹ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور ع جہاندیدہ بسیار گو ید دروغ اسی کی شان میں کہا گیا ہے۔ یہ شخص پہلے بھی کئی دفعہ کلکتہ میں آچکا ہے اور تمغے سب جعلی ہیں جو اس کی فرمایش پر میرٹھ میں بنائے گئے تھے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ (پ ۲ س البقرہ ع ۲۵) اور بعضا آدمی ایسا منافق بھی ہوتا ہے جسکی باتیں تم کو اس وقت دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی دل کی باتوں پہ خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہوتا ہے۔

قیدار کی حشمت مٹی احمد ہوئے شاہ جہاں

(از جناب مولوی انوار حسین صاحب رسوا)

اولاد اسمٰعیل کی یوں وادیٔ فاراں میں ۔۔۔ آباد کی اللہ نے تا ہو وہ قدرت کا نشاں
ہر چند صدیوں تک رہی وہ قوم افتادہ مگر ۔۔۔ آخر ہوا اُس بانجھ پر فضل خدائے دو جہاں
پیدا جو وہ مرسل ہوا کایا پلٹ دی قوم کی ۔۔۔ دنیا کی قوموں نے جسے سمجھا تھا مردود جہاں
بیکس تھے بے والی تھے جو وہ صاحب عزت ہوئے ۔۔۔ قیدار کی حشمت مٹی احمد ہوئے شاہ جہاں
بیکس جنہیں کہتے تھے سب وارث وہ قوموں کے ہوئے ۔۔۔ اور دولت شام و عجم ورثہ میں پائی بے گماں
نازاں یہودی تھے بہت کثرت پہ اپنی قوم کی ۔۔۔ عجب و تکبر نے انہیں مہلت نہ کچھ ایسا یہاں
کھوئی گئی روحانیت چھینا گیا عز و شرف ۔۔۔ چھائی ہے انپر مسکنت افتاں ہیں زیر آسماں
لیکن وہ در بے بہا تنہا تھا جو ظاہر یہاں ۔۔۔ ایسا ہوا عالی گہر دبکر رہا جس سے جہاں
مشرق سے مغرب تک بڑھا کنبہ حجازی قوم کا ۔۔۔ آباد ویرانے ہوئے اور دشت رشک بوستاں
حق کیلئے کس قوم نے شیطان سے کی یوں دشمنی ۔۔۔ جیسی کہ جان و مال سے مسلم نے کیں قربانیاں
اللہ اکبر کی صدا ہر بحر و بر دینے لگا ۔۔۔ توحید کا ڈنکا بجا پھیلی جو تعلیم قرآں
مسلم پہ رحمت دائمی ہے راستبازی کے سبب ۔۔۔ یہ دین ہیگا تا ابد ہے وعدۂ رب جہاں
کعبہ جسے کہتے ہیں ہم ہے جسکی بنا ۔۔۔ وہ معدن صدق و صفا ہے اک جواہر کا مکاں
توریت حامل جسکی تھی انجیل شاہد جسکی تھی ۔۔۔ وہ [illegible] حق ہے بے وہم و گماں

[illegible]

اصلاحِ نسواں

لوح مزار

حضرت زینب بنت علی رض

(از مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

ایک شیر کی شیرنی اس مرقد میں آرام فرماتی ہیں۔ جو لٹنے والے کارواں کی سیدہ تھیں جو جلنے والے خیموں کی مالکہ تھیں۔ انہی نے اپنے بہادر مگر مظلوم بھائی حسین کو ہتھیار پہنا کر مقتل بھیجا تھا۔ یہی وہ زینب ہیں جنکی آنکھوں نے بنی فاطمہ کی لاشوں کو گھوڑوں کے سموں میں روندا جانا دیکھا تھا۔ یہ بنی ہاشم کی ایک بیکس عورت کی قبر ہے جسکے ہاتھ موٹی موٹی رسیوں سے باندھے گئے تھے اور جسکو کربلا سے دمشق تک بے کجاوہ اونٹ پر بٹھایا گیا تھا۔ یہی اس دلیر اور جری خاتون کا مزار ہے جسنے بنی امیہ کے بھرے دربار میں ایک مدلل مؤثر اور لاجواب کر دینے والی تقریر کی تھی۔

یہ اُسکی تربت ہے جسنے اپنے باپ کی ساری اولاد کٹوا دی مگر سچائی سے مُنہ نہ موڑا۔ اسی خاک میں وہ پاک وجود ہے جسنے بے بس لاوارث کنبہ کو بے صبری کیوقت میں تسلی دی اور ہمت بندھائی۔

یہاں ایک مسلمان عورت مدفون ہے۔ جسنے اپنا طرز عمل مسلمان عورتوں کیلئے ورثہ چھوڑا ہے جسمیں صبر۔ ہمت۔ استقلال کے مال و منال ہیں۔

اسی لُٹی ہوئی بنجارن کی قبر پر درود و سلام بھیجو۔ جسنے نانا کی امت کی خاطر اپنا سب کچھ نثار کر دیا اور ہر دیکھنے والے کو دکھا دیا اور سمجھنے والے کو سمجھا دیا کہ حق اور صداقت کی پاسداری میں مسلمان عورتیں ایسی ہمت دکھایا کرتی ہیں۔ انہوں نے دکھا دیا کہ مسلمان گھرانوں کی مستورات اپنے مردوں کو سچائی پر آمادہ کرتی ہیں۔ اور قول حق سے مُنہ پھیرنے نہیں دیتیں۔ چاہے ان پر کیسی ہی افتاد پڑ جائے۔

قبر زینب کے نوشتہ لوح کو غور سے پڑھو اور تم بھی اے اس دور سے گزرنیوالو اپنی عورتوں کو ایسا ہی صابرہ۔ ہمتی۔ مستقل ۔۔۔۔ تاکہ خدا تمکو بھی اپنا بنا لے۔

کتابہ مرقد پاک
حضرت بی بی شہر بانوؓ

(از مصور فطرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

اس خاکی چھپر کھٹ میں ایران کی ملکہ شہر بانو جو اقلیم رسالت کے شہزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاتون تھیں کفن کا دوشالہ تانے سوتی ہیں۔

انکی آنکھوں نے دو تاجوں کو تاراج ہوتے دیکھا۔ ایک اپنے باپ شہنشاہ ایران کا۔ دوسرا اپنے شوہر بادشاہ کونین کا۔

پہلے تخت کی بربادی نے انکا رتبہ فلک ہفتم تک پہنچایا اور دوسرے تاج کی وجہ سے یہ فردوس بریں کی ملکہ عالم کہلائیں۔

یہ انہیں شہر بانو کا مزار ہے جو اپنے سچی پتی کی سچائی پر مردانہ ثابت قدم رہیں اور اولاد کی مقبولیت کے شعلوں میں ستی ہو گئیں۔ یہی وہ عورت تھیں جنہوں نے اپنی گود کے پالے بچوں کو رن کی بھڑکتی ہوئی آگ میں خدا کے نام پر جھونک دیا۔ یہی وہ صابرہ بیوی ہیں جنہوں نے اپنے اکیلے بے یار و مددگار خاوند کی رکاب تھامی اور خیمہ کے دروازہ تک پہنچایا۔ اور خدا کے نام پر قربان ہونے کو مقتل میں بھیجا۔ خیمہ انہی کا جلایا گیا۔ بے چادر انہی کو کیا گیا۔ اٹھارہ برس کی کمائی علی اکبر انہی کے لخت جگر تھے جو برچھی کی نوک سے چھد کر جنت کو چلے گئے۔ دودھ پیتے علی اصغر انہی کے نونہال بچے جو خون میں نہا کر ان کی گود میں آئے۔

یہ اپنے شوہر کی شریک غم ہوئی ہیں۔ یہ اُمت کی سب بیویوں کے واسطے اپنی مصیبت اور صبر کی ایک قابل تقلید مثال چھوڑ گئی ہیں۔ دُکھ بھرے گھروں کی تسلی کے لئے انکی چتا ایک نصیحت ہے۔ خدا انکے صدقہ میں امت کو صبر کی ہدایت دے۔

معذرت

اعلان کیا گیا تھا کہ اسوۂ حسنہ کا حجم ۴۸ صفحے ہو گا مگر ابتک جتنے نمبر شائع ہوئے کسی میں ۵۶ صفحوں سے کم نہیں دئے گئے۔ اب یہ ۵۶ صفحے بھی ناکافی ثابت ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی سالے میں اصلاح نسواں کیلئے بمشکل دو صفحے نکل سکے اور تہذیب الاطفال کیلئے ایک بھی نہیں۔ کئی صاحبوں کے مضمون بھی درج ہونے سے رہ گئے۔ اس سے دونوں کو رنج ہو گا۔ لکھنے والوں کو بھی اور لکھوانے والوں کو بھی۔ مگر کیا کیا جائے چندہ صرف عہ ہے اور اب بھی دو صفحے خرچ اپنی جیب سے دینا پڑتا ہے۔ کیا ناظرین کرام ان مشکلات کا اندازہ فرما کر توسیع اشاعت میں کوشش فرمائیں گے

فہرست کتب مکتبہ قادریہ

دو ترجموں اور دو تفسیروں والا عظیم الشان قرآن مجید

یہ وہی قرآن مجید ہے جسے دہلی کے مشہور علماء حفاظ اور رؤساء کی ایک مقتدر جماعت نے بہت بڑے اہتمام کے ساتھ ہندوستان بھر کے منتخب خوشنویسوں سے لکھوا کر بصرف زر کثیر طبع کرایا تھا شروع میں اس کا ہدیہ پچاس روپے تھا پھر تیس روپے ہوا اور اب تک بھی دہلی اور لکھنؤ کے بعض تاجران کتب اسی ہدیہ پر بیچ رہے ہیں لیکن ہم نے کئی سال پیشتر محض اس خیال سے کہ قرآن مجید کے کاغذ میں مرور ایام کی وجہ سے پہلی سی آب و تاب باقی نہیں رہی ہے اور ایسی حالت میں شائقین سے پورا ہدیہ وصول کرنا ایمانی انصاف سے بعید ہے ہدیہ میں نصف سے بھی زیادہ تخفیف کر دی تھی چنانچہ ۱۹۱۵ء سے ہم اس نعمت عظمیٰ کو بجائے ۳۰ کے صرف ۱۲ میں پیش کر رہے تھے اور اب کچھ عرصہ سے صرف ۱۰ میں نذر کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی آپ اس گوہر بے بہا کے حاصل کرنے میں کچھ پس و پیش فرمائیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہے اور جلدیں ختم ہو جانے پر غالباً آپ کو بھی ایسا قیمتی موقع کھو دینے کا افسوس ہوگا لیکن آپ اتنا دیکھتے ہی فوراً نمونہ طلب فرمائیں۔ کاغذ چھوڑ کر اور تمام باتوں میں انشاء اللہ سر مو فرق نہ ہوگا کاغذ ولایتی دبیز اور چکنا ہے مگر کسی قدر میلا بے آب اور کمزور ہو گیا ہے۔ ذیل میں قرآن مجید کی چند ممتاز خصوصیات کی توضیح کی جاتی ہے جن میں ایک لفظ بھی بیجا تعریف یا مبالغہ کا نہیں ہے۔ (۱) قرآن مجید کی تقطیع بہت بڑی ہے ایک صفحہ کی لمبائی ۲۲ انچ اور چوڑائی ۱۴½ انچ ہے (۲) خط نہایت جلی اور پاکیزہ ہے اور پورے صفحہ پر کل ۹ سطریں ہیں۔ (۳) حجم ۱۲۴۰ صفحے اور وزن غیر مجلد کا ۵ سیر ہے (۴) سرنامہ پر چار مشہور متبرک مقامات کے نقشے دیئے گئے ہیں۔ (۵) پارے سب علیحدہ علیحدہ ہیں اور آیتوں پر نمبر پڑے ہوئے ہیں۔ (۶) تصحیح کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے (۷) دو ترجمے ہیں فارسی ترجمہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا اور اردو ترجمہ مولانا ابو محمد عبدالحق مصنف تفسیر حقانی کا ہے (۸) حاشیہ کے دو حصے ہیں بڑے حصہ میں تفسیر حقانی اور تفسیر حسینی کا خلاصہ اور چھوٹے حصہ میں اختلاف قرأت شان نزول اور رسم خط کا بیان ہے اور تفسیر حقانی آریوں، دہریوں اور دیگر مذہبوں کے رد میں بے نظیر ہے (۹) ہر سورت کے شروع میں اس کے مجرب خواص و فوائد جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں مندرج ہیں۔ غرضکہ معنوی اور صوری ہر ایک اعتبار سے نہایت ہی نادر اور بیش قیمت قرآن پاک ہے ان تمام خوبیوں کے باوجود عاشقی ہدیہ جو لاگت سے بھی بہت کم ہے غیر مجلد کیلئے ۱۰ روپیہ اور مجلد کیلئے ۱۲ روپیہ مقرر ہوا ہے مگر شرط یہ ہے کہ مبلغ ۵ روپیہ درخواست کے ساتھ بذریعہ منی آرڈر پیشگی جمع کرا دیئے جائیں اور باقی بذریعہ وی پی وصول کر لیا جائے۔ پیشگی کی قید اسلئے ہے کہ اکثر حضرات نے وی پی منگا کر واپس کر دیئے ہیں اور ہم کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے اسلئے ہم نے بھی عہد کر لیا ہے کہ جب تک کم سے کم ۵ روپیہ پیشگی نہ وصول کر لینگے ہرگز ہرگز کسی صاحب کو قرآن مجید نہیں بھیجینگے۔ قرآن مجید کا وزن زائد ہوا جسکے سبب ریل سے بھیجا جائیگا اور محصول خریدار کو دینا ہوگا۔ اپنے یہاں کے سب سے قریب ریلوے اسٹیشن کا نام صاف صاف تحریر فرمائیں اور پتہ وغیرہ بالکل صاف ہو۔

جنتری رعایت کے طالب

ملنے کا پتہ: مہتمم مکتبہ قادریہ ۔ مسجد منزل

تعریف کرنے کی بجائے ہم یہاں مراد آباد کے مستند اسلامی اخبار نیر اعظم کی رائے نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں جو اپنے ۲۲ر جنوری ۱۹۱۰ء کے اخبار میں لکھتا ہے۔ آج توحید سفید کفن پہنے ہوئے گنج شہیداں میں سو رہا ہے [illegible] مدح میں کتابیں ... [illegible] نعتیں ... [illegible] خیالات کی قدر و قیمت ... [illegible] ہے۔ قیمت ۱۲ر [illegible]

شفاء الاسقام فی الصلوٰۃ علیٰ خیر الانام

کا مجموعہ ہے۔ فاضل مؤلف نے تمام حدیث کی کتابوں کی چھان بین کر کے بڑی محنت اور جانفشانی سے اسکو ترتیب دیا ہے اور کمال یہ کیا ہے کہ حضور انور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام معلومہ خصوصیات اخلاق و عادات خوارق و معجزات سوانح اور غزوات وغیرہ کا بڑی خوبی کے ساتھ درود شریف ہی کے پیرایہ میں ذکر کر دیا ہے تاکہ درود خوانی کے ثواب کے ساتھ سرور کائنات کے احوال شریف کا تفصیلی علم بھی حاصل ہو جائے اور اس رسالہ کا مطالعہ کرنیوالا قند مکرر کا لطف اُٹھائے عاشقان خیر الانام اس کتاب مقدس کی تلاوت کو اپنا وظیفہ بناتے ہیں اور پنجوقتہ نماز کے بعد اسکا ایک ایک صفحہ پڑھکر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ ساری دنیا کے وظیفے اس کتاب میں موجود ہیں۔ کہانتک تعریف کی جائے۔ مختصر یہ کہ پرانے زمانے کی ایک مستند اور مقبول و معروف کتاب ہے جو کچھ عرصہ سے ناپید ہو گئی تھی۔ اب یہ ایک قدیم نسخہ سے نقل کرا کر دوبارہ چھپوائی گئی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ جن کا مجموعی حجم ۱۵۰ صفحہ ہے۔ مگر مضمون پندرہ سو صفحہ کا ہے جو باریک قلم سے موجودہ مختصر حجم میں لکھا گیا ہے۔ تقطیع بھی بڑی ہے یعنی ۲۲×۲۹ قیمت صرف ۱۲ر

آئینۂ قیامت

اس رسالہ میں واقعۂ شہادت حضور سید الشہدا شہید کربلا سیدنا امام حسین علیہ السلام کو نئے طرز کی سلیس اُردو میں اس خوبی سے تحریر کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر شہادت نامہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ جہاں تنقید روایات کا کما حقہ اہتمام کیا ہے وہاں پیرایۂ بیان بھی نہایت مؤثر اور دلکش ہے۔ سب سے بڑی خوبی اس شہادت نامہ کی یہ ہے کہ مصنف نے واقعات شہادت کے اخلاقی پہلوؤں پر بھی کافی روشنی ڈالی ہے اور ایسے ایسے اعلیٰ نکات بیان کئے ہیں جنکو سنکر اہل دل وجد میں آجاتے ہیں۔ دعوے سے کہا جاتا ہے کہ سنیوں کے مطالعہ کیلئے ہندوستان میں یہ بہترین شہادت نامہ ہے محبان اہلبیت کو چاہئے کہ اسکی قدر کریں اور مجالس متبرکہ میں ہمیشہ اسی کو پڑھوایا کریں۔ رسالہ دو قسم کے کاغذ پر چھپا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ۔ تقطیع ۲۲×۲۸ قیمت قسم اول ۶ر قسم دوم ۴ر

نور ایمان معہ مثنوی جوہر لطیف

صہبائے عشق رسول کا خمخانہ۔ مع صراحی و پیمانہ مہیا ہے یعنی یہ دیوان [illegible] ۱۰۰ اشعار کا جان بستی یہ نور ایمان دوبارہ [illegible] شائع ہوا ہے۔ دیوان کیا ہے گویا ایک میل ہزار اشعار [illegible] ہر طرح کا بیان ہے

[illegible]

ہوتے ہیں اور اس خفیف ترین ہدیہ میں بھی اور کمی کرانا چاہتے ہیں لیکن کاش وہ کمی کی درخواست کرنے سے قبل کسی مطبع میں جاکر قرآن مجید کے مصارف کا تخمینہ کرا لیتے اور دیکھتے کہ ہم کسقدر ایثار سے کام لے رہے ہیں ایسے حضرات کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ تخفیف ہدیہ کے بارے میں کچھ نہ لکھیں اس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔

جلد مضبوط اور خوشنما ہے لیکن صرف حاشیہ پر چمڑا ہے اور وسط میں کپڑا۔ کل قرآن مجید ایک ہی جلد میں مجلد ہے ہمارے خیال میں جو صاحبان اپنے یہاں جلد بندھوانے کا انتظام کر سکتے ہیں انہیں غیر مجلد قرآن مجید طلب کرنا چاہئے کیونکہ جلد کا وزن ڈھائی سیر کے قریب ہوتا ہے اور مجلد قرآن مجید کا ساڑھے گیارہ سیر جسکو بذریعہ ریل منگوانے میں تیرہ سیر کا محصول دینا پڑتا ہے اور غیر مجلد منگوانے میں صرف دس سیر کا۔ لہذا غیر مجلد طلب کرنے میں ہر طرح کی کفایت ہے۔

تنقید لطیف بر خیالات ظریف

مصنفہ جناب مولانا مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی مترجم فلسفۂ تعلیم اور مصنف فلسفۂ مذہب اور معیار الاخلاق وغیرہ۔

یہ وہ کتاب ہے جسمیں فاضل مصنف نے علیگڈھ کالج کے ایک سابق پروفیسر مسٹر محمد ظریف ایم۔اے (دہریہ) کی کتاب "اسلام اور عقلیت" کا مدلل۔ مکمل۔ مسکت اور تسلی بخش جواب دیکر اُنکے دہریانہ اور ملحدانہ خیالات کا بڑی خوبی سے ابطال کیا ہے اور اسلامی عقاید کا عقلی۔ نقلی۔ علمی۔ منطقی۔ فلسفی اور سائنٹفک دلائل سے زبردست ثبوت دیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دینے سے قبل اسکا مطالعہ کرائیں تاکہ اُنکی طبائع دہریت کے اثر سے محفوظ رہیں۔ انگریزی اور عربی مدارس کے ہر ایک طالب علم کیلئے اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کتاب نہایت مفید اور دلچسپ ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اسکی ایک جلد اپنے پاس رکھنی چاہئے۔ نہایت عمدہ چھپی ہے۔ قیمت ۱۲؍

جنگ طرابلس عرف خون ناحق

جنگ طرابلس کے ہولناک زمانہ میں جادو نگار انشاپردازوں کے جو اعلیٰ مضامین مختلف اخبارات اور رسالوں میں شائع ہوئے تھے ان میں سے چیدہ چیدہ مضمون نظم و نثر اس دلکش کتاب میں جمع کر دئے گئے ہیں۔ جسکا ہر ایک صفحہ درماندہ مسلمانوں کی مظلومیت و بیکسی اور خونخوار ظالموں کے مظالم کی دردناک تصویر ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور اولوالعزمی کا مادہ۔ ترقی کا جوش اور مذہب کی حمایت کا احساس پیدا ہوتا ہے لکھائی چھپائی کے اعتبار سے تو یہ کتاب یقیناً بے نظیر ہے۔ ایسی خوبصورت اور خوشنما چھپی ہے کہ دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ ٹائٹل پیج نئے طرز کا ہے اور مختلف رنگوں کی گلکاریوں سے نہایت دلفریب ہو گیا ہے۔ اڈیٹر صاحب الہلال کی رائے ہے کہ لکھائی چھپائی میں بہتر سے بہتر مطبوعات بھی خون ناحق کا مقابلہ نہیں کر سکتیں مشاہیر قوم اور تقریباً تمام اخباروں نے اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید بتایا ہے۔ تقطیع کلاں ۲۰×۲۶ ضخامت ۱۲۰ صفحے۔ رعایتی قیمت مجلد عہ ۔ غیر مجلد ۱۲؍

انتخاب توحید

میرٹھ کے مشہور و معروف اخبار توحید کی اصلی اور دستاویزی کارگذاریوں کی یادگار یہی انتخاب توحید ہے جسکے پڑھنے سے مردہ جسموں میں جان پڑ جاتی ہے زیادہ

طالبان آخرت کے لئے نصائح اور مواعظ عشقی کی عمدہ حمد و نعت غزلیں اور قصائد میلاد و شریف وغیرہ ولادت ہر موقع کے اشعار برمحل چنانکہ باید وشاید۔ عام شائقین کے واسطے ایک دلچسپ اور نئے رنگ کا کلام ہے یہ دیوان باعتبار صنائع و بدائع حق شعر و لطف زبان کے ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ ساتھ ہی اسکے بہت سے احادیث و قرآن کا ترجمہ ہے کیوں نہ ہو اسکے مصنف عارف کامل حضرت مولانا مولوی حاجی محمد [illegible] بیدل نور اللہ مرقدہ ہیں جنکی تصانیف انوار ساطعہ وغیرہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب و عجم میں مشہور ہیں یہ دیوان پہلے بھی کئی بار چھپا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر بالکل ہی نایاب ہو گیا۔ شائقین کی طلب صادق بدستور باقی تھی اسلئے اب پھر بنہایت محنت وکوشش کے ساتھ چھپوا لیا گیا ہے اور باعتبار لکھائی چھپائی دیوان مطبوعہ سابقہ سے بدرجہا سبقت لیگیا ہے۔ علاوہ بریں جو غزلیں یا قصائد طبع ہونے سے رہ گئے تھے اُنکو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ قصیدہ سلسبیل اور مثنوی جوہر لطیف بھی اسکے ساتھ ہے۔ حجم تینوں رسالوں کا ۰۰ا صفحہ ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶ - قیمت صرف ۶ر

شمائم امدادیہ اس کتاب میں حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے سوانح شریفہ اور حالات متبرکہ نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں اور آپکے وہ ملفوظات و مکتوبات بھی درج کئے گئے ہیں جن میں شریعت و طریقت کے اسرار کو دلکش پیرایہ میں لکھوا لگیا ہے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ وہ بزرگ ہیں جنکے گوشہ چشم کے اشارہ سے سیکڑوں نفوس ولی کامل ہو گئے پھر آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے بافیض اور مقدس بزرگ کے حالات و ملفوظات کسقدر پر اثر اور پرکیف ہونگے۔ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی اس کتاب کی نسبت تحریر فرماتے ہیں:- ...... اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا۔ باوجود اپنی ناقابلیت کے محض بجرأت اجازت کہیں کہیں مطبوعہ حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا ...... بلاشک اصل اور ترجمہ کے انطباق سے جناب مترجم صاحب کی خوش فہمی اور قوت تحریر و مراعات شروط ترجمہ کی داد دی جاسکتی ہے۔ یہ سب برکت اخلاص و محبت حضرت شیخ کی ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ برکت عطا فرمائے اور اس رسالہ کو غافلین کے لئے موجب تذکر و [illegible] کے لئے سبب تکثیر شوق کرے۔ تقطیع $\frac{18\times22}{4}$ حجم ۴۴ صفحے رعایتی قیمت ۱۲ر

آئین دستاویز نویسی تمسکات - اقرار ناجات - رسیدات اور ہر قسم کی دستاویزات وغیرہ لکھنے لکھانے میں اہل معاملہ کو جیسی کچھ دقتیں پیش آتی ہیں ظاہر ہے انہیں مشکلات کو مدنظر رکھ کر قاضی عبدالواحد صاحب وکیل عدالت نے بڑی محنت سے اس آئین دستاویز نویسی کو تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں کسی شخص کو ہر قسم کی دستاویزات خود لکھ لینے میں کوئی دقت نہ ہوگی عرائض نویسوں - اہلکاروں - وکیلوں اور مہاجنوں وغیرہ کیلئے نہایت کارآمد ہے [illegible] عجیب چیز ہے [illegible] ہے - قیمت ہر دو حصہ عـہ۸م

فرائض والدین

لڑکوں کی تربیت کی ابتدائی جسقدر انکے اُستادوں پر عائد ہوتی ہے اس سے دوچند زیادہ انکے والدین پر ہے۔ اُستاد اگر لڑکے کی تربیت ایک حصہ کرسکتا ہے تو والدین سو حصے کرسکتے ہیں۔ اس مفید اور دلچسپ رسالہ میں والدین کو انکے فرائض پر توجہ دلائی گئی ہے جسکے مطالعہ سے والدین اور انکی اولاد کو بے انتہا فائدے پہنچینگے اور نئی نسل صحیح معنے میں تعلیم یافتہ پیدا ہوگی۔

اُردو میں اس قسم کی کوئی مفید کتاب بیتک نہیں لکھی گئی تھی - یہ ناگوار کمی اس کتاب نے پوری کردی ہے فرائض کی جانب متوجہ ہوں۔ یہ رسالہ ایک مشہور فلسفی گربچوایٹ کا لکھا ہوا ہے اور درحقیقت نہایت مفید ہے۔ اکثر اخباروں نے تعریفیں کی ہیں۔ تقطیع ۲۰×۳۰ حجم ۴۸ صفحے - قیمت صرف ۴ر

ہمارا طرز حکومت

یہ اخبار البشیر اٹاوہ کے مشہور نامہ نگار مولانا مولوی سید محمد صاحب کا ایک نہایت دلچسپ تاریخی مضمون ہے جسمیں مسلمانوں کی طرز حکومت کا ہندوؤں کی حکومت سے موازنہ کیا گیا ہے اور نہایت لطف سے آریوں کو دنداں شکن الزامی اور محققانہ جوابات دئے گئے ہیں۔ قابل دید رسالہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کو پڑھنا چاہیے بلکہ متعدد جلدیں خریدکر نادار مسلمانوں کو مفت تقسیم کرنی چاہئیں - قیمت صرف ۲ر

تواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی

مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی کے پیر ومرشد اور ہندوستان کے مشہور مجدد رفیع المرتبت حضرت شاہ سید احمد صاحب بریلوی تیرہویں صدی میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ جنہوں نے مشرکانہ رسوم کی اصلاح کیلئے بڑے بڑے کام کئے ہیں انکے حالات نہایت دلچسپ ہیں اور انکی عجیب وغریب کرامتیں تمام دنیا میں مشہور ہیں - تواریخ عجیبہ انہی بزرگ کی سوانح عمری ہے اور اسلئے نہایت دلچسپ ہے۔ حجم ۲۵۰ صفحے قیمت ۸ تقطیع ۲۰×۲۶ قلم نہایت گنجان اور باریک ہے کئی سو صفحوں کا مضمون چھپا دیا گیا ہے۔

اعجب العجاب علی الناہق الکذاب

مصنفہ جناب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی اس رسالہ میں حضور پر نور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور وہابیہ وقادیانیوں کا دندان شکن رد ہے۔ رسالہ دیکھنے کے قابل ہے۔

حجم ۳۲ صفحے - تقطیع ۲۰×۲۶ - قیمت ۱ر

عرفان ایمان

اس چھوٹے سے مفید رسالہ میں اہلسنت والجماعت کے عقیدے کہ سب سے پہلے سیکھنے کی تعلیم فرض ہے - نہایت صاف اور سلیس اردو میں لکھے گئے ہیں آخر میں نہایت مفید مختصر دعائیں ہیں۔ یہ رسالہ بچوں کے لئے بہت مفید ہے

حجم [illegible] صفحے تقطیع [illegible] قیمت [illegible]

مسٹر محمد علی کا مقدمہ مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ نے رسالہ موسومہ لا مقدو دتیہ میں آئیو ادہاری بدہ کرو" کی ضبطی کے خلاف ہائیکورٹ کلکتہ میں اپیل دائر کیا تھا جسکی سماعت تین ججوں کی بنچ کے سامنے ہوئی تھی۔ اس مقدمہ کی اہم نوعیت اور فاضل ججوں کی منصفانہ اور بے لاگ اظہار رائے نے اخباری دنیا میں سنسنی ڈالدی تھی۔ رسالہ بعنوان بالا میں اسی سنسنی خیز اہم اور عجیب مقدمہ کی پوری پوری کیفیت معہ فیصلۂ ججان ہائیکورٹ اور ایڈیٹران کی رایوں کے درج کی گئی ہے جو نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پریس ایکٹ مجریہ ۱۹۱۰ء کی کئی مغلق اور مبہم دفعات کی توضیح و تشریح۔ اہل ملک کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور عجیب و غریب رمزوں کا انکشاف ہوتا ہے گویا یہ رسالہ پریس ایکٹ کی شرح ہے۔ پس اخبارات و مطابع سے تعلق رکھنے والوں مصنفوں مولفوں۔ اخبارات کے ایڈیٹروں۔ چھاپہ خانہ کے مالکوں۔ وکیل۔ مختار۔ بیرسٹروں۔ کونسل کے ممبروں کو اس رسالہ کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیئے۔ ایک نسخہ صرف ۲ر کے ٹکٹ ڈاک محصول بھیجنے پر معہ محصول روانہ کر دیا جائیگا۔ جو صاحب زیادہ خرید ینگے انہیں ایک روپیہ کے بارہ رسالے دیئے جائینگے۔ حجم رسالہ کا ۳۶ صفحہ ہے اور تقطیع ۲۲×۱۸/۸ ہے۔

القانون فی علاج الطاعون مولوی حکیم میاں محمد صاحب نے اس رسالہ میں مرض طاعون کی تاریخ وحقیقت اور اسکے اسباب و علامات کے متعلق نہایت محققانہ بحث کی ہے اور محض بغرض افادۂ عام اپنے اُن تمام مجرب علاجوں کو بھی درج کر دیا ہے جنکی وجہ سے ہزارہا جانوں نے اس مہلک مرض کے پنجہ سے نجات پائی۔ حفظ ماتقدم کی تدبیروں کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶۔ حجم ۶۴ صفحہ۔ قیمت ۴ر

اصول سراغرسانی فن سراغرسانی میں یہ نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ علم قیافہ کو اسمیں نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ پولیس کو سراغرسانی جرائم میں اس سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ طرفہ یہ کہ بہت ہی دلچسپ ہے حجم ۹۲ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶۔ قیمت [illegible]

انوار ساطعہ زبردست عقلی و نقلی دلائل سے مولود شریف اور فاتحہ وغیرہ کا ثبوت [illegible] کی براہین قاطعہ کا دنداں شکن رد۔ مصنفہ حضرت مولانا عبد السمیع صاحب [illegible] خلیفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحبؒ۔ قیمت ایک روپیہ۔

شاعرانہ خیالات مصنفہ محمد یحیی صاحب تنہا بی اے۔ اسکی نسبت شمس العلماء مولانا حالی [illegible] شمس العلماء مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ اردو میں [illegible] اور اردو کو اسی قسم کی تصنیف کی ضرورت ہے اس میں انگریزی کی شاعری کا مختصر حال اور نہایت [illegible] ہیں علاوہ ازیں شعراء [illegible] بطور ضمیمہ کے شامل کر دئے گئے ہیں لکھائی چھپائی [illegible]

بزم فریدیہ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگلے وقت کے بزرگوں کی محفلوں میں کیسے چرچے ہوا کرتے تھے اور آجکل کے مشائخ کی صحبتوں میں کیا افسانے ہورہے ہیں تو بزم فریدیہ دیکھئے جو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب راحت القلوب کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

بیان خسرو محبوب المحبوب حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ کی مبسوط سوانح عمری نہایت دلچسپ مصنفہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی ضخامت ۴ صفحہ نہایت خوشخط اور خوشنما چھپی ہے۔ قیمت ۱/

آئیڈیل اس کتاب میں علامات مقولے اور ایک ہندو بزرگ کی سوانحعمری ہے مصنفہ لالہ چند ولال صاحب۔ قیمت ۹/

جاماسپ نامہ حکیم جاماسپ پانچہزار برس پہلے قیامت تک کے حالات لکھ گیا ہے جو سب کے سب ٹھیک نکل رہے ہیں۔ اسی نایاب کتاب کے ترجمہ کا نام جاماسپ نامہ ہے قیمت ۳/

شکوہ و فریاد ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم۔ اے۔ اور مولانا سیماب اکبرآبادی کی دو مقبول خاص و عام نظمیں نہایت خوبصورت چھپی ہیں۔ قیمت ۳/ ـ

اسلام کی برکتیں اس کتاب میں مولوی ظفر علی خانصاحب ایڈیٹر زمیندار و شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی اور حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کے تین نہایت دلچسپ اور مفید مضمون درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳/ ـ

خون شہادت کے دو قطرے یہ حضرت سرمد شہیدؒ و حضرت منصورؒ کی سوانحعمریاں ہیں جنہیں مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال اور ملا محمد الواحدی نے تالیف فرمایا ہے۔ قیمت ۲/

چند دن بعد کیا ہوگا اس کتاب میں عجیب غریب باتیں ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قیمت ۲/

ایڈیٹر کا حشر ایک نہایت ہی عبرتناک فسانہ۔ اخبارنویسوں کی مشکلات کی مجسم تصویر۔ مصنفہ مولوی ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار۔ قیمت ۱۰/ ـ

حالات خضر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے دلچسپ حالات کا مجموعہ جسمیں عجیب و غریب اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲/ ـ

ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی یعنی مولانا حالی کے فارسی اور عربی کلام کا مجموعہ جو ابھی پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے۔ قیمت ۱۲/

اوراد قادری اس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ کے بہت سے مجرب اوراد و اعمال اور وظائف درج ہیں۔ قیمت [illegible]

سرمایۂ آخرت مجموعہ جامع مسائل و دینیات کی بے مثل کتاب ہر مسلمان کو ـ قیمت [illegible]

تصانیف حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب

روزنامہ بالتصویر و بلاتصویر

یہ حضرت خواجہ صاحب کا وہ مشہور و معروف سفرنامہ ہے جسمیں آپ نے سفر مصر و شام اور حجاز وغیرہ کے عجیب و غریب حالات تفصیل کے ساتھ قلمبند فرمائے ہیں۔ اسکا ہر ایک بیان اسلامی ملکوں کی سچی تصویر ہے۔ اُردو زبان میں آجتک ایسی پُر لطف عبارت اور ایسے دلچسپ حالات کا سفرنامہ شائع نہیں ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات اور دیگر مقامات متبرکہ میں حضرت خواجہ صاحب نے خاص کیفیت میں آکر جو دعائیں مانگی ہیں اُن میں کچھ ایسا روحانی اثر ہے کہ پڑھنے والوں کی طبیعتیں بے چین ہو جاتی ہیں اور جنکی خوبی کا اندازہ دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ تمام ہندوستان میں اس سفرنامہ کا غلغلہ تھا اور لوگ بے چینی کے ساتھ اسکے شائع ہونے کے منتظر تھے جو اب چھپکر تیار ہو گیا ہے۔ تیس کے قریب عکسی تصویریں ہیں۔ جن میں فرعون کی لاش اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر نہایت مؤثر اور عبرت خیز ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کے سامنے بولنے اور خدائی کا دعویٰ کرنیوالا فرعون اپنی اصلی شکل میں پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسے ہی حضرت یوسف ؑ کا مرقع جنکے حسن کے گھر گھر افسانے ہیں زیارت کے قابل ہے۔ اُس مینار کا فوٹو بھی ہے جہاں حضرت مسیح ؑ نازل ہونگے۔ ستائیس لاجواب فوٹو اور ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکے علاوہ ممتاز مشائخ سے جو مخفی اعمال نسخہ اور تعویذیں وغیرہ حضرت خواجہ صاحب کو بڑی محنت سے حاصل ہوئے تھے وہ بھی سب اس میں درج ہیں۔ الغرض یہ سفرنامہ اپنے رنگ کا پہلا سفرنامہ اور نہایت دلچسپ ہے۔ ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ ولایتی کاغذ پر نہایت خوشنما چھپا ہے حجم ۲۱۰ صفحہ تقطیع ۲۲×۱۸/۴ قیمت بالتصویر ۳؎ بلاتصویر ۸؍ ۔

تسخیر مہر و قہر یعنی اعمال حزب البحر

فن اعمال و وظائف میں آجتک ایسی دلچسپ مؤثر اور مفید کتاب ہندوستان میں کبھی شائع نہیں ہوئی۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی اصحاب کو دعائے حزب البحر کے اعمال سے عجیب و غریب فائدے پہونچے ہیں اور جیسے حیرت خیز کرشمے اُنھوں نے اسکے دیکھے اسکا بیان حضرت خواجہ صاحب نے اپنی جادو تحریر میں ایسے انداز سے کیا ہے کہ پڑھنے والا کتاب بغیر ختم کئے ہاتھ سے نہیں رکھ سکتا۔ اسکے علاوہ حزب البحر کے اعمال کے مختلف طریق عمل جو ہندوستان کے نامور مشائخ اور مصر بیت المقدس دمشق مدینہ منورہ اور مکہ وغیرہ کے شہرۂ آفاق عاملوں سے دستیاب ہوئے تھے وہ سب اس میں درج ہیں تسخیر خلائق۔ تسخیر حکام۔ تسخیر اہل خانہ۔ اور تسخیر محبوب وغیرہ کے مجرب اور سچے اعمال۔ بلاکی [illegible] دفع شر۔ ادائی قرض [illegible] اولاد۔ صحت جسم۔ رہائی اسیر۔ ترقی رزق۔ افزونی عزت و جاہ [illegible] کے اعمال سب [illegible] زور انشاپردازی کے اعتبار سے بھی یہ کتاب اُردو [illegible] ایک بیش قیمت [illegible]

اشاعت ہے تقطیع ۱۸×۲۲ حجم ۱۰۲ صفحہ قیمت ۳ر

مجموعہ مضامین حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

مختلف اخباروں اور رسالوں میں حضرت خواجہ صاحب کے جسقدر مضامین شائع ہوئے ہیں انکا بے مثل انتخاب۔ جسکے ہر ایک صفحہ میں درد۔ سوز اور کیف کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کی اصلی اُردو اور انکے جذبات ناظرین سے بے اختیار خراج تحسین وصول کر لیتے ہیں۔ ایک اخبار کی رائے تھی کہ خواجہ صاحب کے مضامین میں ایسی عجیب کشش ہوتی ہے کہ گویا وہ مضمون لکھنے کی سیاہی میں مقناطیس ملا لیتے ہیں۔ اس لئے اس مجموعہ کی تقطیع ۲۰×۲۶ اور حجم ڈھائی سو صفحہ ہے مگر قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

روزنامچہ سفر ہندوستان

اس روزنامچہ میں بمبئی کے قابل دید نظارے ہندوستان کی سیر اولیاء کرام کے مزارات۔ آغاخانی و امام شاہی مخفی تحریکوں کے تذکرے بہت ہی دلچسپ طریقہ سے درج کئے گئے ہیں۔ جن لوگوں نے خواجہ صاحب کا روزنامچہ سفر حجاز پڑھا ہے وہ اسکی روش کو خودہی سمجھ جائینگے۔ حجم ۱۲۰ صفحہ تقطیع ۱۸×۲۲۔ قیمت ۸ر

شیخ سنوسی کے تینوں حصے

یعنی حضرت خواجہ صاحب کے وہ تین مشہور و معروف رسالے جن میں آئندہ زمانہ کے انقلابات کی نسبت حیرتناک دینے والی پیشگوئیاں درج ہیں جو اکثر صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ یہ تینوں رسالے کئی بار چھپکر شائع ہو چکے ہیں اور کئی زبانوں میں انکا ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ قیمت ہر سہ حصہ ۱۲ر

اسلام کا انجام

دیار مصر کے شیخ المشائخ کی شہرۂ آفاق کتاب مستقبل الاسلام کا اُردو ترجمہ فلسفیانہ استدلال سے اسلام کے نیک انجام کا ثبوت۔ قیمت ۴ر

اسرار

بابی فرقہ کے بانی بہاء اللہ آفندی کی وہ زبردست کتاب جسمیں رموز تصوف کو عجیب عجیب طریقے سے بیان کیا ہے۔ قیمت ۴ر

پیغمبری اشارہ کی اُردو دعائیں

اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی نہایت مؤثر اُردو دعائیں درج ہیں جنکے عنوان یہ ہیں بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بچہ کی بسم اللہ کے وقت کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا۔ دلہن سسرال میں جاکر۔ دولہا کی دعا دلہن کو دیکھ کر۔ بیمار کے سامنے پڑھنے کی دعا۔ صبح کی دعا۔ صبح کھانے سے پہلے کی دعا۔ کھانے کے بعد کی دعا۔ پلنگ پر جانے کے وقت۔ تہجد کے وقت۔ صبح کی نماز کے بعد۔ ظہر کی نماز کے بعد وغیرہ پانچوں نمازیں۔ اذان سننے کے بعد کی دعا۔ نیا چاند دیکھنے کے بعد کی۔ صبح اور شام میں سنزل پر سوار ہونے کے وقت۔ جہاز پر سوار ہوتے وقت۔ موٹر میں سوار ہوتے

عالم کے سامنے جاتے وقت۔ امتحان دیتے وقت۔ شب فراق میں۔ شب وصال میں۔ قرضداری میں بھوک پیاس میں۔ خوف وہراس میں۔ خوشی کے وقت۔ آگ لگتے وقت۔ اندھیری رات کو دیکھ کر چاندنی رات کو دیکھ کر۔ اونچے پہاڑوں کو دیکھ کر۔ نیچے غاروں کو دیکھ کر۔ خوبصورت کو دیکھ کر۔ بدصورت کو دیکھ کر۔ مزے کی چیز کھا کر۔ بدمزہ چیز چکھ کر۔ مرنے والے کے سامنے قبرستان میں جا کر۔ ویران کھنڈر کو دیکھ کر شاندار عمارتوں کو دیکھ کر وغیرہ۔ انکے علاوہ تمام وہ معرکی دعائیں بھی ہیں جو سفر حجاز و مصر و شام اور دیگر خاص خاص موقعوں پر عالم کیف میں حضرت خواجہ صاحب نے مانگی ہیں قیمت ۴ر۔

رسول کی عیدی امت کے بچوں کیلئے حضرت خواجہ صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ قیمت ۲ر

ستر ہویں نامہ۔ حضرت امیر خسرو رح کی ستر ہویں شریف کے حالات قیمت ۳ر

دل کی مراد	۱۰ر	بم	۰ر
مکھی کا میدان جنگ	۱ر	بندوق	۰ر
فلسفۂ شہادت	۱ر	جرمن شہزادہ کی لاش	۰ر
مچھر کا اعلان جنگ	۱ر	ہمارے رسول ﷺ کی عادتیں	۰ر
توپ خانہ	۱ر	دینی یادداشت	۰ر
دکھیا شہزادی	۱ر	ہوائی جہاز	۰ر
فرام قبلہ تو شملہ	۰ر	ترکی فتح کی پیشینگوئیاں	۰ر

غدر دہلی کے افسانے

۱۸۵۷ء کے غدر دہلی کے دردناک سچے واقعات جو بادشاہ اور انکے گھرانہ کی عورتوں وغیرہ کو پیش آئے۔ خواجہ صاحب نے خود انہی لوگوں کی زبانی جنپر یہ حالتیں گزریں سنکر اپنی مشہور طرز تحریر میں لکھے ہیں۔

ہر فسانہ عبرت و حسرت کی تصویر ہے۔ پڑھنے والا دنیا کے انقلاب کا حال پڑھ کر بیتاب ہو جاتا ہے اور بغیر آنسو بہائے قصہ کو ختم نہیں کر سکتا۔

خدا سے ڈرنے اور دولت کے انجام کار سوچنے کے لئے اس کتاب سے بڑھکر کوئی ناصح نہیں ہو سکتا چھوٹی خوبصورت تقطیع پر نہایت خوشنما چھپی ہے۔ قیمت ۴ر

خواجہ صاحب کی تازہ تصانیف جو زیر طبع ہیں وہ شائع ہونے پر مکتبہ قادریہ سے ملتی ہیں

تصانیف مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی

معیار الاخلاق اسلامی اخلاق کا صحیح معیار۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی چھپی ہے اور قدیم و جدید مذہبی اور حکیمانہ اصول کے مطابق ترتیب دی گئی ہے عبارت اردو نہایت پختہ اور صاف۔ قیمت ۴ر

تنقید لطیف بر خیالات ظریف مسٹر محمد ظریف ایم۔ اے (دہرمی) کے ملحدانہ خیالات کا مدلل رد۔ جدید تعلیم یافتوں کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ دلچسپ اور مفید کتاب ہے۔ اسلام کے اصول کی زبردست حمایت کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ر

فلسفہ مذہب وہ مشہور مضمون جو عصر جدید کی جلد ۶ میں شائع ہوا تھا اور اب مستقل رسالہ کی شکل میں دوبارہ چھپا ہے۔ اسکا پڑھنا اہل مذہب کے لئے اور خاصکر مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

یادگار حسین مصنفہ خان بہادر میرزا سلطان احمد خاں ممبر کونسل بہاولپور جو ایک مدلل سوانحعمری امام حسینؑ کی ہے اور مولوی غلام الحسنین صاحب نے مع حواشی اور دیباچہ کے دوبارہ چھپوایا ہے۔ قیمت ۴ر

تصانیف آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب

روزنامچہ سیاحت تقطیع ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۰۔ اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عراق۔ عرب۔ ایران۔ کاکیشیا۔ قسطنطنیہ۔ شام۔ مدینہ منورہ اور مصر کے بعض شہروں کے حالات درج ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی۔ تمدنی اور پولیٹکل حالت پر ہر جگہ بحث کی گئی ہے جو مسلمانان ہند کے لئے نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جس میں حالات موجودہ سے اہم نتائج نکالے گئے ہیں۔ قیمت درجہ اول ؏ درجہ دوم عہ

تاریخ مسئلہ سود (انگریزی میں) اس کتاب میں اولاً سود کی تمام تاریخ بیان کی گئی ہے اور پھر سود کے متعلق جو دو قوانین ... اسکی موجودہ حالت کے اعتبار سے مفصل بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سود کی شرح اور اُسکے قانون میں کس طرح اصلاح ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ سود کے متعلق بہت سے انگریزی اور اردو اخبارات کی رائیں بھی درج ہیں ... خاص طور پر دلچسپ ہے۔ ... جات مصنف کے ... گورنر ... میں ... اصل سے ... کی گئی ہیں۔ قیمت عدد

ہماری بہبود کے وسائل یہ لیکچر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۰ء میں دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب البرہان کے حواشی اور حضرت خواجہ غلام الحسنین کے دیباچے کے ساتھ الگ رسالے کی شکل میں چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

تصانیف حضرت مولانا محمد فائق صاحب نظامی نیازی

تائید الاسلام عبدالغفور عرف دہرپال نے مرتد ہو کر اپنی کتاب ترک اسلام میں جو لغو لچر اور بے بنیاد اعتراضات واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر کئے تھے اس رسالہ میں ان کا محققانہ اور دنداں شکن رد کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اول معترض کو جو اس آیت شریف کے سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے اسکو بیان کیا ہے پھر اس آیت کا جو اصلی مطلب ہے بعنوان مختلف اسکو سمجھایا ہے اسکے بعد باعتبار فصاحت اور بلاغت کے اس آیت شریف کی چند خوبیاں ظاہر کی ہیں۔ پھر دین اور دنیا کی مصلحتوں کے متعلق جو جو اس سے مسائل ماخوذ ہوتے ہیں انکو نکال کر دکھایا ہے۔ پھر اس امر کی تنبیہ کی ہے کہ معترض جو اپنی فہم ناقص سے خلاف عقل قرآن پاک کی تعلیم سمجھتا ہے وہ قرآن پاک کی تعلیم نہیں بلکہ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ سے دین اور دنیا کی مصلحتیں جو بیان کی گئیں حقیقۃً وہ قرآن پاک کی تعلیم ہے اہل علم کو اس رسالہ کے دیکھنے سے عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

تحقیق الحق جو صاحب صوفیہ اکرام کے مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت وحقیت کو سمجھنا چاہیں وہ اس فلسفیانہ رسالہ کا مطالعہ کریں۔ قیمت ۵ر

تحفۃ المسلمین اس رسالہ میں اُن سب حدیثوں سے خطا ثابت کیا گیا ہے جو غیر مقلدوں کی طرف سے آمین بالجہر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ قیمت ۲ر

تحقیق السماع اس رسالہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام اور ائمۂ مجتہدین کے قول وفعل سے گانا سننے کے جواز کو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

ہدایت الاسلام اس رسالہ میں السلام علیکم کی فضیلت اور آداب وتسلیم وبندگی وغیرہ کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۱ر

اس سے پہلے کی تمام فہرستیں منسوخ سمجھی جائیں۔

بچے بوڑھے۔ عورت مرد۔ امیر۔ غریب۔ سب کیلئے

میرٹھ کے مشہور و معروف مطبع ہاشمی نے جو عمدہ قرآن مجید چھاپے ہیں ہندوستان کے تمام مطابع سے زیادہ نام پیدا کرچکا ہے حسب معمول رمضان المبارک کیلئے امسال بھی ایک قرآن مجید بڑے اہتمام کے ساتھ چھپوایا تھا جسکی تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں۔ اس قرآن مجید سے بچے بوڑھے۔ عورت مرد۔ امیر۔ غریب سب مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستان میں اسقدر مقبول ہوا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں چھپتا ہے اور ہاتھوں ہاتھ نکلجاتا ہے۔ شائقین بڑے بڑے قرآن مجیدوں کے مقابلہ میں اسکو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہیں بین السطور میں اردو ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا ہے جو نہایت مستند اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔ حاشیہ پر اردو موضح القرآن چڑھی ہوئی ہے جو بہت ہی کارآمد ہے۔ خط نہایت صاف اور جلی ہے۔ بدیہ کاغذ سفید مجلد جرمی نقرئی صرف تین روپے۔ اعلیٰ مجلد جرمی کاغذ خانی (عہ)۔ جلد درخواست بھیجئے ورنہ پھر آپ کو آئندہ سال تک انتظار کرنا پڑیگا۔

حمائل شریف مصری

عجیب و غریب حمائل شریف ہے جسکی تعریف ناتمامی ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

مناقب الحبیب یعنی مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ۔ اگرچہ سوانح عمریاں حضرت خواجہ کی بہت سی چھپ چکی ہیں مگر کتاب ہذا کی خصوصیات سب پر فائق ہیں۔ اول تو یہ کتاب ایک خاندانی بزرگ صاحب تصنیف کثیرہ حضرت حاجی خواجہ محمد نجم الدین صاحب سجادہ نشین وخلیفہ خاص حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہما کی تصنیف سے ہے۔ دوم دیگر سوانح عمریوں کی طرح مشہور حالات خواجہ کو دہرایا گیا ہے اس میں یہ بات نہیں بلکہ کتنے ہی واقعات عجیب اور اُن کی اولاد و احفاد کا ذکر بالکل جدید ہے اور ہر ایک بیان کو بحوالہ کتب درج کیا ہے جو صاحب مفصل صحیح حالات حضرت خواجہ اور اُنکی اولاد کے جویا اور محبان خدا کو دوست رکھتے ہوں اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں قیمت ۱۲

ارشاد الکاملین یعنی مجموعہ کتاب انوار الاولیا ترجمہ اسرار الاولیا حضرت گنجشکر و ترجمہ افضل الفوائد حضرت نظام الدین اولیا، و ترجمہ مفتاح العاشقین حضرت چراغ دہلی جن میں ان ہر سہ بزرگان کے فرمودہ فوائد و دلچسپ روایات وحکایات وغیرہ ہیں۔ صفحہ ۳۷۶ قیمت عہ

حدیقۂ تصوف۔ حال قال وحکایات متقدمین اہل اللہ۔ انتخاب ترجمہ لواقح الانوار شعرانی۔ قیمت عہ

حیات اعظم۔ سوانح عمری حضرت امام اعظم مع جوابات مخالفین عہ

مطلوب الطالبین۔ سوانح عمری مولانا روم۔ ۸

مخزن حقیقت سوانح عمری وملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید مجددی مع طریق توجہ و سلب امراض دل کا حال معلوم کرنا و اعمال وتعویذات ومعمولات وغیرہ رسمی وغیرہ عہ

تذکرۃ المخدرات آنحضرت صلعم کی والدہ محترمہ و ازواج مطہرہ و دیگر نیک خواتین اسلامیہ کے حالات وعلم وفضل وآداب وحقوق والدین وزوجین وغیرہ عہ

تاریخ الاولیاء دو جلد یعنی سیر العارفین مصنفہ حضرت جمالی مشہور بزرگ قوم کمبوہ کا اصل نسخہ تکملہ سیر الاولیا فارسی۔ اول میں حضرت خواجہ صاحب اجمیری سے لیکر تا بہ حضرت چراغ دہلی وحضرت بہاؤ الدین ذکریا وحضرت جہانیان وحضرت عراقی وغیرہ اور تکملہ میں خاص بزرگان چشت کے تا بہ عہد مولانا فخر صاحب نہایت دلچسپ وتفصیلی حالات وملفوظات حضرت محمد عاقل خلیفہ خواجہ نور محمد صاحب مہاروی درج ہیں۔ قیمت رعایتی ہر دو جلد عہ

سیر العارفین۔ صفحہ ۱۰۴ کاغذ سفید مع نقشہ جات مقامات متبرکہ ۱۰

نصائح العارفین ترجمہ معراج المومنین اسلامی ارکان کے حکیمانہ فوائد تحقیق اسم اعظم سلوک روح عقل نفس محبت عشق معجزہ۔ کرامت۔ [illegible] دابۃ الارض۔ امام مہدی۔ [illegible] حضرت عیسیٰ یاجوج ماجوج وغیرہ عہ

جواہر خمسہ۔ [illegible] مع احسن الاعمال و [illegible] حضرت [illegible]

وغیرہ معہ وظائف مجرب و شجرہ وغیرہ فیض القادری وا عمال و اوراد وغوثیہ از حضرت غوث اعظم قیمت جیلانی ہر سہ ۔ ۸ ر

مرقع شریف۔ حضرت کلیم اللہ جہان آبادی معہ رسالہ اللہ الصمد مجرب اعمال عاملان چشتیہ اہل بہشت ۴ ر

زبدۃ الخواص۔ عجائب خواص سنگ و جواہر و حیوان وکشتہ جات وطلسمات وغیرہ ۴ ر

مجموعہ رسائل قیافہ۔ سوال و جواب طبیہ و فرح الانسان و فوائد بقول حکما وغیرہ ۲ ر

مجمع الصنائع جدید۔ انگریزی۔ دیسی کاریگریوں آتشبازی وغیرہ کی پانچسو تراکیب و نسخہ جات ۸ ر

غایۃ الکلام۔ مسنون طریقہ لباس و طعام کا ذکر بحوالہ قرآن و حدیث۔ قیمت ۲ ر

مجموعہ مجربات معہ تسہیل المعالجات معروف بہ کشت زار ہر سطر کے مجرب نسخہ حکیم ذکریا رازی کی نود اثر دو ائیں۔ فوائد علم سرد و یعنی تنفس بینی کے ذریعہ دفع امراض معرفت حیات و ممات۔ تسخیر نسواں وغیرہ جلد اول اور جلد دوم کشت زار میں آسان و بتجربہ کے علاج اہل دیہات کیلئے مخصوص مردان و زنان مجربہ حکیم وزیر علی مرحوم شاگرد حکیم وارث علی خاں مصنف کشت زار قیمت ہر دو جلد عہ صفحہ ۱۵۲

اقسام الطعام شاہجہانی ہر قسم کے کھانوں۔ حلووں۔ اچار مربوں وغیرہ کی ترکیب خواص و فوائد اشیا خوردنی مفید مردانی زنانی معہ مرکبات عطاری وغیرہ ۱۲ ار

تدابیر حسن۔ مخصوص امراض عورتوں بچوں کے علاج کی مشہور کتاب جس کا گھر میں ہونا وقت پر بہت کام دیتا ہے۔ ۱۴ ار

مجموعہ رسائل نافع المسلمین خورد ۱۱۰ صفحہ۔ ۱۴ ر

کار آمد عملیات و نسخہ جات۔ مفید الخلائق معہ تعویذ نامہ حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی خان آقا آئی و طلسمات سحر المند و ترمیم شدہ حصہ اول و سحر سامری حصہ دوم ۲ رایضاً حصہ سوم خواص جواہر و حیوان و جنوت وغیرہ ۴ ر

فیوض القادری مجموعہ اعمال و اوراد غوثیہ از حضرت غوث الاعظم معہ شمائل الاولیاء وغیرہ ۴ ر

خاص تبرک۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے بیان کردہ علامات قیامت۔ خواص کسوف و خسوف اطاعت نسواں و تقنید و بہار جنت۔ حالات سید امیر شریف و تحفہ صابریہ۔ حالات پیران کلیر شریف قیمت ہر رسالہ ۲ ر

مولود شریف رحیمیہ۔ معہ حالات معراج و وفات ۴ ر۔

فسانہ نثار معروف طلسم فطرت۔ سکندر بخت والی گلشن آباد و خورشید پری وغیرہ کا عجیب و غریب قصہ نظم و نثر یکی و مشکل جنہ مکالمے۔ مقبول ظرافت ہنسی کے مارے بے قابو کر دیتا ہے۔ عہ ر

دیوان زکی۔ خاص شاگرد غالب جس پر غالب کا سارٹیفکٹ بھی درج ہے۔ عہ ر

داستان ملک ہوش و طوطی نثر شاہزادہ نور الدین شب عیار کا نیا مطلع انگیز نقشہ بالتصویر یہ قیمت ۱۴ ر

دیوان شیفتہ صفحہ ۱۱۳ ۔ ۴ ر **دیوان ضمیر فارسی** ۴ ر

ناول نورجہان و جہانگیر کلاں با تصویر صفحہ ۳۲۸ ۔ عہ ر **نوشیرواں** ۴ ر

اُردو کا ایک ممتاز ہفتہ وار اخبار ہے جو نہایت آب و تاب کے ساتھ شہر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے۔ اس دور کشمکش میں حقیقۃً صرف یہی ایک اخبار ہے جو مسلمانوں کے جذبات اور اُن کی جد و جہد کی رہنمائی صحیح طریقہ پر کر رہا ہے۔ جسنے کام کرنے اور کام لینے کے لئے قوم کے سامنے ایک معین مستقل اور مستقیم شاہراہ پیش کی ہے جو خوشامد۔ بے اعتدالی ہمنوائی کی خوفناک بھنور سے قومی کشتی کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جو مسلمانوں کو تعلیم یافتہ معتدل اور عاقل قوم بنانا چاہتا ہے۔ جو ملکی تعلیمی اور سیاسی ضروریات کو پورے طور پر ملحوظ رکھ کر ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ جو قومی مسائل پر اعلیٰ اور گہری اصول کے لحاظ سے نظر ڈالتا ہے۔ نہ کہ سطحی جوش یا ذاتی اغراض و عناد کی وجہ سے جو صداقت و بیباکی مگر نیک نیتی و اعتدال کے ساتھ قومی اور سیاسی معاملات پر رائے زنی کرتا ہے جسکی پالیسی کے نگران مشہور رہبر قوم آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں۔ جو اپنے نہایت قیمتی مشوروں اور مفید مضامین سے ناظرین عصر جدید کو مستفید فرماتے ہیں۔ اگر آپ اخبارات محض دل لگی اور وقت کاٹنے کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ ان سے کوئی معتد بہ نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں اخبار عصر جدید کو ضرور خریدیے۔ جسکے اصلاحی مضامین اور دانش مندانہ مقالے دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے۔ مشتہرین کے لئے اشتہار دینے کا اچھا ذریعہ ہے۔ نرخنامہ درخواست پر [illegible]

چندہ سالانہ — ششماہی — نمونہ مفت

منیجر اخبار عصر جدید میرٹھ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اے بسراپردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

[illegible]

روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اُسوۂ حسنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا آئینہ حسن سیرت و معاشرت کا روحانی خطیب
اخلاقی و تمدنی امراض کا مذہبی معالج مسلمان مردوں کا رہبر عورتوں کا معلم بچوں کا اتالیق مفید
اصلاحی مضامین کا دلکش مجموعہ شمسی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

التماس

ہماری دلی تمنا ہے کہ اُسوۂ حسنہ کو اُس درجہ تک پہنچا دیں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بہترین اصلاحی خدمت کر سکے۔ خدا گواہ ہے کہ ہم اس مقصد کے حصول کیلئے پوری کوشش کر رہے ہیں اور دن رات اسی اُدھیڑبُن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اُسوۂ حسنہ عام مذہبی رسالوں کی سطح سے اونچا ہو کر اُس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن یہ مہتم بالشان کام ایک شخص کے بس کا نہیں ہے ضرورت ہے کہ ہمارے وہ تمام عزیز بھائی اور محترم بزرگ جنکے قلم میں خدا تعالیٰ نے زور اور اثر دیا ہے مضامین لکھ کر ہماری مدد کریں اور جنھیں عہ سالانہ دینے کی استطاعت ہو وہ رسالہ کو خریدیں۔ اور دوسروں کو اُسکی خریداری پر آمادہ کریں۔ ہمنے اُسوۂ حسنہ کا چندہ سالانہ صرف عہ رکھا ہے۔ گنجان اور باریک لکھے ہوئے ۵۲ صفحوں کے ماہوار رسالہ کیلئے جسمیں ۷۲ صفحوں کا مضمون آجاتا ہے اور جو عمدہ کاغذ پر نہایت خوشنما چھپتا ہے۔ عہ سالانہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اسقدر قلیل چندہ صرف اسوجہ سے رکھا گیا ہے کہ ہمارے کم استطاعت بھائی بھی رسالہ سے مستفید ہو سکیں۔ اسپر بھی رسالہ کی اشاعت اگر نہ بڑھی تو ہمیں اپنے محترم ناظرین اور تمام مسلمانوں سے ضرور شکایت ہوگی۔

ضروری ہدایات

(۱) اسوۂ حسنہ دو قسم کے کاغذوں پر چھپتا ہے قسم اول کا سالانہ چندہ ۸عہ اور قسم دوم کا عہ ہے جو پیشگی آنا چاہئے۔ نمونہ کی قیمت ۲ ر ہے۔ (۲) اُسوۂ حسنہ ہر انگریزی مہینہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جاتا ہے۔ اتفاقاً کوئی پرچہ نہ پہنچے تو ۸ تاریخ تک منگا لینا چاہئے ورنہ قیمت لی جائیگی۔ (۳) چندہ کی میعاد ختم ہونے پر اگر کوئی انکاری اطلاع موصول نہوئی تو ہم بذریعہ وی۔پی آئندہ سال کی قیمت وصول کر لینگے۔ (۴) ایک سال سے کم کے لئے رسالہ جاری نہیں ہو سکتا نہ مقررہ قیمتوں میں کوئی تخفیف ہو سکتی ہے۔ (۵) خط و کتابت میں نام و پتہ صاف لکھنا چاہئے اور نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دینا چاہئے۔

صرف مضمون نگاروں کیلئے

(۱) اسوۂ حسنہ اپنے محترم قلمی معاونین کو معقول معاوضے دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ مضامین حسب پسند ہوں اور خاص محنت و کوشش سے لکھے گئے ہوں۔ معاوضہ مضمون دکھا کر خط و کتابت کے ذریعہ سے طے ہو سکتا ہے۔
(۲) ہر ششماہی جلد کے ختم ہونے پر اسوۂ حسنہ کے قلمی معاونین کو نذریں بھی دی جائینگی۔ اوّل درجے کے مضمون کیلئے صہ دوم درجہ کے مضمون کیلئے لہ۔ سوم درجہ کے مضمون کیلئے صہ۔ (۳) مضامین نہایت واضح اور خوشخط لکھنے چاہئیں۔ (۴) جو مضمون اسوۂ حسنہ کے مقاصد کے منافی ہوگا وہ ہرگز شائع نہیں کیا جائیگا۔ (۵) اگر مضمون کسی دوسرے رسالہ میں شائع ہو چکا ہو یا شائع ہونیکے لئے بھیجا گیا ہو تو مضمون نگار صاحب کو اپنے خط میں اسکی تصریح کر دینی چاہئے [illegible] اسوۂ حسنہ کی وقعت میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔

اسوۂ حسنہ کے پچھلے پرچے ختم ہو گئے

اسوۂ حسنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چار ہی مہینہ میں اس قدر مقبول ہو گیا کہ اس جلد کے پہلے چار پرچے جو دو دو ہزار چھپوائے گئے تھے سب ختم ہو گئے اب دفتر میں صرف نمبر ۵ کے سو پرچے باقی ہیں جو صاحب دسمبر کی بجائے جنوری میں خریداری کی درخواست کرینگے وہ غالباً اس نمبر کی زیارت سے بھی محروم رہینگے پہلے چار نمبروں کیلئے شائقین ایک ایک روپیہ فی پرچہ کے حساب سے قیمت دینے کے لئے تیار ہیں مگر مجھے افسوس ہے کہ میں ان کرمفرماؤں کی خواہش کسی طرح پوری نہیں کر سکتا انشاء اللہ طبع ثانی میں انکے حق کو مقدم سمجھونگا۔ امید ہے کہ ناظرین مجھکو مجبور تصور فرما کر پہلے چار نمبر نہ ملنے کی وجہ سے کبیدہ خاطر نہ ہونگے۔

شکریہ ماہ دسمبر میں معاونین ذیل نے اسوۂ حسنہ کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائی ہے فجزاہم اللہ خیر الجزاء ہم ان کرمفرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور امیدوار ہیں کہ دوسرے حضرات بھی اس نیک کوشش میں حصہ لیکر ممنون فرمائینگے

- (۱) جناب مولوی ابو الخیر محمد اسحاق صاحب ڈپٹی کلکٹر ۲۱ خریدار
- (۲) جناب مولوی احمد محی الدین صاحب ۸ ″
- (۳) جناب مولانا خواجہ نور احمد صاحب فریدی ۵ ″
- (۴) جناب سید غلام محی الدین صاحب ۵ ″
- (۵) جناب حاجی میاں احمد فضل کریم صاحب ۴ ″
- (۶) جناب بابو کریم بخش صاحب ۴ ″
- (۷) جناب منشی محمد عبد الجبار صاحب ۴ ″
- (۸) جناب مولانا ابو الفتح سراج الدین عبد القادر صاحب ۴ ″
- (۹) جناب محمد تدبیر الدین صاحب ۴ ″
- (۱۰) جناب مولوی حکیم رکن الدین صاحب دانا ۴ ″
- (۱۱) جناب شیخ محی الدین صاحب ۳ ″
- (۱۲) جناب بابو کریم بخش صاحب اوورسیر ۳ ″
- (۱۳) جناب حکیم فضل محمد صاحب ۳ ″
- (۱۴) جناب ماسٹر حمزہ خانصاحب ۲ ″
- (۱۵) جناب بابو عبد الرحیم صاحب باندہ ۲ ″
- (۱۶) جناب شیخ محمد حسین صاحب حقانی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر ۲ ″
- (۱۷) جناب [illegible] غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک ۲ ″
- (۱۸) جناب ماسٹر محمد [illegible] الدین صاحب [illegible] شاہ نظامی ۲ ″
- (۱۹) [illegible] حسین صاحب [illegible] وال ۲ ″
- (۲۰) جناب شاہ چندہ صاحب حسینی نامی کوہ سوار ۲ خریدار
- (۲۱) جناب محمد اسمٰعیل صاحب مغموم مدراس ۲ ″
- (۲۲) جناب محمد حسین صاحب عطار ۲ ″
- (۲۳) جناب سید حسین بن حاجی سید علی صاحب ۲ ″
- (۲۴) جناب حافظ محمد سعید صاحب میرٹھی ۱ ″
- (۲۵) جناب مولوی سراج احمد صاحب لنگسگور ۱ ″
- (۲۶) جناب بابو سہراب علی خانصاحب ۱ ″
- (۲۷) جناب منشی عنایت خانصاحب بھنڈارہ ۱ ″
- (۲۸) جناب مولوی قاضی حبیب الرحمن صاحب ۱ ″
- (۲۹) جناب سید حسام الدین صاحب مظفر آباد ۱ ″
- (۳۰) جناب پیرزادہ میر علی حمید میاں صاحب ۱ ″
- (۳۱) جناب منشی انوار الدین صاحب مخلص ۱ ″
- (۳۲) جناب منیجر صاحب رسالہ صوفی ۱ ″
- (۳۳) جناب میرزا ذوالفقار علی صاحب مضطر ۱ ″
- (۳۴) جناب عبد الرحمن صاحب نمبردار ۱ ″
- (۳۵) جناب محمد حسین صاحب متخلص سہرٹھ ۱ ″
- (۳۶) جناب بابو نبی بخش صاحب ہیڈ کلرک ۱ ″
- (۳۷) جناب صوفی غلام رسول صاحب ۱ ″
- (۳۸) جناب منتظم [illegible]

مدار اعظم

یہ وہ نایاب کتاب ہے جسمیں حضرت سید بدیع الدین قطب مدار کے مفصل حالات ہیں نیز آپ کے خاص خلفا کے اور خاندان چشتیہ و قلندریہ و نقشبندیہ کے اُن بزرگواروں کے حالات ہیں جنکو نسبت مداریہ حاصل ہے جیسے حضرت امام عبد الرحمٰن جانباز قلندر لاہرپوری حضرت شاہ مجی قلندر لاہرپوری حضرت احمد علیشاہ امروہی حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب شاہجہاں پوری حضرت شاہ عبد الغفور صاحب شاہجہانپوری حضرت حافظ کرامت اللہ خانصاحب حضرت شاہ محمد بہاؤ الدین صاحب نقشبندی مجددی امروہی۔

ملنے کا پتہ:- حکیم مولوی فرید احمد طبیب بھیکم پور ضلع علیگڈھ

عجائب حکمت

اس دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب میں صدہا مفید اور کارآمد باتیں اور وہ وہ مجربات درج ہیں جسکی نسبت صرف اسقدر بیان کافی ہے کہ حصول صحت اور باعیش زندگی بسر کرنے کے لئے اس سے بہتر اور مفید کوئی کتاب آجتک طبع نہیں ہوئی۔ جو لطف کہ آپ کو اس کتاب کی سیر سے حاصل ہوگا اُسکی کچھ انتہا نہیں اسمیں عقل و حکمت کے علاوہ وسعت معلومات کے بکثرت ایسے مفید اور دلچسپ کرشمے نظر آئینگے کہ جو آجتک سربستہ راز کی طرح پوشیدہ تھے اور جنکا معلوم کرنا ہر شخص کے لئے ضروری اور ہر وقت کارآمد ہے۔ اگر آپ زندگی کا لطف اُٹھانا چاہتے ہیں ایک جلد اس کتاب کی ضرور طلب فرمائیں جو وقت پر بڑا کام دے گی۔ کتاب کیا ہے حفظ صحت کا مشیر یا جام جم ہے جسکے مطالعہ سے آپ بلا مشورہ کسی حاذق حکیم یا ڈاکٹر کے خود اپنا علاج کر سکتے ہیں جسمیں طرح طرح کے مصفی و مفرح شربت مقوی معجون مبہی حلوے ملذذ و ممسک و ہاضم گولیاں۔ بالوں کو سیاہ اور چمکدار کرنے والے خضاب دانتوں کو مضبوط اور چمکدار بنانے والے منجن۔ روشنی زیادہ کرنے والے سُرمے۔ کھانسی۔ زکام نزلہ درد سر۔ و نیز مردوں کے مخصوص امراض کے دور کرنیوالے نسخے۔ وبائی امراض ہیضہ و طاعون کے علاج غذا کے متعلق مفید ہدایتیں وغیرہ صدہا ایسی مفید باتیں درج ہیں جو صدہا روپیہ خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔ الغرض یہ کتاب اپنی نوعیت میں جیسی کچھ نرالی ہے اُسیقدر دلچسپ اور دل آویز ہے۔ باوجود تمام خوبیوں کے قیمت کتاب معہ محصولڈاک مجلد عمر و غیر مجلد عہ ہے۔

منیجر تحفہ محمدیہ شہر میرٹھ سے طلب فرمائیں

جلد ۱ — فہرست مضامین رسالہ اسوۂ حسنہ میرٹھ بابتہ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق صفر ۱۳۴۳ھ — نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اسوۂ حسنہ

بصائر و بصیرت

زیوروں کا کچا چٹھا

اس رسالہ کے حصہ اصلاح نسواں میں ایک مکتوب مولوی عرفان علی صاحب رضوی بیسلپوری کا زیورات کے متعلق درج ہوا ہے جسمیں حکیم غلام غوث خانصاحب بھاولپوری کے اُس مضمون کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے جو اسوۂ حسنہ نمبر ۲ کے صفحہ ۱۰۹ پر زیر عنوان "زیور پہننے کی خرابیاں" شائع ہوا تھا اور جسمیں اجمال و اختصار کے ساتھ زیور پہننے کے بعض مذہبی۔ اخلاقی۔ طبی۔ تمدنی اور اقتصادی نقصانات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ مولوی عرفان علی صاحب کو حکیم صاحب کی رائے سے اختلاف ہوا اور وہ بزعم خود اپنی تائید میں حضرت مولٰنا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ احمد رضا خانصاحب مدظلہم العالی کا ایک فتویٰ نقل کرتے ہیں جسمیں معتبر دلائل شرعیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ عورتوں کیلئے گہنا پہننا نہ صرف جائز بلکہ مستحب بلکہ مسنون ہے۔ اس فتوے سے مولوی عرفان علی صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "زیور پہننے کی خرابیاں تحریر کرنیکے واسطے قلم اُٹھانا ناموزوں اور اہانت سنت نبوی ہے"۔

حضرت فاضل بریلوی مدظلہم کی علمی اور عملی قابلیت اور مذہبی واقفیت اظہر من الشمس ہے اور بحمد اللہ مجھکو انکے محققانہ فتوے کے ایک لفظ سے اتفاق ہے۔ لیکن جو نتیجہ اس فتوے سے مولوی عرفان علی صاحب نے اخذ کیا ہے اسکے تسلیم کرنے میں مجھکو بوجوہات چند تردد و تامل ہے لہذا میں صرف اس نتیجہ ہی کے متعلق ذیل میں مختصر طور پر اپنے خیالات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مولانا بریلوی مدظلہ کے فتوے کو غور سے پڑھنے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عورتوں کیلئے گہنا پہننے کے جواز استحباب [illegible] نائی خوشنودی شوہر یا زیادہ سے زیادہ زیب و زینت ہے اور ظاہر ہے کہ

دونوں مقصد (اگرچہ وہ حقیقۃً ایک ہی ہیں) ہر اعتبار سے نہایت محمود و مستحسن ہیں۔ پس جو مباح طریق عمل (مثلاً گہنا پہننا) ان اغراض محمودہ کے حصول کیلئے اختیار کیا جائیگا وہ بھی ہر صائب الرائے شخص کے نزدیک لامحالہ محمود و مستحسن ہی متصور ہوگا۔ برخلاف اسکے اگر زیورات کے استعمال کی غرض رعایت خوشنودی شوہر یا زینت و زیبائش نہیں ہی بلکہ کچھ اور ہے تو زیورات کے ایسی استعمال پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگانیسے قبل یہ دیکھا جائیگا کہ آیا اغراض استعمال بھی محمود و مستحسن ہیں یا نہیں۔ یعنی اگر تمام مسلمان عورتیں تمام زیورات کو خوشنودی شوہر یا زیب و زینت ہی کیلئے استعمال کرتی ہیں تو واقعی مولوی عرفان علی صاحب کے اس خیال کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ زیورات کی خرابیاں لکھنے کیواسطے قلم اُٹھانا ناموزوں اور اہانت سنت نبوی ہی۔ لیکن اگر صورت واقعہ ایسی نہیں ہے اور یقیناً ایسی نہیں ہی تو ہم کو مذکورہ بالا خیال کے تسلیم کرنیسے قبل یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ دوسری اغراض کونکونسی ہیں جنہیں ملحوظ رکھ کر بعض مسلمان عورتیں بعض زیورات کا استعمال کرتی ہیں؟ اور یہ کہ وہ اغراض موجودہ زمانہ کے حالات و ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محمود و مستحسن متصور ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

جہانتک میرا تجربہ ہے میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہسکتا ہوں کہ مسلمان عورتوں میں زیادہ تعداد ایسی عورتوں کی ملیگی جو نہ خوشنودی شوہر کی نیت سے زیور پہنتی ہیں اور نہ زیب و زینت کی غرض سے اور بالفرض اگر ماخر الذکر مقصد کہیں ملحوظ بھی ہوتا ہے تو بالتبع نہ کہ بالذات۔ حسب ذیل مشاہدات اس دعوے کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں:۔

(۱) یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض وہ عورتیں بھی گہنا پہنتی ہیں جنکے شوہروں کو مصنوعی حسن مرغوب نہیں ہوتا اور اسلئے وہ زیورات کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں گہنا پہننا شوہروں کی ناراضگی کا باعث ہی نہ کہ ان کی خوشنودی کا۔

(۲) یہ عام رواج ہے کہ زیادہ خوبصورت اور قیمتی زیورات روزمرہ نہیں پہنے جاتے بلکہ انکو احتیاط کے ساتھ صندوقچوں۔ پاندانوں یا سنگاردانوں میں بند کر کے رکھدیا جاتا ہے اور صرف ایسے موقعوں پہ نکالا جاتا ہی جبکہ گھر میں مہمان آنیوالے ہوں یا برادری کی کسی تقریب میں شرکت کرنی ہو۔ اگر خوشنودی شوہر مقصود ہوتی تو ایسے زیورات اگر ہر وقت نہیں تو کم سے کم اُن اوقات خاص میں تو ضرور پہنے جاتی جبکہ شوہر گھر میں آیا کرتے یا عورتیں انکے پاس جایا کرتیں۔

(۳) زیب و زینت کا معیار تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہی۔ ایک زمانہ میں لوگ مصنوعی حسن پر اسقدر فریفتہ تھے کہ ناخونوں اور دانتوں پر چاندی سونے کے خول چڑھوانے یا مختلف رنگوں سے بدن میں بیل بوٹے گدوانے کو داخل زیب و زینت سمجھتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ مذاق بدلگیا اور مہذب ملکوں میں لوگ مصنوعی حسن پر قدرتی حسن کو ترجیح دینے لگے۔ ہندوستان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا چنانچہ اب ایسی بہت سی عورتیں مل سکتی ہیں جو یہ محسوس کا میں [illegible] پہننے اور ناک کان

چھدوانے سے قدرتی حسن میں بٹہ لگتا ہے اور اعضا بدشکل ہو جاتے ہیں لیکن باوجود اسکے بھی زیور پہننا ترک نہیں کرتیں پس ظاہر ہے کہ ایسی عورتیں زینت و زیبائش کیلئے زیور نہیں پہنتیں بلکہ کسی دوسرے لالچ یا مجبوری کے تقاضے سے ایسا کرتی ہیں۔

(۴) نقلی زیورات جو یورپ جاپان وغیرہ سے بنکر آتے ہیں اور بعض ہندوستان میں بھی بنتے ہیں وہ چمک دمک نزاکت اور خوبصورتی میں ویسی ساخت کے اصلی چاندی سونے کے زیورات سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے اور پھر اسقدر سستے فروخت ہوتے ہیں کہ بیس پچیس روپے میں تمام بدن کا ضروری زیور عمدہ سے عمدہ خریدا جا سکتا ہے اگر زیوروں سے زینت و زیبائش ہی مقصود ہوتی تو نقلی خوبصورت اور سستے زیوروں پر اصلی بھدے اور قیمتی زیوروں پر ترجیح نہ دی جاتی۔

پس معلوم ہوا کہ بعض مسلمان عورتیں بعض زیورات کو خوشنودی شوہر کی نیت یا سبب زینت کو مقصود بالذات سمجھ کر نہیں استعمال کرتیں۔ لہذا اب یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ دوسری اغراض کیا ہیں جو ان کو زیور بنوانے اور پہننے کی محرک ہوتی ہیں۔ ان اغراض کے تجسس کیلئے ہم کو چشم مشاہدات ہی سے مدد لینی چاہیے میں اپنے مشاہدات سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ وہ اغراض حسب ذیل ہیں:-

(۱) تفاخر و نمائش یا برادری میں نک کٹی یعنی سُبکی اور بدنامی ہونے کا اندیشہ (۲) یہ خیال کہ نقد روپے کو جمع اور محفوظ رکھنے اور عند الضرورت اس سے کام لینے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ اسکو زیورات کی شکل میں تبدیل کر لیا جائے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ بالا حن دو مقصدوں کو پیش نظر رکھکر عموماً زیور پہنے جاتے ہیں وہ اس بارہ میں محمود مستحسن متصور ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

پہلے مقصد کے شرعاً و اخلاقاً غیر پسندیدہ ہونے میں تو کسی صائب الرائے شخص کو کلام ہو ہی نہیں سکتا تکبر و تفاخر ہزاروں متعدی اخلاقی امراض کی جڑ ہے۔ اس کمبخت نمائش اور برادری میں نک کٹی ہونیکے اندیشہ کی بدولت لاکھوں دولتمند خاندان تباہ ہو گئے کروڑپتیوں کے لڑکے آج بازاروں میں بھیک مانگ رہے ہیں جو کبھی اپنی عزت و شوکت پر گھمنڈ کیا کرتے تھے اب وہ ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ الغرض نمود و نمائش اور ناک رکھنے کے شوق کی وجہ سے خاصکر مسلمانوں کو جو بیشمار ناقابل تلافی نقصانات پہنچ چکے اور پہنچ رہے ہیں انکی تفصیل کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے انشاء اللہ اسوۂ حسنہ کے صفحات پر وقتاً فوقتاً آپ اس موضوع پر مستقل اور مفصل مضامین ملاحظہ فرمائینگے۔

اب میں زیور پہننے کے دوسرے مقصد کو لیتا ہوں اور یہی مقصد زیادہ اہم ہے کیونکہ اسکے سیکڑوں مفسد اور مہلک نتائج چند سطحی منافع کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں اور جسکی دلفریب کشش سے متاثر ہو کر اکثر سمجھدار عورتیں اور مرد بھی زیور [illegible] کے استعمال کے مؤید و ممد نظر آتے ہیں حالانکہ یہ محض انکی کوتاہ اندیشی

اور حقیقت حال سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر زیورات کے استعمال کے موید ہیں وہ اپنی تائید میں ایک بھاری بھرکم دلیل یہ پیش کرتے ہیں :-

"چونکہ نقد روپیہ جلد خرچ ہو جاتا ہے لہذا اسکو جمع اور محفوظ رکھنے کیلئے ضرورت ہے کہ یا تو اسکی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ خریدی جائے یا اسکو کسی تجارت میں لگایا جائے یا بنک میں جمع کیا جائے۔ جائداد غیر منقولہ میں قباحت ہے کہ اسکو ضرورت کے وقت فوراً ہی گرو یا بیع نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دستاویز وغیرہ کی تکمیل میں کئی دن لگ جاتے ہیں تجارت میں روپیہ لگانے میں یہ خرابی ہے کہ اول تو اسمیں نقصان کا احتمال ہے دوسرے اسکی نگرانی کیلئے آدمی اور وقت کی ضرورت ہے۔ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے سے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بنک دوالہ نکال دیتے ہیں اور روپیہ مارا جاتا ہے اسلئے بہترین صورت روپیہ جمع کرنے کی یہی ہے کہ اسکو جائداد منقولہ کی صورت میں تبدیل کر لیا جائے تاکہ مال اپنی آنکھوں کے سامنے رہے اور ضرورت کیوقت فوراً ہی اس سے کام نکل سکے۔ چونکہ زیور تمام جائداد منقولہ میں اس اعتبار سے قابل ترجیح ہے کہ اسکا حجم کم اور قیمت زیادہ ہوتی ہے اور اسکی حفاظت آسانی سے کیجا سکتی ہے اسلئے نقد روپیہ کا زیور کی صورت میں تبدیل ہونا مستحسن ہے"

یہ دلیل بظاہر بہت مضبوط و خوشگوار معلوم ہوتی ہے در حقیقت اسیقدر کمزور اور ناگوار نتائج کی حامل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل بیانات سے واضح ہوگا۔

دلیل کی تمام بنیاد اس مقدمہ پر رکھی گئی ہے کہ "نقد روپیہ جلد خرچ ہو جاتا ہے" ہمیں اول تو اس مقدمہ ہی کے تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ کیونکہ ہمارے سامنے اکثر ہنود اور بعض مسلمانوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں جو نقد روپیہ ہی کو نہیں بلکہ نقد پیسوں اور نقد کوڑیوں کو بھی جمع کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نقد روپوں کیلئے جلد خرچ ہو جانا کچھ ضروری امر نہیں ہے کہ بعض مسلمانوں سے روپیہ نقد روپیہ نہیں رہ سکتا تو اسمیں روپے کا قصور نہیں بلکہ ان خرچ کرنیوالوں کا قصور ہے جو اپنی مسرفانہ عادت کی وجہ سے نہ صرف نقد روپے کے خرچ کرنے میں غیر مناسب فیاضی سے کام لیتے ہیں بلکہ زیورات مکانات اور زمینیں بھی بیچ کھاتے ہیں پس ضرورت اسکی ہے کہ اول کفایت شعاری اور پس انداز کرنے کی عادت ڈالی جائے اور یہ عادت جبھی پڑ سکتی ہے کہ روپیہ میں ہر قسم کا مالکانہ تصرف کرنے کی کامل آزادی حاصل ہونے کے باوجود اسکے صرف کرنے میں دل کو احتیاط اور مآل اندیشی سے کام لینے پر مجبور کیا جائے۔ اگر اس آزادی کو غیر طبعی ذرائع سے محدود کیا جائیگا تو اس سے عادت کی ساخت میں مدد نہیں ملیگی اور جب عادت ہی کی اصلاح نہ ہوئی تو تاوقتیکہ شئی مملوکہ میں مالکانہ تصرف کرنے کی آزادی بالکل ہی نہ سلب کی جائے۔ جائداد منقولہ و غیر منقولہ بھی اسی حد تک معرض خطر میں ہوگی جس حد تک کہ نقد روپیہ رہتا ہے بلکہ جائداد کی خریداری کی نوبت ہی نہیں آئے گی کیونکہ مسرف سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ جائداد کیلئے سرمایہ جمع کر سکیگا خواہ اس سرمایہ کی مقدار کیسی ہی قلیل کیوں نہو۔ اور اگر اس میں سرمایہ جمع کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو جس طرح دس ہیں روپے جمع ہو سکتے ہیں اسی طرح ہزاروں [illegible] سکتے ہیں پس معلوم ہوا کہ

نقد روپے کو محض اس اندیشہ کی وجہ سے کہ وہ جلد خرچ ہو جائیگا کسی دوسری شکل میں تبدیل کرنا نہ صرف بے سود بلکہ مضر ہے کیونکہ اس سے فضول خرچی کی عادت کی اصلاح میں روکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

لیکن بالفرض اگر مقدمۂ دلیل کو صحیح بھی مان لیا جائے اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نقد روپیہ جلد خرچ ہو جاتا ہے تو اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ روپیہ کو جمع اور محفوظ رکھنے کیلئے بہترین صورت کیا ہو سکتی ہے سو بدین زیورات کے نزدیک جائداد غیر منقولہ کی شکل میں روپیہ تبدیل کرنے میں یہ قباحت ہے کہ ضرورت کے وقت ایسی جائداد کو فوراً ہی گرو یا بیع نہیں کیا جاسکتا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جن صورتوں میں یہ قباحت نہیں ہے ان میں اور نقد روپے میں فرق ہی کیا ہے روپیہ کو دوسری شکل میں تبدیل کرنیکا منشا تو یہی ہے کہ خرچ کرنیوالوں کا ہاتھ رکے۔ پس اگر ہاتھ نہیں رکتا تو تبدیل کرنا عبث ہے اور اگر رکتا ہے تو اسکے یہی معنی ہیں کہ ضرورت کیوقت فوراً ہی نقد روپے کی فراہمی کا انتظام نہیں ہو سکتا لہذا یہ خیال لغو ہے کہ جائداد غیر منقولہ کی شکل میں روپیہ تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔ تجارت کے اندر روپیہ لگانے میں حامیان زیور کو اس وجہ سے تامل ہے کہ اس میں نقصان کا احتمال اور وقت و محنت کی ضرورت ہے لیکن ان بندگان احتمال سے پوچھنا چاہئے کہ کیوں حضرات جب آپ گھر سے سودا خریدنے کیلئے نکلتے ہیں تو پہلے یہ کیوں نہیں سوچ لیتے کہ کہیں آپ راستہ میں ٹھوکر کھا کر گر تو نہیں جائینگے یا کسی گاڑی گھوڑے کی جھپیٹ میں آکر زخمی تو نہیں ہو جائینگے۔ قرائن تو اس احتمال کیلئے بھی موجود ہیں پس بہتر یہ ہے کہ گھر سے نہ نکلا کیجئے۔ لیکن اگر آپ گھر سے نکلنے پر مجبور ہیں اور اس مجبوری کے مقابلہ میں احتمال کی کچھ پروا نہیں [illegible] ہے کہ آپ تجارت میں محض اس ایک احتمال کی وجہ سے روپیہ لگانے سے ہچکچاتے ہیں اگر کسی تجارت میں نقصان [illegible] رہا وقت اور آدمی نہ ملنے کا عذر تو یہ اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ کسی معتبر مشترکہ تجارتی کمپنی کے حصے خرید لئے جائیں تاکہ بغیر کسی تردد کے گھر بیٹھے منافع ملجایا کرے اب تو بہت سی تجارتی کمپنیاں ایسی کھل گئی ہیں جن کے حصے دس دس اور بیس بیس روپے کے ہوتے ہیں یا حصہ کی قیمت بااقساط وصول کیجاتی ہے [illegible] جس قدر رقم پس انداز ہو اسکے حصے خرید لینے چاہئیں اسمیں اپنا بھی نفع ہے اور ملک کا بھی [illegible] ہندوستان میں مشترکہ تجارتی کمپنیوں کی صرف اسی وجہ سے کمی ہے کہ ہم لوگ روپے کو سونے چاندی یا زمین میں دفن کر کے رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور حصے خرید کر تجارتی کمپنیوں کی مدد نہیں کرتے۔ اگر روپیہ دفن کرنے کی بد عادت چھوٹ جائے تو [illegible] ان میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ ہندو اس امر کو کچھ کچھ سمجھنے لگے ہیں لیکن مسلمان [illegible] خواب خرگوش میں ہیں۔ تمام مہذب اور ترقی کرنے والی قومیں اسے تسلیم کر چکی ہیں کہ روپیہ کو جمع اور محفوظ رکھنے اور بوقت ضرورت اس سے کام لینے کی سب سے آسان اور بہترین صورت یہ ہے کہ اسکو کسی معتبر بنک میں جمع کر دیا جائے۔ لیکن دلدادگان زیور کو اسمیں بھی تامل ہے کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں بنک کا دیوالہ نہ نکل جائے اور انکا روپیہ مارا جائے۔ ان وہمیوں سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں ایسی کونسی چیز ہے جسکی نسبت یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ قدرتی اتفاقات اور ناگہانی حوادث کی زد سے قطعاً محفوظ ہے۔ کیا [illegible] کیا زمینیں زلزلہ سے شق نہیں ہوتیں؟ کیا زیور چوری نہیں جاتے؟

کیا کھیتیاں قلت بارش سے خشک اور سیلاب سے غرق نہیں ہو جاتیں؟ پس اگر آگ۔ زلزلہ۔ بارش کی کمی یا زیادتی اور چوروں کے اندیشہ کی وجہ سے مکان کی تعمیر۔ زمین کی خریداری یا کاشت اور زیورات کی تیاری رُک سکتی ہے تو دوالہ نکل جانے کے خوف سے بنکوں میں روپیہ جمع نہ کرنیکا عذر لنگ بھی مسموع ہو سکتا ہے ورنہ یہی کہا جائیگا کہ ع

خوئے بد را بہانہ بسیار

یہانتک تو میں نے اُن فرضی اور مصنوعی قباحتوں کے متعلق بحث کی ہے جو حامیان زیور کے وہم میں رُوپے کو تین مختلف صورتوں میں تبدیل کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اب میں مقطع کے بعد یعنی دلیل زیر نظر کے آخری نتیجہ کو لیتا ہوں جسمیں کہا گیا ہے کہ روپیہ کو جمع اور محفوظ رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ اسکو جائداد منقولہ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے اور جائداد منقولہ میں قابل ترجیح زیوروں کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ ترجیح کی جو وجوہ بیان کی گئی ہیں وہ سونے چاندی پر صادق آتی ہیں نہ کہ زیورات پر اور سونا چاندی اپنی اصلی صورت میں زیوروں سے پھر بھی بدرجہا بہتر ہیں۔ بہرحال سونا چاندی ہو یا زیور جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں جلد خرچ ہو جانے کے اعتبار سے ان میں اور نقد روپے میں کوئی فرق نہیں ہے اور اگر کچھ فرق ہے بھی تو صرف اسقدر کہ روپے یا اشرفی کے بھنانے میں اگر پانچ یا دس منٹ صرف ہوتے ہیں تو سونے چاندی یا زیور کے گرو رکھنے میں آدھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ لگتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کالعدم فرق کا عملاً کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ زیور گروی رکھکر روپیہ حاصل کرنے میں چونکہ پردہ دری اور ہوا خیزی کی شرم دامنگیر ہوتی ہے اسلئے زیوروں کو ایسے ہی موقعوں پہ گروی رکھا جاتا ہے جبکہ کوئی اشد ضرورت پیش آ جائے برخلاف اسکے نقد روپے کے جا وبیجا خرچ کرنے میں کوئی امر مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اوّل تو تمام مالکان زیور باشرم و باحیا نہیں ہوتے اور جو ہوتے ہیں انکی شرم اسی وقت تک دامنگیر و مزاحم ہوتی ہے جبتک کہ زیورات کے گروی رکھنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔ جہاں ایک دو زیور مہاجن کے پاس پہنچے ساری شرم وحیا کافور ہو جاتی ہے اور پھر زیور گروی رکھنے میں کسی قسم کی کوفت و کلفت نہیں محسوس ہوتی۔ اسکے علاوہ ہوا خیزی اور پردہ دری کے اندیشہ کا جو احساس بعض اوقات زیورات کے گروی رکھنے میں مزاحمت کرتا ہے وہ ایک ایسے شخص کیلئے جو برادری میں مالدار اور دولتمند ہونے کے لحاظ سے معزز اور باوقعت ہو لیکن درحقیقت مال و دولت نہ رکھنے کی وجہ سے اس عزت و نیکنامی کا اہل نہو۔ انجام کار کبھی مفید نہیں ہو سکتا گو عارضی طور پر اُس سے چند فوائد حاصل ہو جائیں۔ محض ہوا خیزی کے اندیشہ کی وجہ سے بہت سی خرچ کرنے کی ضرورتیں اشد تصور کر لی جاتی ہیں حالانکہ وہ اشد نہیں ہوتیں پس ایسی مزاحمت کس کام کی جو ایک طرف تو ہمدرد اور دوست بنکر زیورات کو گروی رکھنے سے روکے اور دوسری طرف گروی رکھنے کی ضرورت کو آشد کا ملمع چڑھا کر پیش کرے۔ اسلئے نادار اور ضرورتمندوں کو مناسب ہے کہ وہ ہوا خیزی کے اندیشہ کے احساس کو دل سے نکالدیں اور زیورات کا استعمال [illegible] میں ترقی ہوتی ہے ترک

کردیں - انجام بینی اور عاقبت اندیشی ہی ایسی صورتوں میں مفید ہو سکتی ہے مگر اسکے لئے نقد روپیہ اور زیور دونوں برابر ہیں - مآل اندیش زیور کے گروی رکھنے میں بھی اسیقدر احتیاط کریگا جسقدر روپے کے خرچ کرنے میں -

معلوم ہوا کہ روپے کو شکل زیورات تبدیل کرنے میں جو معدودے چند فوائد بتائے جاتے ہیں وہ بھی محض برائے نام اور عارضی ہیں جو عملاً غیر مفید اور انجام کار مضر ثابت ہوتے ہیں -

انشاءاللہ آئندہ میں زیوروں کے ان ہولناک اور تباہ کن نقصانات کو دکھاؤں گا جنسے عموماً لوگ بے خبر ہیں یا دیدہ و دانستہ انسے چشم پوشی کرتے ہیں تاکہ تصویر کا دوسرا تاریک رُخ بھی نمایاں ہو جائے اور لوگ اسکی بھیانک صورت دیکھکر اپنی جان و مال کو معرض خطرہ و ہلاکت میں ڈالنے سے پرہیز کریں - (باقی آئندہ)

ایڈیٹروں کی مشکلات

میرٹھ کے معزز و مقتدر رسالہ عصر جدید نے ایک مرتبہ ایڈیٹروں کی بعض مشکلات پر کچھ روشنی ڈالی تھی - چونکہ مجھکو بھی آجکل تقریباً وہی مشکلات پیش آرہی ہیں اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ عصر جدید کے نوٹ کا اقتباس اسوۂ حسنہ میں بھی شائع کردوں تاکہ اسوۂ حسنہ کے تمام قلمی معاونین ایڈیٹری کی مشکلات پر مطلع ہوکر میرے کسی طریق عمل پر کبیدہ خاطر نہوں - اور مجھکو مجبور تصور فرمائیں -

"رسالہ یا اخبار کے مالکوں کو جو مالی مشکلات ہوتی ہیں اس سے کم لوگ آشنا ہیں مگر اس سے بھی زیادہ بیخبر اُن دقتوں سے ہوتے ہیں جو ایڈیٹروں کو پیش آتی ہیں - ایک دقت تو مضمون نگاروں سے معاملہ کرنے میں پیش آتی ہے - ہر مضمون نگار دل میں یہ سمجھتا ہے کہ میرا مضمون نہایت عمدہ اور مختصر ہے اور کیوں نہ سمجھے بیچارے نے خون جگر کھا کر بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرکے لکھا ہے - اسلئے اگر وہ مضمون جلد نہ چھپے تو اسکے دل کو تکلیف ہوتی ہے - اگر وہ مضمون مختصر کردیا جائے تو اسکے جگر کے ایک ٹکڑے کو کاٹ دیا گیا - اگر مضمون نامنظور کردیا گیا تو اسکو روحانی صدمہ پہنچا - اور اگر لکھنے والا بے تعصب اور تجربہ کار نہیں تو غالباً وہ اخبار یا رسالے کو بُری نظر سے دیکھنے لگتا ہے -

پھر سب مضمون جلد کیوں نہیں چھاپ دئے جاتے؟ اگر ایسا ممکن ہو تو کون کافر انکار کر سکتا ہے مگر ع جائے تنگ است و مرداں بسیار + دوسرے اخبار یا رسالہ خاص مقصد رکھتا ہے اور ایک خاص معیار رکھتا ہے اور اسکا حجم محدود ہوتا ہے - اس میں سب پورے نہیں اُترتے - ایک دو آدمیوں کا خیال کیا جاوے [illegible] سینکڑوں آدمیوں کا جنکے واسطے مضمون لکھے جاتے ہیں - غرض ہر صورت میں ایڈیٹر [illegible] ہے "

۲۸۶

خلق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولانا مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری)

ادب و تواضع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (۱) مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے (۲) جو کوئی مل جاتا اُسے سلام پہلے خود کر دیتے۔ (۳) مصافحہ کیلئے خود پہلے ہاتھ پھیلا دیتے (۴) صحابہ کو کنیت کے نام سے پکارتے (عرب میں عزت سے بلانے کا یہی طریق ہے) (۵) کسی کی بات کبھی قطع نہ فرماتے (۶) اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو نماز کو مختصر فرما دیتے اور اُسکی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہوتے۔ (۷) اکثر متبسم رہتے۔ (۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ناقہ کا نام عضبا تھا۔ کوئی جانور اس سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔ ایک اعرابی اپنی سواری پر آیا اور عضبا سے آگے نکل گیا۔ مسلمانوں کو بہت ہی شاق گزرا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان حقا علی اللہ عز وجل ان لا یرفع شیئا من الدنیا الا وضعہ — دنیا میں خدا کی سنت یہی ہے کہ اگر کسی کو اونچا اُٹھاتا ہے تو اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔

(۹) ایک شخص آیا اُسنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا خیر البریہ (برترین خلق) کہہ کر بلایا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ ذاك ابراھیم۔ یہ شان تو ابراہیم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

(۱۰) ایک شخص حاضر ہوا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے لرز گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ھوّن علیك فانی لست بملك انما انا ابن امراۃ من قریش۔ تاکل القدید — کچھ پرواہ نہ کرو میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی ایک غریب عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

شفقت و رافت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ کوئی شخص بھی آنحضرت سے اچھے خلق میں برابر نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب میں لبیک (حاضر) ہی فرمایا کرتے۔

(۲) عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرمایا کرتے تاکہ اُمت پر اُسقدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔

(۳) جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے آتیں تو آسان صورت کو اختیار فرماتے۔

(۴) اللہ پاک کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جس کسی شخص کو میں گالی دوں یا لعنت کروں وہ گالی اور لعنت اُسکے حق میں گناہوں کا کفارہ۔ رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔

(۵) فرمایا۔ ایک دوسرے کی باتیں مجھے نہ سُنایا کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف سینہ جاؤں۔

(۶) وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے۔ تاکہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔

(۷) ایک بار سورج گرہن ہوا۔ نماز کسوف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور دعا میں یہ فرماتے تھے۔

رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وانا فیھم وھم یستغفرون ونحن نستغفرک۔ اے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو (ہر دو صورت) عذاب نہ دیا جائیگا (۱) جبتک میں انکے درمیان موجود ہوں (۲) جبتک کہ استغفار کرتے رہیں۔ اب یہ خدا میں موجود ہوں، سب استغفار بھی کر رہے ہیں۔

(۸) لکل نبی دعوۃ یدعو بہا فاستجیب لھا فجعلت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیامۃ۔ ہر ایک نبی کیلئے ایک ایک دعا تھی۔ وہ مانگتے رہے اور دعا قبول ہوتی رہی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت روز قیامت کیلئے محفوظ رکھا ہے۔

اگر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے۔

(۱) فاطمہ نام ایک عورت نے مکہ میں چوری کی۔ لوگوں نے اسامہؓ سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے سفارش کرائی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو۔ اگر فاطمہ بنت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ایسا کرتی تو میں حد جاری کرتا۔

(۲) سواد بن عمر کہتے ہیں کہ وہ ایک روز آنحضرتؐ کے سامنے درس کا رنگین کپڑا پہن کر گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خُط خُط فرمایا۔ اور چھڑی سے اُنکے شکم میں چوکا بھی دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تو قصاص لونگا۔ آنحضرت صلعم نے جھٹ اپنا شکم برہنہ کر کے میرے سامنے کر دیا۔

رحم بر اعداء (۱) مکہ میں سخت قحط پڑا۔ یہانتک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیان ابن حرب (اُن دنوں دشمن غالی تھا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا۔ محمد آپ تو لوگوں کو صلہ رحم (حسن سلوک با قرابت داران) کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ دیکھئے آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کیجئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی اور خوب ہی بارش ہوئی۔

(۲) ثمامہ بن اثالؓ نے نجد سے مکہ جانیوالا غلہ بند کر دیا۔ اسلئے کہ اہل مکہ آنحضرت صلعم کے دشمن ہیں آنحضرتؐ نے اُسے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

(۳) حدیبیہ کے میدان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ رہے تھے ستر اسی آدمی چپکے سے کوہ تنعیم سے اُترے تاکہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار ہوگئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلا کسی معاوضہ و سزا کے آزاد فرما دیا۔ رحمۃ للعالمین

۷۸۶

شہیدانِ وفا کا اندازِ عمل

حیاتِ جاوید کا پر اسرار مرقع

خدا اور بندہ کا راز و نیاز

(۲)

(از جناب المحترم مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب دانا)

"دین اسلام" ایک عملی دین ہے۔ اسکا ہر قول قابل یقین اور ہر حکم قابل عمل ہے۔ اسلام کے تمام برکات عمل و یقین دونوں میں مضمر ہیں۔ دینی مفاد زیادہ تر یقین اور دنیاوی مفاد عمل سے متعلق ہے۔ ہر قابل عمل احکام کیلئے ضروری ہے کہ اُسکے قابل عمل ہونے کا یقین بھی دلادیا جائے۔ اس یقین کی صورت یہ ہے کہ کوئی عمل کر کے دکھائے۔ قرآن پاک کے تمام احکام اسی نہج پر ہیں۔ روزہ فرض کیا گیا تو ساتھ ہی تسکین کیلئے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کے بعد کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ بھی کہا گیا (تمپر روزے فرض کئے گئے جس طرح تمہارے اگلوں پر فرض کئے گئے تھے) جہاد فرض کیا گیا تو تسکین کے لئے کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ بھی کہا گیا۔ اسی طرح نماز۔ حج۔ زکوٰۃ کے احکام ہیں۔ اور ان سب پر خود حضور سرور کائنات اور صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھا دیا کہ احکام قرآنی پر کس سہولت سے عملدرآمد کیا جا سکتا ہے۔ حضور صلعم نے روزہ رکھ کے دکھا دیا۔ نماز پڑھ کے دکھا دیا۔ حج کر کے دکھا دیا۔ زکوٰۃ دیکے دکھا دیا۔ اور سب سے دشوار جہاد اُسکو بھی حضور نے بہ نفس نفیس کیا اور کر کے دکھا دیا۔ غرض خود حضور اور حضور کے آل و اصحاب نے اپنے عمل سے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ احکام قرآنی از اوّل تا آخر عملی اور قابل عمل ہیں۔ اور ان پر ایک انسان نہایت سہولت اور اطمینان سے عملدرآمد کر سکتا ہے

لیکن خدا کا امتحان باقی تھا اُسکو قابل عمل ثابت کرنے کے لئے کسی کا شریک امتحان ہونا اور اُس میں ناموری سے کامیاب ہونا ضروری تھا۔ پس اسکے لئے حضرت امام حسینؓ اُٹھے اور خدا کے امتحان میں شریک ہوئے۔ اور بالآخر ایسی ناموری سے پاس کیا کہ اسکے بعد اب ممکن نہیں۔ خدا اپنے امتحان کی صراحت کرتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ گویا خدا حسب ذیل مضامین میں امتحان لیتا ہے۔ خوف۔ جوع۔ نقصان مال۔ نقـ[illegible]ـن ثمرات۔ اب دیکھو حضرت امام حسینؓ کل مضامین میں کیونکر شریک امتحان ہوئے اور کس[illegible]

خوف۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؓ جانشین خلافت ہوئے۔ تمام عراق وعرب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن شام کے تمام علاقوں میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت اور حکومت تھی اور یہ حضرت علیؓ ہی کی خلافت کے زمانہ سے جبکہ وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور آپ نے حضرت امیر معاویہ کو دمشق کی گورنری سے معزول کرنا چاہا تو حضرت امیر معاویہ نے آپ کی خلافت ہی سے انکار کر دیا اور ....
آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ یہانتک کہ معاملات نے بہت طول کھینچا اور بالآخر طے پایا کہ شام میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت وحکومت رہے اور عراق عرب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی۔ اسی نہج پر حضرت علیؓ کی خلافت تمام ہوئی اور امام حسنؓ آپ کے جانشین ہوئے۔ لیکن دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند کے اصول پر یہ طریق مصالحت بالکل ناقابل عمل تھی۔ بالآخر حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کہ ھذا ابنی سیصلح بین الفئتین العظیمتین من المسلمین کے مطابق چند شرائط پر صلح کر لی اور حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے تمام علاقہ اُنکے سپرد کر دیا اور اس طرح مسلمانوں کو باہمی جدال سے محفوظ رکھ کر آپ نے اپنے جد امجد حضور اکرم کی پیشینگوئی کو حرف بحرف پورا کر دیا۔ اُدہر دم رحلت حضرت معاویہ نے جانشینی کے مسئلہ کو عام مسلمانوں پر نہیں چھوڑا بلکہ اپنے لڑکے یزید کے ہاتھ پر بیعت لینا شروع کر دی اور باقاعدہ اُسی کو اپنا جانشین منتخب کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی وفات پر یزید خلیفہ ہوا۔ اُسنے حکمرانی شروع کی۔ ادہر حضرت امام حسنؓ زہر پلاکر شہید کر دیے گئے۔ اب صرف حضرت امام حسینؓ رہ گئے جن سے اُنکو کھٹکا تھا۔ آپ سے یزید کی بیعت کے لئے کہا گیا۔ آپ نے صاف انکار کر دیا۔ اس انکار سے اُسکا خوف وہراس بہت ترقی کر گیا۔ آپ کی بیعت کو ضروری سمجھ کر اُسنے گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ جس طرح بھی ہو حضرت امام حسینؓ سے بیعت لی جائے۔ اگر وہ خوشی سے راضی نہ ہوں تو بجبر لی جائے۔ اس جبر کا مطلب واضح تھا۔ اب حضرت امام حسین کو معلوم ہو گیا کہ ان کی جان سخت خطرہ میں ہے اور زمین طیبہ اب ایک منٹ کے لئے بھی انکی مامن نہیں بن سکتی۔ مجبوراً مع اہل وعیال آپ مکہ تشریف لے گئے اور وہیں حرم محترم میں اقامت گزیں ہوئے۔ (بعد کا واقعہ سلسلہ واقعات کربلا میں بصراحت مذکور ہے)۔

یہ انتہائی خوف تھا جس میں آپ مبتلا ہوئے۔ گو آپ کے لئے بہت آسان تھا کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے نجات حاصل کر لیتے۔ لیکن آپ نے پسند نہیں کیا کہ ایک فاسق وفاجر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے پاک ضمیر کو آلودہ کریں۔ آپ آخر وقت تک اس خیال پر قائم رہے۔ بالآخر جان دیدی۔ لیکن آن چھوڑ کر شعار اسلام کو صدمہ نہیں پہنچایا۔

جوع۔ [illegible] سر بڑھتا رہا۔ اُدہر کوفیوں نے اپنی عقیدتمندی اور وفاشعاری کے خط پر خط بھیجے [illegible] کوں نے بیعت کا خیال ظاہر کیا۔ یہانتک کہ آپ کوفہ کے سفر کے لئے

آمادہ ہو گئے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر وغیرہ کے بہی خواہانہ مشورہ کا بھی اُن کثیر مسلمانوں کے مقابلہ میں کچھ خیال نہیں کیا۔ اور تنہا آپ ہی نہیں بلکہ اپنے تمام اہل عیال کو ساتھ لیکر رحیل کوفہ ہوئے۔ اُدہر دمشق میں یزید کو اطلاع ہوئی اُسنے ابن زیاد کو حاکم کوفہ بنا کر بھیجا اور قطعی حکم دیدیا کہ بیعت لے یا اسیر کر کے لائے (اور نہیں تو جام شہادت پلا کر سیراب کر دے)۔ حضرت مسلم اور اُنکے معصوم بچوں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ معلوم ہے۔ اسکے بعد حضرت امام حسینؓ ابھی کوفہ کے قریب بھی نہیں پہنچے تھے کہ آپ کی اسیری کا ابن زیاد نے حکم دیا اور حُر ایک لشکر لیکر بسر راہ آپہنچا اور آپ کو اسیر کر کے میدان کربلا میں لے آیا۔ اور دریائے فرات کے سامنے تپتے ہوئے ریگستانی میدانوں میں آپ کو ٹھہرایا۔ اور خود اُسنے اُسکے امیر الجیش اور تمام جفا کار لشکر نے فرات پر ڈیرہ جمایا۔ اب صرف کھانا ہی نہیں بلکہ پانی کا قطرہ بھی آپ پر بند کرایا گیا۔ ساتویں محرم سے دسویں کی سہ پہر تک امام اور آل امام پر بھوک اور پیاس کا جو عالم تھا اُسکی یاد آج بھی ہولناک ہے اور اُسکے خیال سے آج بھی ہمارا جگر پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ یہ جوع کی انتہائی اذیت تھی جسمیں حضرت امام مع آل و اصحاب مبتلا ہوئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ صبر و تسلیم کا انتہائی نمونہ ہے جو آپنے اور آپ کے آل و اصحاب نے پیش کیا۔ اور اس بلائے عظیم میں ثبات اور استقلال کی یہ آخری مثال ہے جو آپ نے تمام عالم اور بالخصوص دنیائے اسلام کے لئے قائم کی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزا۔

نقصان مال۔ آپ رسول کے نواسہ تھے۔ آپکے پاس مال ہی کیا تھا جو آیا راہِ خدا میں لٹا دیا لیکن آپ امیر المومنین حضرت علی ابن طالب کے صاحبزادہ تھے۔ امیر المومنین حضرت امام حسنؓ کے بھائی تھے۔ اپنے والد یا بھائی کے بعد جانشین خلافت ہوتے۔ تمام بیت المال آپ کے ہاتھ میں ہوتا۔ کروڑوں کی جاگیریں آپ کے زیر اثر رہتیں۔ لیکن ناجائز طور پر یزید خلیفہ ہو گیا۔ دنیائے اسلام کے تمام اموال پر اُسنے قبضہ کر لیا۔ اور آپ نے چوں نہیں کیا۔ اُسکی بیعت سے انکار بھی اسوجہ سے نہیں کیا کہ وہ آپ کی جگہ تھی جسپر وہ بیٹھ گیا تھا۔ یا وہ آپ کا حق تھا جسکو اُسنے غصب کر لیا تھا بلکہ اسوجہ سے کہ وہ فاسق اور فاجر تھا۔ لائق بیعت نہ تھا۔ مومنین کرام اور اصحاب رسول اللہ کی امیری کے سزاوار نہ تھا۔ ہاں اُسکی جگہ کوئی پاک طینت اور پرہیزگار ہوتا تو آپ کو بیعت کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔ یہ بھی آزمائش کی سخت منزل اور دنیا کی صعب ترین کشمکش تھی جس سے آپ بخیر و خوبی آگے بڑھ گئے اور آپ کی وجہ سے مسلمانوں میں کوئی جدال و قتال نہیں ہوا۔

نقصان جان۔ جان ہی ایک ایسی چیز ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پیاری ہے۔ اور یہ انتہائی صبر آزمائی ہے کہ خدا نے اسی میں آپ کا سخت ترین امتحان لیا۔ یوں تو اپنی جان سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن اپنے بچوں کی جان اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے بچے اُس کی زندگانی کا سہارا ہوں۔ کمر کی ہمت ہوں۔ بازو کا زور ہوں دل کا حوصلہ ہوں

حضرت امام حسین رضؓ گو سن رسیدہ تھے، ضعیف تھے ۔ ناتواں تھے ۔ لیکن انکو اسکا کوئی غم نہ تھا اسلئے کہ حضرت علی اکبر جیسا لڑکا ۔ حضرت قاسم جیسا بھتیجہ ۔ حضرت عباس جیسا بھائی رکھتے تھے ۔ یہ تو اُستواری اور توانائی کے اسباب تھے ۔ دلبستگی کے لئے ننھا اصغر موجود تھا لیکن آہ وہ کیسی گھڑی تھی جب حضرت امام حسین کا یہ تر و تازہ اور ہرا بھرا باغ آپ کی آنکھوں کے سامنے لوٹا اور پامال کیا گیا اور آپ کھڑے دیکھتے رہے ۔ آہ دیکھتے رہے اور آپ نے اُف نہیں کیا ۔ لب نہیں ہلایا ۔ پائے صبر و رضا میں ذرا جنبش نہ آئی ۔ میرے اللہ ! یہ کیا تھا ؟ کوئی طلسم یا تماشہ تھا ! آہ کیا تماشا جسکا تو خود تماشائی تھا اور جس سے تو نے خوب خوب دلچسپی لی !

اے میرے پروردگار ! تو نے حضرت ابراہیم کا بھی تماشا دیکھا ۔ لیکن اُنکو آتش نمرود میں جلنے نہیں دیا ۔ تو نے حضرت اسمٰعیل کا بھی تماشہ دیکھا لیکن اُنکو حضرت ابراہیم کی چھری سے ذبح ہونے نہیں دیا ۔ تو نے حضرت ایوب کا تماشہ بھی دیکھا لیکن اُنکو خستہ حالی میں چھوڑ نہیں دیا ۔ لیکن جب تو اپنے محبوب سید المرسلین رحمۃ للعالمین سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لخت دل حسین رضؓ کا تماشہ دیکھنے کھڑا ہوا تو پھر دیکھنے کی حد کردی، اُنکو حضرت ابراہیم کی طرح آتش ظلم سے محفوظ نہیں رکھا ۔ انکو حضرت اسمٰعیل کیطرح تہ تیغ ہونے سے بچا نہیں لیا ۔ اُنکو حضرت ایوب کی طرح اہل و عیال اور مال و منال سے مالا مال کر نہیں دیا ؟ حضرت امام حسین ؑ لوٹے گئے اور تو دیکھتا رہا ۔ حضرت امام حسین تہ تیغ کئے گئے اور تو دیکھتا رہا ۔ حضرت امام حسین کی لاش مبارک ٹاپوں سے کچلی گئی اور تو دیکھتا رہا ۔ اس دید میں کیا مزا تھا ؟ اسکو تو تو ہی جانتا ہے ۔ لیکن ہمنے بھی دیکھا کہ اس سختی اس دشواری، اس اذیت، اس تکلیف اور اس انتہائی کشمکش میں بھی حسین رضؓ کی جبین پر بل نہیں آیا ۔ اُنکا چہرہ دم وصال بھی بدستور ہشاش بشاش رہا ۔ دم آخر بھی اُنکے لب تیرے شکر و رضا میں جنباں رہے ۔ اور تیرا ہی کلمہ پڑھتے پڑھتے وہ اس عالم سے رخصت ہوئے ۔ نہ تو اُنکو اپنا خیال تھا نہ اہل و عیال کا خیال تھا ۔ بس دل سے ایک لو لگی تھی جو آخر تک قائم رہی !

میرے اللہ ! آخر وہ کونسا نشہ تھا جس سے تو نے سرشار کیا تھا ۔ جو ایک دفعہ چڑھا تو پھر نہیں اُترا اور جو برچھی کی انی اور تلوار کی دھار سے بجائے اُترنے کے اور تیز ہوتا گیا ؟ یہی تو وہ شراب نہیں ہے جو تیرے متوالے پیتے ہیں ۔ اور پیکر دین و دنیا دونوں کو فراموش کر جاتے ہیں ؟ آخر اس میں کیا ذائقہ ہے جو اپنی جان اور آل و اولاد سے بھی زیادہ لذت بخش ہے ؟ اور جو ایک ہی جام میں بیخود بنا کر اپنا بنا لیتا ہے ؟ بس اسکو تو جانے اور تیرے متوالے جانیں ! شاید یہ تیرا اور تیرے پرستاروں کا راز و نیاز ہے جو بالکل سربستہ ہے لیکن تیرے متوالوں پر شراب معرفت پیکر منکشف ہوجاتا ہے جسکے ذوق میں وہ اپنی ناکامی [illegible] ال نہیں کرتے ۔ نہ اُنکی ہمت اور استقلال میں یہ مادی کلفتیں کوئی مزاحمت کرتی [illegible] کوئی فرق پڑتا !

آخر حضرت امام حسین بھی انسان ہی تھے۔ انکے پہلو میں بھی دل تھا۔ انکے دل میں بھی اہل و عیال کی محبت اور انسانی علائق کے جذبات تھے۔ پھر یہ استقلال اور ثابت قدمی کیسی؟ انکا جوان بھائی مارا جاتا ہے وہ چوں نہیں کرتے۔ جوان بیٹا خاک و خوں میں لوٹتا ہے وہ اُف نہیں کرتے۔ ننھا معصوم گود میں تڑپ کر جان دیتا ہے۔ وہ ذرا پریشان نہیں ہوتے۔ انکے بھانجے بھتیجے۔ دوست۔ احباب۔ انصار مددگار سب کے گلوں پر شمشیر ستم چلتی ہے اور اُنکے جبین پر بل نہیں پڑتا۔ بالآخر وہ خود ذبح ہوتے ہیں۔ سر کٹتا ہے۔ لاشہ کچلا جاتا ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی لب مبارک سے خدا کی رضا و تسلیم ہی کے الفاظ نکلتے!

بس بس مژدہ باد اے محمد رسول اللہ کے لخت دل حسین! کہ آپ نے خدا کے سامنے انسان کی آبرو رکھلی۔ نانا کی امت کا بیڑا پار کردیا۔ اور مسلمانوں کو وہ شرف و افتخار بخشا جو آج تک کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا! آپ رحمۃ للعالمین کے نواسے تھے سراپا رحمت ثابت ہوئے۔ آپ خدا کے عاشق صادق تھے اُسکے نہایت دشوار اور صعب ترین امتحان محبت کو بڑی جانبازی اور ناموری سے پاس کیا! بس خوشخبری ہو کہ آپ کی تمام مساعی مشکور ہوئیں۔ آپکے محبوبُ مطلوب نے معیت کا عہد کرلیا اور وہ اب ہر حالت میں آپ کے ساتھ ہوگا۔ بس مبارک ہیں وہ لوگ جو آپکے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور جنکے لئے آپکا انداز عمل اسوۂ حسنہ ہے۔ آج مسلمانوں کا بچہ بچہ آپ کی مظلومی اور بیکسی پر آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے۔ آپ کے مصائب سُنکر سب کا جگر پھٹ جاتا ہے۔ کلیجہ بیٹھ جاتا ہے۔ سرشک غم اُبلنے لگتے ہیں اور بے اختیار سر پٹک کر مرجانے کو جی چاہتا ہے۔ لیکن ان واقعات میں جو عجیب و غریب بصیرت اور نادر و نایاب معارف بھرے ہیں۔ وہ تسکین دیدیتے ہیں۔ آپ کی مظلومی اور بیکسی نے جو کام کیا وہ دنیا میں کسی بڑی سے بڑی طاقت نے بھی نہیں کیا۔ قیصر و کسریٰ کا جاہ و حشم ہمکو معلوم ہے سکندر و دارا کی معرکہ آرائیاں ہم جانتے ہیں۔ اسکندر اعظم کی اولو العزمیوں کا ہم کو علم ہے۔ رستم و اسفندیار کی شہزوریوں سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی مظلومی اور بیکسی کے کارنامہ نے سب کو ماند کردیا ہے اور لڑائی ہار کر تمام اقالیم آپ نے فتح کرلئے ہیں۔ اور آج دلوں پر صرف آپ اور اکیلی آپ کی حکومت ہے۔ تمام بنو امیہ اور بنو عباس کی شوکت و حشمت آپ کی بیکسی پر نثار ہے اور پھر آپ کو بےکس کہنا سوادبی ہے۔ بیکس وہ ہے جسکی رفاقت کوئی نہ کرے۔ اور آپ کی رفاقت میں خدا ہے۔ آپ مظلوم؟ بیکس نہیں۔ سردار دو عالم اور صاحب کون و مکاں ہیں۔ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان آپکے غلام ہیں قلوب المومنین آپ کا مسکن ہے۔ فردوس بریں آپ کا تختگاہ حکومت ہے اور رونق افزائے دو عالم آپکی زینت بزم ہے۔ پھر کون ہے جو آپ کی برابری کریگا اور کون ہے جو آپ سے سرتابی کرے گا؟ فبشریٰ لکم یا اباعبداللہ الحسین! -

بس مذکورہ صراحت سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت اما

دکھلایا اور خدا کے کڑے سے کڑے امتحان کو نہایت اولوالعزمی اور ثبات قدمی سے پاس کیا۔ اور ہر حالت میں اُسکی رضا و تسلیم کے آگے سرنیاز خم کئے رہے۔ آہ وبکا تک کو جو درد و آلام کے لئے طبعی چیز ہے اپنے پاس نہ آنے دیا اور راضی برضا رہنے کی ایک ایسی مثال پیش کی جسکو دیکھکر دنیا ششدر رہگئی اور ملائکہ حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔ اگر خدا عالم الغیوب نہ ہوتا تو (نعوذ باللہ) مجھکو یہ کہنے میں ذرا باک تھا کہ حسین راہِ محبت میں خدا کی امید سے زیادہ ثابت قدم اور وفاشعار نکلے فجزاہم اللہ نعم الجزا۔

اب ذرا مذکورہ آیات پر ایک نگاہ پھر ڈالو اور اسکا نقطہ نقطہ حضرت امام حسین پر منطبق کرو۔ قولہ تعالےٰ یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی مسلمانوں کو مصائب میں صبر و صلوٰۃ سے اعانت لینی چاہیئے۔ حضرت امام حسین نے یہی کیا۔ جب اُنپر مصائب آپڑے غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا بیکسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میدان کربلا کا ذرہ ذرہ خون کا پیاسا ہوگیا۔ انصار و مددگار ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے۔ قوت بازو عباس کا سہارا بھی جاتا رہا۔ عصائے پیری علی اکبر بھی ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ مایۂ تسکین اصغر بھی مُنہ موڑ گیا۔ سکون قلبی قاسم نے بھی ساتھ چھوڑدیا تو اب تنہا حسین ہیں اور یزیدیوں کا جرار لشکر! ایک نیم مردہ حسین کی جان ہے اور ہزارہا تیر و تبر! اکیلے مضمحل اور بے جان حسین ہیں اور ہزارہا خوں خواران شام! آس و امید جو کچھ تھی وہ رخصت ہوچکی ہے۔ آسمان اپنی انتہائی سنگدلی سے کام لے رہا ہے۔ آفتاب کی تیزی۔ دہوپ کی شدت تپش کی سختی قیامت سے زیادہ سخت ہوگئی ہے۔ تین دن کی بھوک اور پیاس نے اور بھی ستم ڈھا رکھا ہے۔ آہ آخر وہ وقت آگیا جسکے لئے یہ سارا سامان تھا۔

دسویں محرم کا نصف دن گزرچکا۔ دوپہر ختم ہوگئی۔ آفتاب ڈھل گیا کہ حضرت امام انام زخم خوردہ تیر و تبر سے چھلنی ہوکر زمین پر گرے۔ شمر لعین شمشیر بکف آگے بڑھا۔ آپکے سینہ مبارک پر چڑھا اور اپنا ارمان نکالنا چاہا۔ آپ نے آنکھ کھولی اور اُس سے فرمایا بسم اللہ اپنا ارادہ پورا کر لیکن تھوڑی دیر کی اجازت دے کہ میں ظہر کی نماز پڑھ لوں۔ اُسنے اجازت دی اور سینے سے اُتر پڑا حضرت امام نے خاک پر تیمم کیا اور روبقبلہ ہوکر نماز میں مشغول ہوگئے۔ ابتک تو آپ نے صبر سے استعانت کی تھی اب صلوٰۃ کا بھی وقت آگیا اور آپ اسی استعانت بالصلوٰۃ میں مشغول تھے فرق مبارک ہنوز سجدہ سے نہیں اُٹھا تا تھا کہ شمر بڑھا اور اُسی حالت میں آپ کے سر اقدس کو تن سے جدا کرکے اس عظیم الشان مرحلہ کا فیصلہ کردیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فسبحان اللہ ھذا امر عظیم! لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من [illegible] ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن [illegible]

[illegible]

۱۹۲۶

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل

(از حضرت مولنا مولوی محمد عظیم صاحب)

تقسیم عمل جناب ختم المرسلین رحمۃ للعالمین نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین ہی ایک ایسی عظیم الشان پیغمبر ہوئے ہیں جو ہر طرح افضل و اکمل۔ اولین کے فخر اور آخرین کے مقتدا کہلانے کے حقیقی معنوں میں مستحق ہیں۔ تمام آثار صداقت جو آپ کی ذات مجمع الصفات میں قدرت ایزدی نے جمع کئے ہیں وہ کسی دوسرے میں جامع طور پر ثابت نہیں۔ اُن اوصاف حسنہ میں سے ایک یہ صفت بھی تھی کہ اپنے اصحاب کی رعایت خاطر ہمیشہ مدنظر رکھتے۔ ہر کام میں اُنکے ساتھ شریک رہتے۔ اپنی خدمت کا بار دوسرے پر ڈالنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ کے اصحاب کو آرزو رہتی تھی کہ حضور کسی خدمت کا حکم دیں اور ہم سر آنکھوں سے بجا لائیں۔ لیکن آپ خود اور آدمیوں کا کام کر دیتے۔ دوسروں سے کوئی خدمت نہ لیتے۔

ایک بار سفر میں منزل پر ٹھہرے۔ کھانا پکانے کا انتظام ہونے لگا۔ اصحاب کرام میں سے ہر شخص نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لے لیا۔ کسی نے کہا میں بکری ذبح کرلوں گا۔ دوسرے نے گوشت بنانے کی حامی بھری۔ تیسرے نے پکانے پر کمر باندھی۔ اور کوئی روٹیاں پکانے پر آمادہ ہوا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لکڑیاں چن لاؤنگا۔ اصحاب نے عرض کیا" قربانت شویم! ہمارے ہوتے ہوئے حضور کو کسی کام کے کرنے کی کیا حاجت ہے۔ حضور نے فرمایا۔ رفیق وہ ہے جو رفیقوں کا شریک ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم سب کام کرو۔ اور میں بیٹھا دیکھا کروں۔ مجھے بھی حق رفاقت ادا کرنے دو۔ چنانچہ آپ لکڑیاں چن لائے اور یوں اپنے رفقاء کے دل میں اپنی صادق الفت کا نقش بٹھا دیا۔

غزوۂ خندق میں جب کفار کا زبردست لشکر مدینہ طیبہ پر چڑھ آیا تھا اور مسلمان (اُسوقت) اُن مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کی رائے سے حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شہر کے گرد خندق کھودنے کا انتظام کیا۔ تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت رسالتمآب خود بہ نفس نفیس اس کام میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر مسلمانوں کے پاس ازوقہ کی کمی تھی اصحاب کرام اور خود حضور علیہ السلام کو کئی کئی وقت بغیر غذا کے رہنا پڑتا تھا۔ مگر کام سے باز نہیں آتے تھے قوم کے علماء و مشائخ اور لیڈر اس پاک نمونہ سے سبق لیں۔ صرف زبانی جمع خرچ سے کام لینا اور خدا کی مخلوق کے ذمہ اپنا بوجھ ڈالنا اسوۂ حسنہ کے بالکل برخلاف۔ اولی الابصار

فروتنی و انکسار حضرت رسول کریم رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ و

خودپسندی کا اظہار نہیں فرماتے تھے ہم دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو ذرا سی بھی وقعت وعزت حاصل ہو وہ ہر جگہ صدرنشینی یا امتیاز کے ساتھ بیٹھنے کا خواہاں ہوتا ہے لیکن جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ مجمع اصحاب میں ہمیشہ اس طرح نشست رکھتے تھے کہ باہر سے آنے والا ناواقف شخص سرسری نظر سے آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ دوسرے ہمنشینوں سے زانو بڑھا کر یا کسی صدر مقام پر نہ بیٹھتے۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کو لوگ آپکے پاس پکڑ لائے۔ وہ شخص آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپنے اُسکی یہ حالت دیکھکر فرمایا کہ "تو ڈرتا کیوں ہے۔ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں۔ جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ بتا تیری کیا حاجت ہے؟" اُسنے مطلب عرض کیا۔ حضور نے اُسکی حاجت روائی کی اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! میرے پاس اس مضمون کی وحی آئی ہے۔ کہ تم لوگ تواضع کرو اور کوئی شخص کسی پر فوقیت ڈھونڈے اور نہ فخر کرے۔ کیونکہ تم سب خدا کے بندے ہو باہم بھائی بھائی بن جاؤ۔"

اللہ اکبر کسقدر آپ کی ذات بابرکات میں فروتنی اور خودپسندی سے نفرت تھی۔ ساری عمر میں صرف ایک دفعہ یونہی سی لغزش ہوئی کہ آپ ایک اور شخص سے باتیں کرنے کی وجہ سے ایک نابینا کی طرف متوجہ نہ ہوسکے۔ کامل انسان کا یہ سہو الہ العلمین کب روا رکھ سکتا تھا۔ فوراً تنبیہ ہوئی اور آپ نے اسے ازراہِ کمال دیانت و امانت بلاتامل سب پر ظاہر فرمادیا۔ بشری تقاضا اخفائے سرزنش مانع نہ ہوسکا۔ آپ نے سجدۂ تعظیمی سے ایک شخص کو روک دیا۔ اسکی عام طور پر ممانعت کردی۔ کیونکہ سجدۂ تعظیمی انسانی حرمت کا دشمن تھا۔

آپ نے لوگوں کو اپنی سروقد تعظیم سے منع فرمادیا۔ اور ارشاد کیا۔ لَا تَقُوْمُوْا لِیْ کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ لِمُلُوْکِھِمْ یعنی جس طرح عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے لئے سروقد تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں میرے لئے مت کھڑے ہوا کرو۔

ایک دفعہ بیمار ہونے پر نمازیوں کو کھڑا ہونے سے منع کیا۔ نماز بیٹھ کر پڑھائی۔ مقتدی بھی بیٹھ کر نماز ادا کرتے رہے اس خیال سے کہ مبادا کسی کو کہنے کا موقع ملے کہ یہ لوگ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کے لئے کھڑے ہیں۔

آپ زمین پر عاجزوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے اور فرمایا کرتے۔ میں بندہ ہوں بندوں کیطرح بیٹھ کر کھاتا ہوں۔

آپ مدینہ منورہ کی گلیوں میں جاتے ہوتے۔ بیوہ اور ضعیف عورتیں۔ مصیبت زدہ آدمی۔ غلام لونڈیاں اور [illegible] پکڑ لیتے۔ آپ کھڑے ہو کر اُن سے باتیں کرتے رہتے اور جبتک وہ [illegible] نے کا ارادہ نہ کرتے۔ بیچاری دکھیا عورتیں آپ سے اپنا دکھ [illegible]

بیان کرتیں۔ آپؐ انکو تسلی اور دلاسا دیتے۔ بازار سے انکا سودا لا دیتے۔ غلاموں پر نہایت مہربانی فرماتے انکے مالکوں کو ہدایت کرتے رہتے۔

آپؐ دعا فرمایا کرتے اللّٰھم احیینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین بارخدایا مجھے مسکین جلا اور مسکین مار اور مسکینوں ہی کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

سبحان اللہ کیا شان رحمت ہے اور کیسی مسکینوں پر عنایت ہے۔ اس سے ایک نہایت قیمتی سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کو غربت اور مسکنت سے دل شکستہ نہ ہونا چاہئے۔ دنیا میں عاجز مسکینوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور نظام عالم میں اس طبقہ بشری کو بہت بڑا رتبہ حاصل ہے۔ اگر غریب اور حاجتمند گروہ نہ ہو تو دنیا کی آبادی اور کاروبار کا فروغ ناممکن ہے۔ مزدور اور محنتی جماعت ہی ہر ایک ترقی اور خوشحالی کی اصل ہے۔ ضرورت ہی انسان کو کام کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔

وفائے عہد حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ میں سے وفائے عہد کی صفت جس درجہ کامل و اکمل آپ کی ذات مستجمع الصفات میں خالق کائنات نے پیدا کی تھی وہ کسی دوسرے نبی اور مرسل کے حالات میں تلاش کرنی محال ہی نہیں بلکہ قریباً ناممکن ہے۔ ایک بار شہر مکہ میں کسی شخص نے آپکو راستہ میں روک کر کہا کہ آپ یہاں ٹھہریں میں آپ سے کوئی کام رکھتا ہوں۔ آپ نے وعدہ فرمالیا وہ شخص چلا گیا۔ اور اُسے یہ یاد نہ رہا کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا منتظر بنا کر چھوڑ آیا ہے۔ آپ اُسی مقام پر موجود رہے جہاں ملنے کا وعدہ کرلیا تھا اور دن گذر کر رات آگئی۔ لیکن وہاں سے نہ ٹلے دوسرے دن اتفاق سے وہ آدمی جو آپؐ کو ٹھہرا گیا تھا وہ اُسی راہ سے گزرا اور آپؐ کو موجود پاکر اُسے یاد آگیا کہ میں انکو ٹھہرا گیا تھا۔ چنانچہ وہ آپ سے معذرت کرنے لگا اور آپ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں بھول چوک انسان کا شیوہ ہے۔" یہ کہکر وہاں سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت ابو رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے مجکو قاصد بنا کر (صلح حدیبیہ کے دوران میں) حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ منورہ میں) بھیجا۔ میری جب آپکے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو میرے دل میں اسلام آگیا۔ مینے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) اب میں آپ کے پاس سے نہ جاؤں گا" آپؐ نے فرمایا (ابو رافع!) ہم بدعہدی نہیں کرسکتے کہ قاصد کو روک لیں۔ اب تم جاؤ۔ اگر تمہارے دل میں اسلام قائم رہے تو پھر وہاں سے چلے آنا ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ میں قریش کے پاس گیا اور بعد اُسکے وہاں سے واپس آکر اسلام کو ظاہر کیا۔

صلح حدیبیہ میں جو اقرار نامہ لکھا گیا تھا اُس میں بعض شرائط صلح ایسی تھیں کہ جو بہت سے اصحابؓ کو ناگوار تھیں۔ بالخصوص یہ شرط کہ جو مکے سے مسلمان ہوکر مدینہ طیبہ کے حوالے کردیا جائیگا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا؟

یہ شرط اصحاب کو بہت ناگوار ہوئی۔ مگر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال دور اندیشی سے اسکو بھی منظور کرلیا اور اصحاب رضؓ سے فرمایا کہ۔ کریم کارساز اُن لوگوں کو جو مسلمان ہوگئے ہیں مگر ابھی تک قریش کے پنجہ میں پھنسے ہوئے ہیں جلد نجات دیگا۔ اب رہی یہ بات کہ جو کوئی ادہر سے بھاگ کر قریش سے مل جائے اور وہ اسکو واپس نہ کرینگے تو کیا ہرج ہے۔ ایسے شخص کو جو ہمارا ساتھ چھوڑکر مرتد ہوجائے اُسکو ہم لیکر کیا کرینگے۔ غرضکہ صلح ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرارداد کے موافق حج عمرہ کا ارادہ فسخ کیا او وہیں قربانی کی اور صحابہ کو لیکر مدینہ منورہ چلے آئے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوگئے تو حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ جو آپ کے سچے عاشق وجاں نثار تھے مکۂ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں آگئے۔ یہ بھی اسلام کی وجہ سے ہی مشرکین مکہ کے پاس قید میں تھے کفار نے حسب قرارداد دو آدمی انکے لینے کو بھیجے۔ آپ نے ابو بصیر رضؓ کو اُن کے حوالے کردیا۔ ابو بصیرؓ نے بہت فریاد کی ؎

دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گزر گئی اب کیا دکھیں کیا دکھائے تمہارا نہ دیکھنا

مگر آپ نے فرمایا کہ "ہم وعدہ خلافی نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی صورت کشائش کردیگا غرض وہ دونوں قاصد ان کو لیکر چلے۔ راستے میں مقام ذی الحلیفہ میں کھانا کھانے بیٹھے انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کی تلوار دیکھ کر کہا کہ تمہاری تلوار تو بہت اچھی معلوم دیتی ہے۔ دیکھوں تو سہی اُسنے تلوار دیکھنے کو دی۔ ابو بصیرؓ نے موقع پاکر اُسی تلوار سے اُسکے مالک کو قتل کردیا۔ جب دوسرے کے قتل کا ارادہ کیا وہ مارے ڈر کے بھاگنے لگا۔ بھاگتے بھاگتے پھر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اُقدس میں حاضر ہوگیا۔ ابو بصیرؓ بھی اُسکے پیچھے پیچھے سرکار میں آموجود ہوئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا تو لڑائی کی آگ بھڑکاتا ہے۔ اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ تم خود اسکو وہاں چھوڑ آؤ۔ ابو بصیر رضؓ نے جب سمجھا کہ آپ کسی صورت اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرینگے اور مجھے ضرور واپس دینگے تو وہ بھاگ کر سمندر کے کنارے پر جا کر رہنے لگ گئے۔

اللہ اکبر! اسقدر آپ کو وعدہ کا پاس تھا۔ آپکا ارشاد پاک ہے لا ایمان لمن لا عہد لہٗ جو عہد کا پکا نہیں اُسکا ایمان بھی پکا نہیں۔ وعدہ خلافی کرنے والے مسلمان اس پاک نمونہ سے سبق سیکھ کر آئندہ کے لئے وعدہ خلافی کرنے سے توبہ کریں۔ تاکہ دین اور دنیا میں اُنکو کامیابی نصیب ہو ؎

خلاف [illegible] کسے رہ گزید کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

[illegible]

۷۸۶

دولت و اسلام

(از جناب مولوی عبدالکریم خاں صاحب ساکن کسلیہ)

زر کہ بد نام کند اہل خرد را غلط است   بلکہ زر خود از صحبت ناداں شود بدنام

یہ سچ ہے کہ دنیا چندروزہ ہے دولتمند ہوئے تو کیا۔ غریب ہوئے تو کیا۔ محل میں بھی گزرجاتی ہے درخت کے سایہ میں بھی کٹ جاتی ہے۔ موٹے کپڑے سے بھی بدن ڈھک جاتا ہے۔ مہین کپڑا بھی پھٹ جاتا ہے۔ لذیذ غذا سے بھی پیٹ بھر جاتا ہے۔ چنے کی سی کسی روٹی سے بھی شکم سیر ہوجاتا ہے اور روپیوں کی بدمستیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ قول بھی صداقت سے بالکل بعید نہیں ہے کہ خدا کی بادشاہت میں ایک دولتمند کے داخل ہونے کی نسبت اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے نکل جانا آسان ہے" جسکی مجمل تفسیر یہ ہے کہ حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے لیکن ہر چہار طرف ہم دولت سے محصور ہیں۔ حوائج زندگی کے پورا کرنے کے لئے ہم کو دولت کی کسی نہ کسی قسم کی ضرورت پڑتی ہے۔ دولت میں اور باقی چیزوں میں نہایت قریبی تعلق ہے ایک کا اثر دوسری پر ضرور پڑتا ہے۔ دولت کی جو مختلف شکلیں عموماً نظر آتی ہیں ان میں روپیہ ہی ایسی صورت ہے جو سب کاموں میں کارآمد ہوسکتا ہے۔ روپیہ ہی ایک آلہ ہے جس سے معاملات انسانی کی مشین چلتی نظر آرہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ روپیہ فی نفسہ انسان کی کسی حاجت کو پورا نہیں کرتا اسلیئے بذاتہ محض بیکار و بے سود ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کی کل حاجتیں اور آدمی کی تمام ضروریات روپیہ ہی سے مہیا اور پوری ہوتی ہیں۔ اگر حکیمانہ نظر سے بغور و تدبر دیکھا جائے تو دولت کا اصلی منبع محنت ہے۔ اب سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ مال و دولت کا کیا رتبہ ہے۔ عیسائیت کا حکم ہے کہ اہل ثروت آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ یہودیت نے ایک حد تک دولت کی قدر کی ہے مگر ان کی دولت کے ثمرات و فوائد صرف فقط ابنی اسرائیل تک محدود ہیں۔ بودھ پیشوایان مذہب تک کو گداگر و سائل بننے کی اجازت دیتا ہے الا اسلام دولت کو انسانی معیشت کا ستون قرار دیتا ہے اَموَالَکُمُ الَّتِی جَعَلَ اللّٰہُ لَکُم قِیَامًا۔ اللہ نے تمہارے مالوں کو تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا۔ قرآن مجید نے مال کو جو پایہ بخشا ہے اسکا اندازہ اس سے ہوگا کہ اسنے مال کو ۲۵ جگہ فضل ۱۲ مقام پر اسکو خیر کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۲ مرتبہ اسکو حسنہ اور رحمۃ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

مذہب اسلام نے اپنے تمام پیرؤں کو کسب معاش کی تعلیم

لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ   انسان کو اپنی

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔

طَلَبُ الْحَلَالِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ فَرِیْضَةٌ فرض کے بعد حلال طلب کرنا فرض ہے۔

اَلْعِبَادَةُ سَبْعُوْنَ جُزْءً وَاَفْضَلُھَا طَلَبُ الْحَلَالِ عبادت کے ستر جزو ہیں اور سب سے بہتر طلب حلال ہے

اُطْلُبُوا الرِّزْقَ فِیْ خَبَایَا الْاَرْضِ رزق کو زمین کے گوشوں میں تلاش کرو۔

انسان مدنی الطبع اور احتیاط کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے ہر فرد بشر کو بقاء شخصی و نوعی اور ارتقاء قومی و ملکی کی ضرورت ہے اس ضرورت سے تعلقات پیدا ہوئے تعلقات نے فرائض عائد کئے اور حقوق حاصل ہوئے ان فرائض کا سرانجام اور حقوق کی ادائگی کا نام دنیا ہے۔ دنیا کی سب سے پہلی اور نمایاں ضرورت کسب معاش ہے جو ایک محدود و قلیل طبقہ کو چھوڑ کر جسکی معاونت و خبرگیری قوم پر لازم ہے ہر ایک انسان کیلئے ضروری ہے۔

اسلام نے تجارت حرفت زراعت کو پسند کیا ہے حرفت کی نسبت فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ بیشک اللہ پیشہ ور ایماندار کو پسند کرتا ہے۔

زراعت کی نسبت ہدایت ہے۔

اُحْرُثُوْا فَاِنَّ الْحَرْثَ مُبَارَکٌ کھیتی کرو کیونکہ کھیتی میں برکت ہے۔

لیکن قرآن نے تجارت کو سب سے زیادہ رتبہ دیا ہے۔ مفسرین کی رائے میں ابتغاء فضل سے تجارت ہی مقصود ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو آپس میں ناجائز طور سے مال مت کھاؤ مگر بذریعہ تجارت آپس کی رضامندی سے ہو۔

یَا مَعْشَرَ الْقُرَیْشِ لَا یَغْلِبَنَّکُمْ ھٰذَا وَصِحَابُهٗ عَلَى التِّجَارَةِ فَاِنَّھَا نِصْفُ الْمَالِ

اے گروہ قریش وہ اور انکے ساتھی تجارت میں تم پر غالب نہ آجائیں کیونکہ وہ آدھا مال ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی الْخُبْزِ وَلَا تُفَرِّقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ فَلَوْلَا الْخُبْزُ مَا صُمْنَا وَلَا صَلَّیْنَا وَلَا اَدَّیْنَا فَرَائِضَ رَبِّنَا۔ اے میرے اللہ ہمیں مال میں برکت دے اور ہم میں اور اس میں جدائی نہ ڈال کیونکہ اگر مال نہ ہوتا نہ ہم روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے نہ خدائی فرائض ادا کرتے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

خداوند روزی بحق مشتغل	پراگندہ روزی پراگندہ دل
تو نگران را وقف است نذر و مہمانی	زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدیہ و قربانی
[illegible]	بجز دو رکعت و آں ہم بصد پریشانی

[illegible] سے بھی زیادہ فرماتے ہیں۔

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا　قریب ہے کہ محتاجی کفر تک پہنچ جائے۔

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْن　محتاجی دونو جہان میں روسیاہی ہے۔

ستارون ارکان اسلام کا ۲/۵ بفحوائے بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ یعنی زکوٰۃ و حج قریبًا تمامتر دولت پر منحصر ہیں۔

میں اس دعوی کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ مذہب اسلام کو اسباب افلاس تونگری سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اسکے یہ معنی ہونگے کہ اسلام کو کسب معیشت محنت کفایت باہمی اعانت سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تو ام شریعت اسلام کے یہ اہم اور نمایاں اجزا ہیں جیساکہ سابق میں گزرچکا ہے اور آیات ذیل کے اضافہ سے میرے دعویٰ کو مزید تقویت ہوگی۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو بے شک اللہ فضول خرچوں کو دوست نہیں رکھتا۔

لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا
فضول خرچی مت کرو فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَحْسُوْرًا
اور نہ تو اپنے ہاتھ کو کھینچ لے اور نہ بالکل کھولدے مبادا آخر میں کف افسوس ملنا پڑے۔

اسمیں شبہ نہیں دولت ایسی چیز نہیں جسکو بہ نظر حقارت دیکھا جائے۔ جسمانی آرام و آسائش سے قطع نظر کرو۔ اعلیٰ درجہ کے ملکوتی قوا بھی اسی کی بدولت شگفتہ ہوتے ہیں۔ شگفتہ ہونا چہ معنی ان قوا کا ظہور میں آنا ہی اسپر منحصر ہے سخاوت۔ دیانت۔ امانت۔ کفایت۔ انصاف و عدالت حسن انتظام خیرات صلہ رحم کیا ایسی عمدہ عمدہ صفتیں بغیر دولت نشو و نما پا سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کسب معیشت۔ کفایت شعاری۔ خیرات۔ باہمی امداد کا نہایت حامی و موید ہے پس اسلام کی پابندی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی مسلمان بالآخر مفلس و محتاج نہیں رہ سکتے۔ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ زمین کے وارث میرے نیکوکار بندے ہیں۔

ہاں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دولت کا جب برا استعمال کیا جاتا ہے تو سیکڑوں صفات ذمیمہ ہمارے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لالچ۔ دغابازی۔ بے ایمانی۔ خودغرضی۔ بخل۔ اسراف۔ حق تلفی وغیرہ دولت کے برے نتیجے ہیں۔ فی نفسہ دولت کا اسمیں کچھ قصور نہیں انسان ہر شئے اور ہر ایک قوت کا نیک و بد ہر طریقہ سے استعمال کرسکتا ہے۔ دیا سلائی سے اگر ہم چراغ جلالے اور گھر کو روشن کرتے ہیں تو دوسروں کے گھر کو خاک سیاہ بھی کر سکتے ہیں کہ بجز خاکستر کے باقی نہ رہے۔ را
چا تو بہت مفید اور کارآمد چیز ہے لیکن وہ مجروح بلکہ ہلاک بھی کر
کہ جائز ذرائع سے جائز اخراجات کیلئے دولت کو محض ایک آ

اکتساب یا کمائے عین دین ہے ورنہ حرام طریقہ سے یا حرام صرف کیلئے یا زندگی کا مقصود کلی سمجھ کر روپیہ کمانے کی دُھن کو ہی زندگی کا ماحصل قرار دے لیا جائے تو انسانیت کو ذلیل کرنا ہی نہیں بلکہ ایک قسم کا شرک ہے۔ تب یہ بالکل صحیح ہے حُبُّ الدُّنیا رأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ وَمَا الحَیٰوۃُ الدُّنیَا اِلَّا مَتَاعُ الغُرُورِ۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں   ایں خیال ست و محال ست و جنوں

لیکن یہ پیش نظر ہے سے

چیست دنیا از خدا غافل بودن   نے طلاء و نقرہ و فرزند و زن

یہ خیال کہ ترقی و تنزل کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسکے یہ معنے ہوئے کہ کاہلی وجودی عیش پسندی اسراف و تبذیر اور ناعاقبت اندیشی کے متعلق مذہبی تعلیم خاموش ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب صحیح کسی حال میں ان خصائل ذمیمہ کا روادار نہیں۔ شریعت میں یہ گناہ کبیرہ ہیں۔

تِلکَ الاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَینَ النَّاسِ   دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان پھراتے ہیں۔

کُلٌّ مِّن عِندِ اللہِ   سب اللہ کی طرف سے ہے۔

تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ چاہے جسے عزت دے چاہے جسے ذلت۔

اپنے مفہوم میں بالکل صحیح ہیں۔ لیکن

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِهِم اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلیں۔

اِنَّ اللہَ لَم یَکُ مُغَیِّرًا نِّعمَۃً اَنعَمَهَا عَلٰی قَومٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِهِم یہ کہ اللہ نہیں بدلتا اپنی نعمت جو کسی قوم کو دے جبتک کہ وہ آپ نہ بدلیں۔

وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُهلِکَ القُرٰی بِظُلمٍ وَّاَهلُهَا مُصلِحُونَ اور تیرا رب کسی بستی کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا اسکے رہنے والے نیکوکار ہوں۔

آیات بالا صراحت کے ساتھ اسباب فلاح و زوال کو واضح کرتی اور فیصلہ کرتی ہیں کہ آیا خدا ذوالجلال جابر و قاہر بادشاہوں کی طرح جسکو چاہتا ہے دیتا ہے .... جسکو چاہتا ہے نہیں دیتا۔ یا اس مقنن و حکیم نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے انسانی اعمال کو بھی کسی حد تک موجب فلاح و زوال بنایا ہے وَاللہُ یَهدِی مَن یَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ۔

حصہ دوم

امر بالمعروف والنہی عن المنکر

(از جناب صاحبزادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری)

ہم نے اکتوبر کے رسالہ میں وعدہ کیا تھا کہ عنقریب اُن بدعات کی تفصیل بیان کرینگے جنکو آجکل عوام الناس ایک معمولی بات سمجھے ہوئے ہیں اور درحقیقت وہ احکام اسلام کے سراسر منافی ہیں اور جن کی اصلاح ہمارے صوفیائے عظام اور علماء کرام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ سب سے پہلے ہم شرک کو لیتے ہیں جو ایک ایسا بڑا گناہ ہے جسکے مرتکب کی مغفرت (جبتک کہ وہ دل سے تائب نہ ہو) نا ممکن ہے اور نص قطعی سے اسکا ثبوت ملتا ہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بعثت جہاں لوگوں کے اخلاق سدہانے اور اُنہیں ضلالت اور جہالت کے تاریک گڑھوں سے نکالنے کے لئے ہوئی وہاں خداوند کریم کی وحدانیت اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ گرداننے کی ایک ایسی تعلیم تھی جسکے لئے ان برگزیدہ نفوس نے اپنی پاک زندگی وقف کردی۔ اور سب نصائح و مواعظ سے مقدم اپنے متبعین کو شرک سے منع فرماتے اور صرف ایک خدا کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ ہمارے نبی امی (روحی فداہ) کا مشرکین عرب سے ما بہ النزاع صرف شرک سے امتناع تھا اور اُنہیں یہ ناگوار گزرتا تھا کہ اپنے آباؤ اجداد کے مقرر کردہ معبودوں کی عبادت چھوڑ کر ایک ایسی ہستی پر اعتقاد اور ایمان رکھیں جو اُن کی ظاہر بین نظروں سے اوجھل تھی۔ اُنکی اندھی آنکھوں سے پوشیدہ تھی۔ ہر ایک رسول کی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پہلے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور قریش مکہ نے تقلید بیجا کو مطابق عقل تعلیم پر ترجیح دی مگر آخر الامر حق کا غلبہ ہوا اور باطل کی شکست۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

اور رفتہ رفتہ جزیرہ نمائے عرب کا ایک متنفس بھی ایسا نہ رہا جسے خود ساختہ پتھر کے بتوں اور اصنام سے قلبی منافرت اور واحد لاشریک سے دلی موانست نہ ہوگی۔ اگر عقل کی عینک چڑھا کر دیکھا جاوے تو بھی ایسی چیزوں کی پرستش جو خود کسی دوسرے کی محتاج ہوں بالکل جہالت اور لاعلمی ہے ہمارے ہندوستان کے ہندوؤں میں بھی آریہ مذہب والے عبادۃ الاصنام کے قائل ہیں اور عقل کی ترقی کے ساتھ ان پرانے خیالات اور عقائد میں بھی روز بروز ترمیم و تنسیخ ہو رہی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد دنیا یا تو دین فطرۃ کے محاسن سے آگاہ ہوکر اُسے اختیار کرلے گی ورنہ بت پرستی سے نکلکر قلب ماہیت کے بعد مادہ پرستی میں مبتلا ہو جاوے گی۔

ہمارا روئے سخن اسوقت نہ تو دنیا بھر کے باشندوں کی طرف

ایک جانب ہم صرف ہندوستان کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا انکشاف کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں نہایت ندامت اور انفعال سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جہاں عرب ایسی پُر از کفر و شرک سرزمین میں صرف ایک علمبردار توحید کے قدوم میمنت لزوم سے شرک کا قرار واقعی انسداد اور قلع قمع ہوگیا۔ مغرور متکبر اور سرکش قبائل توحید کے اوصاف و فضائل کے دلدادہ ہو گئے وہاں ہندوستان کے مسلمان کلمہ توحید پڑھنے والے گو زبانی شرک کو بُرا کہتے ہیں۔ مگر اُنکے طرز عمل میں شرک ساری و دخیل ہوگیا ہے اور وہ قوم جو ایک وقت دوسروں کو شرک سے منع کیا کرتی تھی آج خود اُسکو متنبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اصحاب علم اور فہمیدہ مسلمان جنہیں شرک کی حقیقت معلوم ہے یہاں بھی ایسے امورات سے محترز و مجتنب ہیں جن میں شرک کا کچھ شائبہ پایا جاتا ہو لیکن جہال کا عام طبقہ صوفیائے عظام اور علمائے کرام کی بے توجہی اور غفلت سے شرک کا شکار ہو رہا ہے۔

اب ہم ذرا تفصیل سے کام لیتے ہیں اور مروجہ شرک کے اقسام بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے قابل ذکر پیر پرستی اور قبر پرستی ہے۔ ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جو فرط عقیدت سے پیر کو خدا مانتے ہیں اور لاکھوں اولیاء اللہ کو قادر مطلق اور فعال لما یرید حالانکہ کسی انسان کو خدا سمجھنے والا شریعت غرا کے رو سے کافر اور مشرک ہے انصاف کا مقام ہے کہ رسول خدا (فداہ ابی و امی) سے رفعت میں شان میں علو مرتبہ میں اور کون شخص بڑھ کر ہوسکتا ہے۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ خدا کی تمام مخلوق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی فرد بشر ذی شان نہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

پھر جب آپ نے بار بار مکرر سہ کرر فرمایا کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ کھاتا ہوں۔ پیتا ہوں۔ چلتا ہوں پھرتا ہوں۔ سوتا ہوں۔ روتا ہوں۔ ہنستا ہوں اور صرف اتنی فضیلت رکھتا ہوں کہ خدا کے نزدیک تم سب سے مقرب ہوں۔ عزت اور وقعت میں زیادہ ہوں اور باایں ہمہ سرور کونین رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ کہ باوجود آدم علیہ السلام کی ساری اولاد سے فوقیت اور امتیاز رکھنے کے میں فخر نہیں کرتا بلکہ عجز کا خوگر ہوں فقر اُسکو دوست رکھتا ہوں خود فقیر ہوں اُدھر حضرت رب العزت کا فرمان واجب الاذعان قابل غور و التفات ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

پھر ہمیں اولیاء اللہ کے وہ (بزعم خویش) معتقد جو اُنہیں عین خدا یا قاضی الحاجات مانتے [illegible] درجہ [illegible] اور پیشواؤں کا درجہ اور مرتبہ محمد مصطفےٰ اور احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] خارج ہوتا پڑیگا اور نفی کی صورت میں جب آنحضرت صلعم بھی صرف خدا کے

برگزیدہ رسول اور بندے ہیں پھر انکے راہنما خواہ کسی پایہ کے ہوں وہ خدا کیسے ہوسکتے ہیں۔ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَاِنْ یَقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ہم بے انصاف نہیں ہم جہال کی اس غلطی کو صوفیائے عظام کے ذمہ عاید نہیں کرتے اور راقم کو اصحاب دعوت و ارشاد کے زمرہ میں شامل ہونے کی وجہ سے اچھی طرح علم ہے کہ یہ جہال کا خود اپنا ذاتی عقیدہ ہے جسمیں کسی کی ایما و ترغیب کو دخل نہیں اور اگر اُنہیں حضرات مشائخ منع بھی فرماویں تو اسے اُن کی کسرنفسی پر دال سمجھتے ہیں۔ ہاں ہم اتنا عرض کرینگے کہ اچھی طرح سے اگر اُنہیں اس عقیدہ کے مصائب اور مضرات سے منع کیا جاوے اور بصورت عدم تعمیل سلسلہ سے خارج کرنے کی دھمکی دی جاوے تو وہ اس افراط سے باز آکر اعتدال پسند ہوسکتے ہیں۔ ہم اولیاء اللہ کے معتقد ہیں اُنہیں مستجاب الدعوات مانتے ہیں لیکن مجیب الدعوات نہیں۔ وہ سفارش کرسکتے ہیں مگر قاضی الحاجات صرف اُسی واحد لاشریک کی ذات ہے اس بدعت بلکہ شرک سے جہال کو صرف صوفیائے عظام کا قابل احترام طبقہ ہی روک سکتا ہے اور علمائے کرام کی کوشش سے بشکل ایسے پختہ خیالات اور عقائد کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

اب ہم دوسری شق قبر پرستی کو لیتے ہیں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ زیارت قبور سے قبر پرستی کا رواج پڑ جانے کا اندیشہ ہے عورتوں کو قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا کیونکہ وہ ناقص العقل والدین ہونیکے علاوہ بہت رقیق القلب اور پرلے درجہ کی عقیدتمند ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے جب دیکھا کہ مسلمان عورتوں کے دلوں میں شرک کی سیاہی دور اور نور ایمان سے روشن ہوکر اُنہیں شرک سے نفرت پیدا ہوگئی ہے تو آپ نے اجازت فرمائی کہ اچھا بغرض حصول عبرت قبروں پر جایا کرو۔ آپ کو خیال تھا کہ شاید ہماری وفات کے بعد عام لوگ فرط عقیدت و اخلاص سے ایسی حرکات کرنے لگینگے جو اسلام میں ممنوع ہیں اسلئے بطور حفظ ماتقدم فرمایا کہ میری قبر کو یہود اور نصاریٰ کی طرح عبادتگاہ مقرر نہ کرنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی صحیح نکلی اور آج واقعی قبور مسجدوں سے بھی زیادہ معبد بنی ہوئی ہیں اور جہاں مساجد نمازیوں کے فقدان پر نوحہ کن ہیں وہاں قبور پر زائرین کی وہ کثرت ہوتی ہے کہ بادی النظر میں اُنپر عبادت گاہ کا دھوکہ پڑتا ہے لوگ جاکر سجدے کرتے ہیں ماتھے گھستے ہیں رخسارے رگڑتے ہیں امداد مانگتے ہیں فریاد کرتے ہیں اور اگر ایک طرف مرشدوں کو خدا کہتے ہیں تو دوسری طرف اہل قبور کو بھی برآرندہ حاجات سمجھتے ہیں۔ ہم قبروں پر جانیسے منع نہیں کرتے بیشک جانا چاہئے فاتحہ پڑھنا چاہئے۔ شہر خموشاں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اگر کسی مرد خدا کا مزار ہو تو میرے عقیدہ میں استدعا کرنی بھی مستحسن ہے کیونکہ

زندۂ جاوید ہیں تیغ محبت کے قتیل   یہ شہر ہے

ائے عظام اور علمائے کرام دونو کا فرض ہے کہ جہال کو حرکات نا

مقدمہ

محرّم نمبرؔ کا ایک ضمیمہ

اسوۂ حسنہ کا محرّم نمبر نہیں شائع ہوا۔ روحانیات کا چشمۂ سلسبیل جاری ہوا تروتازہ مضامین کی سبیلیں نذر حسینؑ کی گئیں۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ جمیع الشہدار۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کے قلم سے کئی لوحیں اور کتابچے ایسے نکلے جن پر فاتحہ خوانی کیلئے بیساختہ ہاتھ اُٹھ جاتے ہیں۔ مصوّر فطرت کی مرقع نگاری ہی تو ہے سطر سطر پر دل بیقرار نثار ہے اور آنکھیں اشکبار ہوکر موتیوں کی لڑیاں نچھاور کرتی ہیں۔ الاماشاء اللہ!

اڈیٹر نے چند صفحے اصل مقاصد کو پیش نظر رکھ بصارت و بصیرت والے عنوان سے مفید وکارآمد لکھے ہیں مگر ماتم ہے تو غفلت قومی کا اور نوحہ ہے تو تقلید رسمی کا پڑھنے والے پڑھ گئے جس طرح میں نے پڑھ لیا مگر عمل کہاں تک کیا جائیگا یہ نہیں کہہ سکتا۔

مولوی نورالدین صاحب تاجر گوجرانوالہ وغیرہم کے مضامین بھی آیات قرآنیہ سے مدلل و مستحکم نورٌ علیٰ نور ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی نظم مرقع و دلکش حسب موقع نہ مل سکی جسے نثر مضامین کے پہلو بہ پہلو امتیازی جگہ مل سکتی۔ اور سونے میں سہاگہ والی مثل صادق آتی۔

اس کمی پر شاید مدیر اسوۂ حسنہ کہیں مجھ سے یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تو نے کیوں اس کمی کو پورا نہیں کیا؟ جواب میں اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا کہ اگر میں ایسا ہی ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا؟

عشرہ تو گزر گیا لیکن بے گور و کفن شہدا کی یاد چہلم تک دلوں کو تڑپا سکتی ہے۔ سو بند کے مسدس سے تمہید۔ رخصت وغیرہ سب چھوڑ کر شہادت فرزند نوجوان کا مرقع اُتارنے کے بدلے خاک کی ٹیڑھی سیدھی چند لکیریں کھینچ دیتا ہوں:۔

جب لڑتے لڑتے تھک گیا وہ دلبر امام | اعدائے بدشعار ہوئے گرم اہتمام
تھی اُس طرف تو گھات میں مصروف فوج شام | اور اس طرف تھا پیاس سے بیتاب تشنہ کام
غازی کا جسم پاک پسینے میں غرق تھا | کس بل میں بازوؤں کے بھی پہلے سے فرق تھا
اک پُردغل نے دھوکے سے ناگاہ دی صدا | آتے ہیں شاہ خیمے سے دوڑے برہنہ پا
گھبرا کے اُس جری نے نظر کی سوئے قفا | اک پھل سناں کا سینۂ اقدس پہ آ لگا
تھا پا جگر کی جانب گردوں نگاہ کی | عرش عظیم ہل گیا اس طرح آہ کی
[illegible] کے پار | پشت فرس پہ جھک کے نہ سنبھلا وہ شہسوار
[illegible] وار | چلاّیا جلد آئیے یا شاہ نامدار

قربان آپ کا یہ جگر بند ہوگیا | مولا نثار صدقے یہ فرزند ہوگیا
بجنے لگے جو فوج میں طبل ظفر اُدھر | دوڑے حضور تھیے سے تھامے ہوئے جگر
دنیا سیاہ ہوگئی آنکھوں میں اسقدر | کیسا فلک زمیں تک آتی نتھی نظر

رعشہ تھا دست و پا میں قدم تھرتھراتے تھے | اندھیر تھا کہ راہ کو بھی بھول جاتے تھے

کہتے تھے آہ لختِ جگر ہے تری تلاش | دل پارہ پارہ اور کلیجا ہے پاش پاش
سنتا میں آہ پھر اُسی پیاری صدا کو کاش | آئی تھی کس طرف سے وہ آواز دلخراش

ڈھونڈے ہے ضعیف کھوکے کہاں نور عین کو | بیٹا پھر ایک بار پکارو حسینؑ کو

اے راحِ روح و راحت ریحاں پکار لو! | اے گلعذار گلشن رضوان پکار لو!
اے خوش گلو و قاری قرآں پکار لو! | اے میرے خوش بیان خوش الحان پکار لو!

وقت نماز ظہر ہے اُٹھ کر اذاں تو دو | سوتے کہاں ہو اے علی اکبر اذاں تو دو

کبتک حسینؑ تم کو پکارے جواب دو | پیارے مرے ان آنکھوں کے تارے جواب دو
آئے ہیں آسرے پہ تمہارے جواب دو | کمزور بازوؤں کے سہارے جواب دو

بیٹا ضعیف باپ کو اٹھ کر سنبھال لو | کانٹا سا اک جگر میں گڑا ہے نکال لو

(جواب فرزند شہید)

آئی صدا کہ جان نکلتی ہے آئیے | چہرے کا موت رنگ بدلتی ہے آئیے
سوکھی زبان پیاس سے جلتی ہے آئیے | ڈوبیگا دن بھی دھوپ بھی ڈھلتی ہے آئیے

ہیں اب کہاں سنبھالنے والے حضور کے | کانٹا جگر سے کون نکالے حضور کے

(آخری آواز) خاتمے کا بند

یٰسین پڑھیے جلد ہو قرآں پہ خاتمہ | تلقین سنائیے کہ ہو ایماں پہ خاتمہ
ہو اسم پاک ایزد سبحاں پہ خاتمہ | صل علےٰ ہو رحمت رحماں پہ خاتمہ

ہو خاتمہ بخیر کلام رسول پر | اکبر درود پڑھتا ہے نام رسول پر

صلے اللہ علیہ وعلےٰ جدہ وابیہ

شفق رضوی عفی عنہ

عماد پوری

لہ اللہ اکبر اس عالم بیتابی میں جس سے بڑھکر کسی بشر کیلئے دوسرا مشکل وقت نہیں ہو سکتا نماز اور اذان ہی کا خیال ہے ابن امام کی شان ہو تو ایسی ہو پاس شریعت و حفظ احکام خداوندی فطرت میں داخل" مضمون ہی مگر فرزند رسول و خلف بتول کی شان سے بالکل مطابق

۷۸۶

تعلیم و تلقین

(از جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب)

خوف الٰہی

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ انسان جس سے ڈرتا ہے تو وہ اُسکو اور بھی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ انسان جن چیزوں سے ڈرتا ہے اُن سے دور بھاگتا اور ہمیشہ کے لئے اُسکے پاس پھٹکنے سے پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً شیر چیتے سانپ وغیرہ سے انسان ڈرتا ہے۔ اور اسی قدر ان سے نفرت کرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے جسقدر ڈرتا ہے اُسی قدر اُسکی روح میں اسکے حضور تقرب کی پیاس بڑھتی جاتی ہے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے پیار کرنے لگتا ہے۔ چونکہ جزا بالمثل کا قانون ایک قانون الٰہی ہے اسلئے جسقدر انسان خدا سے ڈرتا ہے اُسی قدر رعب اور ڈر اُسکا اللہ تعالیٰ اُسکے دشمنوں کے دل میں ڈالدیتا ہے پس خدا سے ڈرنا چاہئے نہ لوگوں سے جو دنیا کے کیڑے اور جیفۂ دنیا پر گرے پڑتے ہیں ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

خودشناسی

اپنے دل کا امتحان کرو اور اُسکی صداقت کو خوب طرح تولو۔ ہر روز اپنی زندگی کا حساب کرو اور کمال غور سے دیکھو کہ تم نے کس قدر ترقی کی ہے یا تنزل تمہاری طبیعت واطوار۔ اخلاق اور خواہش میں کسقدر تغیر ہوا ہے۔ کسقدر مغائرت یا موافقت خدا تعالیٰ سے حاصل کی ہے اور اس سے کسقدر قربت یا دوری ہے۔ سب سے بڑھکر اپنی حالت کا مطالعہ ہے۔ پس جو شخص اپنی حالت سے خوب محرم ہے اُسنے گویا وہ علم تحصیل کیا ہے جو دیگر علوم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہو ورنہ ؎

صد ہزاراں فضل دارد از علوم جان خود را مے نداند ایں ظلوم
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست قیمت خود را ندانی احمقیست
داند او خاصیت ہر جوہرے جوہر خود را نداند چوں خرے

انصاف

کل ذی حیات مخلوق کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آنا لازم ہے۔ انصاف کا بڑا اصول یہ ہے کہ اپنی نسبت دوسرے کی طرف سے جن خیالات جن اقوال اور جن افعال کی آرزو رکھتے ہو دوسرے کے لئے بھی اپنی طرف سے اُن ہی کو جائز قرار دو۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان معانی و مطالب کے متعلق ان پاک الفاظ میں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا لا یؤمن احدکم [illegible] لنفسہ یعنی کوئی تم میں سے اُسوقت تک مومن نہیں ہوتا جبتک جو [illegible] چاہے (بخاری شریف) آنچہ بر خود مپسندی بر دگراں مپسند۔

ذاتی ایثار جہاں کہیں اپنی تکلیف سے دوسرے کی بھلائی ہوتی ہو۔ وہاں پر ہمیشہ اپنی تکلیف بھول جاؤ اور مسرت کے ساتھ اسکے برداشت کرنے کی عادت اختیار کرو۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ ومن یوق شحّ نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائینگے۔ درحقیقت ایثار بدون اپنے نفس پر جبر کئے اور اپنے اوپر تکلیف برداشت کئے ہو ہی نہیں سکتا۔

زہد زہد تین قسم کا ہے ایک تو ترک حرام۔ اور یہ زہد عوام کا ہے۔ دوسرا ترک افزونی از حلال یعنے حلال میں بھی زیادتی کی حرص نہ کرنا۔ اور یہ زہد خواص کا ہے۔ تیسرا اُس چیز کا ترک کرنا جو حق تعالیٰ کی طرف سے غافل بنادے اور یہ زہد عارفوں کا ہے۔

علم بے عمل کسی مسلح اور جنگ آزمودہ سپاہی کے سامنے میدان میں اگر شیر آجائے تو بدون ہتیار سے کام لئے وہ شیر سے بچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا کوئی شخص صفراوی بخار میں مبتلا ہے اور جانتا ہے کہ سکنجبین اور آش جو اسکو مفید ہوگا تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ بدون استعمال کئے اسکو نفع ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح علم خواہ کتنا ہی وسیع وکثیر ہو جبتک تم اسپر عمل نہیں کروگے مفید نہیں ہوسکتا ؎ گرمے دو ہزار رطل پیمائی تا مے نخوری نباشدت شیدائی +

عبادت عبادت دل میں فضل الٰہی کے قبول کرنے کی وسعت دینے کا نام ہے یا اپنی ہستی میں مبدءِ فیض کے عشق کی جھلک پڑنے کی استعداد پیدا کرنے کا نام ہے۔ بغیر عشق الٰہی کی روشنی کے آدمی ٹھیکرے کی طرح تاریک جرم ہوتا ہے اور آفتاب رحمت کی دہوپ سے اس میں چمک اٹھنے کا جوہر نہیں ہوتا۔ عبادت میں چار جزو ہیں (۱) رحمتِ الٰہی کی تعریف (۲) خدا تعالیٰ سے نزولِ رحمت کے لئے سوال کرنا۔ (۳) اپنی عاجزی اور گناہوں کا اقرار اور اُس سے شرمندگی کا اظہار (۴) مغفرت کی درخواست۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عبادتِ الٰہی میں شب وروز محو رہتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو عبادتِ الٰہی سے بھاگتے اور کنارہ کش رہتے ہیں۔

دعا اُس خاص کوشش اور حالت کا نام ہے جو انسان پر اپنے خالق کی ہستی کے خیالات میں طاری ہوتی ہے۔ اس قرب خاص میں تعجب ہے جو اسے لذات محسوسات کی باتیں یاد رہیں۔ ایک عالی جناب شہنشاہ کے حضور میں پہنچکر اس سے ٹھیکریاں مانگنے کی درخواست کی مانند ہے۔ دعا کی قبولیت کا وقت انسان پر لذاتِ محسوسات اور اپنی ہستی کے بھولنے کی حالت ہوتی ہے مگر جس دعا میں جسمانی خواہشیں سامان مانگے جائیں وہ دعا نہیں۔

دوستی جب ایک شخص کو دوسرے سے سچی اور خالص محبت ہو

ایک دل سے پیش آتا ہے ۔ اُس سے کسی طرح کا فرق نہیں کرتا ۔ اگر ایک انسان ایک ڈاکو اور چور سے دلی محبت رکھے تو اگر وہ چور زیادہ احسان نہ کریگا تو اتنا ضرور کریگا کہ اُسکی چوری نہ کریگا تو اب ایک عقلمند اور سعید روح کو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جب محبت کرنے سے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو کیا خدا کی دوستی اور محبت سے فائدہ نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے کیا خدا ہی ایسا ہے جسکی دوستی کسی کے کام نہیں آتی؟ خدا کی دوستی ہی ایک ایسی دوستی ہے کہ جسکے برابر کوئی دوستی اور فائدے کی چیز نہیں کیونکہ وہ غفور الرحیم اور بڑے فضلوں والا ہے ۔

الٹی سمجھ

دنیا کے لوگوں کا عجیب دستور ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ بے محاورہ الفاظ میں گفتگو کرتا ہے یا صحیح تلفظ نہیں کرتا ۔ یا صرف ونحو کے قواعد کے موافق نہیں بولتا ہے تو فوراً اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اُسکی طرف حقارت سے دیکھتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے ۔ فریب دیتا ہے ۔ اخلاقی اصولوں کو توڑتا ہے ۔ اس سے ذرا بھی نفرت نہیں کرتے اور نہ رنجیدہ ہوکر اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں ۔ العجب ثم العجب !!

کشادہ دلی

خیال میں کشادہ دلی کا اُسوقت اظہار ہوتا ہے جبکہ انسان دوسرے کی کمزوریوں کو نظر عفو سے دیکھ سکتا ہو ۔ گفتگو میں کشادہ دلی وہاں نمایاں ہوتی ہے جہاں انسان بلا ضرورت دوسرے کی کمزوری کے بیان کرنے میں پرہیز رکھتا ہو ۔ کاموں میں کشادہ دلی اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ جب اور جسوقت اور جس انسان کے ساتھ جب کبھی موقع ہاتھ آئے تبھی اسکے ساتھ تنگدلی سے نفرت کرکے کشادہ دلی سے برتاؤ کیا جائے ۔

اعمال صالح

دنیا میں ہر ایک شخص کو کوئی نہ کوئی چیز محبوب و مرغوب ہوتی ہے ۔ ان میں سے کوئی تو مرض الموت تک اس کا ساتھ دیتی ہے اور کوئی قبر تک ۔ اور کوئی قبر میں اسکے ساتھ جاتی ہے ۔ عقلمند انسان کا فرض ہے کہ وہ ایسی چیز کو محبوب و مرغوب رکھے جو قبر میں اسکے ساتھ جائے جو مرنے کے بعد اسکی مونس وغمگسار رہے ۔ وہ چیز اعمال صالح ہیں ۔ اسی مضمون کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پاک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے ۔

یتبع المیت ثلثة اهله وماله وعمله فیرجع اثنان ویبقی واحد یرجع اهله وماله ویبقی عمله (بخاری ومسلم)

کہ میت کے پیچھے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں اُس کے قرابتی لوگ اور اُسکا مال اور اُسکے عمل ۔ پس دو چیزیں قرابتی لوگ اور مال تو پلٹ آتے لیکن اُسکا عمل اُس کے ساتھ جاتا ہے ۔

تحفے

قمار بازی

(از جناب مولٰنا مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

مہاراجہ رامچندر جی چودہ برس کے بن باس کے بعد جب اپنے دار السلطنت میں واپس آئے تو رعایا دبرایائے فرحت وابتہاج کے اظہار میں دیپ مالا کی دیوالی کی رات کو برادران وطن غالبًا اسی واقعہ کی یادگار میں چراغاں کرتے ہیں۔ لیکن اسکی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ اس رات کو قمار بازی کیوں کی جاتی ہے؟ زیادہ حیرت واستعجاب کا باعث یہ امر ہے کہ قمار بازی کو فرائض وعبادات مذہبی میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہذا شئ عجیب! خیر برادران وطن اپنے مذہبی نقطۂ خیال سے قمار بازی کو معیوب نہ سمجھیں تو ان کو اختیار ہے لیکن مسلمانوں کے پاس انکے تتبع کی کونسی وجہ موجہ ہے جو وہ بھی دیوالی کی رات کو قمار بازی میں حصہ لیتے ہیں۔

ایام جاہلیت کے بعض اشعار سے پایا جاتا ہے کہ عرب ہار جانے کو بہ نظر استحسان دیکھتے تھے اور اپنے ہار جانے کا حال فخریہ بیان کرتے تھے۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قحط میں غربا کا نان و نفقہ اور محاربات میں سامان حرب وضرب کا بہم پہنچانا ان اشخاص کے ذمہ ہوتا تھا جو ہار جاتے تھے۔ عرب میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ قحط اور لڑائی کے مواقع پر بڑے بڑے امراجوا کھیلتے تھے جو ہار جاتا قحط و جنگ کے مصارف اسکے ذمہ ہوتے۔ چونکہ اس میں خیرات وصدقات کا موقع ملتا تھا اسلئے وہ ہارنے پر تفاخر کرتے تھے۔ غور کرو قمار بازی سے غربا کو نفع پہنچتا تھا مگر اسکے عواقب ونتائج بہت قبیح وسندید ہوتے تھے جنکے مقابلہ میں نفع رسانی کی کوئی حقیقت نہیں ہوسکتی۔ اسی بنا پر خداوند تعالٰی فرماتا ہے کہ قمار بازی میں بڑی بدکاری ہے بے شک غربا کو نفع پہنچتا ہے مگر اس بدکاری کا جو نتیجہ ہے وہ سخت گندہ ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (پ ۲ س البقرہ ع ۲۷) اے پیغمبر لوگ تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت ہیں تو ان لوگوں سے کہدو کہ ان دونو چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان فائدے سے انکا گناہ اور نقصان بڑھ کر ہے۔

بلحاظ عواقب ونتائج کے قمار بازی میں جو نقصانات ہیں انکی تشریح آیات مندرجہ ذیل میں فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ

ع ۱۲) مسلمانو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے ان میں کا ہر ایک

[illegible] بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے [illegible] میں دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور تم کو یاد الٰہی سے اور نماز سے باز رکھے تو کیا شیطان کے [illegible]ر پر اطلاع پائے پیچھے اب بھی تم باز آؤ گے یا نہیں؟

قرآن کریم نے نہایت تحقیق و تدقیق سے اپنے حکیمانہ بیان میں قمار بازی کے مندجہ ذیل نقصانات گنوائے ہیں :-

(۱) یہ ناپاک فعل ہے ۔ (۲) ایک شیطانی کام ہے ۔
(۳) اسکے ارتکاب میں فلاح و نجات نہیں ۔ (۴) قاطع اتحاد و اتفاق ہے ۔
(۵) یاد الٰہی سے غافل کرتا ہے ۔ (۶) نماز سے روکتا ہے ۔

غور کرو اسلام نے قمار بازی کے عیوب و نقائص مدلل و مبرہن بیان کر کے اپنے متبعین کو نہایت شدت کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے ۔ کیا یہ سخت افسوس کی بات نہیں ہے کہ ان ہدایات تامہ کی موجودگی میں بعض مسلمان نہایت بے باکی سے قمار بازی کے مرتکب ہوتے ہیں؟

نہ دل میں شوق فیشن کا نہ سودا سر میں آنر کا

(از جناب منشی عبدالمجید صاحب صدیقی ۔ لاڑکانہ)

ہمیشہ سامنے تیرے ہو جھکنا کام جس سر کا
نہیں ممکن بنے وہ آستانہ غیر کے در کا

گرا قعر ضلالت میں جو بھٹکا راہ فطرت سے
رہا قائم وہ جو حدِ الٰہی سے نہیں سرکا

ہمیشہ خوف کھاتے رہتے ہیں قہر الٰہی سے
کھنچا ہے جن کی لوحِ دل پہ نقشہ روز محشر کا

نگاہِ قہر تیری خرمنِ عالم جلا ڈالے
سحابِ لطف سے دریا بہے آبِ مقطر کا

ہیں تیرے زیر فرماں سب ثوابت ہوں کہ سیارے
شہنشاہِ شہنشاہاں تو ہی ہے خشک اور تر کا

مجھے مطلب کسی سے کیا ہے قارون ہو کہ حاتم ہو
پھرا مجھکو نہ در در میں تو سائل ہوں تیرے در کا

عطا کر فقر کی دولت کہ ہے جو فخر پیغمبر
نہ دل میں شوق فیشن کا نہ سودا سر میں آنر کا

پئیں گے تشنہ کامانِ محبت جام بھر بھر کر
شبو خاکِ مدینہ کا ہو ۔ پانی حوضِ کوثر کا

مزا ملتا ہے شاہی کا ترے در کی گدائی میں
کروں لیکر میں کیا طرہ ہما کے بال اور پر کا

نفوذ اسمیں کرے یاد الٰہی کیسے صدیقی
ملمع چڑھ گیا جس قلب پر ہو سیم اور زر کا

نمبر ۶ ۸

تہذیب الاخلاق

(از جناب مولوی محمد صدیق صاحب - عدن)

اہل دنیا کو (خواہ بادشاہ ہو یا فقیر مفلس ہو یا امیر) ان چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ جو سعادتمند ان کو اختیار کرے سعادات دو جہاں اُسکو حاصل ہوں دنیا میں نیکی اور نیک نامی سے بسر کرے اور عقبیٰ میں افضال ایزدی اُسکے شامل حال ہوں۔

حیا الحیاء شعبۃ من الایمان - یعنی حیا ایمان کی شاخ ہے تمام عالم کے کاروبار حیا سے جاری ہیں - اگر حجاب وشرم عالم سے اُٹھ جائے تو انتظام خلائق میں خلل واقع ہو اور مصالح عالم درہم وبرہم ہوجائیں - شرم وحیا انسان کو لہو ولعب سے روکتی ہے اور مکروہات سے باز رکھتی ہے

صف شکن قلب مناہی حیا است راہ زن خیل نواہی حیا است

دین و دنیا کے کل کاموں کا دار و مدار حیا پر ہے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ صفت شرم و حیا سے موصوف ہے - جب کوئی بندہ حق تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ شرم کرتا ہے کہ اُسکو اپنی رحمت سے مایوس کرکے خالی ہاتھ لوٹائے بلکہ نقد مقصود سے اُسکا کفِ آرزو بھر دیتا ہے ؎

محال است اگر سر بریں در نہی کہ باز آیدت دست حاجت تہی

عفّت محرمات ومنہیات شرع سے بچنے کو عفت کہتے ہیں - عفت بھی خوش اخلاقی کا ایک جزو ہے - انسان دو نسبتیں رکھتا ہے اول نسبت ملائکہ دوم صفت بہیمہ - نسبت ملائکہ علم پر عامل ہونے سے اور صفت بہیمہ لذات جسمانی پر مائل ہونے سے مل سکتی ہیں - پس انسان کو لازم ہے کہ صفات بہیمہ کیطرف کمتر خیال کرے اور نسبت ملائکہ کا کمال حاصل کرے ؎

از بہائم بہرہ داری واز ملائک نیز ہم بگزر از حیّز بہائم کز ملائک بگزری

جس وقت کھانے کی طرف انسان راغب ہوتا ہے تو حلال وحرام میں فرق نہیں کرسکتا اور جب شہوت و غضب غالب ہوتا ہے تو نکاح وزنا شرم وادب میں امتیاز نہیں رہتا - غلبۂ شہوت کے وقت دامن ہمت و حرمت کو داغ حرام سے بچانے اور نفس امارہ کے روکنے کو عفت کہتے ہیں -

ادب افعال ناستودہ اور اقوال بیہودہ سے نفس کو بچانا اور اپنا اور دوسروں کا حسن لحاظ رکھنا اور اپنی اور دوسروں کی آبرو وعزت ...

مثنوی صاحب رح اس طرح فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم گشت از فضل رب
از ادب پُر نور گشت است ایں فلک | از ادب معصوم و پاک آمد ملک

ادب آدمی ہر جگہ عزیز و محترم رہتا ہے ؎

ادب تاجے است از فضل الٰہی | بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی
ادب بہتر از گنج قارون بود | فزوں تر ز ملک فریدوں بود
بزرگاں نہ کردند پروائے مال | کہ اموال راہست رو در زوال
عناں سوئے علم و ادب تافتند | کہ نام نکو از ادب یافتند

علو ہمتی حق تعالیٰ مرد بلند ہمت کو دوست رکھتا ہے۔ بلند ہمت آدمی کی کل آرزو پوری ہوتی ہیں اور پست ہمت اپنے مقاصد کے حصول میں نامراد و ناکامیاب رہتا ہے۔ مرد بلند ہمت کے نیک اعمال حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے ؎

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق | باشد بقدر ہمتِ تو اعتبار تو

جد و جہد جد اپنے مطلب میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ جہد اُس کوشش میں تکلیفیں اور اذیتیں اُٹھانا۔ جد و جہد عوام اور خصوصًا بادشاہوں کے لئے لازمی امر ہے اور علو ہمتی کے تابع ہے جسقدر ہمت بلند ہوگی اُسیقدر جد و جہد زیادہ۔ کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ اکثر سلاطین سلف نے (جو بے انتہا خزانہ اور لشکر رکھتے تھے) علو ہمتی کی تحریک سے جسوقت جد و جہد پر کمر باندھی ہے اپنی مرادوں میں (بعد برداشت کرنے سخت تکلیفوں کے) کامیاب ہوئے جد و جہد کے سبب سے سکندر و تیمور کا نام روز روشن کی طرح تختۂ عالم پر اظہر من الشمس ہے ؎

می باش بجد و جہد در کار | دامان طلب ز دست مگزار
برخیز کہ دل بر آں گر آید | گر جہد کنی بدست آید

[عد]الت و احسان یہ صفت بھی کل خلائق کو عمومًا اور بادشاہوں اور اولوالعزم کو خصوصًا اختیار کرنی لازم ہے۔ عدل مظلوموں کی دادرسی اور احسان خستہ دلوں بیماروں کی بیمارپرسی کو کہتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ بادشاہوں کا ایک ساعت کا انصاف ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ عبادت کی جزا اور اُسکا نتیجہ صرف عابد کو اور عدل کا فائدہ کل خلق اللہ کو پہنچتا ہے۔ دین و دولت ملک و ملت کے اصول اور مصالح اسی عدل کی برکت سے قائم ہوئے ہیں ؎

ہر کہ دریں خانہ شبے داد کرد | خانہ فردائے خود آباد کرد

مضمون

سمجھ

(از جناب مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی)

اے ہماری پیاری سمجھ آج ہم چاہتے ہیں کہ کچھ تیرے کرشمے دکھا کر تیری خوبیاں بیان کریں اور تیرے نور کی جھلک سے اپنے اور ناظرین کے دلوں کو روشن کریں۔ اے ہماری پیاری سمجھ میرے قلم میں طاقت نہیں کہ تیرے کچھ اوصاف بیان کرسکوں۔ جو کچھ اس قلم سے نکلیگا وہ تیرا ہی ایک ادنی کرشمہ ہے۔ یوں تو دنیا میں وہ کونسی چیز ہے جسمیں تیرے نور کی جھلک نہو۔ بموجب کلام پاک ان من شیئ الا یسبح بحمدہٖ یعنے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اپنے خدائے برتر کی تعریف کے ساتھ اُسکی پاکی نہ بیان کرتی ہو۔ کوئی زبان حال سے اور کوئی زبان قال سے مگر جسقدر تیرے نور کی جھلک انسانی دنیا میں پائی جاتی ہے ایسی اور کسی شے میں نہیں ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان میں قدرتی طور پر تیرے نور سے مستفید ہونے کی قابلیت رکھی ہوئی ہے۔ تیری بدولت تو انسان کو خدا نے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور پھر جسقدر تیرا نور اور انسانوں کے اعتبار سے کسی انسان میں زیادہ ہوتا ہے اسیقدر اسکو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ایسے ایسے کام کرتا ہے کہ جس سے لوگوں کو حیرت ہوتی ہے۔ غرض جس انسان میں تیرے نور کا اثر زیادہ ہوگا اسیقدر وہ خدا کے سامنے زیادہ گردن جھکائیگا اور ہر پہلو سے وہ اپنی اور تمام بنی نوع کی اصلاح کو مدنظر رکھیگا۔ اے ہماری پیاری سمجھ وہ کون سے الفاظ ہیں جنسے تجھے یاد کروں۔ تجھے اپنی جان کہوں ایمان کہوں ملجا و ماویٰ کہوں تو ہی بتا تجھے کیا کہوں۔ تیری ہی بدولت تو ہم لوگ خداوندی دربار سے مخاطب ہوتے ہیں اور ہم کو یاایھا الذین اٰمنوا کے معزز خطاب سے یاد فرمایا جاتا ہے تو اگر نہوتی تو پھر کس طرح اس محبت و پیار کے بھرے ہوئے خطاب سے ہم مخاطب ہوسکتے تھے۔ کہیں یوں ارشاد ہوتا ہے کہ فاتقون یااولی الالباب یعنی اے سمجھ [illegible] میرے جبروت و عظمت کے خیال سے میرے حکم کے سامنے گردنیں جھکاتے رہو۔ اے ہماری چہیتی سمجھ تیری ہی بدولت تو خداوندعالم نے ہمپر ساری نعمتیں ختم کردیں۔ ہر قسم کے احکام عبادات معاملات دینی و دنیوی ہدایتیں فرماکر حکومت و محکومی کے قوانین سمجھا کر ہم کو اس خوشخبری سے سرفراز فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا یعنے آج میںنے تمہارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تمپر پوری کردیں [illegible] کے لئے دین کو پسند کرلیا۔ [illegible] کیوں ہوا۔ سب تیری ہی بدولت تو ہوا۔ تو اگر نہ [illegible] اور کس طرح اسپر عمل کرسکتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے ہم تجھ [illegible]

ہم کو صاف منع کر دیا جاتا ہے کہ ہمارے دربار میں حاضر مت ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ یعنی اے ایمان والو تم بیہوشی کی حالت میں نماز کے قریب بھی مت آؤ جبتک کہ جو کچھ کہتے ہو اسکو سمجھنے نہ لگو۔ ہائے افسوس ہم مسلمان سمجھ سے کچھ کام نہیں لیتے۔ ہم کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم زبان سے کیا کہہ رہے ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اُسکا مطلب کیا ہے۔ نماز پڑھتے ہیں مگر نماز میں جو کچھ خدا کی تعریف اور دعا اور استغفار اور درود پڑھتے ہیں اسکا کیا مفہوم ہے۔ سبحانک اللھم کے کیا معنے ہیں الحمد کا کیا مطلب ہے التحیات سے کیا مراد ہے افسوس ہمارے رسول اکرم علیہ التحیہ والثنا نے ہم کو ہر ہر بات کے سمجھنے کے لئے بارہا ہدایت فرمائی ہے مگر ہم رسول کی ہدایت ہی کو نہیں سمجھتے تو پھر خدا کی ہدایت کو کیا سمجھینگے۔ بڑی ضرورت ہے کہ مسلمان عربی پڑہیں تاکہ احکام الٰہی کو سمجھ سکیں۔

اے ہماری پیاری سمجھ اگر ہم تجھ سے کام نہ لینگے تو ہمارا شمار حیوانوں میں ہوگا بلکہ ان سے بھی بدتر حالت ہماری ہوگی۔ چنانچہ جو لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے ان کی نسبت ارشاد ہے ۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۰ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یعنے ہمنے پھیلا دئے ہیں جہنم کے لئے بہت سے جن اور انسان کہ انکے دل تو ہیں (مگر) سمجھتے نہیں اور انکی آنکھیں تو ہیں (مگر) دیکھتے نہیں اور انکے کان تو ہیں (مگر) سُنتے نہیں۔ یہ ایسے ہیں جیسے جانور بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا سے غافل رہتے ہیں اور احکام خداوندی کو سمجھتے نہیں۔ پس جبتک ہم لوگ احکام خداوندی کو نہیں سمجھینگے اسوقت تک ہم خدا کے تابعدار بندے نہیں ہو سکتے۔ اے ہماری جان و ایمان سب سے پیاری سمجھ تو ہی بتا خدا نے تجھ میں ایسی کیا تاثیر رکھی ہے کہ تیرے بغیر کوئی بھی کام ٹھیک نہیں ہوتا [illegible] ناکا ہو کہ دین کا تیرے بغیر سب خراب ہوتے ہیں اور اگر ہم تجھ سے کام اچھی طرح لیں تو ہمارے سارے [illegible] رہے وہ دنیا کے ہی کام ہوں سب دین کے ہو جائینگے اور ناسمجھی سے چاہے وہ دین ہی کے کام ہوں کسی شمار میں نہیں آسکتے۔ چنانچہ اگر کوئی عیسائی بحالت جنون اسلام کا اقرار کرے تو اسکا اسلام قبول نہیں اسیوجہ سے شریعت محمدی میں مجنون اور لڑکا جس قوم و مذہب کا ہوگا وہ اسی قوم میں شمار ہوگا یہی تو وجہ ہے کہ اگر نیند کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے [illegible] ورہے اسکے بعد نماز پڑھے چنانچہ فرماتے ہیں ۔ فلیرقد فانه لا یدری لعله یریدان یستغفر [illegible] نفسه یعنے نیند کے غلبہ کی حالت میں انسان کو سو رہنا چاہئے کیونکہ وہ نہیں سمجھتا شاید [illegible] یار [illegible] اپنے آپ کو گالیاں دینے لگے پس اس حکم سے صاف معلوم [illegible] پڑھنا اصلی نماز نہیں ہے۔ اسی بنا پر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ

فرماتے ہیں کہ انسان کے سمجھدار ہونے کی دلیل ہے کہ وہ اوّل اپنے حوائج ضروریہ سے فارغ ہو اور میں مشغول ہو تاکہ عبادت سمجھ اور لطف کے ساتھ ہو ورنہ بے سوچے سمجھے نماز کا پڑھنا بیگار ٹالنا ہے

نہ ایں نشستن و برخاستن است نماز ۔ دل چو حاضر نشو وجنبش بیکار چہ سود

میری اس تحریر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ جبتک ہم سمجھنے کی قابلیت نہ پیدا کر لینگے اسوقت تک نماز پڑھنا ہمارا فضول ہوگا۔ حاشا وکلا میری یہ غرض نہیں ہے۔ نماز خدا کی بندگی کا نام ہے وہ جس حال میں اور جس صورت سے ہوگی ادا ہو جائے گی چاہے سمجھے کہ نہ سمجھے مگر کوشش کرنی چاہیئے کہ جو کچھ بندگی کا طریقہ ہم کرتے ہوں اسکو ہر پہلو سے سمجھکر کریں ہر حالت کی نماز علیحدہ ہوتی ہے جسقدر سمجھ بڑھتی جائے گی اسی قدر اسمیں لطف اور مزا زیادہ آتا جائیگا یہانتک کہ وہ مرتبہ حاصل ہوگا جسکی بابت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں الصلوٰۃ معراج المومنین یعنے نماز مومنین کے لئے معراج ہے۔ اللہ اکبر واقعی نماز ہی ایسی عبادت ہے کہ اسمیں جسقدر قرب خداوندی ہوتا ہے ویسا کسی عبادت میں نہیں ہوتا چنانچہ حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کرو اور ہم سے قرب حاصل کرلو۔ (اس موقعہ پر ناظرین سجدہ کرلیں) اے ہماری انمول سمجھ تیری بدولت تو ہم خدا کے مقرب ہوتے ہیں اور تیری ہی بدولت ہم محسود ملائکہ ہوئے۔ میرے قلم میں تیری تعریف اور تیری شان بیان کرنے کی طاقت نہیں کہاں تک تیرے اوصاف بیان کروں ؎

داماں نگہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار ۔ گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

ہمارا کپڑا بننا پہننا۔ کھانا کھانا۔ بیمار ہو جائیں تو علاج کرنا۔ اپنے رہنے کے لئے مکان بنانا حکومت کرنا اگر محکوم ہوں تو اپنے آقا کی اطاعت کرنا اور اپنے نفس اور اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا اپنی قوم کی فلاح کی تدبیریں سوچنا اپنی ہمسایہ قوم کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اناج کے پیدا کرنے کے لئے کھیتی اور علم زراعت سے کام لینا۔ عمدہ سواریوں کا انتظام کرنا غرض تمام دینی اور دنیوی کام عمدہ طریقہ سے کرنا سب تیرے ہی ساتھ وابستہ ہیں تو اگر نہو تو کوئی کام نہو۔

اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوا یہ دعا کرتا ہوں۔ اے سمجھداروں کے معبود تو ہم کو یہ عنایت فرما کہ ہم تیرے اس نور سے یعنی سمجھ سے اپنے دلوں کو منور کریں اور ایسے کام کریں جن سے اس نور کی روشنی بڑھتی رہے۔ اے اللہ ہم کو توفیق عنایت فرما کہ ہم حضور سرور عالم کے اتباع میں ہر وقت منہمک رہیں کیونکہ ہماری سمجھ کا نور اس اتباع سے بہت روشنی پکڑتا ہے اور ہم احکام الٰہی خوب سمجھ کر کرنے لگیں گے وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

حیاۃ طیبہ

(از جناب مولوی قاضی فتح محمد صاحب ۔ انبالوی)

اپنی موجودہ حالت کا ناگفتہ بہ قصہ سُننے اور سُنانے ۔ اپنی پستی و بے حمیتی کا دردانگیز نقشہ دیکھنے اور دکھانے اپنی حرکات شنیعہ اور رسومات قبیحہ پر رونے اور رُلانے کے بجائے آؤ آج ہم اُن پاک اصولوں پر کاربند ہونے کے لئے آمادگی ظاہر کریں جنکی بدولت نیک نہاد فرزندان اسلام نے اس عالم دنیامیں بھی مقدس زندگی بسر کی اور نجات عالم آخرت کی بھی بشارت پائی ۔ نیز اہل عالم کو حقیقی منزل مقصود کی راہ قریب و صراط مستقیم دکھائی ۔ وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ انسان جسکو اسکی ہدایت و رہنمائی کے لئے عقل و تمیز عنایت کی گئی ہے وہی انسان جب اپنی ہمت و استقلال کی بدولت شیطان کے دام تزویر سے بچا رہتا ہے تو اپنی بے انتہا عاجزی اور بے سروسامانی او رخالق کائنات کی قدرت کاملہ کو تسلیم کرکے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ دنیا کے یہ سازوسامان رائگاں نہیں بنائے گئے اسکی زندگی کا منشاء حقیقی محض (ایٹ ڈرنک اینڈ بی میری) یعنی کھاؤ پیو اور مزے اُڑاؤ پر عمل کرنا نہیں ہے بلکہ اسکے عقیدہ میں انسان چونکہ بزرگترین خلائق ہے اور بمقابلہ دیگر حیوانات چونکہ یہی وجود عقل و شعور سے ممتاز ہے لہذا اسکی خلقت کی علت و غایت بھی خاص الخاص ہے ۔ اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ ہر انسان انسان کامل نہیں ہوسکتا ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکساں نکرد

مگر ہر شخص خدا کی نعمتوں سے برابر مستفید ہوکر دنیا اور آخرت میں اپنے لئے بہترین سامان مہیا کرسکتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ وہ اپنے خالق حقیقی اور اسکے فرستادگان خاص کے احکام کی [illegible] کرے ۔ یوں دنیا میں بے شمار مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں اور اپنی زندگی بسر کرگئیں اور تا قیامت سلسلۂ پیدائش و اموات جاری رہیگا لیکن بہت کم ہیں جو اس حیاتِ چندروزہ کی قدر کرتے ہیں ؎

کیا اعتبار ہستیٔ ناپائدار کا — چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

افسوس وہ عمر گرانمایہ سوت جسکا انجام لابدی ہے ۔ ہم لوگ اُسکو سستی و کاہلی میں سخت بیقدری کے ساتھ صرف کرتے ہیں ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے — عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

[illegible] ہے کہ فی الحقیقت عزت و آبرو کی زندگی خوشحالی اور فارغ البالی کی [illegible] صرف ایسے ہی حضرات کو میسر ہوئی ہے جنہوں نے خدا

اور خدا کے سچے رسولوں کی برگزیدہ تعلیمات کو اپنا دستور العمل بنایا۔ آج جبکہ تیرہ سو برس سے حضور سرور
کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی شہرت فرش سے عرش تک بلکہ ہفت آسمان حتیٰ کہ لا مکاں
تک پہنچ چکی ہے۔ کوئی شخص خواہ وہ جاہل ہو یا فاضل۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔ گدا ہو یا بادشاہ بدون متابعت
شریعت اسلامی یا حرمت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہرگز ہرگز اسکی زندگی "حیاۃ طیبہ" کے برگزیدہ
درجہ کو نہ پہنچ سکیگی۔ آج جو شخص خدا اور رسول کریم کا منکر ہو کر محض دنیا یا دُنیا اور آخرت دونوں کی
ترقی و بہبودی کا متمنی ہوگا۔ حاشا وکلا اسکی ترقی حقیقی ترقی اور اسکی زندگی حیات طیبہ نہ کہی جا سکیگی۔
حضور علیہ الصلٰوۃ کی ہدایات کی عدم متابعت ہمارے لئے ہر حالت میں باعث زحمت و کلفت رہیگی
قدرت کا یہی فتویٰ اور کلام الٰہی کا یہی خلاصہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے عزت و آبرو کی زندگی اسی میں
ہے کہ وہ اعمال صالح کریں اور اعمال صالح وہی ہیں جو رسول کریم کا اُسوۂ حسنہ ہیں اور خدا کی کتاب لاجواب
قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ پس جو مسلمان ان احکام اور ان تعلیمات پر کاربند ہونگے تو یہ حیات پنجروزہ
انکے لئے حیات طیبہ ہو جائے گی اور اسی پر بس نہیں بلکہ دوسری دنیا (عالم آخرت) میں بھی ان کو
انکے اعمال نیک کی بدولت رحمت الٰہی سے اجر ہائے عظیم مرحمت ہونگے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (جو شخص نیک عمل کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم (دنیا میں بھی)
اسکی زندگی اچھی طرح بسر کرائینگے اور انکو (آخرت میں بھی) اُنکے ان بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائینگے

یاد رکھو مہذب اور شائستہ زندگی یا بالفاظ دیگر حیاۃ طیبہ کیلئے اسلام مقدس اسلام کے
سادہ مگر دلکش فیشن سے بڑھکر کسی قوم و مذہب کا فیشن نہیں ہو سکتا۔ اگر دنیا میں اسلام کا بول بالا
کرنا منظور رہے اگر اسلام پر زندہ رہنا اور اسلام ہی پر مرنا مطلوب ہے تو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کو اپنا مطمح نظر بناؤ کیونکہ وہ حیاتِ بلند درجات جسکو حیات طیبہ
کہتے ہیں بجز اسکے میسر نہیں آسکتی۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

کلام اکبر

یہ تھی غلطی دیا جو معبود کو چھوڑ — اصلاح یہ ہے نمود دے سود کو چھوڑ
بزم ملت کا عافیت جو ہے اگر — اللہ کے آگے جھک اُچھل کود کو چھوڑ
تکمیل میں اُن علوم کے ہو مصروف — نیچر کی جو طاقتوں کو کردیں مکشوف
لیکن تم سے امید کیا ہو کہ تمہیں — عہدہ مطلوب ہے وط.. ہے مالوف
حب علم گیا تو شوق عزت معدوم — دولت رخ...
مسجد سے یہ آئی گوش اکبر میں صدا — مذہب...

نثر

سُنائے جا

(ازجناب ماسٹر امیر حسن صاحب ناز سیالکوٹی)

سدیوں کی بھولی ہوئی کہانیاں - مدتوں کے فراموش ہوئے ہوئے قصّے صداقت کی زبان میں سچائی کے لفظوں میں سُنائے جا - عشقِ حقیقی کی ولولہ انگیز داستانوں کو معرفتِ الٰہی کے جوش پیدا کرنیوالے قصّوں کو سُنا - اور بار بار سُنا -

جہالت اور لاعلمی کی نیند سے بند ہوئی ہوئی آنکھیں بزرگانِ سلف کے زرّیں کارناموں کا تذکرہ سُن کر کھل رہی ہیں - تغیرّاتِ زمانہ اور انقلاباتِ عالم کی دستبرد سے پژمردہ ہوئے ہوئے دل احساساتِ اُلفت اور جذباتِ محبّت کے ہجوم کے تقاضوں سے مجبور ہوکر ایک نئی زندگی حاصل کرنے کی آرزو میں بیتاب ہو رہے ہیں - پامال شدہ تمنّائیں جنہیں مایوسیوں کے سرد ہاتھوں نے مدّتیں گزریں ٹھنڈا کر دیا تھا - اب پھر اُس آتشِ عشق کے احساس سے تپش اندوز ہو رہے ہیں - جسکی کرشمہ سازیوں نے کبھی ایران کے آتشکدوں پر توحید کے بادل برسائے تھے برباد ہوئی ہوئی امیدیں جنہیں غلبۂ یاس نے صدیوں سے ناکامی کی تاریک گہرائی میں پھینک دیا تھا - پیامِ امید کی روشن کرنوں کے زندگی بخش نور کا نظارہ کرکے جنبش میں آرہی ہیں - اور اپنے ہاتھوں ہی اپنی خوبیاں کھو دینے والی منتخب شدہ اُمّت اُس جد و جہد کے لئے جسنے کبھی دنیا بھر میں اُسے ممتاز کر دیا تھا پھر مستعد ہو رہی ہے ضروریاتِ زمانہ کی اہمیّت سے بےخبر قوم ایک ایسی تحریک کی محتاج ہے جو خون بنکر ہر فرد کی رگوں میں دوڑ جائے - پُرانے حوصلے پھر آموجود ہوں - دیرینہ اُمنگیں پھر ظاہر ہوں - اور مدتوں کی افسردہ طبیعتیں ایک سچے پائدار جوش سے بھر جائیں - اسلئے عہدِ سلف کے بزرگوں کے کارناموں پر دورِ جدید کی ضروریات کا رنگ چڑھا - اور میٹھی زبان میں اُن واقعات کو دہرائے جا - جو کبھی تہذیب و تمدن کی جان تھے - اُس رشتۂ اخوت کو جسنے کبھی دنیا بھر کے مسلمانوں کو منسلک کیا ہوا تھا - ازسرِنو تازہ کر - گزشتہ اور موجودہ حالت کا دردناک فرق دکھا کر نرم اور چبھتے ہوئے لفظوں میں تنبیہ کئے جا - تاکہ مردہ دل ازسرِنو زندگی حاصل کریں - پس اپنی یہ مخصوص روش نباہے جا - اور روشن مستقبل کی نوید جانفزا کو کہدے کہ ہمارے لڑکھڑاتے قدموں کو سہارا دے اور دھڑکتے ہوئے دلوں کو تسلّی کا پیام سُنائے -

مٹی کا برتن

(از جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی بیلپوری)

میں دیکھنے میں تو نہایت ہی حقیر و بے حقیقت شے ہوں۔ مگر میری فضیلت اہل ایمان سے پوچھو میرا مرتبہ کچھ وہی پہچانتے ہیں۔ انکی بھی نہ مانو تو سرکار دو عالم فخر بنی آدم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنو ارشاد فرماتے ہیں من اتخذ اوانی بیتہ خزفا زارتہ الملئکۃ یعنے جو اپنے گھر کے برتن مٹی کے رکھے فرشتے اسکی زیارت کریں وجہ صاف ظاہر کہ مجھ میں نہ اسراف نہ اترانا۔ دو کوڑی کی حقیقت کم خرچ بالانشیں۔ کہاں ہیں وہ حضرات جو مجھکو تحقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آئیں اور میرا مرتبہ ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہی نہیں بلکہ مجکو ہنسیں بناکر اپنا مکان رشک فردوس بنائیں مشیخت کا ندا برا کرے۔ جسنے انسان کو میری طرف سے متنفر کردیا۔ میں نہیں کہتا کہ تانبے کے برتن نہ خریدو۔ مگر اسکے کیا معنے کہ میری صورت سے بیزار رہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ میری قدر کرکے ثواب حاصل کریں اور اضاعت مال سے بھی بچیں۔

عرفان علی رضوی نے مٹی کے برتن کی بیش بہا نصیحت سنکر خیال کیا کہ اگر مسلمان ظاہری ٹیپ ٹاپ پر نہ مرتے تو قعر مفلسی میں ہرگز نہ گرتے ؎

مسلماں ہوتے مشیخت کے بندے ۔۔۔ مصیبت میں بھائی کے گر کام آتے
جو غربا و امرا کو یکساں سمجھتے ۔۔۔ تو قعر تنزل میں کاہے کو گرتے
غرور اور نخوت نے ان کو ڈبویا ۔۔۔ جو سچ پوچھو تو دین و دنیا سے کھویا
جو حرفت تجارت کو معیوب سمجھیں ۔۔۔ جو صنعت کو اک کام بیہودہ جانیں
جو علم و ہنر سے صدا دور بھاگیں ۔۔۔ نکیوں پیر بیچیں نکیوں بھیک مانگیں
نہیں پاس انکے رہی پھوٹی کوڑی ۔۔۔ بری ان سے حالت کسی کی نہوگی
صبح کا جو بھٹکا ہوا شام آیا ۔۔۔ کسی نے نہ بھٹکا ہوا اسکو سمجھا
اگر چاہتے ہیں مسلماں ابھرنا ۔۔۔ بتاتا ہے عرفان انکو وہ نکتہ
بلا جسکے بحر حوادث سے بیڑا ۔۔۔ نہیں پار ہوگا نہیں پار ہوگا
حجاب غرور و مشیخت اٹھاکے ۔۔۔ حقیقی ہر اک دینی بھائی کو سمجھے
شریعت کو مضبوط ہاتھوں سے تھامے ۔۔۔ چلے جاؤ بامرتبہ دو ڈے
شہ دین و دنیا کا عمدہ نمونہ ۔۔۔ تمہارے

غزل نعتیہ

(از جناب ابن الحکیم مولوی نذیر احمد صاحب صبر اڈیٹر تاجر میرٹھ)

شکر ہے دنیا سے میں چھوٹا یہ نقشہ دیکھ کر
عشق کے پھندے میں پھنسکر اسکا چسکا دیکھکر

میں کبھی کا مر نہ جاتا فکرِ دنیا دیکھ کر
جی رہا ہوں آپ کے در کا سہارا دیکھ کر

تا قیامت ہو وہ مستی۔ اُن کا جلوہ دیکھ کر
کچھ نہ آنکھوں میں سمائے روئے زیبا دیکھ کر

دم نکل جائے مرا۔ یا رب مدینہ دیکھ کر
پھر نہ میں دنیا کو دیکھوں شہ کا روضہ دیکھ کر

عفو ہوتی ہیں خطائیں ہوئے کعبہ دیکھ کر
نورِ ایماں دل میں بڑھتا ہے مدینہ دیکھ کر

نور جب پایا تو آئی۔ ورنہ گھبراتی تھی روح
حضرتِ آدمؑ کے قالب میں اندھیرا دیکھ کر

بخشدی اللہ نے فی الفور آدمؑ کی خطا
مصطفےٰ کے نامِ نامی کا وسیلہ دیکھ کر

ہو گئی گلزار آتش پُشتِ ابراہیمؑ میں
نورِ محبوبِ خدا وند تعالیٰ دیکھ کر

داخلِ خیر الامم ہوں ہے یہ موسیٰؑ کی دعا
امتِ خیر البشر کا خاص رتبہ دیکھ کر

بے ادب دوزخ میں پہنچے عاشقوں نے پائی خلد
نامِ پاک انجیل کے صفحوں پہ لکھا دیکھ کر

مظہرِ ذاتِ خدا نے نورِ حق پھیلا دیا
عالمِ ظلمت میں کل دنیا کا طبقہ دیکھ کر

انبیا سے جب لیا اللہ نے قول و قرار
ہر نبی حیران تھا حضرت کا رتبہ دیکھ کر

قطعہ
تھے جو قسمت کے دھنی وہ گنجِ مقصد پا گئے
صورتِ محبوب میں مولا کا جلوہ دیکھ کر

کور بختانِ ازل کو دیکھئے شپّر صفت
اور اندھے ہو گئے شمعِ تجلی دیکھ کر

یہ نہ سمجھا نور ربی ہے ہدایت کے لئے
پڑ گیا بوجہل ظلمت میں بھتیجا دیکھ کر

قطعہ
خلوتِ شب ہے ضروری لیک تکلیفِ قیام
کب گوارا ہے یہ نازک جسم والا دیکھ کر

عاشقو یاں شانِ محبوبی کا چلتا ہے پتہ
قولِ حق سبحانہٗ اِلَّا قَلِیْلًا دیکھ کر

قطعہ
تنگ آیا سخت گھبرایا بہت بے چین تھا
اپنے دل پر نفس اور شیطان کا حملہ دیکھ کر

آیۂ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہ جب پڑھی
جان میں جان آگئی اتنا سہارا دیکھ کر

بحرِ عصیاں سر سے اونچا آگیا پھر بھی مجھے
ہے امیدِ عفو حضرت کا وسیلہ دیکھ کر

یا رسول اللہ مدد کیجئے خدا کیواسطے
کشتیِ عصیانِ عاصی غرقِ دریا دیکھ کر

رحمۃٌ للعالمین عاصی پہ رحمت کی نظر
آپڑا ہے در پہ یہ ملجا و ماوا دیکھ کر

[illegible] بالا آپ کا
چومتا ہے کفشِ پا عرشِ معلےٰ دیکھ کر

[illegible] آفتاب
مہ دوپارہ ہو گیا فوراً اشارہ دیکھ کر

سرجو لینے کو چلے تھی خود وہ قدموں پر گری ... احمدِ مرسل میں شانِ حق تعالےٰ دیکھ کر
سب سے اوّل حضرت صدیق شیدا ہو گئے ... رونقِ حسن و جمالِ روئے زیبا دیکھ کر
جذبۂ دل جوشِ الفت میں کئی دیتا ہوں پیش ... ہر یوسف سوت کی اٹھیا کا قصہ دیکھ کر
نعتِ پاک مصطفےٰ۔ اور کلکِ صبرِ بے نوا ... میں قدم اس راہ میں رکھوں۔ بھلا کیا دیکھ کر

حمد کا ترانہ

(از جناب مولوی قاضی حمید الدین احمد صاحب۔ حمید)

روحوں کی عین راحت یارب ہے نام تیرا ... جانوں کی خاص تسکین پایا کلام تیرا
ہر دردمند دل میں دیکھا ترا ٹھکانا ... ہر غم زدہ کو حاصل قربِ دوام تیرا
ٹوٹے ہوئے دلوں کی ڈھارس بندھی ہے تجھ سے ... گر توں کو تھام لینا ہے خاص کام تیرا
محتاج ہیں جہاں میں شاہ و فقیر تیرے ... ممنونِ صد کرم ہے ہر خاص و عام تیرا
ہر ذرّہ اس جہان کا ہے کوہ طورِ یا کاں ... اس دل نے ہر جگہ پر پایا مقام تیرا
ہر غنچہ دل ہے گویا ہر برگِ گل زباں ہے ... باغِ جہاں میں ہر شے لیتی ہے نام تیرا

گویا کہ گا رہے ہیں سب حمد کا ترانا

ہر جنبش و سکوں میں اک سازِ پر نوا ہے ... ہر چیز کی ادا میں اک شانِ دلربا ہے
خاموشی و تحیّر کہنے کو ہیں بظاہر ... جو بولتے نہیں ہیں انکی بھی اک صدا ہے
ہیں بے نوائیوں میں اندازِ صد نوائی ... خاموشیوں میں بھی اک من بانتی ندا ہے
ہر شے جہاں میں دیکھی آئینہ دارِ تیری ... ہر پھول اس چمن کا جامِ جہاں نما ہے
ہیں حال و قال دونوں عظمت کے تیری شاہد ... ہر شیخ و رند و صوفی در پر تیرے جھکا ہے

ہے یاد سب کو گویا بس تجھ سے لو لگانا

کہسار میں ہیں ہم یا گھر میں آئیں جائیں ... یا تیرے تپ کی دھونی جنگل میں جا رمائیں
یا ان کے مست بیٹھیں بولیں کچھ زباں سے ... یا تیری داستانیں ہر شخص کو سنائیں
یا ہو کے محوِ حیرت تیرا جلال دیکھیں ... یا کاروبار میں ہم جی جان کو کھپائیں
یا تیری دولتوں سے حاصل کریں ترقی ... یا ساری نعمتوں کو یک لخت بھول جائیں
یا توڑ کر تعلق ہر شے کو چھوڑ بیٹھیں ... یا مالدار بن کر [illegible] دکھائیں

ممکن نہیں یہ لیکن۔ بھولے ترا

وحدت تری نمایاں اور عظمت آشکارا ... بحر کر

ہے دیر میں برہمن اور شیخ جی حرم میں — تیری عطا پہ لیکن دونو کا ہے سہارا
عیسائی اور یہودی آتش پرست و مسلم — نورِ مبیں ہے تیرا ہر دل میں جیسے تارا
چشمِ بصیر کو ہے ہر ذرّہ مہر تاباں — تیرے جمال سے ہے روشن جہان سارا
نفرت کریں تو کس سے دشمن کہیں تو کسکو — اک شاخ کے ثمر تھے اسکندرا و دارا
ہر اک جگہ ملا ہے دلکو ترا ٹھکانا

تیری بزرگیوں کی رفعت کو کون جانے — اس دُھن میں لگ گئے ہیں لاکھوں بشر ٹھکانے
جو کچھ کہ تو ہے ہم سے کب ہو سکے بیاں وہ — ہیں سر بمہر اب تک لاکھوں ترے خزانے
جھک جھک کے ساری قومیں لیتی ہیں نام تیرا — بیٹھے ہیں سارے عاقل گن گیان تیرا گانے
جو کچھ کہ ہو رہا ہے ۔ ہے سب جلال تیرا — ہر درسگاہ میں ہیں دلکش ترے فسانے
سب مذہبوں کے بانی تیرے بزرگ بندے — سب پارسا صفت ہیں محرم تیرے پرانے
یا رب حمید کو بھی مستِ صفا بنانا

اسلام کا عہد میثاق

(از جناب مولوی انوار حسین صاحب رسواڈیالوی)

عہدِ فاروق میں اک حاکم نامسلم نے — ان شرائط پہ صلح لشکرِ اسلام سے کی
سال بھر تک نہ لو مجھ سے لغرض مطلق — ملک میں بھی نہ مرے آئے مسلماں کوئی
حدِ فاصل کا نشاں ہے بتِ سنگیں میرا — اس سے آگے جو بڑھے تم تو ہے پیماں شکنی

ایک دن لشکرِ اسلام کے دو چار سوار — نیزہ بازی کے لئے دشتِ حلب میں نکلے
اتفاقاً کا جو نشاں راہ میں دیکھا حائل — کاوے پر گھوڑوں کو دوڑانے لگے گرد اسکے
ہاتھ بہکا جو ابو الجندلہ کے نیزہ کا — ناگہاں آنکھ میں در آیا شبیہ شہ کے

آنکھ پھوٹی ہوئی دیکھی جو بتِ سنگیں کی — پہرہ والوں نے خبر والیِ قنسر کو یہ دی
عہد کو توڑ دیا اہلِ عرب نے اپنے — تیری تصویر سے کی ہے یہ عجب گستاخی
ایسے بد عہد [illegible] ہے سزا دے آقا — تاکہ مشہور ہو دنیا میں سیاست اپنی

[illegible] اپنا — جانبِ لشکرِ اسلام یہ دیکر پیغام

میری تصویر سے جس طرح کیا تم نے سلوک | کیا یہی عہدِ وفا کا تھا تمہارے انجام
اپنے وعدوں کا اگر اب بھی ہے کچھ پاس تمہیں | آرزو بدلہ کی رکھتی ہے مری قوم تمام
یعنی تصویر خلیفہ کی تمہارے لیکر | ہم بھی ویسا ہی کریں تم نے کیا جو کام

ابن جراح[1] نے قاصد سے کیا سُنکے کلام | میری تصویر کی توہین سے گر تم خوش ہو
تم جو چاہو وہ کرو عہد پہ قائم ہم ہیں | نام لیکن نہ خلیفہ کا زباں پر لاؤ
ہم سے توہین تمہاری نہیں بالقصد ہوئی | عہد شکنی کا نہ الزام عرب پر رکھو

ہم وہ راسخ ہیں زباں سے جو کوئی بات کہیں
سر بھی کٹ جائے تو وعدہ نہ فراموش کریں

ابن جراح کی تصویر بنا کر آخر | کی وہی بے ادبی لوگوں نے ازراہِ عناد
جوش بیہودہ نہ اس فعل سے مسلم کو ہوا | ہر مسلماں رہا پابندِ صلح تا میعاد
ایسے اسلاف تھے وہ انکے عمل ایسے تھے | جنکے پیماں کی نہ کمزور کبھی تھی بنیاد
مفسدہ کفر کا دنیا سے مٹانے کیلئے | شرق اور غرب میں کرتے تھے برابر وہ جہاد
انکی تلوار کی برش میں تھا حق کا جوہر | سیٹھی چھریوں سے نہ کرتے تھے کسی پر بیداد

وہ نہ مغرور ہوئے دولت دنیا پاکر
جنکی مخدومی سے مخدوم بنے تھے چاکر

آہ اب ہم میں سلف کے وہ کمالات کہاں | بات بگڑی ہے کچھ ایسی نہیں کہنے کی میاں
اپنے اعمال نے شرمندہ کیا ہے ایسا | کوئی اب ہم سے زیادہ نہیں رُسوا دو جہاں
راستی سے ہمیں نفرت ہے دیانت سے گریز | کلمہ گویان امیں کا یہ بنا ہے ایماں
عہد و پیماں کی تو کچھ ہم میں حقیقت ہی نہیں | لغو گوئی کیلئے وقف ہی البتہ زباں
ضبط کا ہی نہیں یارا تو توکل کیسا | ننگی تلوار ہیں پر جوش جہالت سے ہاں

کام تدبیر سے کرتا نہیں اب تو آتا | گر مدبر تھے سلف اپنے تو رسوا کوکیا

ماتم شبلی

(از جناب مولانا مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب۔ دانا)

کیوں اُداس آج ہیں بوارہ ودر و خرد و کلاں | غم و اندوہ
کوئی بھی خوش نہیں آتا ہے نظر مجھکو یہاں | ہر طرف

[1] ابو عبیدہ کا نام ابو عبیدہ بن الجراح ہے سالار لشکر اسلام ملک شام

اشک گو جاری نہ ہو دل ہر کسی کا بیتاب — رنگِ رُخ صاف بتاتا ہے کہ ہے حال خراب
یہ سبب کیا ہے جو اس طرح سے آشفتہ ہے حال — لوگ خاموش ہیں کچھ ہوتا نہیں قیل و قال
جسکو دیکھو وہ نظر آتا ہے تصویرِ ملال — ہاں مری فہم میں اب آیا علے وجہ کمال

جلسۂ تعزیتِ شبلیؔ نعمانی سے ہے — اسلئے غمزدہ ہر پیکرِ انسانی ہے

ہائے وہ شبلی جو تھا حامئ دینِ اسلام — علم کا جسکے ثنا خواں تھا ہر اک خاص و عام
جسکا ہم جوشِ محبت سے لیا کرتے تھے نام — لے گیا چھین کے جسکو فلکِ نیلی فام

آہ اُس شبلیؔ نعمانی کا ماتم ہے آج — چارہ کچھ جسکا نہ ممکن ہو وہی غم ہے آج

یاد تازہ ہے بھلاؤں تجھے کیونکر شبلی — ابھی آنکھوں میں ہے تیرا رُخِ انور شبلی
کل ہی تو تجھ سے ملا تھا دل مضطر شبلی — آج کیا ہو گیا اے خالقِ اکبر شبلی

اُسنے رحلت کی بھلا کیسے یہ باور کرلوں — دل گھلا جاتا ہے کیونکر اسے پتھر کرلوں

غم ترا دل میں کبھی چبھتا ہے نشتر ہو کر — شیشۂ دل پہ کبھی گرتا ہے پتھر ہو کر
کبھی رہتا ہے یہ پہلو کے برابر ہو کر — کبھی پہلو سے گزر جاتا ہے خنجر ہو کر

ہائے کیسا کیا شبلی تری رحلت نے سلوک — اس مصیبت میں کیا بھی تو مصیبت نے سلوک

لاکھ سمجھائے کوئی مجھکو نہیں ہوتا یقیں — کہ اس عالم میں رہے اب نہیں وہ حامئ دیں
مانا اس جا نہیں پر ہونگے وہ آخر تو کہیں — ہم کو آتا ہے نظر جیسے وہ بیٹھے ہیں یہیں

سامنے آنکھوں کے اک صورت نورانی ہے — غور کرتا ہوں تو وہ شبلیؔ نعمانی ہے

وہ ترا حُسنِ عمل اور وہ حُسنِ سیرت — وہ ترا علم ترا فضل وہ علمی شہرت
وہ محاسن وہ کمالات وہ عالی فطرت — وہ تبحر وہ سخن سنجی وہ علمی خدمت

بے سبب لوگ نہ شمس العلماء کہتے تھے — کچھ تو تھا تجھکو جو نقشِ قدما کہتے تھے

ہائے وہ خوبیاں جس میں تھیں وہ فاضل تھا کون — درد اسلام سے تڑپا کرے وہ دل تھا کون
[illegible] وہ لیلائے کمالات کا محمل تھا کون — کشتئ اُمتِ اسلام کا ساحل تھا کون

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شبلیؔ نعمانی تھا — محسنِ قوم وہی پیکرِ انسانی تھا

آہ جب تم نہیں پھر آہ و فغاں سے حاصل — دردِ دل جب نہ سنو تم تو بیاں سے حاصل
نوجواں کرتے تھے کچھ پیرِ مغاں سے حاصل — جب نہیں تم تو کریں اور کہاں سے حاصل

کس سے پوچھیں کہ ہے کیا خستگئ دل کا علاج — موت آجائے کہ بس ہے یہی بسمل کا علاج

[illegible] پریشانی کر — دور ہم درد نصیبوں کی پریشانی کر
[illegible] کر — دردِ ہائے دلِ صد چاک کی درمانی کر

حکمت و موعظت

(از جناب مولانا مولوی شیخ نورالدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

کرم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بیحد ظلم وستم کئے تھے وہ اپنی شامتِ اعمال سے ڈرتے تھے اور اپنے مال وجان سے مایوس ہو بیٹھے تھے۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازے پر دستِ مبارک رکھا اور فرمایا کہ خدا ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسنے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندوں کو فتح دی اور اپنے دشمنوں کو شکست نصیب کی۔ اب تم کیا دیکھتے ہو؟ اور کیا کہتے ہو؟ قریش نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! خیر کے سوا ہم اور کیا کہینگے؟ آپ کے کرم کے امیدوار ہیں۔ آج قوت و اختیار آپ ہی کے قبضۂ اقتدار میں ہے۔ ہم رحم وکرم اور عفو ومغفرت کے ملتجی ومستدعی ہیں آپ نے فرمایا کہ میں وہ کہتا ہوں جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر قابو پاکر کہا تھا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (پ ۱۳ س یوسف ع) اب تم پر کچھ الزام نہیں اور سب کو معاف فرمایا اور امان دی ؎

یارب تو کریمی و رسول تو کریم ۔۔۔ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

و للہ در من قال ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔۔۔ اگر مردی احسن الی من اسار

مرغ سحر بیدار اور انسان بادۂ غفلت میں سرشار

نصائح حکیم لقمان میں وارد ہے بیٹا! دیکھنا۔ صبح کا وقت نور ظہور کا [illegible] ہے ایسا نہ ہو تو خواب غفلت میں سرشار رہے اور مرغ سحر بیدار ہو کر اپنی بہتری وبرتری اور [illegible] وہوشیاری کا ثبوت دے۔ ولنعم ما قیل ؎

لقد هتفت فی جنح لیل حمامۃ ۔۔۔ علی فنن وانی لنائم

ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہوتا ہے کہ کبوتری درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھی آواز کرتی ہے اور میں مست خواب ہوتا ہوں

کذبت وبیت اللہ لو کنت عاشقا ۔۔۔ لما سبقت بالبکاء الحمائم

میرے دعوے سب جھوٹے ہیں۔ بخدا اگر میں عاشق صادق ہوتا تو کبوتری گریہ میں مجھ سے سبقت [illegible]

اسی مضمون کو شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ [illegible]

دوش مرغے بہ صبح مے نالید

یکے از دوستان مخلص را — مگر آواز من رسید بہ گوش
گفت باور نداشتم کہ ترا — بانگ مرغے چنیں کند مدہوش
گفتم ایں شرط آدمیت نیست — مرغ تسبیح خواں و من خاموش

تہذیب جدیدہ کے پیرو علی العموم اسوقت بیدار ہوتے ہیں جب آفتاب سر پر آتا ہے تو انگریزی مثل یاد رکھنا چاہیئے :-

Early to sleep and early to rise
Makes a man healthy wealthy & wise

(سویرے سونے اور سویرے بیدار ہونے سے آدمی تندرست مالدار اور دانا بن جاتا ہے)

اسلام نے اپنے پیرؤں کو اسی بنا پر نماز فجر کی خصوصیت کے ساتھ تاکید کی ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡهُوۡدًا (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۹) آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک ظہر عصر مغرب عشا کی نمازیں پڑھا کرو اور نماز صبح بھی کیونکہ نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہے ۔

گوش حق نیوش حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو ایکدن سخت پیاس لگی ہوئی تھی جب انکو پینے کیلئے ٹھنڈا پانی دیا گیا اسپر غشی طاری ہوگئی اور پانی کا پیالہ انکے ہاتھ سے گر پڑا ۔ جب ذرا افاقہ ہوا تو لوگوں نے وجہ دریافت کی ۔ فرمایا ٹھنڈے پانی کا پیالہ دیکھتے ہی میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ قیامت کے دن دوزخیوں کو پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملیگا لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡهَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا اِلَّا حَمِیۡمًا وَّ غَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا (پ ۳۰ س النبا ع ۱) وہاں دوزخ میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ چکھیں گے اور گرم پانی اور پیپ کے سوا ان کو کچھ پینے کو نہیں ملیگا یہ انکے اعمال کا پورا بدلہ ہے ۔ مجھے اہل دوزخ کی تمنا یاد آئی کہ وہ اہل جنت کو کہینگے کہ ہمیں کچھ پانی دو ۔ وَ نَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ (پ ۸ س الاعراف ع ۶) اور دوزخی پکار پکار کر جنتیوں سے کہینگے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو یا تم کو جو خدا نے بڑی فراغت سے روزی دی ہے اس میں سے کچھ ہم کو بھی دے ڈالو وہ کہینگے کہ خدا نے جنت کا دانہ پانی کافروں پر حرام کر دیا ہے ۔ غور کرو ارباب معنی اس امر کے محتاج [illegible] بارنگی کی زرد [illegible] پیلے کی نقاب ہی سے انکے گوش و ہوش وا ہوں بلکہ انکا تو یہ حال ہو کہ

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] اللہ عنہ کا ایک خالہ زاد بھائی مسطح نام بڑا مفلس تھا ۔ آپ [illegible]

خرچ بات سے اسکی مدد کیا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے افک میں اسنے سخن دروغ کہا اور شامت اعمال سے اس بہتان کے چرچے میں وہ بھی شامل ہو حضرت صدیق اکبر نے اسے نفقہ دینا موقوف کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ ۱۸ اس النور ع) اورتم میں سے جولوگ بزرگ منش اور صاحب مقدور ہیں۔ قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو مدد خرچ نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ انکے قصور بخشدیں اور درگزر کریں مسلمانو! کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ واللہ میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں اور پھر اسے نفقہ دینا شروع کر دیا۔ غور کرو جب کسی کے دل میں کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے تو وہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اسکے ساتھ نیکی کروں اور مراعات بیش از بیش کروں۔ یہ تو صدیقوں کا درجہ ہے۔ یا نیکی نہیں کرتا تو برائی بھی نہیں کرتا۔ یہ پرہیزگاروں کا درجہ ہے۔ یا برائی کرتا ہے یہ فاسقوں کا اور ظالموں کا درجہ ہے۔ جو شخص تمہارے ساتھ برائی کرے تم اسکے ساتھ نیکی کرو اس سے زیادہ کوئی چیز موجب تقرب الٰہی نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو معاف کردو کہ معاف کردینے کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

حوادث وافکار

(از جناب مولانا مولوی شیخ نور الدین صاحب تاجر چرم گوجرانوالہ)

ایک برہمن کی دو سالہ بیوہ لڑکی

کاٹھیاواڑ میں ایک برہمن نے اپنی ڈیڑھ سالہ شیر خوار لڑکی ایک شش سالہ بچے سے بیاہ دی چند روز کے بعد وہ لڑکا اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مرگیا۔ لڑکی دو سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی۔ قومی رسم ورواج کے مطابق اب اس لڑکی کو دوبارہ شادی کرنے کا اختیار نہیں۔ کیا یہ امر قرین انصاف ہے کہ اس معصوم ننھی لڑکی کو قومی رسم ورواج کی پابندی میں تمام عمر بیوگی میں بسر کرنے پر مجبور کیا جائے اور دین فطرت کے مقدس حکم وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ سے مستفید ہونے کا موقع نہ دیا جائے؟

اسلام کے اخلاق پر ایک امریکن پروفیسر کی

[...]از ہے کہ مہمان نوازی میں عربوں کو میں نے سب قوموں سے فائق پایا۔ میں نے ایک عرب [...]دار سے پوچھا کہ تمہارے مکان کا دروازہ رات دن کیوں کھلا رہتا ہے؟ اور تم نے کواڑوں [...] میخوں کے ساتھ دیواروں میں کیوں گاڑ دیا ہے؟ اسنے جواب دیا میرا دروازہ رات دن اسواسطے کھلا رہتا ہے کہ مہمان کھلم کھلا بغیر منت وسماجت دربانوں کے گھر میں داخل ہوسکیں۔ اسی غرض کے لئے میں نے کواڑوں کو دیواروں میں گاڑ دیا ہے کہ دروازہ بند ہی نہ کیا جاسکے۔ اصل یہ ہے کہ مہمان نوازی عربوں کے اخلاق کا مایہ ناز ہے۔ وہ ہر وقت اپنے مہمانوں کو مرحبا اہلاً وسہلاً کہتے ہیں انکے مکان ومافیہا مہمانوں کے آرام وآسائش کے واسطے حاضر ہیں۔ یہ عادت حمیدہ انکو اپنے جد امجد ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ورثہ میں ملی ہے جو بے حضوری مہمان طعام تناول نہ فرماتے تھے۔ جسوقت کوئی مہمان انکے ہاں آتا تھا معًا ماحضر پیش کرتے تھے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ (پ ۲۶ س الذٰریٰت ع ۲) اے پیغمبر ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تم تک پہنچی ہے؟ کہ جب یہ لوگ انکے پاس آئے تو آتے ہی سلام علیک کی۔ ابراہیم نے جواب سلام دیا اور دل میں کہا کہ یہ لوگ تو کچھ اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر جلدی سے اپنے گھر جا ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون کر مہمانوں کے لئے لے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نقطۂ خیال سے مہمان سے دریافت کرنا کہ کھانا نوش فرمائیے گا؟ چائے پیش کی جائے؟ لغویات میں داخل ہے۔ ماحضر پیش کردینا شیوۂ اسلام ہے۔ ہاں تہذیب جدیدہ کا منشا ومقتضا تو یہ ہے کہ اپنے مہمان کو کسی عظیم الشان ہوٹل کا پتہ بتا یا جائے۔

[...]سکوپ

پہلے پہل جب آبدوز کشتیاں تیار ہوئیں تو ان میں ایک بڑا نقص یہ تھا کہ پانی میں غوطہ لگانے کے بعد انہیں سطح سمندر کا حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ لیکن پیرسکوپ (آلہ افق نما) کی ایجاد سے یہ نقص رفع ہوگیا۔ آبدوز کشتیوں میں اسی آلہ کی بدولت اب سطح سمندر کی چیزیں پانی کے نیچے ہی سے بوجہ احسن نظر آتی ہیں۔ پیرسکوپ ایک مستقیم ومجوف نالی سے مشابہ ہوتا ہے اور کشتی کے انجن والے کمرے سے شروع ہوکر بحری امواج سے بھی اوپر [...] کالے رہتا ہے حالانکہ کشتی کا جسم زیر آب ہوتا ہے۔ پیرسکوپ کا قطر کل ۶ انچ اور سطح آب پر [...] [...] اٹھارہ انچ [...]۔ اسلئے یہ دشمن کو آسانی سے نظر نہیں آسکتا۔ اسکا کل طول قریبًا [...] [...] ساخت میں ٹیلیسکوپ (دوربین) اور فوٹو کیمرا (عکس نما) کے [...] [...] پر طاقتور محدب شیشہ نصب ہوتا ہے۔ نالی کے اندر [...]

تھوڑے فاصلہ پر بہت سے آئینے لگے ہوتے ہیں جنکی وساطت سے سطح سمندر کا عکس پندرہ نیچے جا کر آبدوز کشتی کے محافظ کو دکھائی دے جاتا ہے۔ سائنس کی ترقی سے بے شمار ایجادیں رہی ہیں جن سے نوع انسانی مستفید و مستفیض ہوسکتی تھی لیکن افسوس اندوہ اس بات کا ہے کہ اب یہی آلات و ادوات بنی آدم کے استیصال اور قلع وقمع میں مستعمل ہو رہے ہیں فاعتبروا یا اولی الا

سب سے بڑی اور سب سے چھوٹی کتاب

برٹش میوزیم لندن کی لایبریری میں دنیا کی سب سے بڑی کتاب موجود ہے۔ اسمیں ہالینڈ کے قلمی نقشے نہایت خوبصورتی سے کھود کر چھاپے گئے ہیں۔ اسکی جلد چمڑے کی ہے۔ بند کرنے کے لئے ٹھوس نقرئی چٹکیاں لگی ہوئی ہیں۔ اسکی ضخامت قریبًا سات فیٹ اور وزن آٹھ سو پونڈ یا دس من ہے یہ کتاب شاہ چارلس ثانی کو ۱۶۶۰ء میں قبل از روانگی ہالینڈ پیش کی گئی تھی۔ اس عظیم الشان کتاب کے پہلو بہ پہلو ایک اور کتاب رکھی ہوئی ہے جو دنیا میں سب سے چھوٹی کتاب مشہور ہے اس کتاب کو معدن کتب میں سب سے چھوٹے ہیرے سے تشبیہ دینا نامناسب وغیر موزوں نہ ہوگا کیونکہ اسکی تقطیع انگوٹھے کے ناخن سے زیادہ نہیں ہے۔ اسکے صفحات پر عہد نامہ جدید ایک جرمن صناع کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو غالبًا سترھویں صدی کے آغاز میں لکھا گیا تھا۔ تعداد صفحات اٹھائیس ہے۔ خط نستعلیق ایسا صاف اور واضح ہے کہ الفاظ آسانی سے پڑھے جا سکتے ہیں۔ اس کتاب کا طول ۳/۴ انچ اور عرض ۱/۵ انچ ہے! عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ ۲۲ س السبا ع) خدا عالم الغیب ہے اور ذرہ بھر چیز بھی آسمانوں اور زمین میں اس سے پوشیدہ نہیں اور ذرہ سے چھوٹی اور ذرہ سے بڑی جتنی چیزیں ہیں سب اسکے ہاں کتاب واضح یعنی لوح محفوظ میں صاف صاف لکھی ہوئی موجود ہیں۔

موعظۂ حسنہ

(از جناب منشی عبدالمجید صاحب صدیقی)

مولا کو اپنے خوش کرو روزہ نماز سے — بچتے رہو برائیوں سے حرص و آز سے
حکم خدا پہ چلتے رہو سرخرو رہو — ہو بہرہ ور شفاعتِ شاہِ حجاز سے
مسلم کا کام ہے کہ وہ اعلانِ حق کرے — پہچانا جائے خلق میں اس امتیاز سے
دنیا ہے جائے رنج و محن اے عزیز من — کیا فائدہ ہے خواہشِ عمرِ دراز سے
ناکام ہو گئے ہو تو لیکر خدا کا نام — ہمت ا[illegible]
صدیقی اسکی راہ میں ثابت قدم رہو — اک[illegible]

اصلاحِ نسواں

زیورات

(از جناب مولوی سید عرفان علی صاحب رضوی حنفی بیسلپوری)

زیورات پہننے کی خرابیوں پر اسوۂ حسنہ نمبر ۱۰ میں ایک مضمون نظر سے گزرا۔ چونکہ احقر کو فاضل مضمون نگار کی رائے سے اختلاف ہے لہذا ذیل میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جناب مولانا مولوی مفتی قاری محمد احمد رضا خانصاحب مدظلہم الاقدس کا فتویٰ متعلق زیورات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ امید کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائینگے۔ وہو ہذا۔

عورتوں کو سونے چاندی کے زیور پہننا جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ حِلٌّ لِاِنَاثِ اُمَّتِیْ وَحَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِھَا یعنے سونا ریشم میری اُمت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں رواہ ابوبکر ابن شیبۃ عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر عنہ وعن واثلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور انکے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔ بعض صالحات کہ خود اور انکے شوہر دونوں صاحب اولیا کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کرکے دولھن بنکر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں وہیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اُتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں اور دلھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ اُن کی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... [illegible] کو کَانَ اُسَامَۃُ جَارِیَۃً لَکَسَوْتُہٗ وَحَلَّیْتُہٗ حَتّٰی اُنَفِّقَہٗ رواہ احمد وابن ماجۃ عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند حسن بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبیہ ہے حدیث میں ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ تَعَطُّلَ النِّسَاءِ وَتَشَبُّھَھُنَّ بِالرِّجَالِ مجمع البحار میں ہے قِیْلَ اَرَادَ تَعَطُّلَ النِّسَاءِ بِلَا حَلْیٍ وَھِیَ مَنْ لَّا حُلِیَّ عَلَیْھَا وَلَا خِضَابَ وَاللَّامُ لِلْعَاقِبَۃِ ... رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یَا عَلِیُّ مُرْ نِسَاءَکَ لَا یُصَلِّیْنَ ... بے گہنے نماز نہ پڑھیں اَوْرَدَہُ ابْنُ الْاَثِیْرِ فِی النِّھَایَۃِ۔ ... عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں ...

کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔ مجمع البحار زیر حدیث عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرہ
ان تصلی المرأۃ عطلاً ولو ان تعلق فی عنقہا خیطاً۔ بجنے والا زیور عورت کیلئے اس حالت
جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھپی کے بیٹوں جیٹھ دیور بہنوئی کے سامنے نہ آتی
نہ اسکے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ولا یبدین زینتہن الا
لبعولتہن الآیہ عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں اور فرماتا ہے ولا یضربن
بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن۔ عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ انکا چھپا ہوا
سنگار ظاہر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔

حضرات شریعت مطہرہ کا حکم زیورات کے متعلق آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پس جبکہ زیورات کا
پہننا سنت اور بلا زیورات کے باوجود قدرت پانے کے عورت کو نماز پڑھنا مکروہ تو زیورات
پہننے کی خرابیاں تحریر کرنیکے واسطے قلم اٹھانا ضرور بالضرور ناموزوں اور اہانت سنت نبوی ہے
میری ناقص رائے میں اسوۂ حسنہ میں کوئی مضمون جو اشارۃً کنایۃً بھی حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے افعال واقوال کے خلاف ہو داخل ہونا چاہیئے کیونکہ اسوۂ حسنہ کا فرض ہے کہ
وہ حضور کے افعال واقوال پیش کرکے مسلمانوں کو قعر پستی سے نکالے۔

عورتوں کی ذمہ داریاں

(مقتبس از رسالہ معلومات۔ لکھنؤ)

گھر والی کا کام حفاظت کرنا۔ آرام آسائش کا سامان مہیا کرنا اور نسل بڑھانا ہے ظاہر ہے کہ ایسے اہم
کاموں کے واسطے کسدرجہ دماغی قوتوں کی ضرورت ہے اور کتنی محنت درکار ہے وہ لوگ جو اسکا اندازہ
نہیں کرسکتے وہ کم بیں اور کم عقل ہیں۔ عورت کی توجہ اسکے اصلی کاموں سے ہٹانا حقیقت میں قومی مصیبت ہے ہندوستان
کی حالت پر نظر کرتے ہوئے ہم کو مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ مثل مردوں کے عورتیں بھی اپنا کام پورا نہیں کرتیں۔ انکو بہت
ضرورت ہے اور بہت جانفشانی کی۔ نہ اسلئے کہ وہ بہت بڑی مورخ ہوں یا فسانہ نگار بلکہ اسلئے کہ وہ
ہوں۔ زندگی کھیل نہیں ہے یہ ایک عظیم جنگ ہے اور ذرا سی چوک سے مہلک ثابت ہوسکتی ہے علم اسواسطے
نہیں ہے کہ اس سے تم کھیلو یا اسکی نمائش کیا کرو۔ بلکہ اسکی غرض یہ ہے کہ بے علمی کی وجہ سے زندگی میں جو
دقتیں اور مشکلیں پڑ گئی ہیں انپر قابو حاصل کرو عورتوں کی تعلیم ہندوستان میں ابھی شروع ہے اسواسطے یہ بہت
ضروری ہے کہ انکو سمجھا دیا جائے کہ اپنے علم کو اپنے گہنے اور کپڑے کیطرح نہ استعمال کرو اسکو ایک پھاوڑا سمجھو
جس سے ہم کو زمین کھودنا ہے۔ دنیا کو دنیا سمجھنا اور زندگی کو زندگی علم کا ہے۔
فسانہ نویسی زندگی ایک سخت مہم ہے جسمیں خدا کی دی ہوئی

سیرۃ العبّاس

یہ نایاب کتاب ہے جسمیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عم مکرم حضرت ابوالفضل عباس بن عبد المطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات مفصل درج ہیں جو عربی تاریخ کی معتبر کتابوں سے ترتیب کرکے اردو زبان میں لکھے گئے ہیں تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئی ہیں شائقین جلد منگوائیں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت عمر علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:۔ حکیم مولوی فرید احمد عباسی طبیب ریاست بھیکم پور ضلع علیگڈھ

کیا آپنے یہ انمول جواہر نہیں لئے؟

کیا آپ اپنے ذخیرۂ معلومات میں ادبی اضافہ نہیں چاہتے؟ کیا آپ موثر و دلکش کلام کے دلدادہ ہیں؟ خاص مصنف مولانا شفق رضوی کے نشان رفیع گنج ضلع گیا سے کارڈ لکھ کر یہ کتابیں منگا لیجیے۔

حدیقۂ آخرت ہدیہ فی جلد ۶ر

ضرورت تھی کہ معمولی عامیانہ رسائل نعت و میلاد کے علاوہ خواص کے پڑھنے اور سننے کے قابل ایک خاص رسالہ ہو جسکی ہر صحت روایات سے مستند باعتبار انشاپردازی عالمانہ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہو اور اعتدال سے کبھی نہ بڑھے نظمیں محاسن شاعری کے اعلیٰ پیمانے پر ہوں اسلئے یہ رسالہ ملاحظہ فرمائیے اور موصوف بہمہ صفت پائیے۔

کنز المعانی ہدیہ فی جلد ۶ر

سورۂ فاتحہ کی جامع و بسیط تفسیر فصیح و بلیغ اردو نثر میں جسکی مثل دوسری اسوقت موجود نہیں ہے آئندہ ہو تو اور بات ہے۔ راویان احادیث و آثار کے مختصر تذکرے تحت ہر صفحہ ایسی بحثیں جو مذہب اسلام کی فی زمانہ موید ہیں۔ فروعی مسائل نماز کے بعض محققانہ و منصفانہ مختصر فیصلے مع نقل روایات احادیث۔

تحقیق سخن قیمت فی جلد ۸ر

[illegible] فن کے دوستوں شعراء کو استاد شفیق اور ماہران فن نے دیکھنے کا قابل قدر رسالہ جسکی تعریف میں اتنے خطوط آئے کہ اگر چھاپ دئے جائیں ایک رسالہ ہو جائے۔ نہایت مفید، کار آمد مضامین کا مجموعہ ہے۔

ریاض شفق قیمت ۸ر۔ یعنیہ عاشقانہ ہر قسم کی باعیوں قصیدوں غزلوں اور قومی اخلاقی نظموں کا مجموعہ منتخب اشعار و تخریب مثل بہا موتی پائے جاتے ہیں اپنے انداز کا نرالا اور اچھوتا گنجینہ شاعری ہے۔ استغاثہ وغیرہ شہود و مقبول نظمیں [illegible] اسمیں شامل ہیں۔ نیچرل رنگ کی نظمیں۔ طاؤس مہمان قفس چشم معشوق [illegible] نمونوں سے قیمت کم رکھی گئی ہے۔

مولانا شفق رضوی عماد پوری رفیع گنج ضلع گیا

مسٹر محمد علی کا مقدمہ

مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ نے رسالہ موسومہ مقدونیہ میں آؤ اور ہماری مدد کرو" کی ضبطی کے خلاف ہائیکورٹ کلکتہ میں اپیل دائر کیا تھا جسکی سماعت تین ججوں کی بنچ کے سامنے ہوئی تھی۔ اس مقدمہ کی اہم نوعیت اور فاضل ججوں کی منصفانہ اور بے لاگ اظہار رائے نے اخباری دنیا میں سنسنی ڈالدی تھی۔ رسالہ بعنوان بالا میں اسی سنسنی خیز اہم اور دلچسپ مقدمہ کی پوری پوری کیفیت معہ فیصلہ ججان ہائیکورٹ اور ایڈیٹران کی رایوں کے درج کی گئی ہے جو نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پریس ایکٹ مجریہ ۱۹۱۰ء کی کئی مغلق اور مبہم دفعات کی توضیح و تشریح - اہل ملک کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور عجیب و غریب رمزوں کا انکشاف ہوتا ہے گویا یہ رسالہ پریس ایکٹ کی شرح ہے - پس اخبارات و مطابع سے تعلق رکھنے والوں مصنفوں مؤلفوں - اخبارات کے ایڈیٹروں - چھاپہ خانہ کے مالکوں - وکیل - مختار - بیرسٹروں - کونسل کے ممبروں کو اس رسالہ کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیئے - ایک نسخہ صرف ۲ ر کے ٹکٹ ڈاک وصول ہونے پر معہ محصول روانہ کر دیا جائیگا - جو صاحب زیادہ خریدینگے انہیں ایک روپیہ کے بارہ رسالے دئے جائینگے - حجم رسالہ کا ۲۴ صفحہ ہے اور تقطیع ۲۲×۱۸/۸ ہے -

القانون فی علاج الطاعون

مولوی حکیم میاں محمد صاحب نے اس رسالہ میں مرض طاعون کی تاریخ و حقیقت اور اُسکے اسباب و علامات کے متعلق نہایت محققانہ بحث کی ہے اور محض بنظر افادۂ عام اپنے اُن تمام مجرب علاجوں کو بھی درج کردیا ہے جنکی وجہ سے ہزارہا جانوں نے اس مہلک مرض کے پنجہ سے نجات پائی - حفظ ماتقدم کی تدبیروں کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - تقطیع ۲۰×۲۶ - حجم ۶۴ صفحہ - قیمت ۴ر

اصول سراغرسانی

فن سراغرسانی میں یہ نہایت ہی مفید کتاب ہے - علم قیافہ کو اسمیں نہایت خوبی سے بیان کیا ہے - پولیس کو سراغرسانی جرائم میں اس سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے - طرفہ یہ کہ بہت ہی دلچسپ ہے حجم ۱۹۲ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶ - قیمت صرف ۶ر

انوار ساطعہ

زبردست عقلی و نقلی دلائل سے مولود شریف اور فاتحہ وغیرہ کا بےمثل ثبوت - دیوبندیوں کی براہین قاطعہ کا دنداں شکن رد - مصنفہ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل خلیفۂ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحبؒ - قیمت ایک روپیہ -

شاعرانہ خیالات

مصنفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا بی اے - اسکی نسبت شمس العلما مولانا حالی و شمس العلما مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ اُردو میں اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے زیبدہ ہے اس میں انگریزی شاعری کا مختصر حال اور نہایت مشہور شعرا کی عمدہ نظمیں ترجمہ والا ہمکے شامل کرئے گئے ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت ۸ر

بزم فریدیہ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگلے وقت کے بزرگوں کی محفلیں کیسے ہوا کرتے تھے اور آجکل کے مشائخ کی صحبتوں میں کیا افسانے ہورہے ہیں، بزم فریدیہ دیکھئے جو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب راحت القلوب کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۰ار

بیان خسرو محبوب المحبوب حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ کی مبسوط سوانح عمری نہایت دلچسپ مصنفہ شمس العلما مولنا شبلی نعمانی ضخامت ۲۰ صفحہ نہایت خوشخط اور خوشنما چھپی ہے قیمت ار

آئیڈیل اس کتاب میں عارفانہ مقولے اور ایک ہندو بزرگ کی سوانحعمری ہے مصنفہ لالہ چند حلال قیمت ۲ر

جاماسپ نامہ حکیم جاماسپ پانچہزار برس پہلے قیامت تک کے حالات لکھ گیا ہے جو سب کے سب ٹھیک نکل رہے ہیں۔ اسی نایاب کتاب کے ترجمہ کا نام جاماسپ نامہ ہے قیمت ۲ر

شکوہ و فریاد ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم۔ اے۔ اور مولنا سیماب اکبرآبادی کی دو مقبول خاص و عام نظمیں نہایت خوبصورت چھپی ہیں۔ قیمت ۳ر

اسلام کی برکتیں اس کتاب میں مولوی ظفر علی خانصاحب ایڈیٹر زمیندار و شمس العلماء مولنا شبلی نعمانی اور حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کے تین نہایت دلچسپ اور مفید مضمون درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

خون شہادت کے دو قطرے یہ حضرت سرمد شہید و حضرت منصور کی سوانحعمریاں ہیں جنہیں مولنا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال اور ملا محمد الواحدی نے تالیف فرمایا ہے۔ قیمت ۳ر

چند دن بعد کیا ہوگا اس کتاب میں عجیب غریب باتیں ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ قیمت ۲ر

ایڈیٹر کا حشر ایک نہایت ہی عبرتناک فسانہ۔ اخبارنویسوں کی مشکلات کی مجسم تصویر۔ مصنفہ مولوی ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار۔ قیمت ۱ر

حالات خضر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے دلچسپ حالات کا مجموعہ جسمیں عجیب و اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی یعنی مولانا حالی کے فارسی اور عربی کلام مجموعہ جو ابھی پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے۔ قیمت ۱۲ر

اوراد قادری اس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ کے بہت مجرب اوراد و اعمال اور وظائف دیے

سرمایۂ آخرت معروف بہ چراغ رسالت۔ دینیات کی بےمثل کتاب ہے

ملنے کا پتہ منیجر مکتبہ قادریہ۔ سعید منزل

تصانیف حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب

روزنامہ بالتصویر و بلا تصویر

یہ حضرت خواجہ صاحب کا وہ مشہور و معروف سفرنامہ ہے جسمیں آپ نے سفر مصر و شام اور حجاز وغیرہ کے عجیب غریب حالات تفصیل کے ساتھ قلمبند فرمائے ہیں۔ اسکا ہر ایک بیان اسلامی ملکوں کی سچی تصویر ہے۔ اُردو زبان میں ابتک ایسی پُر لطف عبارت اور ایسے دلچسپ حالات کا سفرنامہ شائع نہیں ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات اور دیگر مقامات متبرکہ میں حضرت خواجہ صاحب نے خاص کیفیت میں آکر جو دعائیں مانگی ہیں اُن میں کچھ ایسا روحانی اثر ہے کہ پڑھنے والوں کی طبیعتیں بے چین ہو جاتی ہیں اور جنکی خوبی کا اندازہ دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ تمام ہندوستان میں اس سفرنامہ کا غلغلہ تھا اور لوگ بے چینی کے ساتھ اسکے شائع ہونے کے منتظر تھے جو اب چھپکر تیار ہو گیا ہے۔ تیس کے قریب عکسی تصویریں ہیں۔ جن میں فرعون کی لاش اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر نہایت مؤثر اور عبرت خیز ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے سامنے بولنے اور خدائی کا دعویٰ کرنیوالا فرعون اپنی اصلی شکل میں پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسے ہی حضرت یوسفؑ کا مرقع جنکے حسن کے گھر گھر افسانے ہیں زیارت کے قابل ہے۔ اُس مینار کا فوٹو بھی ہے جہاں حضرت مسیحؑ نازل ہونگے۔ ستائیس لاجواب فوٹو اور ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسکے علاوہ ممتاز مشائخ سے جو مخفی اعمال۔ نسخے اور تعویذیں وغیرہ حضرت خواجہ صاحب کو بڑی محنت سے حاصل ہوئے تھے وہ بھی سب اس میں درج ہیں۔ الغرض یہ سفرنامہ اپنے رنگ کا پہلا سفرنامہ اور نہایت دلچسپ ہے۔ ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ ولایتی کاغذ پر نہایت خوشنما چھپا ہے۔ حجم ۳۰۴ صفحہ۔ تقطیع ۱۸×۲۲ قیمت بالتصویر ؏ و بلا تصویر ۸؍

تسخیر مہر و قہر یعنے اعمال حزب البحر

فن اعمال و وظائف میں آجتک ایسی دلچسپ مؤثر اور مفید کتاب ہندوستان میں کبھی شائع نہیں ہوئی۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی اصحاب کو دعائے حزب البحر کے اعمال سے عجیب و غریب تجربے ہیں اور جیسے حیرت خیز کرشمے اُنہوں نے اسکے دیکھے اسکا بیان حضرت خواجہ صاحب نے اپنی جادو بھری تحریر میں ایسے انداز سے کیا ہے کہ پڑھنے والا کتاب بغیر ختم کئے ہاتھ سے نہیں رکھ سکتا اسکے علاوہ حزب البحر کے اعمال کے مختلف طریق عمل جو ہندوستان کے نامور مشائخ اور مصر۔ بیت المقدس۔ دمشق۔ مدینہ منورہ اور مراکو وغیرہ کے شہرۂ آفاق عاملوں سے دستیاب ہوئے تھے وہ سب اس میں درج ہیں۔ تسخیر خلائق۔ تسخیر حکام۔ تسخیر اہل خانہ۔ اور تسخیر محبوب وغیرہ کے مجرب اور سچے اعمال۔ ہلاکی اعدا۔ اور رفع امراض۔ صحت جسم۔ رہائی اسیر۔ ترقی رزق۔ افزونی عزت و جاہ وغیرہ وغیرہ۔ انشاپردازی کے اعتبار سے بھی یہ کتاب اُردو ادب میں ایک بیش قیمت

اضافہ ہے۔ تقطیع ۲۲x۱۸۔ حجم ۱۰۴ صفحہ۔ قیمت ۸ ر

مجموعہ مضامین حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مختلف اخبارو رسالوں میں حضرت صاحب کے جسقدر مضامین شائع ہوئے ہیں انکا بے مثل انتخاب۔ جسکے ہر ایک صفحہ میں درد اور کیفیت کی نہریں بہ رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کی انشاء اردو اور انکے جذبات ناظرین سے بے خراج تحسین وصول کر لیتے ہیں۔ ایک اخبار کی رائے تھی کہ خواجہ صاحب کے مضامین میں ایسی عجیب کیفیت ہوتی ہے کہ گویا وہ مضمون لکھنے کی سیاہی میں مقناطیس ملا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ مجموعہ کی تقطیع ۲۶x۲۰۔ ۱ ا ر حجم ڈھائی سو صفحہ ہے مگر قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

روزنامچہ سفر ہندوستان اس روزنامچہ میں بمبئی کے قابل دید نظارے سندھ سومنات کی سیر اولیاء کرام کے مزارات۔ آغاخانی و امام شاہی مخفی تحریکوں کے تذکرے بہت ہی دلچسپ طریقہ سے درج کئے گئے ہیں۔ جن لوگوں نے خواجہ صاحب کا دور سفر حجاز پڑھا ہے وہ اسکی روش کو خود ہی سمجھ جائینگے۔ حجم ۲۰ صفحہ تقطیع ۲۲x۱۸۔ قیمت ۸ ر

شیخ سنوسی کے تینوں حصے یعنی حضرت خواجہ صاحب کے وہ تین مشہور و معروف رسالے جن میں آئندہ زمانہ کے انقلابات کی نسبت خبر دینے والی پیشینگوئیاں درج ہیں جو اکثر صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ یہ تینوں رسالے کئی بار چھپکر شائع ہوچکے ہیں اور کئی زبانوں میں انکا ترجمہ بھی ہوگیا ہے۔ قیمت ہر سہ حصہ ۱۲ ر

اسلام کا انجام دیار مصر کے شیخ المشائخ کی شہرۂ آفاق کتاب مستقبل الاسلام کا اردو ترجمہ فلسفیانہ استدلال سے اسلام کے نیک انجام کا ثبوت۔ قیمت ۴ ر

اسرار بابی فرقہ کے بانی بہاء اللہ آفندی کی وہ زبردست کتاب جسمیں موز تصوف کا خیز طریقے سے بیان کیا ہے۔ قیمت ۴ ر

پیغمبری اشارہ کی اُردو دعائیں اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کی مؤثر اردو دعائیں درج ہیں جنکے عنوان یہ ہیں بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بچہ کی بسم اللہ کے وقت کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا۔ دلہن سسرال میں جاکر۔ دولہا کی دعا دلہن کو دیکھ کر۔ بیمار کے سامنے پڑھنے کی دعا۔ صبح کی دعا۔ صبح کھانے سے پہلے کی دعا۔ کھانے کی بعد کی دعا۔ پلنگ پر جانے کے وقت۔ تہجد کے وقت۔ صبح بعد۔ ظہر کی نماز کے بعد وغیرہ پانچوں نمازیں۔ اذان سننے کے [illegible] ناچاند دیکھ کی گھسے اور چمک میں۔ ریل میں سوار ہوتے وقت۔ جہاز میں

... جاتے وقت۔ امتحان دیتے وقت۔ شب فراق میں۔ شب وصال میں۔ قرضداری میں۔ پیاس میں۔ خوف و ہراس میں۔ خوشی کے وقت۔ آگ لگتے وقت۔ اندھیری رات کو دیکھ کر۔ چاندنی کو دیکھ کر۔ اونچے پہاڑوں کو دیکھ کر۔ نیچے غاروں کو دیکھ کر۔ خوبصورت کو دیکھ کر۔ بدصورت کو دیکھ کر۔ مزے کی چیز کھا کر۔ بدمزہ چیز چکھ کر۔ مرنے والے کے سامنے قبرستان میں جاکر۔ ویران کھنڈر دیکھ کر شاندار عمارتوں کو دیکھ کر وغیرہ۔ انکے علاوہ تمام وہ سفر کی دعائیں بھی ہیں جو سفر حجاز و مصر و شام اور دیگر خاص خاص موقعوں پر عالم کیف میں حضرت خواجہ صاحب نے مانگی ہیں قیمت ۱۲ر۔

رسول کی عیدی امت کے بچوں کیلئے حضرت خواجہ صاحب نے مرتب فرمائی ہے۔ قیمت ۲ر

سترہویں نامہ۔ حضرت امیر خسروؒ کی سترہویں شریف کے حالات قیمت ۳ر

دل کی مراد	۱۰ر	بم	۱۰ر
مکھی کا میدان جنگ	۱ر	بندوق	۱ر
فلسفۂ شہادت	۱ر	جرمن شہزادہ کی لاش	۱ر
مچھر کا اعلان جنگ	۱ر	ہمارے رسولؐ کی عادتیں	۱ر
توپ خانہ	۱ر	دینی یادداشت	۱ر
دکھیا شہزادی	۱ر	ہوائی جہاز	۱ر
فرام قبلہ تو شملہ	۱ر	ترکی فتح کی پیشینگوئیاں	۱ر

غدر دہلی کے افسانے

یہ غدر دہلی کے دردناک سچے واقعات جو بادشاہ اور انکے گھرانہ کی عورتوں وغیرہ کو پیش آئے خواجہ صاحب نے خود انہی لوگوں کی زبانی جن پر یہ حالتیں گزریں سنکر اپنی مشہور طرز تحریر میں ...

ہر افسانہ عبرت و حسرت کی تصویر ہے۔ پڑھنے والا دنیا کے انقلاب کا حال پڑھ کر بیتاب ہوجاتا ہے اور بغیر آنسو بہائے قصہ کو ختم نہیں کرسکتا۔

خدا سے ڈرنے اور دولت کے انجام کار سوچنے کے لئے اس کتاب سے بڑھکر کوئی ناصح نہیں مل سکتا۔

بصورت تقطیع بہ نہایت خوشنما چھپی ہے۔ قیمت ۹ر

... جو زیر طبع ہیں وہ شائع ہونے پر مکتبۂ قادریہ سے مل سکتی ہیں۔

تصانیف مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی

معیار الاخلاق اسلامی اخلاق کا صحیح معیار ہے یہ کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کی چھپی ہے قدیم و جدید مذہبی اور حکیمانہ اصول کے مطابق ترتیب دی گئی ہے عام اُردو نہایت پختہ اور صاف۔ قیمت ۴ر

تنقید لطیف بر خیالات ظریف مسٹر محمد ظریف ایم۔ اے (دہریہ) کے بیہودہ خیالات کا مدلل رد۔ جدید تعلیم یافتوں کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ دلچسپ اور مفید کتاب ہے اسلام کے اصول کی زبردست حمایت کیگئی ہے۔ قیمت ۱۲؍

فلسفۂ مذہب وہ مشہور مضمون جو عصر جدید کی جلد ۲ میں شائع ہوا تھا اور اب مستقل رسالہ کی شکل میں دوبارہ چھپا ہے۔ اسکا پڑھنا اہل مذہب کے لئے اور خاصکر مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

یادگار حسین مصنفہ خان بہادر میرزا سلطان احمد خاں ممبر کونسل بہاولپور جو ایک مدلل سوانح عمری امام حسینؑ کی ہے اور مولوی غلام الحسنین صاحب نے مع حواشی اور دیباچہ کے دوبارہ چھپوایا ہے۔ قیمت ۴ر

تصانیف آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب

روزنامچہ سیاحت تقطیع ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۰۔ اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عراق۔ عرب۔ ایران۔ کاکیشیا۔ قسطنطنیہ۔ شام۔ مدینہ منورہ اور مصر کے بعض شہروں کے حالات درج ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی اخلاقی۔ تمدنی اور پولیٹیکل حالت پر ہر جگہ بحث کی گئی ہے جو مسلمانان ہند کے لئے نہایت دلچسپ اور مفید ہے اور جسمیں حالات سے اہم نتائج نکالے گئے ہیں۔ قیمت درجہ اول ۱۲ر درجہ دویم عہ -

تاریخ مسئلہ سود (انگریزی میں) اس کتاب میں اولاً سود کی تمام تاریخ بیان کی گئی ہے اور پھر سود کے متعلق موجودہ قانون پر علم الاقتصاد اور ملک کی موجودہ حالت کے اعتبار سے مفصل بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سود کی شرح اور قانون میں کس طرح اصلاح ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ سود کے متعلق بہت سے انگریزی اور اُردو کی رائیں بھی درج ہیں۔ وکلا کیلئے خاص طور پر دلچسپ ہے۔ مصنف اور دیگر ممبران کونسل نے اسکی تعریف کونسل میں کی تھی۔ قیمت ۲؍

پیامبری بہبود کے وسائل

یہ لیکچر محمدن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۲ء میں دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب البرہان کے حواشی اور مولوی سید غلام الحسین کے دیباچے کے ساتھ الگ رسالے کی شکل میں چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۳ر

تصانیف حضرت مولانا محمد فائق صاحب نظامی نیازی

تائید الاسلام

عبدالغفور عرف دھرمپال نے مرتد ہو کر اپنی کتاب ترک اسلام میں جو لغو۔ لچر اور بے بنیاد اعتراضات واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر کئے تھے اس رسالہ میں ان کا محققانہ اور دندان شکن رد کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اول معترض کو جو اس آیت شریف کے سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے اسکو بیان کیا ہے پھر اس آیت کا جو اصلی مطلب ہے بعنوان مختلف اسکو سمجھایا ہے اسکے بعد باعتبار فصاحت اور بلاغت کے اس آیت کی چند خوبیاں ظاہر کی ہیں۔ پھر دین اور دنیا کی مصلحتوں کے متعلق جو جو اس سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں انکو بھی دکھایا ہے۔ پھر اس امر کی تنبیہ کی ہے کہ معترض جو اپنی فہم ناقص سے خلاف عقل قرآن پاک کی تعلیم سمجھ رہا ہے وہ قرآن پاک کی تعلیم نہیں بلکہ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ سے دین اور دنیا کی مصلحتیں جو بیان کی گئیں حقیقۃً وہ قرآن پاک کی تعلیم ہے اہل علم کو اس رسالہ کے دیکھنے سے عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

تحقیق الحق

جو حضرات صوفیہ الکرام کے مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت وحقیت کو سمجھنا چاہیں وہ اس فلسفیانہ رسالہ کا مطالعہ کریں۔ قیمت ۵ر

تحفۃ المسلمین

اس رسالہ میں اُن سب حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے جو غیر مقلدوں کی طرف سے آمین بالجہر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ قیمت ۴ر

السماع

اس رسالہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام اور ائمہ مجتہدین کے قول وفعل سے گانا سننے کے جواز کو ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

رایت الاسلام

اس رسالہ میں السلام علیکم کی فضیلت اور آداب وتسلیم و بندگی وغیرہ کی بُرائیاں بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ار

پہلی جو زیر طبع ہیں فہرستیں منسوخ سمجھی جائیں۔

بچے۔ بوڑھے۔ عورت۔ مرد۔ امیر۔ غریب۔ سب کیلئے

میرٹھ کے مشہور و معروف مطبع ہاشمی نے جو عمدہ قرآن مجید چھاپنے میں ہندوستان کے تمام مطابع سے زیادہ نام پیدا کر چکا ہے حسب معمول رمضان المبارک کیلئے امسال بھی ایک قرآن مجید بڑے اہتمام کے ساتھ چھپوایا تھا جسکی تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں۔ اس قرآن مجید سے بچے بوڑھے۔ عورت مرد۔ امیر۔ غریب سب مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستان میں اسقدر مقبول ہوا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں چھپتا ہے اور ہاتھوں ہاتھ نکلجاتا ہے۔ شائقین بڑے بڑے قرآن مجیدوں کے مقابلہ میں اسکو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہیں بین السطور میں اردو ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا ہے جو نہایت مستند اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔ حاشیہ پر اردو موضح القرآن پڑھی ہوئی ہے جو بہت ہی کارآمد ہے۔ خط نہایت صاف اور جلی ہے۔ ہدیہ کاغذ سفید مجلد چرمی نقرئی صرف تین روپے۔ او مجلد چرمی کاغذ خاکی ۲ روپے۔ جلد درخواست بھیجئے ورنہ پھر آپ کو آئندہ سال تک انتظار کرنا پڑیگا۔

حمائل شریف معرّیٰ

یہ عجیب و غریب حمائل شریف ہے جسکی تعریف ناممکن ہے۔ لفظ پاک معانی صاف خط خوشنما۔ ایک حرف علیحدہ مستقل موتی کے ٹکڑا ہوا ہے۔ اسکا سائز کارڈ کے برابر ہے مگر اس قدر روشن ہے کہ کمزور بصارت والے اصحاب بھی بغیر عینک کے تلاوت کر سکتے ہیں۔

ہدیہ مجلد چرمی ۱۲؎۔ بلجیم

ملنے کا پتہ :- مدیر مکتبہ قادریہ

[کتا]ب الحبیب یعنی مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ۔ اگرچہ سوانح عمریاں حضرت خواجہ کی بہت سی چھپ چکی ہیں مگر کتاب ہذا کی خصوصیات سب پر فائق اول تو یہ کتاب ایک خاندانی بزرگ صاحب تصنیف کثیرہ حضرت حاجی خواجہ محمد نجم الدین صاحب شاہ ولی [خلیفہ] و خلیفہ خاص حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہما کی تصنیف سے ہے۔ دوم اکثر سوانح عمری میں ایک ہی مشہور حالات خواجہ کو دوہرایا گیا ہے اس میں یہ بات نہیں بلکہ کتنے ہی واقعات عجیب اور اُن کی اولاد اور احفاد کا ذکر بالکل جدید ہے اور ہر ایک بیان کو بحوالہ الکتب درج کیا ہے جو صاحب مفصل صحیح حالات حضرت خواجہ اور اُنکی اولاد کے چاہیں اور محبان خدا کو دوست رکھتے ہوں اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں قیمت

ارشاد الکاملین یعنے مجموعہ کتاب انوار الاولیا ترجمہ اسرار الاولیا حضرت گنجشکر و ترجمہ افضل الفوائد حضرت نظام الدین اولیاء و ترجمہ مفتاح العاشقین حضرت چراغ دہلی جن میں ان ہر سہ بزرگان کے فرمودہ فوائد و دلچسپ روایات و حکایات وغیرہ ہیں۔ صفحہ ۷۶ ۳ قیمت عہر ۔

حدیقہ تصوف۔ حال قال و حکایات متقدمین اہل اللہ۔ انتخاب ترجمہ لواقح الانوار شعرانی ۔ قیمت عہ

حیات اعظم۔ سوانح عمری حضرت امام اعظم مع جوابات مخالفین عہ ۔

مطلوب الطالبین۔ سوانح عمری مولانا روم۔ ۸ر

مخزن حقیقت سوانح عمری و ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید مجددی مع طریق توجہ و سلب امراض دل کا حال معلوم کرنا و اعمال و تعویذات و معمولات عزیز رسمی اکثر و علمیہ عہ

تذکرۃ المخدرات آنحضرت صلعم کی والدہ محترمہ و ازواج مطہرہ و دیگر نیک خواتین اسلامیہ کے حالات و علم و فضل و آداب و حقوق والدین و زوجین وغیرہ ۱۲ر

[ت]اریخ الاولیاء دو جلد یعنے سیر العارفین مصنفہ حضرت جمالی مشہور بزرگ قوم کنبوہ کا اصل نسخہ و تکملہ سیر الاولیاء فارسی اول میں حضرت خواجہ صاحب اجمیری سے لیکر تا بہ حضرت چراغ دہلی و حضرت [شیخ بہاءالدین] زکریا و حضرت جہانیان و حضرت عراقی وغیرہ اور تکملہ میں خاص بزرگان چشت کے تا بہ خلفا مولانا [فخر الدین] [حیرت] ایت دلچسپ تفصیلی حالات و ملفوظات حضرت محمد عاقل خلیفہ خواجہ نور محمد صاحب مہاروی [در]ج ہیں قیمت رعایتی ہر دو جلد عہر ۔

[س]یر العارفین ۔صفحہ ۱۴۴ ۔ کاغذ سفید مع نقشہ جات مقامات متبرکہ ۱۰ر

[ت]حفۃ العارفین ترجمہ سراج المومنین سلامی ارکان کے حکیمانہ فوائد تحقیق اسم اعظم سلاطین [ر]وح عقل۔ نفس۔ محبت۔ عشق۔ معجزہ۔ کرامت۔ استدراج۔ سحر طلسمات [...] یاجوج ماجوج وغیرہ عہر ۔

[...] الاعمال و فوائد [...] حیات حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر

پرہ معہ وظائف منتخبہ مترجم و فیوض القادری و اعمال و اوراد غوثیہ از حضرت غوث الاعظمؓ قیمت مکجائی ۸ر

قعہ شریف۔ حضرت کلیم اللہ جہان آبادی معہ رسالہ اللہ الصمد مجربہ اعمال خاندان چشت اہل سنت ۲ر

دۃ الخواص۔ عجائب خواص سنگ و جواہر و حیوانات و گشتہ جات و طلسمات وغیرہ ۴ر

موعہ رسائل قیافہ۔ سوال و جواب طبیہ و فرح الانسان و فوائد بقول حکماء وغیرہ ۲ر

مع الصنائع جدید۔ انگریزی۔ دیسی کاریگریوں آتشبازی وغیرہ کی پانچسو تراکیب نسخہ جات ۸ر

یۃ الکلام۔ مسنون طریقہ لباس و طعام کا ذکر بحوالہ قرآن و حدیث۔ قیمت ۲ر

مجموعہ مجربات معہ تسہیل المعالجات معروف بہ کشت زار ہر سہ طب کے مجرب نسخہ حکیم زکریا رازی کی ود اثر دوائیں۔ فوائد علم سر دوہ یعنی تنفس بینی کے ذریعہ دفع امراض معرفت حیات و ممات۔ تسخیر نسواں وغیرہ جلد اول اور جلد دوم کشت زار میں آسان و تجربہ کے علاج اہل دیہات کیلئے و مخصوص مردان و زنان مجربہ حکیم وزیر علی مرحوم شاگرد حکیم وارث علی خاں مصنف کشت زار قیمت ہر دو جلد ۱۲ر

اقسام الطعام شاہجہانی ہر قسم کے کھانوں۔ حلووں۔ اچار مربوں وغیرہ کی ترکیب خواص و فوائد اشیاء خوردنی مفید مردان و زنان معہ مرکبات عطاری وغیرہ ۱۲ر

تدابیر حسن۔ مخصوص امراض عورتوں بچوں کے علاج کی مشہور کتاب جسکا گھر میں ہونا وقت پر بہت کام دیتا ہے۔ ۱۴ر

مجموعہ رسائل نافع المسلمین خورد ۱۱۲ صفحہ۔ ۱۴ر

کارآمد عملیات و نسخہ جات۔ مفید الخلائق معہ تعویذ نامہ حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی خانذادہ و طلسمات سحر العنود ترمیم شدہ حصہ اول سحر سامری حصہ دوم ۲ر ایضاً حصہ سوم خواص جواہر و حیوانات و حروف وغیرہ ۴ر

فیوض القادری مجموعہ اعمال و اوراد غوثیہ از حضرت غوث الاعظم معہ شمائل الاطفیاء وغیرہ ۴ر

خاص تبرک۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے بیان کردہ علامات قیامت۔ خواص کسوف و خسوف اطاعت نسواں و قصیدہ بہار جنت۔ حالات سیلہ اجمیر شریف و تحفہ صابر۔ حالات پیران کلیر شریف قیمت ۲ر

مولود شریف رحیمیہ۔ معہ حالات معراج و وفات ۴ر۔

سانہ نثار معروف طلسم فطرت۔ سکنہ رحمت والی گلشن آباد خدمتیہ پری وغیرہ کا عجیب غریب قصہ معہ نیچر خواہ پرستی و مضحکہ خیز مکالمہ۔ بقول ظریف ہنسی کے مارے بے قابو کر دیتا ہے۔ ۸ر

یوان نکی۔ خاص شاگرد غالب۔ جسپر غالب کا سارٹیفکٹ بھی درج ہے۔ ۸ر

استان طلسم ہوش افزا ملکہ دلفش و شاہزادہ نورالزماں شوخ عیار کا نہایت لطف انگیز قصہ با تصویر ۔ ۳ر

یوان شیفتہ۔ صفحہ ۱۱۲ ۴ر۔ دیوان مد ...

ول نور جہاں و جہانگیر کلاں۔ با تصویر صفحہ ۲۲۸۔ ۱ر

ملنے کا پتہ۔ مدیر مکتبہ قادریہ سعید

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ایجنٹوں کی ضرورت ہی جو اپنے اپنے شہروں میں اسوۂ حسنہ کی
کاپیاں فروخت کرسکیں۔کمیشن معقول دیا جائے گا۔شرائط
منگا لیجئے۔

مشتہرین کو اطلاع

حسنہ میں اشاعت اشتہارات کے نرخ نہایت ارزاں ہیں۔امید
کہ مشتہرین کے کاروبار کو اس میں اشتہار دینے سے بہت فروغ
۔نرخنامہ طلب کیجئے۔

اگر آپ کو کچھ چھپوانا ہے

عصر جدید پریس میرٹھ میں چھپوائیے۔میرٹھ میں صرف یہی ایک
ہے جو ہر قسم کا کام منشا کے موافق اور وعدے پر چھاپکر
ملتا ہے۔اُجرت بھی کچھ بہت زیادہ نہیں لی جاتی۔اس مطبع
کام وقت پر انجام دینے کے خیال سے نہایت ہوشیار
کارکن بڑی بڑی تنخواہوں پر ملازم رکھے گئے ہیں۔امتحان
انشاءاللہ کبھی کوئی شکایت نہ ہوگی۔

نیازمند منیجر عصر جدید پریس